وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صحیح البخاری

مؤلّفہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ و شرح

حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ

جلد نہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پیش لفظ

الحمد للہ ثم الحمد للہ صحیح بخاری ترجمہ و شرح حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ کی نویں جلد مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ یہ جلد کتاب المغازی غزوۂ خیبر سے آخر مغازی تک کے حصہ پر مشتمل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم کا روح پرور تذکرہ مغازی کے ان ابواب میں پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن استعدادوں کا پتہ چلتا ہے جو ایک عظیم سپہ سالار کی حیثیت سے اس شان سے اُبھر کر سامنے آتی ہیں کہ دیکھنے والے کی نظر کو خیرہ کر دیتی ہیں۔ تعجب سے نگاہ اس حیرت انگیز وجود کو دیکھتی ہے جو اوّل و آخر ایک مصلح تھا جسے جنگ سے کوئی سروکار نہ تھا۔ لیکن جب حالات کی مجبوری نے اُسے جنگ کے میدان میں لا کھڑا کیا تو اس میدان میں بھی سیادت کی ایسی نرالی شان اُس سے ظاہر ہوئی جو معجزہ سے کم نہیں۔ جنگوں کے دوران آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار کو عام دنیا کے جرنیلوں کے پیمانوں سے ناپنا آپؐ کے شایانِ شان نہیں۔ آپؐ تو میدانِ روحانیت اور کارزارِ اَخلاق کے سپہ سالار تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ درحقیقت تیروں، تلواروں، نیزوں اور برچھوں کی جنگ نہیں تھی بلکہ تائید الٰہی اور نصرتِ ربانی سے لڑی جانے والی یہ جنگ نفس اور ضبطِ نفس کی جنگ تھی۔ یہ جنگ رضائے خویش اور مرضئ خدا کی جنگ تھی۔ بلاشبہ نفس انسانی کا اس موقع پر ایسا قتال ہوا کہ ہر طرف کشتوں کے پشتے لگ گئے۔ یہ آپؐ ہی تھے جنہوں نے بارہا گرتے ہوئے صحابہ کو سنبھالا اور لڑکھڑاتے ہوئے جسموں کو سہارا دیا۔ یہ آپؐ ہی تھے جنہوں نے اُکھڑتے ہوئے قدموں کو ثبات بخشا اور گرتی ہوئی ہمتوں کو اُبھارا۔ آپؐ نے دِلوں کو ڈھارس دی تو دِل سنبھلے۔ آپؐ نے حوصلہ دلایا تو حوصلے پیدا ہوئے۔ وہ صحابہ جنہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ اے اللہ کے رسول! ہم تیرے آگے بھی لڑیں گے، تیرے پیچھے بھی لڑیں گے۔ تیرے دائیں بھی لڑیں گے اور تیرے بائیں بھی لڑیں گے۔ ان جنگوں میں خدا کا یہ برگزیدہ رسول اُن کے آگے بھی لڑ رہا تھا۔ اُن کے پیچھے بھی لڑ رہا تھا، اُن کے دائیں بھی لڑ رہا تھا اور اُن کے بائیں بھی لڑ رہا تھا۔ میدانِ اَخلاق کا یہ بے مثل شہ سوار جنگوں کی مہیب گھڑیوں اور کٹھن مراحل میں ایک نئی شان اور نئی آن بان کے ساتھ جلوہ گر ہوا۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْهِ وَآلِهٖ بِعَدَدِ هَمِّهٖ وَغَمِّهٖ وَحُزْنِهٖ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ وَأَنْزِلْ عَلَیْهِ أَنْوَارَ رَحْمَتِكَ إِلَى الْأَبَدِ۔

جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست

٦٤- كِتَابُ الْمَغَازِي

بَاب٣٨: غَزْوَةُ خَيْبَرَ	غزوۂ خیبر	١
بَاب٣٩: اسْتِعْمَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر کے لئے عمال (کارکن) مقرر کرنا	٧٥
بَاب٤٠: مُعَامَلَةُ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر سے بٹائی کرنا	٧٧
بَاب٤١: الشَّاةُ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ...	بکری جسے خیبر میں زہر آلود کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (ہدیہ) پیش کیا گیا	٧٧
بَاب٤٢: غَزْوَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ	غزوہ حضرت زید بن حارثہؓ	٨٠
بَاب٤٣: عُمْرَةُ الْقَضَاءِ	عمرۂ قضاء	٨٢
بَاب٤٤: غَزْوَةُ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ	غزوۂ موتہ جو کہ ملک شام میں ہوا	٨٩
بَاب٤٥: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ	نبی ﷺ کا حضرت اُسامہ بن زیدؓ کو حرقات قبیلہ کی طرف بھیجنا جو جہینہ کی ایک شاخ تھی...	١٠٢
بَاب٤٦: غَزْوَةُ الْفَتْحِ	غزوہ فتح (مکہ)	١١١
بَاب٤٧: غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ	غزوہ فتح (مکہ) کے لئے کوچ رمضان میں ہوا ...	١١٤
بَاب٤٨: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ	فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم کہاں نصب کیا	١٢٣
بَاب٤٩: دُخُوْلُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ......	نبی ﷺ کا مکہ کی بلند جانب سے داخل ہونا ...	١٣٥
بَاب٥٠: مَنْزِلُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ	فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کی قرار گاہ	١٣٧
بَاب٥١:	....	١٣٨
بَاب٥٢: مُقَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ	فتح مکہ کے ایام میں نبی ﷺ کا مکہ میں قیام	١٤٢

بَاب۵۳:		۱۴۴
بَابٌ ٥٤: غَزْوَةُ حُنَيْنٍ	غزوۂ حنین	۱۵۴
بَاب٥٥: غَزَاةُ أَوْطَاسٍ	غزوۂ اوطاس	۱۶۹
بَاب٥٦: غَزْوَةُ الطَّائِفِ	غزوۂ طائف جو شوال ۸ھ میں ہوا	۱۷۲
بَاب٥٧: السَّرِيَّةُ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ	اس لشکر کا بیان جو نجد کی طرف گیا	۱۹۱
بَاب٥٨: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جذیمہ قبیلہ کی طرف بھیجنا	۱۹۲
بَاب٥٩: سَرِيَّةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ	حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ اور حضرت علقمہ بن مجزز مدلجیؓ کی مہم	۱۹۹
بَاب٦٠: بَعْثُ أَبِي مُوْسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ	حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجنا	۲۰۲
بَاب٦١: بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ	حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن کی طرف بھیجنا	۲۱۳
بَاب٦٢: غَزْوَةُ ذِي الْخَلَصَةِ	غزوۂ ذوالخلصہ	۲۲۲
بَاب٦٣: غَزْوَةُ ذَاتِ السَّلَاسِلِ وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامَ	غزوۂ ذات السلاسل اور اس کو غزوۂ لخم اور جذام بھی کہتے ہیں	۲۲۸
بَاب٦٤: ذَهَابُ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ	حضرت جریرؓ کا یمن کی طرف جانا	۲۳۳
بَاب٦٥: غَزْوَةُ سِيْفِ الْبَحْرِ	غزوۂ سیف البحر کا بیان	۲۳۵
بَاب٦٦: حَجُّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ	سنہ ۹ھ میں حضرت ابو بکرؓ کا لوگوں کو لے کر حج کے لئے جانا	۲۴۱
بَاب٦٧: وَفْدُ بَنِي تَمِيْمٍ	بنو تمیم کے نمائندوں کا آنا	۲۴۴
بَاب٦٨:		۲۴۵
بَاب٦٩: وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ	عبدالقیس کے نمائندوں کا آنا	۲۴۷
بَاب٧٠: وَفْدُ بَنِي حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ	بنو حنیفہ کے نمائندے اور ثمامہ بن اثال کا واقعہ	۲۵۵

بَاب ۷۱: قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ	اسود عنسی کا قصہ	۲۶۲
بَاب ۷۲: قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ	اہل نجران کا واقعہ	۲۶۵
بَاب ۷۳: قِصَّةُ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ	عمان اور بحرین کا واقعہ	۲۶۸
بَاب ۷٤: قُدُوْمُ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ	اشعری لوگوں اور یمن والوں کا آنا	۲۷۱
بَاب ۷۵: قِصَّةُ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ	دَوس اور حضرت طفیل بن عمرو دَوسیؓ کا واقعہ	۲۷۸
بَاب ۷٦: قِصَّةُ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيْثُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ	بنی طے کے نمائندے اور حضرت عدی بن حاتمؓ کا ذکر	۲۸۰
بَاب ۷۷: حَجَّةُ الْوَدَاعِ	حجۃ الوداع	۲۸۲
بَاب ۷۸: غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ	غزوۂ تبوک اور یہ غزوہ عسرہ بھی کہلاتا ہے	۲۹۷
بَاب ۷۹: حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ	حضرت کعب بن مالکؓ کا واقعہ	۳۰۴
بَاب ۸۰: نُزُوْلُ النَّبِيِّ ﷺ الْحِجْرَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر مقام میں نزول	۳۱۸
بَاب ۸۱:		۳۱۹
بَاب ۸۲: كِتَابُ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ	نبی ﷺ کا خط کسریٰ و قیصر کی طرف	۳۲۱
بَاب ۸۳: مَرَضُ النَّبِيِّ ﷺ وَوَفَاتُهُ	نبی ﷺ کا بیمار ہونا اور آپؐ کا وفات پانا	۳۲۵
بَاب ۸٤: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ	آخری بات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی	۳۵۱
بَاب ۸۵: وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (کب ہوئی؟)	۳۵۲
بَاب ۸٦:		۳۵۳
بَاب ۸۷: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے، روانہ کرنا	۳۵۴
بَاب ۸۸:		۳۵۹
بَاب ۸۹: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے	۳٦۰
کتابیات		۳٦۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦٤-كِتَابُ الْمَغَازِي

باب ۳۸: غَزْوَةُ خَيْبَرَ

غزوۂ خیبر

٤١٩٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

۴۱۹۵: عبداللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے یحیٰ بن سعید سے، یحیٰ نے بُشیر بن یسار سے روایت کی کہ حضرت سُوَید بن نعمانؓ نے ان کو خبر دی: جس سال خیبر کی جنگ ہوئی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے، جب ہم مقام صہباء میں پہنچے جو خیبر کے نزدیک ہے، آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی۔ پھر توشے منگوائے۔ ستو کے سوا کچھ نہ لایا گیا۔ آپؐ نے اس کے متعلق فرمایا اور وہ بھگوئے گئے۔ آپؐ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا۔ پھر مغرب کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے کُلّی کی اور ہم نے بھی کی۔ اس کے بعد آپؐ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا (آپؐ کا وضو پہلے سے تھا۔)

أطرافهُ: ۲۰۹، ۲۱۵، ۲۹۸۱، ۴۱۷۵، ۵۳۸۴، ۵۳۹۰، ۵۴۵۴، ۵۴۵۵۔

٤١٩٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَّزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ

۴۱۹۶: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم بن اسماعیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عُبَید سے، یزید نے حضرت سلمہ بن اکوع

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ:

رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کو ہم چلے تو لوگوں میں سے ایک شخص نے حضرت عامرؓ سے کہا: عامر! کیا تم ہمیں اپنے شعر نہیں سناؤ گے؟ اور حضرت عامرؓ شاعر تھے تو حضرت عامرؓ سواری سے اُتر کر یہ شعر سنانے اور لوگوں کو چلانے لگے:

اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ مَا اتَّقَيْنَا[1]
وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

اے اللہ! اگر تُو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے اور نہ صدقہ دیتے نہ نماز پڑھتے۔ ہماری پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمارے گناہوں سے درگزر کر جب تک کہ ہم زندہ رہیں ہم تجھ پر فدا ہوں۔ اور ہمارے قدم مضبوط رکھیو، اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو۔ اور ہمیں اطمینان بخش۔ جب کبھی ہم جنگ کے لئے پکارے گئے ہم انکار کرتے رہے اور جنگ کی للکار ہی سے وہ ہم پر اکڑنے لگے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللهُ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ لَوْ لَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى فَتَحَهَا

(یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ حدی خواں کون ہے؟ لوگوں نے کہا: عامر بن اکوعؓ۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ اس پر رحم کرے۔ قافلہ میں سے ایک شخص (حضرت عمرؓ) نے (سن کر) کہا: اب تو عامرؓ کے لئے (شہادت) لازم ہوگئی۔ یا نبی اللہ! آپؐ نے عامرؓ سے ہمیں فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا۔ ہم خیبر پہنچے اور ہم نے اُن کا محاصرہ کیا۔ آخر ہمیں سخت بھوک لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے (انہیں مغلوب کر کے)

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ مَا أَبْقَيْنَا ہے۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۲۳۴)

عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هَذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُوْنَ قَالُوْا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى أَيِّ لَحْمٍ قَالُوا لَحْمُ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَوْ نُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهِ سَاقَ يَهُودِيٍّ لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَآنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِي قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهُ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهُ إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ.

خیبر فتح کرا دیا۔ جب اس دن شام ہوئی جس دن کہ ان پر فتح حاصل ہوئی تو لوگوں نے جابجا آگ جلائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آگ کیسی ہے؟ کس لئے جلا رہے ہو؟ انہوں نے کہا: گوشت (پکانے) کے لئے۔ آپؐ نے پوچھا: کونسا گوشت (پکانے) کے لئے؟ انہوں نے کہا: پالتو گدھوں کا گوشت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں انڈیل دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! کیا ہم ان کو انڈیل دیں اور دھولیں؟ آپؐ نے فرمایا: ایسا ہی کرلو۔ جب لوگ (جنگ کے لئے) آمنے سامنے ہوئے، حضرت عامرؓ کی تلوار چھوٹی تھی انہوں نے اس سے ایک یہودی کی پنڈلی پر وار کیا کہ اسے قتل کریں۔ ان کی تلوار کی دھار انہی کو مڑ کر لگی۔ جس سے حضرت عامرؓ کے گھٹنے کی چپنی پر زخم لگا اور حضرت عامرؓ اسی زخم کی وجہ سے شہید ہوگئے۔ حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) کہتے تھے: جب لوگ (خیبر سے) لوٹے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور آپؐ نے میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے آپؐ سے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کا عمل ضائع ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ کہا، غلط کہا۔ عامرؓ کو دو اَجر ملیں گے اور آپؐ نے اپنی دو انگلیوں کو اکٹھا کیا۔ وہ تو بڑا ہی جہاد کرنے والا ہے۔ اس جیسا کم ہی کوئی ایسا عرب ہوا ہے جو اس زمین پر چلا ہو۔

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِهَا.

قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنی روایت میں "چلا" کی جگہ "پیدا ہوا" کہا۔ یعنی کوئی عرب عامرؓ جیسا پیدا نہیں ہوا۔

أطرافهُ: ۲۴۷۷، ۵۴۹۷، ۶۱۴۸، ۶۳۳۱، ۶۸۹۱۔

٤١٩٧ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى خَيْبَرَ لَيْلًا وَكَانَ إِذَا أَتَى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَمْ يَقْرَبْهُمْ[۱] حَتَّى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

۴۱۹۷: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمَید طویل سے، حُمَید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں رات کو پہنچے اور جب آپؐ کسی قوم پر رات کو پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو لیتی اُن پر حملہ نہ کرتے۔ جب صبح ہوئی تو یہود اپنی کدالیں اور ٹوکرے لے کر نکلے۔ جب انہوں نے آپؐ کو دیکھا، کہنے لگے: محمدؐ (آگیا،) اللہ کی قسم! محمدؐ لشکر سمیت (آن پہنچا۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خیبر برباد ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اُترتے ہیں تو اُن لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے جو قبل از وقت خطرے سے آگاہ کردیے گئے ہوں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤١٩٨ : أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِي فَلَمَّا

۴۱۹۸: صدقہ بن فضل نے ہمیں بتایا کہ ابن عیینہ نے ہمیں خبر دی۔ ایوب (سختیانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے، ابن سیرین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم خیبر صبح سویرے ہی پہنچے اور

[۱] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لَمْ يُغِرْ بِهِمْ ہے۔ (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۸۳) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

بَصُرُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَاللهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ فَأَصَبْنَا مِنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

وہاں کے لوگ کدالیں لے کر نکلے تھے۔ جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہنے لگے: محمدؐ ہے، اللہ کی قسم! محمدؐ اور ان کے ساتھ ان کی فوج ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سب سے بڑا ہے۔ خیبر برباد ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اُترتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے جو قبل از وقت خطرے سے آگاہ کر دیے گئے ہوں۔ خیبر میں ہمیں گدھوں کا گوشت ملا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکار کر کہا: اللہ اور اس کا رسول دونوں گدھوں کے گوشت سے تمہیں منع کرتے ہیں کیونکہ وہ ناپاک ہیں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤١٩٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُّحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَهُ جَاءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فِي النَّاسِ إِنَّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُّحُومِ الْحُمُرِ

۴۱۹۹: عبد اللہ بن عبد الوہاب نے ہمیں بتایا کہ عبد الوہاب (بن عبد المجید ثقفی) نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب (سختیانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، ابن سیرین نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا، کہنے لگا: گدھے کھا لیے گئے۔ آپؐ یہ سن کر خاموش رہے۔ پھر وہ آپؐ کے پاس دوبارہ آیا اور کہنے لگا: گدھے کھا لئے گئے۔ آپؐ خاموش رہے۔ پھر وہ آپؐ کے پاس تیسری دفعہ آیا اور کہنے لگا: گدھوں کا صفایا کر دیا گیا ہے۔ تب آپؐ نے ایک منادی سے فرمایا: اور اس نے لوگوں میں منادی کی کہ اللہ اور اس کا رسول

الْأَهْلِيَّةِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُورُ وَإِنَّهَا لَتَفُورُ بِاللَّحْمِ.

تمہیں پالے ہوئے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔ یہ سن کر ہانڈیاں انڈیل دی گئیں جبکہ وہ گوشت سے اُبل رہی تھیں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢٠٠: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِيبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ فَخَرَجُوا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلَى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ آنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَا أَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَأْسَهُ تَصْدِيقًا لَهُ.

۴۲۰۰: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت سے، ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز ابھی کچھ اندھیرا ہی تھا، خیبر کے قریب پڑھی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ سب سے بڑا ہے۔ خیبر برباد ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے آنگن میں اُترتے ہیں تو اُن لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے جو قبل از وقت خطرے سے آگاہ کر دیئے گئے ہوں۔ خیبر کے باشندے نکل کر گلیوں میں دوڑنے لگے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والوں کو قتل کیا اور بال بچے قید کر لئے اور اُن جنگی قیدیوں میں حضرت صفیہؓ تھیں جو حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں۔ پھر اس کے بعد وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئیں اور آپؐ نے اُن کی آزادی ہی ان کا مہر قرار دیا (اور اُن سے نکاح کر لیا۔) عبدالعزیز بن صُہَیب نے ثابت سے پوچھا: ابو محمد! کیا تم نے حضرت انسؓ سے پوچھا تھا کہ آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو کیا مہر دیا؟ ثابت نے اپنا سر اُن کی تصدیق میں ہلایا (یعنی ہاں میں نے پوچھا تھا۔)

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢٠١ : حَـدَّثَنَا آدَمُ حَـدَّثَنَا شُـعْبَةُ عَـنْ عَبْـدِ الْعَزِيـزِ بْـنِ صُـهَيْبٍ قَـالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَـسٍ مَـا أَصْـدَقَهَا قَـالَ أَصْـدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا.

۴۲۰۱: آدم (بن ابی ایاس) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالعزیز بن صہیب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہؓ کو (جنگ میں) قید کیا۔ پھر آپؐ نے انہیں آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا۔ ثابت نے حضرت انسؓ سے پوچھا: آپؐ نے ان کو کیا مہر دیا؟ انہوں نے جواب دیا: آپؐ نے ان کی ذات ہی ان کے مہر میں دی یعنی آپؐ نے ان کو آزاد کر دیا۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢٠٢ :[۱] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَـلَّى اللهُ عَلَيْـهِ وَسَـلَّمَ الْتَقَـى هُـوَ وَالْمُشْـرِكُونَ فَـاقْتَتَلُوا فَلَمَّـا مَـالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقِيْلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا

۴۲۰۲: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب (بن عبدالرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے، ابوحازم نے حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا مقابلہ ہوا اور وہ لڑے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف اور دوسرے (مدمقابل) اپنے لشکر کی طرف لوٹے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں ایک شخص (قزمان ابوالغیداق) تھا جو کفار کے کسی اِکّے دُکّے کو نہ چھوڑتا۔ اس کا ضرور ہی پیچھا کرتا اور اپنی تلوار سے اسے گھائل کر دیتا۔ لوگوں نے کہا: ہم میں سے آج کسی نے بھی ایسا حق ادا نہ کیا

[۱] یہ روایت فتح الباری مطبوعہ بولاق میں نمبر ۴۲۰۴ کے بعد درج ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۵۸۷)

أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذَلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ

جیسا کہ فلاں نے۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مگر باوجود اس کے وہ دوزخی ہے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں اس کے ساتھ رہتا ہوں۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: یہ کہہ کر وہ اس کے پیچھے ہوگیا۔ جب وہ ٹھہر جاتا، وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ جلدی چلتا تو وہ بھی جلدی چلتا۔ کہتے تھے کہ آخر وہ شخص (قزمان) سخت زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لا کر جلد مر جانے کے لئے اپنی تلوار زمین پر ٹیکی اور اس کی اَنّی (یعنی نوک) اپنے سینے کے درمیان رکھ کر تلوار پر جھکا اور اس پر بوجھ ڈالا اور اس طرح اپنے آپ کو مار ڈالا۔ یہ دیکھ کر (نگرانی کرنے والا) وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ کہنے لگا: وہ شخص جس کا ابھی آپؐ نے ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں پر یہ بات شاقّ گزری تھی، میں نے کہا: میں تمہارے لئے اس کی خبر لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر میں اس کے پیچھے چل دیا۔ (میں نے دیکھا کہ) آخر وہ سخت زخمی ہوا اور جلد مرنے کے لئے اس نے اپنی تلوار کا دستہ زمین پر ٹیکا اور اس کی نوک اپنے سینے کے درمیان رکھی پھر اس پر جھک کر بوجھ ڈالا اور اس طرح اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا۔ نبی ﷺ نے اس وقت فرمایا: کبھی آدمی جنتیوں کے کام کرتا ہوا

مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

أطرافہ: ۲۸۹۸، ۴۲۰۷، ۶۴۹۳، ۶۶۰۷۔

لوگوں کو نظر آتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کبھی ایک آدمی ظاہر میں دوزخی نظر آتا ہے اور کام بھی دوزخیوں والے کرتا ہے لیکن درحقیقت وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔

۴۲۰۳: [1] حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ صَدَّقَ اللهُ حَدِيثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ.

۴۲۰۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جنگ خیبر میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے جو آپؐ کے ساتھ تھے ایک شخص کی نسبت جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا، فرمایا: یہ دوزخیوں میں سے ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی وہ شخص نہایت سختی سے لڑا یہاں تک کہ اس کو بہت زخم آئے اور قریب تھا کہ بعض لوگ اس بارے میں (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے کے متعلق) شک میں پڑ جائیں (مگر) اس شخص نے (جب) زخموں کی درد محسوس کی تو اُس نے اپنے ترکش کی طرف ہاتھ جھکا کر اُس سے تیر نکالے اور ان سے خودکشی کر لی۔ یہ دیکھ کر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے گئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ! اللہ نے آپؐ کی بات سچی کی، فلاں شخص نے خودکشی کر لی ہے۔ آپؐ نے کسی سے فرمایا: اُٹھو اور (لوگوں میں) اعلان کرو کہ جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو مومن ہوگا۔ اللہ کبھی اس دین کی مدد بدکار شخص کے ذریعہ بھی کر دیتا ہے۔

[1] یہ روایت فتح الباری مطبوعہ دارالسلام میں نمبر ۴۲۰۴ کے تحت درج ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۸۸)

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

(شعیب کی طرح) معمر نے بھی زُہری سے یہ روایت کی۔

أطرافهُ: ۳۰۶۲، ۴۲۰۴، ۶۶۰۶۔

٤٢٠٤: وَقَالَ شَبِيبٌ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَسَعِيدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۰۴: اور شبیب نے یونس سے، یونس نے ابن شہاب سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا: (سعید) بن مسیب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے مجھے بتایا کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کی جنگ میں شریک ہوئے۔ اور (عبداللہ) بن مبارک نے یونس سے، یونس نے زہری سے، زہری نے سعید (بن مسیب) سے، سعید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث (مرسلًا) روایت کی ہے اور (عبداللہ بن مبارک کی طرح) صالح (بن کیسان) نے بھی زُہری سے یہ روایت نقل کی اور (محمد بن ولید) زبیدی نے کہا کہ زہری نے مجھے بتایا کہ عبدالرحمٰن بن کعب نے ان کو خبر دی کہ عبیداللہ بن کعب نے کہا: مجھے اس نے خبر دی جو نبی ﷺ کے ساتھ جنگ خیبر میں موجود تھا۔ زہری نے کہا: مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ اور سعید (بن مسیب) نے نبی ﷺ سے (مرسلًا) یہ روایت بیان کی۔

أطرافهُ: ۳۰۶۲، ۴۲۰۳، ۶۶۰۶۔

٤٢٠٥: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ

۴۲۰۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے

أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلَى وَادٍ فَرَفَعُوا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِي وَأَنَا أَقُولُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلَى يَا رَسُوْلَ اللهِ فَدَاكَ أَبِي وَأُمِّي قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ.

عاصم (احول) سے، عاصم نے ابو عثمان (نہدی) سے، انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر پر حملہ کیا یا یوں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (خیبر کا) رُخ کیا تو لوگ ایک وادی کے کنارے پر پہنچے، انہوں نے اپنی آوازیں تکبیر سے بلند کیں یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آہستہ آواز سے کہو، تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے اور نہ کسی غیر حاضر کو، تم تو اُس کو بلا رہے ہو جو بہت سننے والا اور قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے ہی تھا۔ آپؐ نے مجھے سن لیا اور میں کہہ رہا تھا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: عبداللہ بن قیس! میں نے کہا: حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: کیا میں تمہیں اس کلمہ کا پتہ نہ دوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی نہ بدی سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ نیکی کرنے کی قوت مگر اللہ کی ہی توفیق سے۔

أطرافه: ۲۹۹۲، ۶۳۸۴، ۶۴۰۹، ۶۶۱۰، ۷۳۸۶۔

٤٢٠٦: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ

۴۲۰۶: مکی بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ابی عبید نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے حضرت

أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْهَا[1] يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُ[2] حَتَّى السَّاعَةِ.

سلمہ (بن اکوعؓ) کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھا۔ میں نے پوچھا: ابومسلم! یہ زخم کیسا ہے؟ کہنے لگے: یہ وہ زخم ہے جو مجھے خیبر کی جنگ میں لگا تھا۔ لوگ کہنے لگے: سلمہ مارا گیا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے اس پر تین بار پھونکیں ماریں پھر اب تک اس ضرب کی مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

٤٢٠٧ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ الْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَاقْتَتَلُوا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ

۴۲۰۷: عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہم سے بیان کیا کہ (عبدالعزیز) بن ابی حازم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سلمہ بن دینار) سے، انہوں نے حضرت سہل (بن سعد ساعدیؓ) سے روایت کی، کہا: نبی ﷺ اور مشرکوں کا ایک جنگ میں مقابلہ ہوا۔ چنانچہ لڑائی شروع ہوئی۔ پھر فریقین اپنے اپنے لشکر میں لوٹ گئے۔ مسلمانوں میں ایک شخص تھا جو مشرکوں میں سے کسی اِکّے دُکّے کو نہ چھوڑتا، ضرور ہی اس کا پیچھا کرتا اور اس کو تلوار سے گھائل کر دیتا۔ کسی نے کہا: یارسول اللہ! فلاں نے جو حق ادا کیا ہے (ان میں سے) کسی نے نہیں کیا۔ آپؐ نے فرمایا: وہ تو دوزخیوں میں سے ہے۔ لوگوں نے کہا: اگر یہ دوزخیوں میں سے ہوا تو پھر ہم میں سے کون جنتی ہوگا؟ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے کہا: میں تو ضرور اس کے پیچھے پیچھے رہوں گا، جب وہ تیز ہو جاتا یا آہستہ ہو جاتا تو میں

[1] عمدۃ القاری میں أَصَابَتْنِي ہے۔ (عمدۃ القاری جزء۱۷ صفحہ ۲۴۱) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔
[2] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اشْتَكَيْتُهَا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۵۹۲) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَاءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اس کے ساتھ ہی ہوتا۔ آخر وہ شخص زخمی ہوا (اور تکلیف برداشت نہ کر سکا۔) اس نے جلد مر جانے کے لئے یہ تجویز کی کہ اپنی تلوار کی مٹھ کو زمین پر رکھا اور اس کی اَنّی (یعنی نوک) اپنے سینے کے درمیان ٹکائی۔ پھر اس پر جھک کر پورا بوجھ ڈالا اور اس طرح اپنے آپ کو مار ڈالا۔ وہ (نگرانی کرنے والا) شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ اس نے آپؐ کو سارا واقعہ بتایا۔ آپؐ نے (سن کر) فرمایا: ایک آدمی جیسا کہ لوگوں کو دکھائی دیتا ہے جنتیوں کا کام کر رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہوتا ہے اور ایک آدمی جیسا کہ لوگوں کو دکھائی دیتا ہے دوزخیوں کے کام کر رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔

أطرافه: ۲۸۹۸، ۴۲۰۲، ۶۴۹۳، ۶۶۰۷۔

٤٢٠٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ.

۴۲۰۸: محمد بن سعید خزاعی نے ہم سے بیان کیا کہ زیاد بن ربیع نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوعمران (عبدالملک بن حبیب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت انسؓ نے بعض لوگوں کو جمعہ کے دن دیکھا جو طیلسان (کن ٹوپ) پہنے نظر آئے، بولے: یہ اس وقت ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے خیبر کے یہودی۔

٤٢٠٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

۴۲۰۹: عبداللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔

عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهِ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِي فُتِحَتْ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوهَا فَقِيلَ هَذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

أطرافهُ: ۲۹۷۵، ۳۷۰۲۔

انہوں نے یزید بن ابی عُبَید سے، انہوں نے حضرت سلمہ (بن اکوع) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں۔ کہنے لگے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں؟ (یہ کیسے ہوسکتا ہے) آخر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے۔ جب ہم نے وہ رات گزاری جس کی صبح کو خیبر فتح ہوا تو آپؐ نے (اس رات) فرمایا: میں کل عَلَم اس شخص کو دوں گا یا (فرمایا:) جھنڈا وہ شخص سنبھالے گا جس سے اللہ اور اس کا رسول محبت رکھتے ہیں۔ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ (یہ سن کر) ہم سب اس کی امید رکھنے لگے۔ لوگوں نے آپؐ سے کہا: یہ علیؓ آپہنچے ہیں۔ تب آپؐ نے جھنڈا اُن کو دیا اور اُن کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوا۔

٤٢١٠: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا

۴۲۱۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحازم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ جس دن خیبر کی جنگ ہوئی، (اس دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ عَلَم کل ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح کردے گا، وہ اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسولؐ بھی اس سے محبت رکھتے ہیں۔ لوگ رات بھر باتیں کرتے رہے کہ (دیکھیں) ان میں سے کس کو عَلَم دیا

أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقِيلَ هُوَ يَا رَسُولَ اللهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُولَ اللهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتَّى يَكُونُوا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

جائے گا۔ جب لوگ صبح اُٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ان میں سے ہر شخص یہی امید رکھتا تھا کہ جھنڈا اُسے دیا جائے گا۔ آپؐ نے پوچھا: علی بن ابی طالبؓ کہاں ہیں؟ آپؐ سے کہا گیا: یارسول اللہ! وہ آشوبِ چشم سے بیمار ہیں۔ حضرت سہلؓ کہتے تھے: آپؐ نے ان کو بلوا بھیجا۔ وہ آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب لگایا اور ان کے لئے دعا کی۔ وہ ایسے تندرست ہوگئے کہ گویا انہیں درد تھا ہی نہیں۔ آپؐ نے ان کو عَلَم دیا۔ حضرت علیؓ کہنے لگے: یارسول اللہ! کیا میں ان سے اس وقت تک جنگ کرتا رہوں کہ وہ ہمارے جیسے ہو جائیں؟ آپؐ نے فرمایا: آہستگی سے سنبھل کر چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان کے آنگن میں ڈیرہ لگائیں تو پھر ان کو اسلام کی دعوت دیں اور انہیں بتائیں اللہ کے جو حقوق ان پر واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے ذریعہ اللہ ایک شخص کو بھی راہ راست پر لے آئے تو یہ امر آپؐ کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آپؐ کو (بہت سے) سرخ اونٹ مل جائیں۔

أطرافهُ: ۲۹۴۲، ۳۰۰۹، ۳۷۰۱۔

٤٢١١: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ح. وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو

۴۲۱۱: عبد الغفار بن داؤد نے ہم سے بیان کیا کہ یعقوب بن عبد الرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ اور احمد بن عیسیٰ نے بھی مجھے بتایا کہ (عبد اللہ) بن وہب نے ہم سے بیان کیا، کہا: یعقوب بن عبد الرحمٰن زہری نے مجھے بتایا۔ زُہری نے مطلب (بن عبد اللہ) کے

مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي آذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهُ عَلَى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّي لَهَا وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيرِهِ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلَى رُكْبَتِهِ حَتَّى تَرْكَبَ.

غلام عمرو سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم خیبر میں آئے جب اللہ نے آپؐ کے لئے قلعہ فتح کرا دیا تو آپؐ سے حضرت صفیہ بنت حیي بن اخطبؓ کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا۔ ان کا خاوند مارا گیا تھا اور وہ ابھی دلہن تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے لئے پسند کیا اور ان کو اپنے ساتھ لے کر (خیبر سے) نکلے۔ جب ہم سد صہباء پہنچے وہ حیض سے پاک ہوئیں اور وہاں رسول اللہ ﷺ نے ان سے شادی کی اور ایک چھوٹے سے دستر خوان پر حیس (کھجور اور ستو کا ملیدہ) تیار کروا کر رکھوایا۔ پھر آپؐ نے مجھے فرمایا: جو تمہارے آس پاس ہوں انہیں اطلاع دو۔ چنانچہ حضرت صفیہؓ کی شادی میں آپؐ کا یہی ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور میں نے نبی ﷺ کو دیکھا۔ آپؐ حضرت صفیہؓ کے لئے اپنے پیچھے عباء کو لپیٹ کر گدا بناتے۔ پھر اپنے اونٹ کے قریب بیٹھ جاتے اور اپنے گھٹنے کو آگے جھکا دیتے اور حضرت صفیہؓ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢١٢: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيَى عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

۴۲۱۲: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی (عبدالحمید) نے مجھے بتایا، انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے یحيٰ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ عَلَى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتَّى أَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

(بن سعید انصاری) سے، یحییٰ نے حمید طویل سے روایت کی۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے راستے میں (مدینہ اور خیبر کے درمیان) تین دن ٹھہرے جن میں حضرت صفیہ بنت حیؓ کی خاطر داری منظور تھی اور اس کے بعد ان سے شادی کی اور وہ بھی ان عورتوں میں سے تھیں جن کے لئے (الگ) پردہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۳، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢١٣: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنَى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلَى وَلِيمَتِهِ وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُهُ قَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ

۴۲۱۳: سعید بن ابی مریم نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر بن ابی کثیر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: حُمَید نے مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا۔ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین رات قیام فرمایا جس میں حضرت صفیہؓ کا رُخصتانہ ہوا اور میں نے مسلمانوں کو آپؐ کے ولیمہ میں بلایا اور اس ولیمہ میں نہ روٹی تھی نہ گوشت۔ صرف یہی کہ آپؐ نے حضرت بلالؓ کو دسترخوان بچھانے کے لئے فرمایا جو بچھائے گئے۔ پھر آپؐ نے ان پر کھجوریں، پنیر اور گھی رکھ دیا۔ مسلمان کہنے لگے: آیا حضرت صفیہؓ بھی امہات المومنین میں سے ہیں یا لونڈی جو (جائز طور پر) آپؐ کے قبضہ میں آئی ہیں؟ لوگوں نے کہا: اگر آپؐ نے ان کو پردہ میں رکھا تو

إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ وَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ.

امہات المؤمنین میں سے ہوں گی اور اگر پردے میں نہ رکھا تو پھر وہ کنیز ہیں جو جائز طور پر آپؐ کے قبضہ میں آئی ہیں۔ جب آپؐ نے کوچ کا قصد کیا تو اپنے پیچھے (اونٹ پر) حضرت صفیہؓ کی نشست کے لئے نرم جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔

أطرافهُ: ۳۷۱، ۶۱۰، ۹۴۷، ۲۲۲۸، ۲۲۳۵، ۲۸۸۹، ۲۸۹۳، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۹۱، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۳۶۷، ۳۶۴۷، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۵۰۸۵، ۵۱۵۹، ۵۱۶۹، ۵۳۸۷، ۵۴۲۵، ۵۵۲۸، ۵۹۶۸، ۶۱۸۵، ۶۳۶۳، ۶۳۶۹، ۷۳۳۳۔

٤٢١٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح. وَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ

۴۲۱۴: ابوالولید (ہشام بن عبدالملک) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہم سے بیان کیا۔ اور عبداللہ بن محمد (مسندی) نے بھی مجھے بتایا کہ وہب (بن جریر) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حمید بن ہلال سے، حمید نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم خیبر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، ایک آدمی نے ایک تھیلا پھینک دیا جس میں چربی تھی۔ میں اس کو لینے کے لئے کود کر لپکا۔ اتنے میں مڑ کر جو دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ نبی صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کھڑے ہیں، میں شرمندہ ہو گیا۔

٤٢١٥: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ، نَهَى عَنْ

۴۲۱۵: عبید بن اسماعیل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابواسامہ سے، انہوں نے عبیداللہ سے، عبیداللہ نے نافع اور سالم سے، ان دونوں نے حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں لہسن کھانے سے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ آپؐ نے لہسن کھانے سے منع فرمایا، یہ

أَكْلِ الثُّومِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهُ، وَلُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ.

خبر صرف نافع سے مروی ہے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت سالم سے۔

أطرافه: ۸۵۳، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۵۵۲۱، ۵۵۲۲۔

٤٢١٦: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۴۲۱۶: یحییٰ بن قزعہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبداللہ اور حسن سے جو محمد بن علی کے بیٹے تھے۔ ان دونوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے روک دیا۔

أطرافه: ۵۱۱۵، ۵۵۲۳، ۶۹۶۱۔

٤٢١٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۴۲۱۷: محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ عبیداللہ بن عمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے اثناء پالتو گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت فرمادی۔

أطرافه: ۸۵۳، ۴۲۱۵، ۴۲۱۸، ۵۵۲۱، ۵۵۲۲۔

٤٢١٨: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۴۲۱۸: اسحاق بن نصر نے مجھے بتایا کہ محمد بن عبید نے ہم سے بیان کیا کہ عبیداللہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع اور سالم سے، دونوں نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے روک دیا۔

أطرافه: ۸۵۳، ۴۲۱۵، ۴۲۱۷، ۵۵۲۱، ۵۵۲۲۔

٤٢١٩: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ.

أطرافه: ۵۵۲۰، ۵۵۲۴۔

۴۲۱۹: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، انہوں نے (امام باقر) محمد بن علی سے، انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر میں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

٤٢٢٠: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُورَ لَتَغْلِي قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُومِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيقُوهَا قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهَى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهَى عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

أطرافه: ۳۱۵۵، ۴۲۲۲، ۴۲۲۴، ۵۵۲۶۔

۴۲۲۰: سعید بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عباد (بن عوام) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (ابواسحاق) شیبانی سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ میں نے (حضرت عبداللہ) بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سنا: غزوۂ خیبر کے اثناء ہمیں سخت بھوک لگی اور ہانڈیاں (گدھوں کے گوشت کی) اُبل رہی تھیں۔ حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کہتے تھے: ان میں سے بعض پک بھی گئی تھیں، اتنے میں نبی ﷺ کا منادی آیا کہ تم گدھوں کا گوشت بالکل نہ کھانا اور اس کی ہانڈیاں انڈیل دو۔ حضرت ابن ابی اوفیٰؓ کہتے تھے: ہم آپس میں باتیں کرنے لگے کہ آپؐ نے ان سے محض اس لئے روک دیا ہے کہ ان کا پانچواں حصہ نہیں نکالا گیا تھا۔ ان میں سے بعض نے کہا: (نہیں) ان سے قطعی طور پر منع کیا ہے کیونکہ وہ نجاست کھاتے ہیں۔

٤٢٢١-٤٢٢٢: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوهَا فَنَادَى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُورَ.

۴۲۲۱-۴۲۲۲: حجاج بن منہال نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: عدی بن ثابت نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت براء (بن عازب) اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ وہ (جنگ خیبر میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، انہوں نے گدھے بطور غنیمت پائے اور ان کا گوشت پکایا اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے آواز دی: ہانڈیوں کو اُلٹ دو۔

أطراف الحديث ٤٢٢١: ۴۲۲۳، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۵۵۲۵۔
أطراف الحديث ٤٢٢٢: ۳۱۵۵، ۴۲۲۰، ۴۲۲۴، ۵۵۲۶۔

٤٢٢٣-٤٢٢٤: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُوْرَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ

۴۲۲۳-۴۲۲۴: اسحاق (بن منصور) نے مجھ سے بیان کیا۔ عبدالصمد (بن عبدالوارث) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) عدی بن ثابت نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے حضرت براء اور حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم سے سنا۔ وہ دونوں بیان کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے اثناء فرمایا کہ ہانڈیاں اُلٹ دو جبکہ ہانڈیاں چولہوں پر رکھی جاچکی تھیں۔

أطراف الحديث ٤٢٢٣: ۴۲۲۱، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۵۵۲۵۔
أطراف الحديث ٤٢٢٤: ۳۱۵۵، ۴۲۲۲، ۴۲۲۰، ۵۵۲۶۔

٤٢٢٥: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۴۲۲۵: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عدی بن ثابت سے، عدی نے حضرت براءؓ سے روایت کرتے ہوئے ایسی ہی حدیث بیان کی۔ کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ خیبر کے لئے نکلے۔ (آخر تک سب واقعہ بیان کیا۔)

أطرافهُ: ۴۲۲۱، ۴۲۲۳، ۴۲۲۶، ۵۵۲۵۔

٤٢٢٦ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيئَةً وَنَضِيْجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ.

أطرافهُ: ۴۲۲۱، ۴۲۲۳، ۴۲۲۵، ۵۵۲۵۔

۴۲۲۶: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ (یحیٰ بن زکریا) بن ابی زائدہ نے ہمیں خبر دی کہ عاصم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر (شعبی) سے، عامر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں ہمیں حکم دیا کہ ہم پالتو گدھوں کا گوشت پھینک دیں، کچا ہو یا پکا۔ پھر آپؐ نے اس کے بعد ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا۔

٤٢٢٧ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا أَدْرِي أَنَهَى عَنْهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُولَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُولَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۴۲۲۷: محمد بن ابی الحسین نے ہمیں بتایا۔ عمر بن حفص نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (حفص بن غیاث) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم (بن سلیمان) سے، عاصم نے عامر (شعبی) سے، عامر نے (حضرت عبد اللہ) بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا، آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے روکا کہ وہ گدھے باربرداری کے لئے تھے اور آپؐ نے ناپسند کیا کہ باربرداری کے جانور ضائع ہو جائیں یا یہ کہ آپؐ نے خیبر کے دن اُن کو حرام قرار دیا یعنی پالتو گدھوں کا گوشت۔

٤٢٢٨ : حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ

۴۲۲۸: حسن بن اسحاق نے ہمیں بتایا۔ محمد بن سابق نے ہم سے بیان کیا کہ زائدہ (بن قدامہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے، عبید اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر

رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ.

طرفهُ: ۲۸۶۳۔

رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی جنگ میں گھوڑے (سوار) کے لئے دو حصے مقرر کئے اور پیادے کے لئے ایک حصہ۔ عبیداللہ نے کہا: نافع نے اس کی تشریح یہ کی کہ جس شخص کے پاس گھوڑا ہو تو اُس کو تین حصے دئے جائیں اور جس شخص کے پاس گھوڑا نہ ہو تو اُس کو ایک حصہ۔

٤٢٢٩: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمْسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ ﷺ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا.

أطرافهُ: ۳۱۴۰، ۳۵۰۲۔

۴۲۲۹: یحیٰ بن بُکَیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یونس (بن یزید) سے، یونس نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے سعید بن مسیب سے روایت کی کہ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے انہیں خبر دی، کہا: میں اور حضرت عثمان بن عفانؓ نبی ﷺ کے پاس گئے، ہم نے کہا: آپؐ نے بنو مطلب کو خیبر کے پانچویں حصہ میں سے دیا اور ہمیں چھوڑ دیا ہے بحالیکہ ہم سب کا تعلق آپؐ سے یکساں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: بے شک بنوہاشم اور بنو مطلب تو ایک ہی ہیں۔ حضرت جبیرؓ نے کہا: اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبدشمس اور بنو نوفل کو کوئی حصہ نہ دیا۔

٤٢٣٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ

۴۲۳۰: محمد بن علاء نے مجھے بتایا کہ ابواسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ بُرَید بن عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِينَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِي أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُو بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُو رُهْمٍ إِمَّا قَالَ فِي بِضْعٍ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِي فَرَكِبْنَا سَفِينَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِينَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتَّى قَدِمْنَا جَمِيعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِنَ النَّاسِ يَقُولُونَ لَنَا يَعْنِي لِأَهْلِ السَّفِينَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلَى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلَى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِينَ رَأَى أَسْمَاءَ مَنْ هَذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هَذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هَذِهِ قَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ

انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے (مکہ سے) ہجرت کرنے کا ہمیں اس وقت علم ہوا، جب ہم اپنے ملک یمن میں تھے۔ یہ سن کر ہم بھی ہجرت کی نیت سے (اپنے وطن سے) نکلے، میں اور میرے دو بھائی۔ میں ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ دوسرے دو بھائیوں میں سے ایک ابوبردہؓ تھے اور دوسرے ابورُہمؓ۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا کہ پچاس پر کچھ زائد آدمی یا ترپن یا باون آدمی جو میری قوم میں سے اور بھی تھے ہم ایک جہاز پر سوار ہوئے۔ ہمارے جہاز نے ہمیں حبشہ میں نجاشی کے پاس پہنچا دیا۔ اتفاق سے ہم جعفر بن ابی طالبؓ سے ملے اور وہاں ان کے ساتھ ٹھہرے۔ پھر ہم سب اکٹھے مدینہ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ملے جب آپؐ خیبر فتح کر چکے تھے اور لوگوں میں سے کچھ لوگ ہم سے یعنی جہاز والوں سے کہتے تھے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے اور اسماء بنت عمیسؓ (حضرت جعفر کی بیوی) بھی ان لوگوں میں سے تھیں جو ہمارے ساتھ آئے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہؓ سے ملنے گئیں اور اسماءؓ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو نجاشی کی طرف ہجرت کر گئے تھے، چلی گئی تھیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی حضرت حفصہؓ کے پاس پہنچے جبکہ ابھی اسماءؓ ان کے پاس تھیں۔ جب حضرت عمرؓ نے اسماءؓ کو دیکھا، پوچھا: یہ کون ہیں؟ حضرت حفصہؓ

فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِي دَارِ أَوْ فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتَّى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذَى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهُ وَاللهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيغُ وَلَا أَزِيدُ عَلَيْهِ.

نے کہا: اسماءؓ عمیس کی بیٹی۔ حضرت عمرؓ نے کہا: واہ! یہ حبشہ سے لوٹنے والی ہے، سمندر کا سفر کر کے آنے والی۔ اسماءؓ بولیں: ہاں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ہم تم سے پہلے ہجرت کر کے آئے ہیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ پر ہمارا زیادہ حق ہے۔ (یہ سن کر) وہ ناراض ہو گئیں اور کہنے لگیں: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آنحضور ﷺ تم میں سے بھوکے کو کھلاتے اور جاہل کو وعظ کرتے اور ہم اجنبی دشمنوں کے گھر میں یا (کہا) ملک میں یعنی حبشہ میں تھے اور یہ ہمارا قیام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر تھا۔ اللہ کی قسم! مَیں کھانا نہیں کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی جب تک کہ جو بات آپؓ نے کہی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے کہہ لوں اور ہمیں تو دُکھ دیا جاتا تھا اور خوف کا سامنا رہتا اور نبی ﷺ سے میں یہ ذکر ضرور کروں گی اور آپؐ سے پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم! جھوٹ نہ بولوں گی اور نہ اِدھر اُدھر کی بات کہوں گی اور نہ اپنی طرف سے کچھ بڑھاؤں گی۔

أطرافه: ۳۱۳۶، ۳۸۷۶، ۴۲۳۳۔

٤٢٣١: فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهُ قَالَتْ قُلْتُ لَهُ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِي مِنْكُمْ وَلَهُ وَلِأَصْحَابِهِ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ

۴۲۳۱: جب نبی ﷺ آئے، حضرت اسماءؓ کہنے لگیں: اللہ کے نبی! عمرؓ نے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپؐ نے پوچھا: تم نے کیا جواب دیا؟ حضرت اسماءؓ نے کہا: میں نے ان سے ایسا ایسا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ پر تم سے بڑھ کر کسی کا حق نہیں اور عمرؓ کی اور عمرؓ کے ساتھیوں کی تو ایک ہی ہجرت ہے اور تم یعنی جہاز والوں کی دو ہجرتیں ہیں۔ حضرت اسماءؓ

هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَأَصْحَابَ السَّفِينَةِ يَأْتُونِي أَرْسَالًا يَسْأَلُونِي عَنْ هَذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهِ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِي أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ قَالَتْ أَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوسَى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيدُ هَذَا الْحَدِيْثَ مِنِّي.

کہتی تھیں: پھر میں نے دیکھا ابوموسیٰؓ اور جہاز کے ہم سفر یکے بعد دیگرے میرے پاس آنے لگے اور مجھ سے اس حدیث کی نسبت پوچھتے۔ دنیا میں کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی جس پر وہ اتنا خوش ہوئے ہوں اور نہ کوئی بات ان کے نزدیک اس بات سے بڑھ کر (مسرت انگیز) تھی جو نبی ﷺ نے ان سے فرمائی تھی۔ ابوبردہ نے کہا: حضرت اسماءؓ کہتی تھیں: پھر میں نے ابوموسیٰ (اشعریؓ) کو دیکھا کہ وہ مجھ سے یہ حدیث بار بار سنتے۔

٤٢٣٢: قَالَ أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّينَ بِالْقُرْآنِ حِينَ يَدْخُلُونَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْآنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِينَ نَزَلُوا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِي يَأْمُرُونَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوهُمْ.

۴۲۳۲: ابوبردہ نے کہا: حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں اشعریوں کے رفقاء کی آوازیں پہچان لیتا ہوں جب وہ رات کو (مدینہ میں آکر اپنی قیام گاہوں میں) قرآن پڑھا کرتے ہیں اور میں ان کے رات کو قرآن پڑھنے کی آوازوں سے ان کی قیام گاہوں کو پہچان لیتا ہوں، گو مَیں نے ان کی قیام گاہیں دِن کو نہیں دیکھی تھیں جبکہ وہ آکر اُن میں ٹھہرے اور ان (اشعریوں) میں سے ایک شخص حکیم ہے جب وہ سواروں سے یا کہا: دشمنوں سے ملتا ہے تو اُن سے یوں کہتا ہے: میرے ساتھی تم سے کہتے ہیں کہ تم ان کا انتظار کرو۔

٤٢٣٣: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى

۴۲۳۳: اسحاق بن ابراہیم نے مجھ سے بیان کیا۔ انہوں نے حفص بن غیاث سے سنا کہ بُرَید بن عبداللہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبردہ سے،

قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا.

ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم نبی کریم ﷺ کے پاس (مدینہ میں حبش کے ملک سے) اس وقت پہنچے جب آپؐ خیبر فتح کر چکے تھے تو آپؐ نے ہمیں غنیمت سے حصہ دلایا اور ہمارے سوا کسی کو بھی جو خیبر کی فتح میں شریک نہ تھا، حصہ نہیں دیا۔

أطرافہُ: ۳۱۳۶، ۳۸۷۶، ۴۲۳۰۔

٤٢٣٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۴۲۳۴: عبداللہ بن محمد نے مجھے بتایا کہ معاویہ بن عمرو نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسحاق (ابراہیم بن محمد فزاری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک بن انس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ثور (بن زید) نے مجھ سے بیان کیا۔ ثور نے کہا: سالم (ابوالغیث) نے جو کہ (عبداللہ) بن مطیع کے غلام تھے، مجھے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: ہم نے خیبر فتح کیا اور ہمیں غنیمت میں سونا چاندی نہیں ملے بلکہ صرف گائے، اونٹ اور سامان وغیرہ اور باغات ہی غنیمت میں ملے۔ اس کے بعد ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادئ قریٰ میں آئے اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کا ایک غلام تھا جسے مدعم کہتے تھے، جسے بنو ضباب میں سے کسی نے آپؐ کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ یہ غلام رسول ﷺ کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اتنے میں یکایک ایک تیر اُس کی طرف آیا، معلوم نہیں کس نے مارا تھا، وہ اس غلام کو کاری لگا اور وہ شہید ہوگیا۔ لوگ کہنے لگے:

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

طرفہُ: ٦٧٠٧۔

مبارک ہو اس کے لئے یہ شہادت۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ چادر جو اس نے غنیمت کے مال سے خیبر کے دن لے لی تھی جبکہ ابھی اس کے حصے نہیں بانٹے گئے تھے وہ آگ ہو کر اس کو جلا رہی ہے۔ ایک شخص جب اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا، جوتی کا ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا: یہ وہ چیز ہے جس کو میں نے لے لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خواہ ایک تسمہ ہو یا دو تسمے یہ بھی آگ میں لے جانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔

٤٢٣٥: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلَكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُونَهَا.

أطرافہُ: ۲۳۳۴، ۳۱۲۵، ۴۲۳۶۔

۴۲۳۵: سعید بن ابی مریم نے ہمیں بتایا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: زید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے تھے: سنو! اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میں پیچھے آنے والے لوگوں کو اتنا مفلس چھوڑ دوں گا کہ ان کے پاس کچھ نہ ہوگا تو جو بستی بھی میرے ذریعہ سے فتح ہوتی تو میں اس کو ضرور تقسیم کر دیتا جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا۔ لیکن میں ان مفتوحہ ملکوں کو اُن کیلئے بطور خزانہ چھوڑ رہا ہوں تا کہ وہ آپس میں عند الضرورت تقسیم کریں۔

٤٢٣٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْ لَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

أطرافہ: ۲۳۳۴، ۳۱۲۵، ۴۲۳۵۔

۴۲۳۶: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ (عبدالرحمٰن) بن مہدی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے امام مالک بن انس سے، امام مالک نے زید بن اسلم سے، انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: اگر پیچھے آنے والے مسلمانوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بستی بھی ان کے ذریعہ سے فتح کی گئی ہے میں اس کو ضرور ہی اسی طرح بانٹ دیتا جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو بانٹ دیا تھا۔

٤٢٣٧: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ {يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ[1]} فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَا عَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلَّى مِنْ قَدُومِ الضَّأْنِ.

أطرافہ: ۲۸۲۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹۔

۴۲۳۷: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے زُہری سے سنا اور ان سے اسماعیل بن امیہ نے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: عنبسہ بن سعید نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (خیبر میں) آئے اور انہوں نے آپؐ سے کچھ مانگا۔ سعید بن عاص (اموی) کے بیٹوں میں سے کسی نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! آپؐ ابوہریرہؓ کو کچھ نہ دیں (ان کا کوئی حق نہیں۔) حضرت ابوہریرہؓ بولے: یہ ابن قوقلؓ کا قاتل ہے (اس نے ان کو جنگ اُحد میں قتل کیا تھا۔) یہ سن کر اُس نے کہا: واہ واہ! کیا کہا اس بلونگڑے نے جو ضأن پہاڑ کے جنگل سے اُتر کر آیا ہے۔

[1] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۶۱۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٤٢٣٨: وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَ عَلَى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِينَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَا تُقْسِمْ لَهُمْ قَالَ أَبَانُ وَأَنْتَ بِهَذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ[1] فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَانُ اجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ.

۴۲۳۸: اور (محمد بن ولید) زبیدی سے مروی ہے۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: عنبسہ بن سعید نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے سنا، وہ حضرت سعیدؓ بن العاص کو بتا رہے تھے۔ کہتے تھے: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ابان (بن سعیدؓ) کو ایک دستہ فوج کا سردار مقرر کرکے مدینہ سے نجد کی طرف بھیجا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: پھر ابانؓ اور ان کے ساتھی نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس خیبر میں آئے جبکہ آپؐ نے اس کو فتح کرلیا تھا اور ان کے گھوڑے کے تنگ کھجور کی چھال کے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: میں نے کہا: یا رسول اللہ! انہیں (یعنی ابان اور ان کے ساتھیوں کو) حصہ نہ دیجئے۔ ابان نے کہا: ارے بلونگڑے! تم یہ بات کہتے ہو، جو ابھی ضأن پہاڑ سے نیچے اُتر کر آئے ہو۔ (ہم پر اَکڑتے ہو!) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ابان بیٹھ جاؤ اور آپؐ نے ان کو خیبر کی غنیمت سے حصہ نہ دیا۔

{قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الضَّأْلُ السِّدْرُ.[2]}

ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: ضَأْلٌ بیری کو کہتے ہیں۔

أطرافہ: ۲۸۲۷، ۴۲۳۷، ۴۲۳۹۔

٤٢٣٩: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ

۴۲۳۹: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) عمرو بن یحيٰ بن سعید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے دادا (سعید بن عمرو) نے مجھے خبر دی

---

[1] عمدۃ القاری میں اس جگہ مِنْ رَأْسِ ضَالٍ ہیں۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۲۵۶)

[2] یہ عبارت فتح الباری مطبوعہ بولاق کی ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۶۱۴)

أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَا رَسُولَ اللهِ هَذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ وَقَالَ أَبَانُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللهُ بِيَدِي وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ.

أطرافه: ۲۸۲۷، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸۔

کہ حضرت ابان بن سعیدؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (سیدھے) چلے آئے اور آپؐ کو السلام علیکم کہا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ (نعمان) بن قوقلؓ کا قاتل ہے اور ابانؓ نے ابوہریرہؓ سے کہا: واہ رے بلونگڑے! تیرا کیا کہنا جو ابھی ضأن پہاڑ کے جنگل سے ڈھلکتا چلا آیا ہے مجھ پر ایسے شخص سے متعلق الزام لگاتا ہے جس کو اللہ نے میرے ہاتھ سے عزت بخشی اور جس کے ہاتھ سے مجھے رسوانہ ہونے دیا۔

٤٢٤٠- ٤٢٤١: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ

۴۲۴۰-۴۲۴۱: یحيٰ بن بُکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عُقیل سے، عُقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ علیہا السلام نے حضرت ابوبکرؓ کو کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اُن کے ورثہ کا حق ہے، اُن سے مانگتی ہیں یعنی ان مالوں میں سے جو اللہ نے ان کو مدینہ میں اور فدک میں عنایت کیا تھا نیز اُس مال سے جو خیبر کے پانچویں حصے سے بچ رہا تھا تو حضرت ابوبکرؓ نے یہ جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ البتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اس مال میں سے اپنا نان و نفقہ لیا کریں گے اور اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ کو اس کی اس حالت سے کہ جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا،

لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَّدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذَلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتَّى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَّعَكَ كَرَاهَةً لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَمَا عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَّفْعَلُوْا بِي وَاللهِ لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ

مَیں کچھ بھی تبدیل نہیں کروں گا اور مَیں بدستور ویسا ہی تصرف کروں گا جیسا رسول اللہ ﷺ نے اس میں کیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے انکار کر دیا کہ حضرت فاطمہؓ کو اُس میں سے کچھ دیں۔ حضرت فاطمہؓ اس وجہ سے حضرت ابوبکرؓ پر ناراض رہیں اور انہیں ملنا چھوڑ دیا اور وفات پانے تک ان سے بات نہیں کی اور وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو اُن کے شوہر حضرت علیؓ نے ان کو رات ہی کو دفن کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کو اس کی اطلاع نہ دی اور (خود) ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ جب تک حضرت فاطمہؓ زندہ رہیں، حضرت علیؓ کو لوگوں میں بڑی وجاہت رہی۔ جب وہ فوت ہوگئیں تو حضرت علیؓ نے لوگوں کے چہروں کو کچھ اُوپرا سا پایا۔ اس لئے انہوں نے چاہا کہ حضرت ابوبکرؓ سے صلح کرلیں اور ان کی بیعت کرلیں۔ اس سے پہلے انہوں نے مہینوں بیعت نہیں کی تھی۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو پیغام بھیجا کہ آپؓ ہمارے پاس آئیں اور آپؓ کے ساتھ اور کوئی ہمارے ہاں نہ آئے کیونکہ وہ حضرت عمرؓ کا آنا ناپسند کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: ہرگز نہیں۔ اللہ کی قسم! آپؓ ان کے پاس اکیلے مت جائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: بھلا وہ میرے ساتھ کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم! میں تو اُن کے پاس ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس گئے۔ حضرت علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور کہنے لگے: ہم

عَلَيْهِمْ أَبُو بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللهُ إِلَيْكَ وَلَكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرَى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيبًا حَتَّى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي وَأَمَّا الَّذِي شَجَرَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيهَا إِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِي بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهُ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهُ بِالَّذِي اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِي بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهُ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِي صَنَعَ نَفَاسَةً عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَلَا

یقیناً آپؓ کی فضیلت کو سمجھتے ہیں اور جو خوبی اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو عطا کی ہے اور ہم آپؓ سے کسی بھلائی میں بھی حسد نہیں کرتے جو اللہ نے آپؓ کو دی ہے مگر ہمیں چھوڑ کر آپؓ نے اکیلے ہی اس خلافت کو سنبھال لیا ہے حالانکہ ہم اپنی قرابت کا بھی حصہ سمجھا کرتے تھے جو ہمیں رسول اللہ ﷺ سے حاصل تھی۔ حضرت علیؓ یہ باتیں کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کی آنکھیں بھر آئیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے بات شروع کی اور کہا: اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے رسول اللہ ﷺ کی قرابت مجھے زیادہ پیاری ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت سے صلہ رحمی کروں اور وہ جو میرے اور آپؓ کے درمیان ان مالوں کے بارے میں اختلاف ہوگیا ہے تو میں نے مالوں میں سے کسی بھلی بات سے کوتاہی نہیں کی اور نہ میں نے کوئی ایسی بات چھوڑی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو ان کے متعلق کرتے دیکھا۔ میں نے وہی کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے یہ سن کر کہا: آج شام کو آپؓ سے بیعت کرنے کا وعدہ ہے۔ جب حضرت ابوبکرؓ ظہر کی نماز پڑھ چکے تو وہ منبر پر چڑھے اور کلمہ شہادت پڑھا اور حضرت علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کے بیعت کرنے سے پیچھے رہنے اور اس عذر کا بھی ذکر کیا جو انہوں نے ان کے سامنے پیش کیا تھا۔ پھر اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے مغفرت کی دعا مانگی اور ان کے بعد حضرت علیؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور حضرت ابوبکرؓ کے حق کی

إِنْكَارًا لِلَّذِي فَضَّلَهُ اللهُ بِهِ وَلَكِنَّا نَرَى لَنَا فِي هَذَا الْأَمْرِ نَصِيبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِي أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ وَقَالُوا أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى عَلِيٍّ قَرِيبًا حِينَ رَاجَعَ الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ.

عظمت بیان کی اور بتایا جو کچھ انہوں نے کیا ہے، حضرت ابوبکرؓ سے کسی قسم کے حسد نے اُن کو اُس پر برانگیختہ نہیں کیا تھا اور نہ اُن کی فضیلت کے انکار کرنے کی وجہ نے جو اللہ نے حضرت ابوبکرؓ کو دی ہے بلکہ ہم اس خلافت میں اپنا حصہ بھی سمجھتے تھے ہمیں چھوڑ کر یہ اکیلے ہی سنبھال بیٹھے۔ ہم نے اپنے دلوں میں تکلیف محسوس کی۔ ان کی اس بات سے مسلمان خوش ہوگئے اور کہنے لگے: بجا اور درست کیا ہے اور مسلمان حضرت علیؓ سے اور بھی محبت کرنے لگے جب انہوں نے اچھی بات کی طرف رجوع کیا۔

أطراف الحديث ٤٢٤٠: ۳۰۹۲، ۳۷۱۱، ۴۰۳۵، ۶۷۲۵۔
أطراف الحديث ٤٢٤١: ۳۰۹۳، ۳۷۱۲، ۴۰۳۶، ۶۷۲۶۔

٤٢٤٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِي حَرَمِيٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

۴۲۴۲: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ حرمی (بن عمارہ) نے مجھے بتایا کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عمارہ (بن ابی حفصہ) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا: اب کھجوروں کو پیٹ بھر کے کھائیں گے۔

٤٢٤٣: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتَّى فَتَحْنَا خَيْبَرَ.

۴۲۴۳: حسن (بن محمد بن صباح) نے ہمیں بتایا کہ قرہ بن حبیب نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ ہم نے اس وقت تک کہ خیبر کو فتح کیا پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔

تشریح: غَزْوَةُ خَيْبَرَ: خیبر ایک نخلستان ہے جو سطح سمندر سے ۲۸۰۰ فٹ بلند اور مدینہ منورہ سے ۱۸۴ کلومیٹر (کچھ کم سواسو میل) شمال میں بری راستے سے آنے والے حجاج کی شاہراہ پر واقع ہے۔ یہ شہر کا نام ہے اور جس علاقہ میں واقع ہے وہ حرۂ خیبر کہلاتا ہے جیسے حرۂ یثرب۔[1] ۴۰،۳۹ درجہ طول بلد اور ۲۶،۲۵ درجہ عرض بلد کے درمیان۔ علاقہ خیبر کی شمال مشرقی جہت میں قبائل غطفان و فزارہ کی آبادیاں تھیں جو یہودِ خیبر کے حلیف تھے۔ مغربی اطراف میں وادی القریٰ اور مدائن، مشرق میں فدک اور شمال میں تیماء کی مشہور بستیاں تھیں جن میں یہودی قبائل قدیم ایام سے آباد تھے۔ یہ علاقے بڑے زرخیز اور زراعت و تجارت کے اہم مراکز رہے ہیں۔

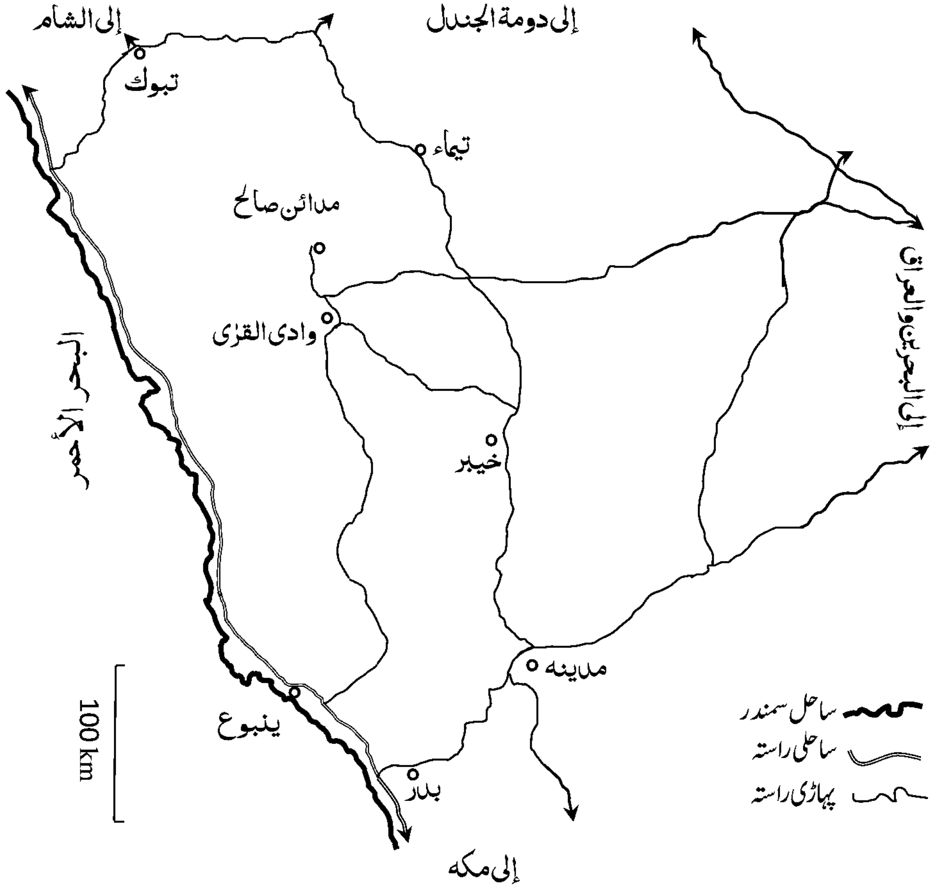

قافلوں کے دو بڑے راستے حرّہ خیبر کے قریب جانب مشرق علاقہ بنی فزارہ وغیرہ سے بحرین و بصرہ و کوفہ کی طرف جاتے تھے جیسا کہ پہلے بیان کیا چکا ہے۔ مذکورہ بالا اطراف میں یہودیوں کے جابجا اور مضبوط و مستحکم قلعے تھے جن میں

[1] حرّۃ یعنی آتش فشانی سے جلے ہوئے عناصر۔

سے سلالم، وطیح، ناعم، قموص، نطاۃ، کتیبہ اور شق کے نام تاریخ میں محفوظ ہیں۔ سموئل بن عادیاء کا قلعہ ابلق بھی مشہور ہے جو ارض تیماء کی ایک پہاڑی پر واقع تھا۔[1]

مذکورہ بالا قلعوں میں سے قلعہ ناعم اور قلعہ قموص نہایت ہی مضبوط تھے۔ قلعہ ناعم مرحب نامی قہرمان (کارآزمودہ جنگی سردار) کا تھا۔[2] خیبر میں ابن ابی الحقیق سردار بنی نضیر کا بھی ایک قلعہ تھا جس کا نام قموص بتایا جاتا ہے۔ بنو نضیر کا خاندان مدینہ سے جلاوطنی کے بعد یہیں پناہ گزیں ہوا تھا۔ ابورافع کے مارے جانے پر اس کے بھتیجے کنانہ بن ربیع (ابن ابی الحقیق) کو بنو نضیر کی ریاست سپرد ہوئی۔

خیبر عبرانی نام ہے اور اس کے معنی قلعہ کے ہیں۔ قلعوں کی کثرت کی وجہ سے بھی اس علاقہ کا نام خیبر مشہور ہوا۔ یہاں کی زمین بھی ویسی ہے جیسی یثرب کی اور اس وجہ سے یہ علاقہ حرّہ خیبر کہلاتا ہے۔ آطامِ مدینہ (قلعہ نما مکانات) کی طرح یہاں بھی آطام اور قلعے بکثرت تھے۔ خیبر، وادی تیماء، وادی قریٰ، فدک، اذرعات اور یثرب وغیرہ میں یہود کی بہت سی آبادیاں تھیں۔ شمالی حجاز کے یہ علاقے قدیم سے اسرائیلی قبائل کے زیر قبضہ رہے۔ جب سیل عرم کی وجہ سے سد مأرب ٹوٹا اور یمن سے قبائل نے ہجرت کی اور ان میں سے اوس و خزرج کے قبیلوں نے یثرب کے مضافات میں ڈیرے ڈالے تو اس وقت وہاں یہودی آباد تھے اور وہ ان سے اپنے نخلستانوں واراضی میں بطور مزارع کام لینے لگے۔ مصری علماء میں سے بعض نے یثرب و خیبر سے یہودیوں کی جلاوطنی کے تعلق میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ وہ وہاں کے اصل باشندے نہ تھے بلکہ اجنبی تھے اور عرب کے علاقوں پر قبضہ مخالفانہ رکھتے تھے۔ اس لئے وہاں سے نکالے گئے یہ خیال جو جلاوطنی کے جواز میں پیش کیا گیا ہے، واقعات کے لحاظ سے درست نہیں بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت خواہ وہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے تھی یا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی، وعدہ کے مطابق بہت بڑھی اور ارض کنعان اور حجاز وغیرہ میں پھیلی، پھولی اور پھلی۔ دونوں قومیں ایک دوسرے کے ساتھ عربی ممالک میں بھائیوں کی طرح رہیں اور حالات صلح و جنگ میں ان کے آپس میں تعلقات استوار بھی رہے اور بگڑے بھی۔ جس طرح بنی اسرائیل کی ہجرت و نقل مکانی کے متعلق تاریخ شہادت دیتی ہے، اسی طرح بنی اسماعیل سے متعلق بھی۔ قوموں کی نقل مکانی کے اسباب عام طور پر کثرتِ آبادی، قلت اراضی، خطرہ، قلت خوراک، وبائیں اور سیلاب، ظلم وستم، مذہبی اور سیاسی جنگیں ہیں جو بطور تازیانہ کام کرتی اور ایک قوم یا قبیلے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جہاں سامان زیست اور امن میسر ہو، ہجرت کرنے پر مجبور کرتی ہیں۔ انہی اسباب میں سے کسی نہ کسی سبب کی وجہ سے جب قبائل بنی اسرائیل کو اَرضِ کنعان و مصر سے نکلنا پڑا تو

---

[1] (معجم البلدان، خیبر و تیماء) (اٹلس سیرۃ النبی ﷺ، غزوۂ خیبر، فدک اور وادی القری، ۳۲۹ تا ۳۳۲)

[2] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الهجرة، غزوة خیبر، جزء ۲ صفحہ ۴۵)
(إمتاع الأسماع، وأما ما صنعه الله سبحانه وتعالى لرسوله ﷺ حتى فرت غطفان وتركت يهود خيبر، جزء ۱۳ صفحہ ۳۳۳، ۳۳۴) (الرحیق المختوم، غزوة خیبر، فتح حصن ناعم، جزء ۲ صفحہ ۵۸)

انہوں نے ارض حجاز و عرب علاقوں وغیرہ کا رُخ کیا اور اس کے مختلف اطراف میں آباد ہوتے رہے۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے قتل ہونے کے خوف سے جب مصر کو چھوڑنا پڑا تو انہوں نے علاقہ مدیان میں ہی پناہ لی اور یہ عرب علاقہ ہی تھا۔

مدین یا مدیان ساحل قلزم پر طور سیناء کے جنوبی علاقہ میں تھا۔ وہاں جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دامادی کا تعلق قائم کیا اور جب وہ اپنی قوم کو لے کر مصر سے نکلے تو عرب کے علاقوں میں ان کی قوم کو کم از کم چالیس سال رہنے کا موقع ملا اور اس کے بعد ارض کنعان فتح ہو کر ان کا موعودہ وطن بنا۔ اسی طرح جب بخت نصر شاہِ بابل نے یروشلم (بیت المقدس) کو برباد کیا تو اس وقت بھی اسرائیلی قبائل فلسطین میں سے بعض نے جزیرہ عرب ہی کا رُخ کیا تھا۔ علامہ طبریؒ نے بھی قبائل بنی اسرائیل کی ارضِ حجاز میں ہجرت کا یہی سبب بیان کیا ہے[1] اور کتاب وفاء الوفاء میں یہاں تک مذکور ہے کہ ان قبائل میں سے بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو ھدل وادیٔ یثرب میں آباد ہوئے[2] اور خطط مقریزی میں ہے کہ سموئیل نبی کے عہد میں جن کا زمانہ ۱۰۵۷ قبل مسیح ہے، بنو اسرائیل ان علاقوں میں آباد ہوئے تھے۔[3]

علامہ ابن خلدونؒ نے بھی سبط یہودا کی فلسطین سے ہجرت اور خیبر و یثرب میں اس کی اقامت کا ذکر کیا ہے[4] اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ اس قبیلے کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں فلسطین، شام، حجاز اور یمن وغیرہ کے تجارتی وباہمی تعلقات آپس میں وسیع پیمانہ پر تھے[5] جس کی طرف آیت وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ (السباء:۱۳)[6] اشارہ کرتی ہے کہ خلیج عقبہ میں ان کے بیڑے لنگر انداز ہوئے اور وہ نقل و حمل کے لئے دور دراز بحری سفر کرتے تھے۔ ملکہ سباء کا حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعوت قبول کرنا ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے جس کا ذکر سورۃ النمل (آیات ۳۹ تا ۴۵) میں وارد ہوا ہے اور اس سے فلسطین اور عربی قبائل کے قدیم تعلقات کا پتہ چلتا ہے۔

---

[1] (تاريخ الرسل والملوك للطبری، ذكر خبر لهراسب وابنه بشتاسب وغزو بختنصر بنی إسرائيل وتخريبه وتخريبه بيت المقدس، جزء اوّل صفحہ ۵۳۹)

[2] (وفاء الوفاء، الباب الثالث، الفصل الأول سبب نزول اليهود المدينة، جزء اوّل صفحہ ۱۲۹)

[3] (المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار، ذكر تحويل السنة الخراجية القبطية إلى السنة الهلالية العربية، جزء ۲ صفحہ ۶۱) (أديان العرب فی الجاهلية، اليهودية، صفحہ ۲۰۰)

[4] (تاريخ ابن خلدون، الكتاب الثانی، الطبقة الثالثة الخبر عن الأوس والخزرج، جزء ۲ صفحہ ۳۴۲)

[5] (تاريخ ابن خلدون، الباب الثالث من الكتاب الأوّل فی الدول العامة، الفصل الثالث والثلاثون فی شرح اسم البابا والبطرك، جزء اوّل صفحہ ۲۸۸)

[6] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "اور (ہم نے) سلیمان کے لیے ہوا (کو مسخر کر دیا)۔ اُس کا صبح کا سفر بھی مہینے (کی مسافت) کے برابر تھا اور شام کا سفر بھی مہینے (کی مسافت) کے برابر تھا۔"

اس زمانے میں بھی بنو اسماعیل اور بنو اسرائیل کے تعلقات آپس میں سازگار تھے۔ ابوالفرج اصبہانی نے "الروض الانف" میں لکھا ہے کہ حجاز میں پہلے عمالقہ حکمران تھے جو ظالم تھے جنہیں یہود نے مغلوب کیا اور وہ یثرب وغیرہ علاقوں میں آباد ہوگئے[1] اور جب طیطاؤس قیصر روم نے (۷۰ عیسوی میں) فلسطین کو تاخت و تاراج کیا تو اس وقت بھی بنی اسرائیل نے ارض حجاز و شام کے درمیان واقع صحرا میں پناہ لی تھی۔[2] یہ علاقے اس وقت غیر آباد تھے۔ خانہ بدوش قبائل عرب خاص خاص موسموں میں سرسبز و شاداب علاقوں کے قریب خیمہ زن ہوتے اور عارضی فائدہ اُٹھانے کے بعد حسب عادت دوسری چراگاہوں کی طرف چلے جاتے تھے۔ مہاجرین بنی اسرائیل ہی نے ان علاقوں کو آباد کیا تھا۔ ارضِ فلسطین قدیم الایام سے شہد و دودھ کی زمین کے نام سے مشہور ہے۔ (خروج باب ۳: ۸، ۹) اور بنی اسرائیل زراعت پیشہ و صنعت کار تھے اور فن تعمیر میں ماہر۔ ممکن ہے کہ مصر میں ایک لمبا عرصہ بود و باش رکھنے کی وجہ سے ہی انہیں تعمیر و استعمار (آباد کاری) سے دلچسپی پیدا ہوگئی ہو اور وہ فن تعمیر کے ماہر بن گئے۔ مغرب و مشرق میں جہاں کہیں بھی وہ گئے ہیں، ذوقِ استعمار و صنعت کاری اپنے ساتھ لے گئے۔ وادیٔ یثرب کے نخلستان، باغات، قلعہ نما مکانات (آطام) اور قلعہ جات طرزِ تعمیر اور شکل میں ویسے ہی ہیں جیسے کہ خیبر و تیما و اَزرُعات وغیرہ ہیں اور وادیٔ کشمیر میں بھی ان کا یہی حال رہا ہے۔ چنانچہ آزادی کشمیر کی جد وجہد کے دوران مجھے اہالیان کشمیر کو نزدیک سے دیکھنے اور سمجھنے کا کئی سال موقع ملا ہے اور وادیٔ کشمیر کے دیہات و قصبات میں جب بار بار مجھے جانا پڑا تو کشمیر کی قدیم عمارتیں اور ان کے نقش و نگار، باغات اور ان کی چار دیواریاں اسلوب تعمیر میں مجھے ویسے ہی نظر آئیں جیسے میں نے فلسطین و شام میں دیکھی تھیں حتیٰ کہ ان کی شکل و شباہت اور لباسوں اور پیراہنوں کی وضع قطع ان کے بعض مخصوص رہنے سہنے کے طور وطریقے بھی ان سے تھے۔ مہاجرین بنی اسرائیل نے ہر جگہ ایک ہی قسم کے ذوق کا اظہار کیا جو صرف تقلید کا نتیجہ نہیں ہوسکتا بلکہ یہ مماثلت و یگانگت ذاتی ذوق کا ہی نتیجہ ہے جو ایک لمبے زمانے کی ممارست سے ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ یہ اسرائیلی قومیں صنعت و تجارت میں بھی ماہر رہی ہیں۔ ارضِ فلسطین مدت سے عراق و عرب، شام، مصر اور ہند و چین کے درمیان واسطہ تجارت تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ کاروبار مرکز یثرب و خیبر و تیماء کی طرف منتقل ہو چکا تھا بلکہ پانچویں صدی عیسوی میں جب یہودیوں کی معین و حمیر (یمن) میں ریاست و سلطنت تھی تو اُس وقت بھی تجارتی کاروبار یہودیوں ہی کے ہاتھ میں تھا۔ ذونواس بقول ابن ہشام حمیری سلطنت کا آخری بادشاہ تھا اور اس یہودی سلطنت نے نجران کے عیسائیوں پر بے پناہ ظلم

---

[1] (الروض الأنف، كتاب رسول الله ﷺ فيما بينه وبين اليهود، جزء ۴ حاشیہ صفحہ ۲۹۰)

[2] (كتاب الأغاني، أخبار أوس ونسب اليهود النازلين بيثرب، جزء ۲۲ صفحہ ۳۴۳، ۳۴۴)
(أديان العرب في الجاهلية، اليهودية، صفحہ ۲۰۰، ۲۰۱)

توڑے جن کی وجہ سے یہودی ظالم حکام اصحاب الاخدود (خندق والے) کے نام سے مشہور ہوئے۔[۱] مفسرین کے نزدیک قرآنِ مجید کی سورۃ البروج کی ابتدائی آیات میں انہی حمیری ظالم حکام کا ذکر ہے جنہوں نے خندقیں کھدوا کر نجران کے عیسائیوں کو اُن میں جلوا دیا تھا۔[۲] اس وحشت و بربریت کے پیچھے جہاں مذہبی عداوت کام کر رہی تھی وہاں سیاسی و تجارتی رقابت بھی تھی جو حمیر و صنعاء و حضر موت کے درمیان عرصہ سے چلی آتی تھی۔ یہودیوں نے عیسائی تاجروں کو یمنی منڈیوں میں ذبح کیا اور وہ انہیں اپنے علاقوں میں گھسنے نہیں دیتے تھے جس کی وجہ سے سلطنت روم و حبش نے حملہ کر کے حمیری سلطنت کو تباہ و برباد کر دیا۔ اسی حمیری سلطنت کے اثر و رسوخ سے قبائل عرب بنو نمیر، بنو کنانہ، بنو حارث بن کعب و بنو کندہ نے یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا اور وادیٔ مکہ و یثرب وغیرہ میں آباد ہو گئے تھے جیسا کہ رومی عیسائی سلطنت کے زیر اثر قبیلہ غسان عیسائی ہوا۔[۳]

غرض اسرائیلی مہاجرین ہی نے جزیرہ عرب کے جنوبی و شمالی علاقوں کی آبادکاری میں سبقت کی تھی اور یہ وہ امر واقعہ ہے جو اسلامی مؤرخین اور موجودہ زمانے کے محققین و مستشرقین ڈوزی (Dozy) گلیزر (Glazer) اور پلائی نس (Plinius) وغیرہ کو مسلّم ہے[۴] اور تازہ تحقیق سے بھی ثابت ہے کہ وہ اسرائیلی قبائل جنہوں نے فلسطین سے ساتویں اور گیارہویں صدی قبل مسیح ہجرت کی تھی، وہی وادیٔ مکہ، وادیٔ یثرب اور وادیٔ خیبر و تیما وغیرہ علاقوں میں آباد ہو گئے تھے۔ قبائل معان کا سیاسی مرکز قرنا، قبائل سبا کا مأربہ، مملکت تمنا کا باب المندب اور مملکت حضر موت کا میوہ۔ یہ وہ تاریخی حقائق ہیں جن کا ذکر مصری عالم محمد نعمان قاضی عدالت نے بھی اختصار سے اپنی تالیف "ادیان العرب" میں کیا ہے۔[۵] اور تدریسی نصاب کی کتابوں میں بھی تفصیل سے وارد ہوا ہے۔[۶] اور "تاریخ الیہود فی بلاد العرب" تصنیف اسرائیل ولفنسون (ابوذؤیب - استاذ اللغات السامیہ دار العلوم مصر) میں بھی اس کا ذکر ہے۔[۷]

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، ملك ذی نوّاس، جزء اوّل، صفحہ ۴۵)
(السيرة النبوية لابن هشام، ذونوّاس يدعو أهل نجران الى اليهودية، جزء اوّل صفحہ ۵۰)

[۲] (الكشاف للزمخشری، تفسير سورة البروج آيت ٤، جزء ۴ صفحہ ۷۳۱)
(التفسير الكبير للرازی، تفسير سورة البروج آيت ٤، جزء ۳۱ صفحہ ۱۱۰)

[۳] (تاريخ العرب القديم وظهور الإسلام للصف الثانی، العرب وبلادهم، صفحہ ۷ تا ۳۰)
(تاريخ العرب والإسلام للصف الثانی، الفصل الثالث دول اليمن وعلاقاتها الدولية، صفحہ ۲۹، ۳۰)

[۴] (تاريخ اليهود فی بلاد العرب، الباب الأول اليهود فی بلاد الحجاز، صفحہ ۳ تا ۵)

[۵] (أديان العرب فی الجاهلية، اليهودية، صفحہ ۱۹۹، ۲۰۲)

[۶] (تاريخ العرب القديم وظهور الإسلام للصفّ الثانی من المدارس المتوسطة، العرب وبلادهم، صفحہ ۷ تا ۱۷)
(تاريخ العرب والإسلام للصفّ الثانی الثانوی مطبوعة وزارة المعارف السورية، صفحہ ۲۹، ۳۰)

[۷] (تاريخ اليهود فی بلاد العرب، الباب الأول اليهود فی بلاد الحجاز، صفحہ ۱ تا ۳۴)

مؤخر الذکر یہودی پروفیسر نے ڈگری حاصل کرنے کی غرض سے اسی موضوع پر عربی زبان میں مقالہ لکھا تھا اور وہ بعد تصحیح علامہ طٰہٰ حسین کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا اور علامہ موصوف نے اس کی تعریف کی ہے۔ یہ کتاب بڑی محنت سے تیار کی گئی ہے اور قابل قدر ہے۔ لیکن بہت احتیاط سے اسے پڑھنے کی ضرورت ہے جیسا کہ ابن ہشام، طبری وغیرہ قدیم تالیفات کا مطالعہ بڑی احتیاط کا متقاضی ہے کہ اس میں زبان زد خلائق افسانے بھی درج ہیں اور مسلمان مؤرخین ابن خلدون اور ابوالفرج اصبہانی وغیرہ نے ایسے افسانوں کی عدم صحت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ قدیم اسلامی مؤرخین نے ہر قسم کی رطب و یابس روایات جو اُن کے زمانہ میں شائع و متعارف تھیں جمع کر دیں ہیں اور بحث و تمحیص کا کام بعد میں آنے والے محققین نے کیا ہے جس کی تصدیق زمانہ حال کے اکتشاف سے ہو رہی ہے۔ افسانوں کے پس پردہ بھی کوئی نہ کوئی حقیقت روپوش ہوتی ہے۔ اگر روایات کی مبالغہ آمیزی کا نقاب اُٹھایا جائے تو اصل حقیقت کا پتہ چل جاتا ہے۔

مسلم و غیر مسلم مصنفین و محققین کی تصنیفات میں سے قدرے مشترک جو خلاصہ اوپر نقل کیا گیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ وادیٔ یثرب میں آباد اسرائیلی قبائل بلاد عربیہ میں اسی طرح متوطن تھے جس طرح اسماعیلی قبائل قریش اوس و خزرج وغیرہ۔ وہ ایک دوسرے کے حلیف اور ان کے باہمی تعلقات مستحکم تھے۔ ان کی حالت پردیسیوں کی سی نہ تھی کہ انہیں غاصب سمجھ کر بیک بنی و دو گوش یثرب و خیبر سے نکال دیا جاتا۔ ان کے مستحکم تعلقات کا علم حرب فجار و بسوس و بعاث کی بار بار خانہ جنگیوں کے حالات سے بخوبی ہوتا ہے کہ یہودی قبائل نے اپنے اپنے حلیفوں کی مالی و جانی قربانی سے ہر طرح مدد کی اور وہ ایک دوسرے کی خاطر بڑی بہادری و جانفشانی سے لڑے اور اس کی پرواہ نہیں کی کہ مدمقابل صفوں میں ان کا ہم مذہب یہودی ہے یا غیر یہودی، جیسا کہ سمجھا گیا ہے۔ اور وہ ہر لحاظ سے نہایت مضبوط اور طاقت ور تھے اور اپنے آپ کو عربی قبائل پر غیر معمولی تفوق دیتے تھے۔ وہ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ (المائدۃ:۱۹) وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران:۱۸۲) کا دم بھرتے تھے اور اپنے آپ کو شاب اللہ المختار یقین کرتے تھے۔ ان کی روایات شاندار اور ان کا ماضی و حال درخشاں تھا اور درآمد و برآمد کی تجارت پر ان کا قبضہ۔ ہمسایہ عربی قبائل ان کے اقتصادی دباؤ سے جھکے ہوئے تھے۔ ان کے جابجا نہایت مضبوط قلعے تھے۔ ان کے قلعوں کی تعمیر و تقسیم حربی اصولوں کے مطابق تھی۔ خیبر کا قلعہ ناعم بطور فراش خانہ کام دیتا تھا۔ جنگ کے وقت خوردنی اشیاء کے ذخائر اس میں محفوظ کر دیئے جاتے، قلعہ کتیبہ میں محفوظ سپاہ رکھی جاتی، نطاۃ و قموص میں لڑنے والی فوج رہتی۔ بعض قلعے اسلحہ سازی کے لئے مخصوص تھے اور بعض میں عورتیں اور بچے اور ضعیف و ناتواں لوگ محفوظ کر کے ان کے کھانے پینے اور ان کی حفاظت کا انتظام کیا جاتا تھا۔[۱] یہی صورت ان کے یثربی قلعوں کی تھی اور یہی صورت خیبر و تیما و اَذرعات کے قلعوں کی تھی۔ بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ میں سے ہر قبیلہ اپنی اپنی باری پر اسی

[۱] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الهجرة، غزوة خیبر، جزء۲ صفحہ ۴۵)
(إمتاع الأسماع، فصل فی ذکر من استعمله رسول الله ﷺ فی جیوشه عند عودته ﷺ، جزء۹ صفحہ ۲۳۲)

وقت وادی یثرب سے نکلنے پر راضی ہوا ہے جب اس کی غداری و فتنہ انگیزی اتنی واضح ہو گئی کہ خود اس کے ضمیر نے اسے معذور نہیں سمجھا اور نہ اس کے حلیف یا ہم مذہب قبیلے نے۔

حالات مندرجہ بالا کی موجودگی میں یہ سمجھنے کی کوئی گنجائش نہیں کہ بنو نضیر وادیٔ یثرب کو اپنا مستقل وطن نہیں سمجھتے تھے اور اپنے قبضے کو عارضی اور اپنے آپ کو کمزور خیال کرتے تھے بلکہ جب وہ یثرب سے نکلنے پر بالکل ہی مجبور ہو گئے تو بھی اس عزم راسخ کو دلوں میں لیتے ہوئے گئے کہ دوسری جگہ پہنچ کر مدینہ پر حملہ آور ہوں گے اور مسلمانوں سے اپنی کھوئی ہوئی جائیدادیں واپس لے کر اُن سے پورا انتقام لیں گے۔ چنانچہ اپنے خیال کے مطابق انہوں نے خیبر وغیرہ پہنچ کر تیاری کی اور احزاب کے ذریعہ مدینہ کا محاصرہ کیا اور تقریباً ایک ماہ مشغول جنگ رہ کر ناکام و نامراد راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۠ (الأحزاب:۲۶تا۲۸) ترجمہ: اور (حقیقت یہ ہے کہ) اللہ (تعالیٰ) نے کفار کو اُن کے سب غصہ سمیت (مدینہ سے) واپس لوٹا دیا اور کسی قسم کا فائدہ اُن کو نہیں پہنچا اور اللہ (تعالیٰ) نے مومنوں کی طرف سے خود لڑائی کی اور اللہ (تعالیٰ) بڑا طاقتور اور غالب ہے اور اس (یعنی اللہ تعالیٰ) نے ان اہل کتاب کو جنہوں نے ان (حملہ آور مشرکوں) کی مدد کی تھی، اپنے قلعوں سے اُتار دیا اور ان کے دلوں میں رُعب داخل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم ان میں سے ایک حصہ کو قتل کرنے پر اور ایک حصہ کو قید کرنے پر قادر ہو گئے اور ان کی زمینوں اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا تم کو وارث کر دیا نیز اس زمین کا بھی جس پر ابھی تمہارے قدم نہیں پڑے اور اللہ (تعالیٰ) ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

غزوۂ اُحد میں بھی یہودیوں کا ہاتھ تھا اور غزوۂ احزاب میں بھی۔ سابقہ ابواب میں دونوں جنگوں کا مفصل ذکر گزر چکا ہے اور غزوۂ خیبر جو ابواب زیر شرح کا موضوع ہے اسی انتقامی سلسلہ کا ایک اہم حصہ ہے جو واضح طور پر بتاتا ہے کہ جب قریش نے دس سال کے لئے صلح کر کے ہتھیار ڈال دیئے تو یہود جی توڑ کر مقابلہ کے لئے ڈٹے رہے اور وادیٔ یثرب میں اپنی کھوئی ہوئی بستیوں کی بازگشت سننے اور بنو قریظہ کے مقتولین کا انتقام لینے کی تیاریاں کرنے لگے۔ وہ مادی وسائل حرب و ضرب اور مال و دولت اور اپنے جنگ آزماؤں کی کثرت کے اعتبار سے اپنے آپ کو نہایت مضبوط سمجھتے تھے اور واقعہ بھی یہی تھا۔

پروفیسر اسرائیل ولفنسون نے اسی مذکورۃ الصدر کتاب میں انہیں اپنی اس جدوجہد میں حق بجانب قرار دیا ہے کہ یثرب ان کا قدیم وطن تھا جہاں سے وہ نکالے گئے۔......... یہود خیبر اپنے ہم عقیدہ لوگوں کے قتل سے طبعاً متأثر تھے۔ انہوں نے اسی جذبہ ہمدردی کی وجہ سے بنو قینقاع اور بنو نضیر کو یکے بعد دیگرے پناہ دی اور تورات کے حکم کی تعمیل میں بنو قریظہ کے اکثر قیدیوں کی آزادی فدیہ دے کر حاصل کی اور آزاد شدہ مرد، عورتیں

اور بچے خیبر میں لائے گئے۔ مقتولین کا انتقام لینے اور یثرب کے کھوئے ہوئے اموال پر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے یہود نے پھر مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کردی اور پروفیسر اسرائیل کے نزدیک وہ طبعاً اس تیاری کا حق رکھتے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے: وہ اپنے وطن مالوف سے جہاں وہ صدیوں بالا دست رہے اور جن میں انہیں کثیر اموال اور وسیع اختیارات حاصل تھے جلا وطن کئے گئے اور مفلوک الحال ہوگئے۔ ان کی سطوت و دولت کے بعد جو بھی ان کی تباہی و بربادی اور قابل رحم حالت کو مدنظر رکھے گا وہ ان کو اپنی جائیدادیں واپس لینے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کی کوشش اور اپنے حلیفوں سے مدد حاصل کرنے میں قطعاً قابل ملامت نہیں سمجھے گا کیونکہ فطرت انسانی کا یہ طبعی تقاضا ہے۔ بَلْ وَ عَمَلٌ مَشْرُوْعٌ مَّقْبُوْلٌ لَدَى جَمِيْعِ الْأُمَمِ-بلکہ جائز ہے اور تمام قوموں کے نزدیک مسلّم ہے۔[1]

یہ درست ہے۔ انتقام ایک طبعی تقاضا ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ظلم سے چھینے ہوئے اموال واپس لئے جاسکتے ہیں۔ لیکن یہ کس طرح جائز ثابت ہو جائے گا کہ قابل رحم حالت میں یہودی کو تو یہ طبعی حق حاصل ہو جائے، لیکن مسلم مہاجرین کو یہ طبعی حق حاصل نہیں ہو سکتا؟

ایک نہایت قلیل جماعت کے ڈیڑھ سو چیدہ افراد اُحد و بئر معونہ وغیرہ میں بغیر کسی قصور کے دھوکہ و فریب سے قتل کر دیئے جائیں تو جائز اور ان کا جواب دیا جائے تو ناجائز و بے جا۔ یہود کا اپنے عہد و پیمان کو توڑ کر قریش اور دیگر قبائل کے لشکروں کے ساتھ مدینہ کا محاصرہ کرلینا تو بجا و درست اور اس محاصرہ کے دوران بنو قریظہ کی مدینہ کے اندر رہ کر خلافِ معاہدہ مدد کرنا بھی درست اور جب جنگ میں مغلوب ہو جانے کے بعد ان کے مجوزہ و مقبولہ ثالث کا شریعت تورات کے مطابق فیصلہ ہو۔ مدینہ سے مع ساز و سامان چلے جانے کی رعایت مل جائے اور ان کے اکثر قیدی بھی انہیں دے دیئے جائیں۔ مزید براں ان کے حلیف قریش وغیرہ بھی صلح کرلیں۔ باوجود ان تمام باتوں کے پروفیسر اسرائیل کے نزدیک یہودانِ مدینہ و خیبر کو جو فتنہ پر فتنہ برپا کرتے رہے حق حاصل تھا کہ وہ ایسا ہی کرتے۔ اَلْعَجَبُ ثُمَّ الْعَجَبُ۔

پروفیسر موصوف یہودی قبائل کی مذکورہ تیاری کو قابل افسوس و ملامت نہیں سمجھتے۔ لیکن انہیں یہ ضرور تسلیم کرنا پڑا ہے کہ ایک موحد قوم کا جو صدیوں سے توحید کی علمبردار اور توحید کی خاطر مشرک اقوام کے ہاتھوں ظلم و ستم کا تختہ مشق رہی ہو، اس کا مشرکین قریش سے ہمنوا ہونا اور ان کے دین کو اسلام سے افضل قرار دینا اور ان کے ساتھ لڑائی میں شریک ہونا ضرور قابل ملامت ہے۔ وہ لکھتے ہیں: نَعَمْ إِنَّ ضَرُوْرَاتِ الْحُرُوْبِ أَبَاحَتْ لِلْأُمَمِ اسْتِعْمَالَ الْحِيَلِ وَالْأَكَاذِيْبِ وَالتَّوَسُّلِ بِالْخُدَعِ وَالْأَضَالِيْلِ لِلتَّغَلُّبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَلٰكِنْ مَعَ هٰذَا كَانَ مِنْ وَاجِبِ هٰٓؤُلَاءِ الْيَهُوْدِ أَلَّا يَتَوَرَّطُوْا فِيْ مِثْلِ هٰذَا الْخَطَإِ الْفَاحِشِ وَأَلَّا يُصَرِّحُوْا أَمَامَ زُعَمَاءِ قُرَيْشٍ بِأَنَّ عِبَادَةَ الْأَصْنَامِ أَفْضَلُ مِنَ التَّوْحِيْدِ الْإِسْلَامِيِّ وَلَوْ أَدّٰى بِهِمُ الْأَمْرُ إِلٰى عَدَمِ إِجَابَةِ مَطْلَبِهِمْ لِأَنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ الَّذِيْنَ كَانُوْا مُدَّةَ قُرُوْنٍ حَامِلِيْ رَايَةِ التَّوْحِيْدِ فِي الْعَالَمِ بَيْنَ الْأُمَمِ الْوَثَنِيَّةِ

[1] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب السابع غزوۃ بنی قریظۃ، صفحہ ۱۴۲)

بِاسْمِ الْآبَاءِ الْأَقْدَمِيْنَ- وَالَّذِيْنَ نُكِبُوْا بِنَكَبَاتٍ لَا تُحْصَى مِنْ تَقْتِيْلٍ وَاضْطِهَادٍ بِسَبَبِ إِيْمَانِهِمْ بِإِلٰهٍ وَّاحِدٍ فِي عُصُوْرٍ شَتّٰى مِنَ الْأَدْوَارِ التَّارِيْخِيَّةِ كَانَ مِنْ وَّاجِبِهِمْ أَنْ يُّضَحُّوْا بِحَيَاتِهِمْ وَكُلِّ عَزِيْزٍ لَدَيْهِمْ فِي سَبِيْلِ أَنْ يَّخْذُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ-[1]

اور لکھا ہے کہ مذکورہ بالا فاش غلطی کے علاوہ ان کی یہ غلطی بھی تھی کہ پُجاریوں کا ساتھ دے کر احکام تورات کی خلاف ورزی کی کیونکہ وہ بت پرستوں سے نفرت اور ان سے علیحدگی کی تاکید کرتی ہے۔ وہ درحقیقت اپنی جانوں سے ہی جنگ کر رہے تھے۔ قرآنِ مجید نے بھی انہیں اس بات میں ملزم گردانا ہے۔ پروفیسر مذکور کے الفاظ یہ ہیں:

هٰذَا فَضْلًا عَنْ أَنَّهُمْ بِالْتِجَائِهِمْ إِلَى عَبَدَةِ الْأَصْنَامِ إِنَّمَا كَانُوْا يُحَارِبُوْنَ أَنْفُسَهُمْ بِأَنْفُسِهِمْ وَيُنَاقِضُوْنَ تَعَالِيْمَ التَّوْرَاةِ الَّتِيْ تَوْصِيْهِمْ بِالنُّفُوْرِ مِنْ أَصْحَابِ الْأَصْنَامِ وَالْوُقُوْفِ مَعَهُمْ مَوْقِفَ الْخُصُوْمَةِ- وَقَدْ أَشَارَ الْقُرْآنُ إِلَى عَمَلِ النَّفَرِ مِنَ الْيَهُوْدِ وَتَحَزُّبِهِمْ مَعَ قُرَيْشٍ وَغَطَفَانَ عَلَى الْإِسْلَامِ بِقَوْلِهِ: أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ أَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا (النساء: ۵۲)[2]

سورۂ آل عمران میں یہودانِ مدینہ کے اس مسخ شدہ معنویات و عقیدہ کا ذکر ہے کہ اُمیوں کے مقابلے میں کی گئی

---

[1] (تاریخ الیهود فی بلاد العرب، الباب السابع غزوة بنی قریظة، صفحہ ۱۴۲)

ترجمہ: بلاشبہ یہ درست ہے کہ اقوام کو جنگی تقاضوں کے پیشِ نظر دشمن پر غلبہ پانے کے لیے مکر و فریب اور دھوکہ دہی کی راہ سے چالیں کرنا جائز سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ان یہودیوں پر لازم تھا کہ وہ ایسی فحش غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور قریش کے سرداروں کے سامنے کھلم کھلا یہ بیان نہ دیتے کہ بتوں کی پوجا کرنا اسلام کی پیش کردہ توحید سے افضل ہے۔ کاش وہ اس معاملہ میں اُن (مشرکوں) کی خواہش کے مطابق جواب نہ دیتے۔ کیونکہ بنی اسرائیل تو وہ ہیں جنہوں نے اپنے آباء و اجداد کے شایانِ شان صدیوں تک توحید کا جھنڈا دنیا میں بت پرست اقوام کے مقابل اُٹھائے رکھا ہے۔ اور انہوں نے تاریخ کے مختلف ادوار اور متعدد زمانوں میں ایک خدا کی عبادت کی وجہ سے بارہا قتل و غارت اور ظلم و ستم برداشت کیا ہے۔ ان پر تو یہی لازم تھا کہ وہ مشرکین کی ذلت و رسوائی (چاہنے) کی راہ پر اپنی زندگیاں اور اپنی ہر عزیز ترین چیز قربان کر دیتے۔

[2] (تاریخ الیهود فی بلاد العرب، الباب السابع غزوة بنی قریظة، صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳)

ترجمہ: درحقیقت بتوں کے پُجاریوں سے مدد حاصل کر کے وہ اپنے ہی نفسوں سے جنگ کر رہے تھے۔ اور تورات کی تعلیمات کی خلاف ورزی کر رہے تھے۔ (کیونکہ) وہ بت پرستوں سے نفرت کرنے اور اُن کے ساتھ دشمنوں کا سا معاملہ رکھنے کی تاکید کرتی ہے۔ قرآنِ کریم نے یہود کی اسی جتھہ بندی اور قریش و غطفان کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف فوج کشی کرنے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے: ”کیا تو نے اُن کی طرف نظر نہیں دوڑائی جن کو کتاب میں سے ایک حصہ دیا گیا تھا۔ وہ بتوں اور شیطان پر ایمان لاتے ہیں اور اُن لوگوں کے متعلق جنہوں نے انکار کیا، کہتے ہیں کہ یہ لوگ مسلک کے لحاظ سے ایمان لانے والوں سے زیادہ درست ہیں۔

خرابیوں پر اُن سے کوئی گرفت نہ ہو گی جو چاہیں اُن سے روا رکھیں۔(آل عمران:۷۶) معاہدے توڑے جائیں، خیانت کی جائے، ان کے مال غصب کئے جائیں، ان کا ننگ و ناموس خطرے میں ڈال دیا جائے اور ان کی بیخ کنی کے لئے حملے پر حملے کئے جائیں، یہ سب کچھ جائز ہے اور اگر یہودیوں کے خلاف تورات کا فیصلہ نافذ ہو اور وہ اپنی شرارتوں کی پاداش میں قتل کئے جائیں تو یہ ناجائز ہے اور ان کے حلیف خائن۔

پروفیسر ولفنسون بحوالہ ابن ہشام لکھتے ہیں: وَلَا شَكَّ اَنَّ الْيَهُوْدَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَى هٰذِهِ الْخِيَانَةِ مِنْ حُلَفَاءِ هِمْ بَنِي الْأَوْسِ وَلَا اِلَى غَدْرِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ بِهِمْ وَلَمْ يُنْجِهِمْ كَمَا نَجَّى عَبْدُ اللهِ ابْنُ أُبَيٍّ حُلَفَاءَهُ مِنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ۔[1] یعنی اس میں شک نہیں کہ یہود (بنی قریظہ) کو امید نہیں تھی کہ ان کے حلیف بنی اوس ان سے خیانت اور سعد بن معاذؓ اُن سے غداری کریں گے اور انہیں سزا سے نجات نہیں دلائیں گے جس طرح کہ عبد اللہ بن اُبَیّ نے اپنے حلیفوں (بنو قینقاع) کو دلائی۔

پروفیسر اسرائیل ایک فریق یہود کو انتقام کا طبعی حق دیتے ہیں اور ان کی طرف سے مہاجرین مدینہ کے خلاف فوج کشی کی تیاری قابل ملامت نہیں سمجھتے۔ ایک فریق کا فعل تو اُن کی نظر میں طبعی جذبہ انتقام ہے جو تمام قوموں کو تسلیم ہے اور دوسرے فریق یعنی بنی اوس کا انتقامی فعل جو علاوہ طبعی انتقام ہونے کے شریعت تورات کے مطابق ہے خیانت و غداری سمجھی جائے۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى (النجم:۲۳)[2] اس تفریق کی وجہ سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہے کہ شاید شَعْبُ اللهِ الْمُخْتَار کا پیدائشی حق ہو کہ عدل و انصاف کے الگ معیار سے اس کے حقوق کا فیصلہ کیا جائے۔ عہد نبوی کے یہودیوں کا فی الحقیقت یہی نظریہ عدل و انصاف تھا۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ (آل عمران:۷۶) یعنی اُمیوں کا حق پامال کرنے میں ہم سے کوئی مؤاخذہ نہ ہو گا۔ خداوند یہوواہ کے محبوب ہونے کا انہیں ناز تھا۔ نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ (المائدة:۱۹)[3] اور اپنی دولت کا زُعم نَحْنُ اَغْنِيَآءُ (آل عمران:۱۸۲)[4]

پروفیسر اسرائیل بحوالہ تاریخ الخمیس لکھتے ہیں: كَانَتْ جُمُوْعُ الْيَهُوْدِ فِي خَيْبَرَ مِنْ أَقْوَى الطَّوَائِفِ بَأْسًا وَأَوْفَرِهَا مَالًا وَ سِلَاحًا۔۔۔۔ وَكَانَتْ حُصُوْنُ خَيْبَرَ مَنِيْعَةً عَلَى رُؤُوْسِ الْجِبَالِ وَكَانَ رِجَالُهَا مُدَرَّبِيْنَ قَدْ مَارَسُوْا الْقِتَالَ وَالنِّضَالَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ سِلَاحٍ كَثِيْرٍ وَاسْتَعْمَلُوْا آلَاتِ الْهَدْمِ فِيْ رَدِّ عَادِيَةِ

---

[1] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السابع غزوۃ بنی قریظة، صفحہ ۱۴۹)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "تب تو یہ ایک بہت ناقص تقسیم ٹھہری"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "ہم اللہ کی اولاد ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔"

[4] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "ہم دولت مند ہیں۔"

الْمُغِيْرِيْنَ عَنْ آطَامِهِمْ [۱] کہ خیبر کے یہودی جتھے تمام گروہوں سے بلحاظ جنگی طاقت و مال و دولت اور اسلحہ کے زیادہ طاقتور تھے۔ پہاڑیوں کی چوٹیوں پر اُن کے خیبری قلعے ناقابل تسخیر تھے۔ جن میں آزمودہ کار سپاہی رہتے۔ وہ فنون حربیہ سے واقف تھے اور ان کے پاس اسلحہ بکثرت اور استعمال اسلحہ میں ماہر و مشاق۔ آلاتِ ہدم کے ذریعہ سے اپنے دشمنوں کو ہمیشہ اپنے قلعوں سے پسپا کر دیتے تھے۔

دراصل اسی غیر معمولی قوت و طاقت کے غرور میں یہود خیبر نے بنو قریظہ وغیرہ کا انتقام لینے کا عزمِ صمیم کیا اور قریش کے ہتھیار ڈال دینے کے باوجود وہ جنگ جاری رکھنے پر مُصر رہے اور انہیں اپنے ہمسایہ حلیف قبائل غطفان و فزارہ پر پورا پورا اعتماد تھا کہ جس طرح انہوں نے غزوۂ احزاب میں ان کی آواز پر لبیک کہا تھا۔ اس نئے حملے میں بھی وہ ان کا ساتھ دیں گے اور یہ یہود اپنے اسی غرور اور جذبہ انتقام کے جوش میں عقل و بصیرت کھو بیٹھے اور نہیں جانتے تھے کہ مشیئت الٰہی و تقدیر آسمانی ان کے سنگین جرم کی پاداش کا کیا انتظام کر رہی ہے۔ سورۃ البقرۃ میں ان کے جرموں کا بالتفصیل ذکر کر کے انہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ تم اہل کتاب ہو تمہیں مناسب نہیں کہ ظلم کا ساتھ دو۔ (البقرۃ:۸۵، ۸۶)

پروفیسر اسرائیل رقم طراز ہیں اور بعض دوسرے مستشرقین نے بھی ان کی تائید کی ہے: وَغَنِيٌّ عَنِ الْبَيَانِ اَنَّ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ كَانُوْا أَغْنَى طَوَائِفِ الْيَهُوْدِ فِيْ مَدِيْنَةِ يَثْرِبَ فَكَانَتْ بُيُوْتُهُمْ تَحْتَوِيْ عَلَى الْأَمْوَالِ الطَّائِلَةِ وَالْحُلِيِّ الْكَثِيْرَةِ مِنَ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ وَكَانَ الْعَرَبُ يَطْمَعُوْنَ فِيْ كُلِّ ذَلِكَ۔ [۲] یعنی یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ بنو قینقاع یثرب کے تمام یہودی قبائل سے زیادہ دولت مند تھے۔ ان کے گھروں میں مال و دولت بے شمار اور سونے چاندی کے زیورات کثرت سے تھے اور عربوں کو اس مال و دولت اور سیم و زر کا لالچ تھا۔

لیکن یہ بالبداہت باطل ہے۔ اگر اس میں ذرا سی صحت ہوتی تو بنو قینقاع کا مال و متاع لوٹ لینا ضروری تھا۔ بحالیکہ ان کے مال و دولت قطعاً نہیں لوٹے گئے۔ بلکہ جتنا سامان بھی وہ وسائل نقل و حمل کے ذریعہ سے لے جا سکتے تھے انہیں لے جانے کی اجازت دی گئی اور وہ اپنے مال بالفعل لے گئے۔ پروفیسر موصوف نے اپنے مذکورہ بالا قیاس کی تائید میں واقدی کی روایت کا حوالہ دیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کے اموال و اسلحہ جمع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر پانچواں حصہ محفوظ کر کے باقی انصار میں تقسیم کر دیا گیا اور انہیں تین دن کی مہلت دی گئی اور وہ وادیٔ قریٰ میں چلے گئے۔ جہاں اُن کے یہودی بھائیوں نے بڑے اہتمام سے ان کا استقبال کیا اور فراخ دلی سے اپنے پاس ٹھہرایا اور پھر وہاں سے آخر وہ (اَزرُعات) علاقہ شام کی طرف منتقل ہو گئے۔ [۳] واقدی کی یہ روایت پایہ صحت

[۱] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوۃ خیبر، صفحہ ۱۶۲، ۱۶۴)

[۲] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۲۸)

[۳] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۳۰)

کے اعتبار سے مجروح ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس سے مراد جائیداد غیر منقولہ کی تقسیم ہے جو انہی کے حلفاء بنو خزرج میں بانٹی گئی اور اس بارہ میں ابن ہشام کی روایت زیادہ صحیح ہے جو پروفیسر اسرائیل نے بھی نقل کی ہے کہ یہودیوں کے حلیف عبداللہ بن اُبَیّ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی کہ اُن کے حلیف یہودیوں سے نیک سلوک فرمایا جائے۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی سفارش قبول فرمائی اور ان کا معاملہ اسی کے سپرد کر دیا۔ پوری عبارت یہ ہے: فَحَاصَرَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ، فَقَامَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ بنِ سَلُولَ، حِينَ أَمْكَنَهُ اللهُ مِنْهُمْ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، أَحْسِنْ فِي مَوَالِيَّ، وَكَانُوا حُلَفَاءَ الْخَزْرَجِ، قَالَ: فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَحْسِنْ فِي مَوَالِيَّ، قَالَ: فَأَعْرَضَ عَنْهُ. فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي جَيْبِ دِرْعِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرْسِلْنِي، وَغَضِبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى رَأَوْا لِوَجْهِهِ ظُلَلًا، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَكَ! أَرْسِلْنِي، قَالَ: لَا وَاللهِ لَا أُرْسِلُكَ حَتَّى تُحْسِنَ فِي مَوَالِيَّ، أَرْبَعُ مِائَةِ حَاسِرٍ وَثَلَاثُ مِائَةِ دَارِعٍ قَدْ مَنَعُونِي مِنَ الْأَحْمَرِ وَالْأَسْوَدِ، تَحْصُدُهُمْ فِي غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ، إِنِّي وَاللهِ امْرُؤٌ أَخْشَى الدَّوَائِرَ. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ لَكَ۔[1] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع کا محاصرہ کیا، یہاں تک کہ وہ آپؐ کے فیصلہ (کو قبول کرنے) پر (اپنے قلعوں سے) اُتر آئے۔ جب اللہ نے انہیں آپؐ کے قابو میں کر دیا تو ان کے حلیف عبداللہ بن اُبَیّ بن سلول نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باصرار و الحاح سفارش کی۔ کہا کہ یہ میرے حلیف ہیں اور مجھے ڈر ہے کہ میرا قبیلہ اس میں اُلجھ کر سلسلہ کشت وخون کو طول نہ دے دے۔ ان سے احسان فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سفارش قبول فرمائی اور بنو قینقاع اس کے سپرد کر دیئے۔

ابن سعدؒ نے بھی جو واقدیؒ کے شاگردوں میں سے ایک محتاط شاگرد ہیں، بنو قینقاع کے سیم وزر لے لئے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے جس شے کے تقسیم کرنے کی تفصیل بیان کی ہے وہ سیم وزر و مال و دولت نہیں بلکہ اسلحے ہیں۔ جن میں سے تین کمانیں، دو زرہیں، تین تلواریں اور تین نیزے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے میں آئے تھے۔[2]

پروفیسر اسرائیل کی یہ فروگزاشت یا تجاہل عارفانہ قابل تعجب ہے اور اس سے بھی بڑھ کر قابل تعجب یہ امر ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۹ پر سورۂ بقرہ کی آیات وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَكُمْ وَ لَا تُخْرِجُوْنَ اَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَ اَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ○ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ تُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَ اِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَ هُوَ

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر بنی قینقاع، جزء ۳ صفحہ ۱۰)
(تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۳۰)

[2] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوۃ بنی قینقاع، جزء ۲ صفحہ ۲۷)

مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ إِخْرَاجُهُمْ ط (البقرة:۸۵،۸۶)[1] نقل کر کے ان سے یہ تو استدلال کر لیا ہے کہ بنو قینقاع کے ساتھ ساتھ بنو نضیر اور بنو قریظہ کی شدید دیرینہ عداوت تھی۔ جنہوں نے ان کو یثربی بستیاں چھوڑنے اور مدینہ کے ایک محلہ میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن پروفیسر مذکور نے ان آیات سے یہ استدلال کرنا نہیں چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باہمی خونریزی اور مدینہ سے نکلنا قطعاً پسند نہیں تھا۔ بحالیکہ مذکورہ بالا آیتِ بیّنہ سے یہ ایک واضح استدلال ہے۔ کیونکہ ان میں یہود کو ملزم قرار دیا گیا ہے کہ تمہارے لئے خانہ جنگی وغیرہ مناسب نہیں۔ کیونکہ مدینہ میں آنے پر سب سے پہلے جو کام آپؐ نے کیا، وہ اہالیانِ مدینہ کے درمیان معاہدہ صلح و آشتی ضبط تحریر میں لانے کا کام کیا تھا۔ تعجب ہے کہ پروفیسر مذکور سے یہ واضح استدلال تو نظر انداز ہو گیا اور اس کے بالکل ہی خلاف انہوں نے یہ لکھ دیا ہے کہ چونکہ بنو قینقاع مدینہ کے ایک محلہ میں رہتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ مدینہ میں انصار کے محلہ جات مشرکین اور ان تمام لوگوں سے جو آپؐ کے دین کے خلاف تھے پاک وصاف کر دیے جائیں اور بنو قینقاع تعداد میں تھوڑے تھے اور ان سے جنگ اور ان کی بیخ کنی آسان تھی اس لئے ان پر چڑھائی کر دی۔

اس ضمن میں پروفیسر موصوف کے الفاظ یہ ہیں: فَأَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يُّطَهِّرَ الْمَدِيْنَةَ وَأَحْيَاءَ الْأَنْصَارِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَمِنْ جَمِيْعِ مَّنْ يُّخَالِفُوْنَ دِيْنَهُ... ثُمَّ كَانَ عَدَدُ بَنِي قَيْنُقَاعَ غَيْرَ كَثِيْرٍ فَكَانَ مِنَ السَّهْلِ مَقَاتَلَتُهُمْ وَاسْتِئْصَالَ شَأْفَتِهِمْ۔[2] مذکورہ بالا آیت اور میثاق مدینہ کی مستند دستاویز موجود ہوتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش سے متعلق پروفیسر مذکور کا قیاس حقیقت سے کتنا دور اور اہل نظر کے لئے کس قدر قابل افسوس ہے۔ اس امر کا اندازہ کرنا قارئین شرح بخاری پر چھوڑا جاتا ہے۔

اگر صرف اس استدلال پر اکتفا کیا جاتا کہ یہودی قبائل ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ فتنہ پردازی ان کا شیوہ تھا۔ انہوں نے امن پسندوں کی راہ چھوڑ کر شر انگیزی اختیار کی۔ تو یہ قیاس عین عدل و انصاف کے مطابق ہوتا۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ شہری امن اور خود یہودیوں کی اپنی سلامتی کا تقاضا تھا کہ وہ مدینہ سے دوسرے مقامات میں چلے گئے۔ جیسا کہ آج کل بھی متمدن و مہذب دنیا میں یہی راہ اختیار کی جاتی ہے۔ اگر یہ استدلال کیا جاتا تو واقعات کے بالکل مطابق تھا اور سورۃ البقرۃ اور سورۃ الحشر میں جلاوطنی یہودیانِ مدینہ کی یہی وجہ بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اور جب ہم نے تمہارا میثاق لیا کہ تم (آپس میں) اپنا خون نہیں بہاؤ گے اور اپنے ہی لوگوں کو اپنی آبادیوں سے نہیں نکالو گے اس پر تم نے اقرار کیا اور تم اس کے گواہ تھے۔ اس کے باوجود تم وہ ہو کہ اپنے ہی لوگوں کو قتل کرتے ہو اور تم اپنے میں سے ایک فریق کو اُن کی بستیوں سے نکالتے ہو۔ تم گناہ اور ظلم کے ذریعہ ان کے خلاف ایک دوسرے کی پُشت پناہی کرتے ہو اور اگر وہ قیدی ہو کر تمہارے پاس آئیں تو فدیہ لے کر اُن کو چھوڑ دیتے ہو۔ جبکہ اُن کا نکالنا ہی تم پر حرام تھا۔“

[2] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۲۸)

معاہدات توڑ دیئے، حدود امن کی نگہداشت نہ رکھی اور شر انگیزی کے مرتکب ہوئے جو آخر خانہ جنگی اور ان کے اخراج پر منتج ہوئی۔ ان کا بڑا سنگین جرم تو یہی تھا، نہ یہ کہ انہوں نے اظہارِ خیال کیا کہ اسلامی عقیدۂ توحید سے قریش کا مشرکانہ عقیدہ بہتر ہے۔ جیسے کہ پروفیسر اسرائیل کا خیال ہے کہ محض اس اظہارِ خیال پر ان سے سختی برتی گئی۔ اسلام تو اختلافی عقائد کے اظہار سے قطعاً نہیں روکتا بلکہ اس کی کھلی آزادی دیتا ہے اور اس نے عقیدہ کے اختلاف یا کسی خیال کے اظہار پر کسی قوم کو ہرگز واجب القتل یا قابل اخراج اور مدنی حقوق سے محروم قرار نہیں دیا۔ بلکہ اس نے ایسے فعل کو ظلم گردانا ہے اور اس تعصب کے خلاف برسوں جہاد کرکے مذہبی آزادی بحال کرکے اس کی ہمیشہ حمایت کی ہے۔

اسلام نے کسی فرد یا قوم کو قطعاً حقوق سے محروم نہیں رکھا کہ وہ اختلاف رائے پر اختلاف کرنے والے سے مؤاخذہ جائز سمجھتا ہو۔ اگر کوئی شخص دیانت داری سے سمجھتا ہو کہ وہ فلاں عقیدہ یا خیال کے لحاظ سے اچھا ہے تو وہ اپنی اس رائے میں صرف اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحت وسقم کے لئے جوابدہ ہے۔ پروفیسر اسرائیل تورات کی تعلیم کے اعتبار سے مدینہ اور یثرب کے قبائل یہود کو مشرکین کے ساتھ ہمنوائی پر جو قابل ملامت سمجھے ہیں، ان کی یہ رائے تو درست ہے مگر یہ قطعاً درست نہیں کہ یہود کی اس غلطی کی وجہ سے ان کے خلاف غیظ وغضب کا اظہار کیا گیا اور ان کی جلاوطنی عمل میں آئی۔ بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ بنوقینقاع کی بڑھتی ہوئی فتنہ پردازی وغیر منقطع شر انگیزی تھی۔ جس نے نہ صرف مدینہ کا داخلی امن مضطرب کر رکھا تھا بلکہ بیرونی دشمنوں کے ساتھ ان کی ساز باز نے اسلام اور مسلم جماعت کی ہستی ہی معرضِ خطر میں ڈال دی تھی۔ آئے دن وہ ایک دوسرے کو شرارت پر اکساتے رہتے تھے۔ چنانچہ غزوہ اُحد انہی کی انگیخت کا نتیجہ تھا۔ یہی فتنہ انگیزی ان کا سب سے بڑا مخل امن جرم تھا۔ جس پر ان سے گرفت ہوئی۔ نہ اظہارِ عقیدہ، نہ اظہارِ خیال۔ اور ہر قبیلہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبل مؤاخذہ اصلاحِ حال کا موقع دیا جاتا تھا اور بنوقینقاع کو بھی موقع دیا گیا۔[1] اور انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ اللہ علیہ وسلم کو سختی سے جواب دیا۔ بھلا دنیا میں کونسی حکومت ہے جو اس قسم کی شر انگیزی، بیرونی دشمن کے ساتھ ریشہ دوانی، موقع اصلاح دینے پر ترش کلامی اور بغاوت و تمرد کو برداشت کرتی ہے۔ آج ہمارے زمانہ میں تمدن و تہذیب کا دعویٰ کرنے والی حکومتوں کی طرف سے جو جلاوطنیاں اور ہجرتیں عمل میں لائی گئی ہیں، وہ تاریخ عالم کا ایک روح فرسا اور نہایت ہی مکروہ سانحہ ہے جس کی مثال نہیں۔ یہ شارح صحیح بخاری ہندوستان کی تقسیم کے وقت تازہ المیہ ہجرت اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے، جو رہتی دنیا تک آنسو رُلانے والی داستان ہے۔ یہ المیہ وحشت وبربریت

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، أمر بنی قینقاع، جزء ۳ صفحہ ۹)
(سبل الهدیٰ والرشاد، أبواب المغازی، الباب الأوّل فی الإذن بالقتال، جزء ۴ صفحہ ۶)
(سبل الهدیٰ والرشاد، أبواب المغازی، الباب الثانی عشر فی غزوۃ بنی قینقاع، جزء ۴ صفحہ ۱۷۹)

میں تمام المناک واقعات سے سبقت لے گیا ہے۔ اس سے قبل ارضِ فلسطین میں عربوں کے ساتھ جو خون آشام ڈرامہ کھیلا گیا ہے، اس کے کھیلنے والے برطانیہ وامریکہ ہی تھے۔

"پناہ گزین" جو مہذب دنیا کی اصطلاح ہے اس کا نظارہ حال ہی میں ہانگ کانگ کی گلی کوچوں، وادئ اُردن، فلسطین و شام اور لبنان کی سرحدوں، دن بن فو(Dien Bien Phu)، الجزائر، ہنگری، تبت، ممالک شیوعیہ اور سرخ چین کے میدان ہائے محشر میں قابل دید تھا۔ صرف گزشتہ بیس سال کی مدت میں چار کروڑ (۴،۰۰،۰۰،۰۰۰) انسان خانہ بدوش بنائے گئے۔ انتہائی خستہ حالی اور اخلاق سوزی کا وہ تختہ مشق بنے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے زیر عنوان Refugees (مہاجرین) میگزین Time مورخہ ۴ جنوری ۱۹۶۰ء۔ یہ ہفتہ وار خبروں کا کثیر الاشاعت رسالہ ہے جو واشنگٹن امریکہ سے شائع ہوتا ہے)

پروفیسر اسرائیل نے لکھا ہے کہ بنو قینقاع ایک چھوٹا سا قبیلہ تھا تاوقتیکہ اس کے حلیفوں کی امداد کا اسے پختہ یقین نہ دلایا گیا ہوتا۔ اس کے متعلق تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ صحابہ سے لڑنے کی جرأت کرتا۔[1] حالات کا صحیح اندازہ کرنا اس کا فرض تھا اور یہ قبیلہ اپنی مصلحت بہتر سمجھتا تھا۔ اگر پروفیسر مذکور کا یہ قیاس صحیح مان بھی لیا جائے تو اس سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوگی کہ قبیلے کی نیت درست نہ تھی۔ جب اسے باہر کی مدد کا یقین ہوا تو لڑنے پر آمادہ ہوگیا۔ بہر حال ہمیں امر واقعہ سے تعلق ہے نہ کہ قیاسی باتوں سے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنو نضیر کو بھی تجدید معاہدہ کی دعوت دی گئی تھی اور وہ غزوۂ اُحد تک مدینہ میں امن سے رہے۔ لیکن جب انہوں نے نہایت نازک وقت میں غداری سے کام لیا اور بیرونی دشمن سے مل گئے اور لڑنے کے لئے تیار ہوگئے تو وہ مؤاخذہ کے تحت آگئے۔ پروفیسر اسرائیل تاریخ یعقوبی[2] کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے تعلقات بنو نضیر کے ساتھ غزوہ اُحد سے قبل نہایت خوشگوار تھے اور یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ آپؐ نے اپنے حلفاء سے ایسے وقت میں تعلقات بگاڑے ہوں جبکہ آپؐ کو ان کی امداد کی شدید ضرورت تھی۔ ان کی رائے کا رُجحان یعقوبی مؤرخ کے اس بیان کی طرف ہے کہ کعب کے قتل کا واقعہ غزوۂ اُحد کے بعد ہوا تھا نہ کہ اس سے قبل۔ یہی رائے علامہ لیزنسکی (Leszynsky) مستشرق کی ہے کہ غزوہ اُحد کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ کیونکہ بنو نضیر نے اس میں آپؐ کی کوئی مدد نہیں کی۔ بلکہ مدینہ پر حملہ کرنے والے خود اُن کے سردار کعب بن اشرف وغیرہ ہی تھے اور کعب کا قتل درحقیقت تعلقات بگڑنے پر ہی ہوا تھا۔[3]

---

[1] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۲۹، ۱۳۰)

[2] (تاریخ الیعقوبی، وقعۃ بنی النضیر، جزء ۲ صفحہ ۴۹)

[3] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۳۳، ۱۳۴)

باب ۱۴ کی تشریح میں بتایا جا چکا ہے کہ بنو نضیر غزوۂ اُحد میں قریش مکہ کے معاون تھے۔ اس لئے آنحضرت ﷺ سے ان کی یہی غداری ہی درحقیقت ان کی جلاوطنی کا موجب بنی۔ ورنہ اس سے پہلے آنحضرت ﷺ کے ساتھ اُن کے تعلقات بظاہر خراب نہیں تھے۔ لیزنسکی (Leszynsky) وغیرہ مستشرقین کو بھی ان تعلقات کے استوار رہنے کا یہاں تک یقین ہے کہ وہ واقعہ دیت کو غزوہ بنی نضیر کا باعث قرار دینے پر مطمئن نہیں ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ بنو نضیر نے معاہدہ شکنی کی۔ دشمن کو مدینہ پر حملہ کرنے کی نہ صرف انگیخت کی بلکہ اس میں ان کی مدد کی۔[1] اور یہی وہ امر واقعہ ہے جس کا ذکر سورۃ البقرۃ میں الفاظ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (البقرۃ: ۸۶)[2] اور سورۃ الحشر میں الفاظ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (الحشر: ۵)[3] سے کیا گیا ہے۔

باوجود اس واشگاف حقیقت کے پروفیسر اسرائیل اور بعض دیگر مستشرقین کا خیال ہے کہ صحابہ کرامؓ کو قبائل یہود کے اموال کی طمع تھی۔ اگر طمع ہوتی تو کیا وہ اموال یہود کے پاس محفوظ رہ سکتے تھے، حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ سردارانِ یہود کی تجویز کے مطابق ہی یہود کو اجازت دی گئی اور وہ جس قدر سامان بھی باربرداری کے ذریعہ لے جاسکتے تھے، لے گئے۔ حتّٰی کہ چوکھٹ اور چھت تک بھی۔ ابن ہشام کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں: سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ أَنْ يُجْلِيَهُمْ وَيَكُفَّ عَنْ دِمَائِهِمْ عَلَى أَنَّ لَهُمْ مَا حَمَلَتِ الْإِبِلُ مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا الْحَلْقَةَ فَفَعَلَ. فَاحْتَمَلُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ مَا اسْتَقَلَّتْ بِهِ الْإِبِلُ فَكَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ يَهْدِمُ بَيْتَهُ عَنْ نِجَافِ بَابِهِ، فَيَضَعُهُ عَلَى ظَهْرِ بَعِيرِهِ فَيَنْطَلِقُ بِهِ. فَخَرَجُوا إِلَى خَيْبَرَ، وَمِنْهُمْ مَنْ سَارَ إِلَى الشَّامِ. فَكَانَ أَشْرَافُهُمْ مَنْ سَارَ مِنْهُمْ إِلَى خَيْبَرَ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ وَكِنَانَةُ ابْنُ الرَّبِيعِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ. فَلَمَّا نَزَلُوهَا دَانَ لَهُمْ أَهْلُهَا۔[4]

---

[1] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ہجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۳۲ تا ۱۳۶)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "تم گناہ اور ظلم کے ذریعہ اُن کے خلاف ایک دوسرے کی پُشت پناہی کرتے ہو۔"

[3] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: "یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی شدید مخالفت کی۔"

[4] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، أمر إجلاء بنی النضیر، جزء ۳ صفحہ ۱۴۴، ۱۴۵)

ترجمہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ آپؐ اُن کے خون معاف کر دیں اور انہیں اس شرط کے ساتھ جلاوطن کر دیں کہ اسلحے کے سوا جو اموال وہ اپنے اونٹوں پر لاد سکتے ہیں وہ اُن کے ہونگے۔ آپؐ نے اسے قبول کر لیا تو انہوں نے اپنا وہ تمام مال اسباب جو اونٹ اُٹھا سکتے تھے، ساتھ لے لیا۔ حتی کہ اُن میں ایسے بھی آدمی تھے جنہوں نے اپنے گھروں کو گرا کر (چھت کی لکڑیاں اور) اپنے دروازوں کی چوکھٹیں بھی نکال لیں اور انہیں اپنے اونٹوں پر رکھ کر ان میں سے بعض خیبر کی طرف اور بعض شام کی طرف چلے گئے۔ جو خیبر کی طرف گئے تھے ان کے رؤساء میں سے سلام بن ابی حقیق، کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق اور حیی بن اخطب تھے۔ جب یہ خیبر پہنچے تو خیبر والوں نے انہیں شرفِ سرداری سے نوازا۔

سلام بن ابی الحقیق اور کنانہ بن ربیع جن کا ذکر اس روایت میں ہے یہی وہ سرغنے تھے جو خیبر میں جاکر مدینہ پر حملہ کرنے کی بہت بڑی تیاری میں مشغول ہوگئے تھے اور جیسا کہ ابھی تفصیل سے بتایا جائے گا کہ ان کی اس تیاری کے دوران میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھایا جو رڈ کیا گیا۔ آپؐ کی ہمیشہ خواہش رہی کہ یہود کے ساتھ تعلقات استوار ہوں اور آپؐ کی اس خواہش پر سب سے بڑی تاریخی شہادت معاہدات کا تحریری وجود ہے، جسے سیرت نگاروں ابن ہشام و ابن سعد اور مؤرخین و مفسرین نے محفوظ رکھا ہے۔[1] نہ صرف یثرب کے قبائل یہود ہی سے بلکہ یہودانِ خیبر و تیماء و وادی القریٰ اور یہود بنی غدیہ وغیرہ سے بھی معاہدات ضبط تحریر میں لائے گئے تھے[2] اور آپؐ کی اس نیک خواہش کو خود پروفیسر اسرائیل بھی مانتے ہیں۔[3] یہود اہل کتاب تھے۔ دعوت اسلام کو سمجھنے کی مشرکین کی نسبت زیادہ اہلیت رکھتے تھے اور آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دل سے چاہتے تھے کہ وہ حق کو قبول کریں۔ بلکہ صحابہ کرامؓ کی بھی یہی خواہش تھی جیسا کہ آیت اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ (البقرۃ:۷۶) سے ظاہر ہے۔ فرماتا ہے: کیا تم اُمید رکھتے ہو کہ وہ (یہودی) تمہاری بات مان لیں گے۔ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (البقرۃ:۱۲۱) یہود و نصاریٰ تا وقتیکہ تُو اُن کے مذہب کی پیروی نہ کرے تجھ سے کبھی راضی نہیں ہوں گے اور فرماتا ہے۔ لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا (المائدۃ:۸۳) مومنوں کے سب سے بڑھ کر دشمن لوگ تُو یہودیوں اور مشرکوں کو پائے گا۔ یہ وہ شدید مذہبی دشمنی تھی جو اُن کو اندھا کئے ہوئے تھی۔

پروفیسر اسرائیل بھی لکھتے ہیں کہ بلادِ عربیہ میں مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن دو ہی تھے۔ قریش مکہ اور یہود۔[4] قریش نے کئی جنگوں سے چور ہو کر ہتھیار ڈال دیے اور دس سال کے متارکہ جنگ کا عہد و پیمان کر لیا۔ مگر یہود دولت و ثروت، قوت و طاقت اور سطوت و جبروت کی وجہ سے نہ صرف قبائل عرب میں اصحاب نفوذ و اثر تھے۔ بلکہ ایرانی سلطنت میں بھی ان کا اثر و رسوخ تھا اور اس میں شک نہیں کہ تمام وسائل مقابلہ و قتال کے لحاظ سے قریش کی نسبت وہ زیادہ قوی اور طاقتور تھے اور ان کی عداوت کی شدت بھی قریش کی عداوت سے بڑھ کر تھی۔ اس لئے انہوں نے جنگ جاری رکھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت پیکار میں بھی یہود خیبر و تیماء اور وادیٔ قریٰ وغیرہ کو صلح کے پیغام بھیجے۔ جیسا کہ ابھی تفصیل سے اس کا ذکر آئے گا۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، الرسول یوادع الیھود، جزء ۲ صفحہ ۱۴۳)
(مجموعۃ الوثائق السیاسیۃ، معاھدۃ مع یھود المدینۃ صفحہ ۹۲۔ الی یھود خیبر صفحہ ۹۲، ۹۳۔ أمان الیھود بنی عادیا من تیماء صفحہ ۹۸۔ روایۃ أخری عن معاھدۃ مقنا المذکورۃ صفحہ ۱۲۱)

[2] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۱۵)

[3] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب السادس ھجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۱۱)

[4] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوۃ خیبر، صفحہ ۱۶۲)

ان میں سے بعض نے دعوت صلح قبول کی اور فائدہ اُٹھایا۔ مگر یہود خیبر نہ مانے اور مدینہ پر بھرپور حملہ کرنے کی بہت بڑی تیاری کی اور آخر شکست کھائی اور ان کی یہ شکست بھی آیاتِ بینات میں سے ایک بہت بڑا نشان ہے کہ جتنا طاقتور و متکبر و مغرور یہ دشمن تھا اتنی ہی ذلت و نکبت کا بدترین انجام اس دشمن نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کو ان الفاظ میں متنبہ اور آگاہ فرما چکے تھے:

”میں اُن کے لئے اُنہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اُسے حکم دوں گا وہی وہ اُن سے کہے گا اور جو کوئی میری اُن باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا۔“

(استثناء باب ۱۸ : ۱۸ تا ۱۹)

غزوۂ خیبر کا تعلق عہد نبوی کے تیسرے دَور سے ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متحارب قبائل قریش کو صلح و امن کی دعوت دی اور اس کی ابتداء صلح حدیبیہ سے ہوئی۔ اسی دوران بادشاہوں کو خطوط لکھے گئے اور ان تک پیغام اسلام پہنچایا گیا۔ اطرافِ عرب سے وفود مدینہ میں آئے اور لوگ جوق دَر جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔ بعثت نبوی کی غرض اقوامِ عالم کو کلمہ توحید پر جمع کرنا تھی۔ جس کی بنیاد مدینہ منورہ میں اُٹھائی گئی کہ مدینہ کے قبائل عرب و یہود وغیرہ کو میثاقِ مدینہ میں منسلک کر کے وحدتِ ملّی کی صورت و شکل قائم کی جائے اور اس کے علاوہ ہر قبیلہ کے ساتھ حسب حال خاص معاہدات بھی کئے گئے۔ اس بات کا اقرار پروفیسر اسرائیل اور دیگر مستشرقین کو بھی ہے۔ چنانچہ پروفیسر اسرائیل لکھتے ہیں: أَمَّا الْغَرَضُ الَّذِيْ كَانَ يَرْمِي إِلَيْهِ الرَّسُوْلُ مِنْ وَّرَاءِ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَمَا إِلَيْهَا مِنَ الْيُهُوْدِ الَّتِيْ عَقَدَهَا مَعَ بُطُوْنِ يَثْرِبَ فَهُوَ هَدْمُ النِّظَامِ الْقَدِيْمِ وَإِيْجَادُ نِظَامٍ جَدِيْدٍ يُمْكِنُ بِهِ أَنْ تَتَوَحَّدَ الْعَنَاصِرُ الْيَثْرَبِيَّةُ وَأَنْ تَعُوْدَ يَثْرِبُ بَعْدَ فُرْقَةِ أَحْيَاءِهَا مَدِيْنَةً وَّاحِدَةً۔[1] یعنی میثاقِ مدینہ اور اس سے متعلق دیگر معاہدات سے رسول عربی کو غرض یہ تھی کہ پرانا نظام (جو تفرقہ پر مبنی تھا) ختم کر کے نیا نظام قائم کیا جائے جس کے ذریعہ سے یثربی قبائل کا تفرقہ مٹ کر سب ایک سلسلہ وحدت میں منسلک ہو جائیں اور مختلف و منتشر بستیوں میں منقسم ہونے کی جگہ ان کا ایک مشترکہ مرکز ہو۔

یہ غرض مقامی وحدت سے تعلق رکھتی تھی۔ لیکن اس غرض سے بڑھ کر دعوت نبویہ کا مقصود و نصب العین عالمگیر وحدت تھی۔ جنگیں نہ تھیں۔ آتش جنگ تو دشمنانِ اسلام کی طرف سے بھڑکائی گئی اور آخر وہی اس کا ایندھن بنے۔ جس سے بچنے کے لئے انہیں ان الفاظ میں قبل از وقت متنبہ کیا جا چکا تھا: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۖ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرۃ:۲۵)[2]

---

[1] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب السادس ہجرۃ الرسول إلی یثرب، صفحہ ۱۱۶)

[2] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”اُس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ وہ کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

تعجب ہے کہ مذکورہ مسلمہ اور واضح حقائق کی موجودگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی نیت سے متعلق یہ ظاہر کیا جائے کہ یہودیوں کو مدینہ و یثرب سے نکال کر اُن کی جائیدادوں پر قبضہ کرنے کی انہیں طمع تھی۔ تقویٰ کی راہ ترک کی جائے تو بدظنی سے ہر نیک عمل بُری شکل میں دکھایا جاسکتا ہے اور ہر پاکباز انسان بدنام کیا جاسکتا ہے۔ (نمونہ کے لئے دیکھئے کتاب الأنبیاء، تشریح ابواب ۳۹، ۴۰)

غزوۂ خیبر سے متعلق ۴۹ روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ ان روایات میں کوئی ایسی روایت نہیں جس میں غزوہ خیبر کے زمانہ وقوع کا ذکر ہو، اور نہ اُن اسباب کا ذکر ہے جو اس جنگ کا باعث ہوئے، نہ یہ ذکر ہے کہ کتنے عرصہ تک یہ جنگ رہی اور کس کس قلعہ کی طرف سے مقابلہ کیا گیا۔ یہ باتیں کتب مغازی ابن ہشام و ابن سعد اور تاریخ الخمیس و فتوح البلدان وغیرہ میں مذکور ہیں۔ واقدی نے بھی اس تعلق میں روایتیں نقل کی ہیں جو مبالغہ آمیز ہیں۔ مثلاً انہی کی ایک روایت میں آتا ہے کہ فتح خیبر ہونے پر مسلم مجاہدین نے یہودیوں کو لُوٹا اور تن بدن کے کپڑے تک اُتار لئے گئے۔ بجز ستر پوش اور کوئی چیز اُن کے پاس نہیں رہنے دی گئی سوائے عورتوں اور بچوں کے۔[1] اور اسی صفحہ پر اُن کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ امن دیئے جانے کے بعد یہود غنائم کی خرید و فروخت میں مشغول ہوگئے۔ مستشرقین نے واقدی کی اس روایت کو ان الفاظ میں درج کیا ہے کہ منطقہ کتیبہ سے یہود آئے تا کہ قلعہ قموص کی غنیمت خریدیں اور قیدی عورتیں اور بچے فدیہ دے کر آزاد کرائیں۔[2] اگر پہلی روایت درست ہو کہ یہودیوں کے پاس کچھ نہیں چھوڑا گیا اور وہ لُوٹے گئے تھے تو فدیہ کے لیے اُن کے پاس مال کہاں سے آیا؟ امام بخاریؒ نے واقدی کی ایسی کمزور روایات کو نظرانداز کیا بلکہ ان کے خلاف ایسی روایت نقل کی ہے جس سے ان روایات کی تکذیب ہوتی ہے۔ مثلاً باب کی چالیسویں روایت ہے: افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً، إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ (روایت نمبر ۴۲۳۴) یعنی ہم نے خیبر فتح کیا اور سونا چاندی غنیمت میں نہیں لیا۔ مال مویشی اور سامان قابل استعمال اور (کھجوروں کے) باغات ہی تھے جو ہم نے لئے۔ ظاہر ہے کہ ہر فاتح مفتوح سے مالِ غنیمت حاصل کرنے کا حق رکھتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس جنگ میں مظلوم تھے اور انہیں اپنی خود حفاظتی کے لئے قدم اُٹھانا پڑا۔ باب نمبر ۴۰ کے عنوان اور اس کی روایت میں مذکور ہے کہ نخلستان (الحوائط) یہودیوں ہی کو بٹائی پر دے دیئے گئے تھے۔ (نمبر ۴۲۴۸) اور بوقت تحصیل بٹائی عدل و نرمی برتنے کی ہدایت تھی۔[3]

روایت نمبر ۴۱۹۷ سے بھی واقدی کی مشارٌ الیہا روایت مبالغہ آمیز ثابت ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] (کتاب المغازی للواقدی، غزوۃ خیبر، جزء ۲ صفحہ ۶۶۹)

[2] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوۃ خیبر، صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰)

[3] (صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب ۳۹: استعمال النبی ﷺ علی أھل خیبر، روایت نمبر ۴۲۴۴)
(سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب فی المساقاۃ)

باوجود صحابہ کی قلّتِ تعداد و قلّتِ سامان ان پر شب خون مارنے اور اچانک حملہ کرنے سے منع فرمایا اور حضرت علیؓ کو ہدایت فرمائی کہ ان کے ساتھ جنگ میں دھیما پن اختیار کریں۔ پہلے دعوت اسلام دیں وغیرہ (روایت نمبر ۴۲۱۰) باب ۳۸ کی متعدد روایات میں بار بار اس بات کا ذکر ہے کہ ذبح کئے ہوئے جانوروں کے گوشت کی ہانڈیاں تک اُلٹوا دی گئیں۔ اس کی توجیہہ میں اختلاف ہے۔ لیکن بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ جانور تقسیم غنیمت سے پہلے ذبح کئے گئے تھے جو جائز نہیں تھا۔ (روایت نمبر ۴۲۲۰) اور اس اختلاف سے بھی پتہ چلتا ہے کہ مابعد میں جو روایتیں مشہور ہوئیں اور واقدی جیسے مؤرخین نے نقل کیں، وہ ضروری نہیں کہ قابل اعتماد ہوں۔ کیونکہ غزوۂ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تسمہ تک ناجائز طریق پر لینا روک دیا۔ (دیکھئے روایت ۴۲۳۴) اور عام جنگی دستور کے خلاف متعہ تک سے بھی صحابہؓ روکے گئے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۲۱۶) حضرت صفیہؓ بنت حُیّؓ بن اخطب سے آپؐ کے باقاعدہ نکاح کرنے کا ذکر بھی روایات زیر باب میں آتا ہے (دیکھئے روایات نمبر ۴۲۰۰، ۴۲۰۱) اور یہ نکاح متحارب فریقین کے مسلمہ سمجھوتے اور دستور اور حضرت صفیہؓ کی رضامندی سے تھا۔ جس کی مزید تفصیل الگ بیان ہوگی۔

فتح خیبر پر بہت سی توقعات ہوسکتی تھیں مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عادلانہ و کریمانہ رویہ کی وجہ سے ایسے تصورات کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ اسلامی ضابطہ جنگ کے مطابق تقسیم اموال غنیمت بہت محدود رہی۔ (دیکھئے روایات نمبر ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۸) آپؐ کے اہل بیت تک محروم رہے اور یہ محرومی بعد میں بھی قائم رہی۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۲۴۰، ۴۲۴۱) غرض اس مختصر تبصرہ سے واقدی والی روایت کی حقیقت اَز خود واضح ہو جاتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ غطفان کو کہلا بھیجا کہ یہودیوں کا ساتھ نہ دو، ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے۔ یہود نے اپنے باغات کی نصف پیداوار دینے کا تمہیں وعدہ کیا ہے۔ ہم تمہیں خیبر فتح ہونے پر فلاں علاقہ دے دیں گے۔ مگر قبیلہ غطفان نے نہیں مانا اور کہا کہ یہود ہمارے ہمسایہ اور حلیف ہیں۔ ہم ان کی مدد کریں گے۔ جب خیبر فتح ہوا تو بنو فزارہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا اور آپؐ نے ذوالرقیبہ کا پہاڑی علاقہ انہیں دے دیا۔ جس پر عیینہ سردار بنی فزارہ ناراض ہوگیا اور علاقہ قبول نہ کیا۔[۱] بنو فزارہ غطفان ہی کی ایک شاخ تھی اور وہ اپنے قبیلہ غطفان سے ہم آہنگ تھے۔ لیکن انہوں نے ظاہرداری سے کام لیا اور مناسب فرصت کے انتظار میں رہے۔ اس روایت میں دو متضاد باتیں مذکور ہیں کہ اس قبیلے نے آنحضرت ﷺ کی بات قبول نہیں کی اور اس کے باوجود اس نے وعدہ پورا کرنے کا مطالبہ کیا۔ اگر یہ بات درست ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس قبیلہ نے یہودیوں کے ساتھ غداری کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل گیا تھا۔ ورنہ ایفائے وعدہ کا مطالبہ غلط تھا۔ ان روایات میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں۔

---

[۱] (تاریخ الخمیس، غزوۃ خیبر، جزء ۲ صفحہ ۵۵) (المغازی للواقدی، غزوۃ خیبر، جزء ۲ صفحہ ۶۷۵-۶۷۶)

مذکورہ بالا مثالوں سے ظاہر ہے کہ فتح خیبر کی تفصیلات کا صحیح علم نہیں۔ ڈیڑھ سو سال کے بعد روایتیں جمع کی گئیں۔ اس لئے امام بخاریؒ نے کتب مغازی وسیرت و تاریخ کی روایتیں قبول نہیں کیں اور صرف وہی روایتیں قبول کی ہیں جو اُن کے اپنے بلند معیارِ صحت پر پوری اُترتی ہیں اور اُن روایتوں سے مؤلفین مغازی وسیر کی بعض غلطیوں کا ازالہ بھی ضمناً مقصود ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا مثالوں سے عیاں ہے۔

غزوۂ خیبر کی تاریخ وقوع کا جہاں تک تعلق ہے اس کا ذکر باب ۳۷ (غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرِدِ) کی شرح میں گزر چکا ہے کہ اس غزوہ کے معاً بعد چھٹے سال ہجرت میں خیبر پر چڑھائی کی گئی تھی۔ غزوۂ ذی قرد جس کا ذکر باب ۳۱ میں بھی ہے وہ غالباً ابتدائی کڑی ہے اس سلسلہ یورش وحملات کی جو بنو فزارہ، حلفاء یہود کی طرف سے مدینہ پر کئے گئے تھے۔ انہی حملوں کے تسلسل میں خیبر پر لشکر کشی ہوئی۔ جو دراصل جوابی کارروائی تھی۔ یہ واقعہ چھٹے سال ہجرت کے آخر اور ساتویں سال ہجرت کے شروع کا ہے۔

مذکورہ بالا روایتوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام قلت سامان وخوراک کے ساتھ مدینہ سے دعائیں کرتے نکلے تھے۔

إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

جب کبھی ہم جنگ کے لیے پکارے گئے ہم انکار کرتے رہے اور جنگ کی للکار ہی سے وہ ہم پر اکڑنے لگے۔

شدید بھوک کی حالت میں مجاہدین اسلام نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کیا اور جب وہ قلعے فتح ہوئے تو اُن بھوک کے ستائے ہوئے مجاہدین نے اپنی بھوک کا علاج گدھوں کے گوشت سے تو گوارا کر لیا مگر لوٹ مار کی طرف توجہ نہیں کی۔ (روایت نمبر ۴۱۹۶) اور بعض ثقہ روایات سے ظاہر ہے کہ چونکہ تقسیم غنیمت سے قبل یہ گدھے ذبح کئے گئے تھے، اسی لئے پکتی ہانڈیاں الٹوائی گئیں اور ان کے گوشت استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ اس تعلق میں روایت نمبر ۴۱۹۹ و ۴۲۲۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ بار برداری کی مشکلات کے پیش نظر گدھوں کے گوشت کے استعمال سے منع کیا گیا۔ اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی گئی (روایت نمبر ۴۲۱۹) کیونکہ گدھا بار برداری کا جانور ہے۔ بعض نے یہ وجہ بیان کی ہے کہ تقسیم غنیمت سے قبل بعض صحابہ نے گدھوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت پکانے شروع کر دیے تھے۔ (روایت نمبر ۴۲۲۰) یہ بھی ثقہ روایت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کئی ایک وجوہات اس ممانعت کی پیدا ہو گئی تھیں۔ روایت نمبر ۴۲۲۰ سے پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے اضطراری حالت میں ایسا کیا تھا۔ حالت اضطرار میں تو خنزیر کے استعمال کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ یہ مسئلہ الگ اپنے موقع پر آئے گا۔

☆ پیشتر اس کے کہ یہودِ خیبر اپنے منصوبہ جنگ کے مطابق مدینہ پر حملہ آور ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کر لیا۔

آپؐ وہاں رات کو پہنچے اور قیام فرمایا۔ یہود پر اُن کی بے خبری میں حملہ نہیں کیا۔ بلکہ بذریعہ اذان اپنی آمد کا

اعلان فرمایا اور نمازِ فجر کے بعد اُن کے قلعوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپؐ کے الفاظ خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ (روایت نمبر ۴۱۹۷) سے ظاہر ہے کہ یہود کو تنبیہہ کی جاچکی تھی کہ وہ معاندانہ رویہ اختیار نہ کریں اور روایت نمبر ۴۱۹۶ و ۴۲۰۰ سے ظاہر ہے کہ خیبر میں کئی روز لڑائی ہوتی رہی جس میں لڑنے والے مارے گئے اور مغلوب ہونے کے بعد وہ قید ہوئے اور اُن سے جنگی قیدیوں کا سا سلوک کیا گیا۔ حضرت صفیہؓ سردار بنو نضیر کی بیٹی اور اس کے ایک سردار کی بیوی تھیں۔ ان کا باپ غزوہ بنی قریظہ میں اور شوہر خیبر میں مارا گیا اور یہ دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئیں۔ جب معلوم ہوا کہ یہ سردار کی بیٹی اور سردار کی بیوی ہیں تو چونکہ دستور جنگ کے خلاف تھا کہ ایک سردار کی عورت یا بیٹی ایک عام سپاہی کی کنیز بنائی جائے۔ خود حضرت صفیہؓ نے آنحضرت ﷺ کی حرم بننے میں اپنی عزت افزائی سمجھی۔[1] عرب و یہود میں تعلقات مصاہرت (دامادی) کا عام رواج تھا۔ بنو اسحاق اور بنو اسماعیل نسلاً ایک ہی جد امجد سے تعلق رکھنے والے تھے اور بلحاظِ عقیدہ موحد اور ان کا تمدن بھی ایک سا، زبان عربی ان کی مشترکہ مایہ ناز زبان تھی۔ سموئیل یہودی کا عربی زبان کا فخریہ قصیدہ مشہور ہے۔[2] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صفیہؓ کی آخری دم تک وفاداری بیّن دلیل ہے کہ ازدواجی تعلقات میں ناخوشگواری کی صورت نہ تھی۔ بعض صحابہؓ کو بے شک اس تعلق سے قدرے خدشہ پیدا ہوا اور وہ پہرہ دینے لگے۔[3] لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ کی طرف سے مطمئن تھے۔ وہ آزاد ہونے کے بعد اپنی مرضی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ اس تعلق میں دیکھئے روایات نمبر ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳۔

☆ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نیت اسی طرح ضروری ہے جس طرح دیگر اعمال صالحہ کے لئے۔

قزمان ابوالغیداق بھی خیبر کی جنگ میں شریک ہوا تھا۔ لیکن نیت صالح نہ ہونے کی وجہ سے اس کا عمل اکارت گیا۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۲۰۲، ۴۲۰۳۔ فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۸۹)

باب کی روایات سے ظاہر ہے کہ غزوہ خیبر میں صحابہ کرامؓ کی شمولیت اموالِ غنیمت کی غرض سے نہ تھی۔ سورۃ الفتح آیت ۲۰ میں مَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا الٰہی وعدہ تھا کہ صحابہؓ کو بہت سے اموال غنیمت ملیں گے جو اللہ تعالیٰ کی داد و دہش تھی۔ صحابہ کرام کا جہاد سے یہ مقصود نہ تھا کہ انہیں دنیا کا مال و متاع ملے۔ چنانچہ خیبر کے قلعے فتح ہونے پر اُن کا گزارہ معمولی خوراک ستو، کھجور وغیرہ پر رہا اور انہوں نے اس وقت تک مالِ غنیمت کی طرف توجہ نہیں کی جب تک کہ حسب قواعد اُن کا حصہ غنیمت انہیں نہیں دیا گیا۔

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، جزء ۳ صفحہ ۱۳۸)

[2] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب الأوّل اليهود في بلاد الحجاز، صفحہ ۲۵، ۲۶)

[3] (إمتاع الأسماع للمقريزي، غزوة خيبر، إعراسه ﷺ بصفية بنت حيي، جزء اوّل صفحہ ۳۲۵)
(المغازي للواقدي، غزوة خيبر، انصراف رسول الله ﷺ من خيبر الى المدينة، جزء ۲ صفحہ ۷۰۸)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے دوران بھی صحابہ کرام کو اُن کے روحانی نصب العین سے غافل نہیں ہونے دیا اور ان کا قدم جادۂ اخلاقِ فاضلہ پر مضبوطی سے قائم رکھا۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۱۹۸، ۴۲۰۵، ۴۲۰۷، ۴۲۱۰) جو لوگ جنگ اور اسلامی جہاد میں امتیاز نہیں کرتے ان کے لئے یہ بات سمجھنا مشکل ہے۔ عام لڑائیوں میں غنیمت سے متعلق اور قواعد ہیں اور جہاد میں اور۔ دونوں قسم کی جنگوں کا مدعا بالکل مختلف ہے۔ جہاد کے لئے سب سے پہلی شرط اور پہلا قاعدہ نیت صالحہ ہے۔ اگر نیت صالحہ نہ ہو تو جہاد کا مفہوم بھی نہیں رہتا۔ اس کا اہم مقصد اعلائے کلمۃ اللہ اور مظلوم کی حمایت ہے۔ (دیکھئے کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۰، ۱۵، ۱۴۸)

☆ روایت نمبر ۴۲۰۹، ۴۲۱۰ میں حضرت علیؓ کے ذریعہ سے جس قلعہ کے فتح ہونے کا ذکر ہے، اس کا نام قموص تھا جو خیبر کے قلعوں میں سے سب سے زیادہ مستحکم تھا۔

کتب مغازی میں ہے کہ اس کا محاصرہ بیس روز تک رہا اور شدید معرکوں کے بعد حضرت علیؓ کے ہاتھ پر فتح ہوا۔[1] اس تعلق میں بعض مبالغہ آمیز روایتیں منقول ہیں۔ مثلاً حضرت علیؓ کے ہاتھ سے ڈھال گر گئی تو آپؓ نے قلعہ کا دروازہ اُکھاڑ کر اسے بطور ڈھال استعمال کیا۔ یہ دروازہ اتنا بھاری تھا کہ ابن اسحاق نے حضرت ابو رافعؓ کی روایت نقل کی ہے کہ قلعہ سر ہونے کے بعد میرے سمیت آٹھ آدمیوں نے اسے اُلٹانا چاہا تو نہ اُلٹا سکے اور اس بارہ میں حاکمؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے لڑائی کے جوش میں اسے اُٹھا لیا تھا۔ بعد میں چالیس آدمیوں نے اس دروازہ کو اُٹھانے کی کوشش کی مگر نہ اُٹھا سکے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۹۷) ایسی تمام روایتیں غیر مستند اور ضعیف ہیں۔ اس لئے امام بخاریؒ نے انہیں نظر انداز کر دیا ہے۔ ان روایتوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ مرحب نامی مشہور سردار کا مقابلہ حضرت علیؓ سے ہوا اور وہ قتل ہوا۔ اس موقع پر اس نے یہ رجزیہ شعر پڑھا تھا: قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ۔ جس کا جواب حضرت علیؓ نے یہ دیا: أَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِي أُمِّي حَيْدَرَهْ۔[2] جبکہ بعض روایات کے مطابق مرحب کا مقابلہ حضرت محمد بن مسلمہؓ سے قلعہ ناعم کے محاصرہ کی لڑائی میں ہوا تھا اور وہ اُن کے ہاتھوں قتل ہوا۔[3]

---

[1] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الهجرة، غزوة خیبر، جزء۲ صفحہ ۴۸)
(السیرة الحلبیة، ذکر مغازیه ﷺ، غزوة خیبر، جزء۳ صفحہ ۶۰)

[2] (صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب غزوة ذی قرد وغیرها)

[3] (مسند أحمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه، جزء۳ صفحہ ۳۸۵)
(المستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ذکر مناقب محمد بن مسلمة الأنصاری رضی الله عنه)
(السیرة النبویة لابن هشام، غزوة خیبر، مقتل مرحب، جزء۳ صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳)

خیبر جنگی اغراض کے لحاظ سے تین منطقوں میں تقسیم تھا۔ ایک منطقہ نطاۃ، دوسرا منطقہ شقّ، تیسرا منطقہ کتیبہ۔[۱] ہر منطقہ میں متعدد قلعے تھے۔ ان میں سے ایک قلعہ ناعم تھا۔ جہاں کئی روز لڑائی ہوتی رہی اور یہ قلعہ سر نہ ہوا۔ اس قلعہ کے سرداروں میں حارث ابوزینب، مرحب، اُسَیر، یاسر اور عامر کے نام ملتے ہیں۔ ان کے مارے جانے پر آخر یہ قلعہ فتح ہوا۔[۲]

اس کے بعد مجاہدین نے قلعہ صعبِ معاذ کا محاصرہ کیا۔ معاذ عبرانی میں بلند چٹان کو کہتے ہیں اور عربی میں اس کا معنی ملجاء وماوٰی یعنی پناہ گاہ ہے۔ یہ قلعہ ایک چٹان پر واقع ہونے کی وجہ سے قلعہ معاذ کے نام سے مشہور تھا۔[۳] لفظ صعب (سنگین) سے ظاہر ہے کہ وہ ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور منطقہ نطاۃ کے نہایت مستحکم قلعوں میں سے تھا اور دوہری فصیلوں سے محفوظ شدہ۔ اس کی بیرونی فصیل میں شگاف کیا گیا اور اندورنی فصیل گرانے کے بعد یہ قلعہ فتح ہوا اور اس پر قبضہ کیا گیا۔ یہود یہاں سے قلعہ زبیر میں منتقل ہوگئے۔ محاصرہ قلعہ صعب کے دوران مجاہدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوراک نہ ہونے کی شکایت کی تو آپؐ کے پاس بھی خوراک نہ تھی جو آپؐ انہیں دیتے۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہوئے اور کہا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَدْ عَرَفْتَ حَالَهُمْ وَاَنْ لَيْسَتْ بِهِمْ قُوَّةٌ وَاَنْ لَيْسَ بِيَدِي شَيْءٌ أُعْطِيهِمْ اِيَاهُ۔[۴] یعنی الٰہی! تجھے علم ہے جو اُن کا حال ہے۔ بھوک کے مارے وہ نڈھال ہیں۔ مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور میرے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں جو انہیں دوں۔ اس وقت آنحضرت ﷺ نے گھوڑے ذبح کرنے کی اجازت دی۔ (روایت نمبر ۴۲۱۹) صحیح بخاری سے اس اضطراری حالت کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس بارہ میں متعدد روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ خیبر فتح ہونے کے بعد صحابہ کرامؓ نے کھجوریں سیر ہو کر کھائیں۔ (روایت نمبر ۴۲۴۲، ۴۲۴۳) حضرت صفیہؓ کے ولیمہ میں بھی روٹی نہیں تھی، بالکل سادہ سی خوراک تھی۔ (روایت نمبر ۴۲۱۳) محاصرہ کے اثناء میں کسی نے چربی کا تھیلہ پھینکا، وہ ایک مجاہد نے لپک کر لینا چاہا۔ مڑ کر جو دیکھا تو آنحضرت ﷺ پاس ہی تھے۔ اس پر مجاہد صحابی اپنی اس حرکت پر شرمندہ ہوگئے۔ (رویت نمبر ۴۲۱۴) قلّتِ خوراک کی اس حالت اضطرار سے متعلق متعدد روایتیں نقل کرنے کے ساتھ امام بخاریؒ نے ایسی روایتیں بھی نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کی کڑی نگرانی رکھی کہ مغلوب دشمن سے کوئی شئے نہ چھینی جائے۔ مکمل فتح ہونے کے بعد خمس (پانچواں حصہ غنیمت) مطابق دستور تقسیم ہوا۔ جنگ ختم ہونے سے پہلے صحابہ کرام نے صبر، ضبط نفس، شجاعت اور ثبات کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا، وہ حیرت انگیز ہے۔ یہودیوں کے ذخائر سے تعرض نہیں کیا گیا سوا اس کے کہ کوئی ذخیرہ یہود مفتوحہ قلعہ میں چھوڑ گئے ہوں۔ جیسا کہ قلعہ صعب

۱۔ (الرحيق المختوم، غزوة خيبر، التهيؤ للقتال وحصون خيبر، صفحہ ۳۰۴، ۳۰۵)

۲۔ (المغازي للواقدي، غزوة خيبر، جزء۲ صفحہ ۶۵۷)

۳۔ (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خيبر، صفحہ ۱۶۷)

۴۔ (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة خيبر، شأن بني سهم الأسلميين، جزء۳ صفحہ ۲۸۱)

فتح ہونے پر یہاں سے صحابہ کو اناج، چربی اور کھجوریں ملیں جو اجازت کے بعد بطور خوراک استعمال کی گئیں۔[۱] یہودی عورتوں کے ننگ وناموس سے تعرض نہیں ہونے دیا گیا۔ بجز اس کے کہ مطابق دستور حربی منطقہ نطاۃ کے اسیروں میں سے غلام لونڈیاں حاصل ہوئیں جو بذریعہ فدیہ آزاد ہوگئیں اور ان اسیر عورتوں سے ہی متعہ منع کیا گیا تھا۔ جس کا ذکر روایت نمبر ۴۲۱۶ میں ہے۔

قلعہ زبیر بھی منطقہ نطاۃ میں تھا اور یہ بھی مستحکم قلعوں میں سے تھا۔ مجاہدین اسے فتح نہ کر سکے۔ واقدی کا بیان ہے کہ ایک مخبر کی اطلاع پر جب زمین دوز آب رسانی کا سلسلہ قلعے سے منقطع کیا گیا تو اسی قلعے والوں نے مجبوراً ہتھیار ڈال دیے۔[۲] منطقہ نطاۃ کے قلعے فتح ہونے کے بعد منطقہ شقّ کے جبل سُموان پر واقعہ قلعہ اُبَیّ کا محاصرہ ہوا۔ کئی معرکوں کے بعد آخر یہ بھی سر ہوا۔[۳] منطقہ شقّ کے باقی قلعے بوجہ مصالحت یہودیوں ہی کے پاس رہنے دئے گئے۔ منطقہ کتیبہ کے قلعوں میں فوج و ذخائر بطور احتیاط محفوظ رکھے جاتے تھے۔ دونوں منطقوں کے قلعوں سے یہودی منطقہ کتیبہ میں جمع ہوگئے اور اپنی ساری طاقت سے مجاہدین اسلام کا مقابلہ کیا۔ ان میں سے مشہور اور مضبوط قلعہ قموص تھا، جس کا دوسرا نام نزار تھا۔ عبرانی میں نزار کے معنی تاج کے ہیں۔[۴] یہ خاندان بنی حقیق کا قلعہ تھا۔ قلعہ قموص کی فتح کا تعلق حضرت علیؓ کی قیادت سے ہے، جس کا ذکر روایت نمبر ۴۲۰۹، ۴۲۱۰ میں ہے۔ اس قلعہ کے فتح ہونے پر عورتیں اور بچے قید ہوئے تھے اور بطور اسیرانِ جنگ ان کی تقسیم عمل میں آئی اور پھر وہ مع بچوں کے بذریعہ فدیہ آزاد ہوئے۔[۵] انہی میں سے حضرت صفیہؓ بنت حُیّ بن اخطب تھیں۔ جن کا باپ جنگ میں مارا گیا اور خاوند بھی جس کا نام کنانہ بن ربیع بن ابی الحقیق تھا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۹۸) اور ان کے دوسرے رشتہ دار بھی جنگ میں کام آئے اور وہ لاوارث رہ گئیں۔ کیونکہ کسی روایت سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کوئی یہودی بذریعہ فدیہ انہیں آزاد کرانے کے لئے آیا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود انہیں آزاد فرمادیا۔[۶]

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة خيبر، شأن بني سهم الأسلميين، جزء۳ صفحہ ۲۸۱)
(المغازی للواقدی، غزوة خيبر، جزء۲ صفحہ ۶۶۴)

[۲] (المغازی للواقدی، غزوة خيبر، جزء۲ صفحہ ۶۶۶، ۶۶۷)

[۳] (البداية والنهاية، سنة سبع من الهجرة، فصل فتح حصونها وقسيمة أَرْضِهَا، جزء۴ صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶)

[۴] (تاريخ اليهود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خيبر، صفحہ ۱۶۸) جبکہ اہل سِیَر و مغازی کے نزدیک "النزار" نام کا قلعہ منطقہ شقّ میں واقع تھا۔ یہ قلعہ بھی انتہائی مضبوط تھا اور شدید جنگ کے بعد فتح ہوا۔ (المغازی للواقدی، غزوة خيبر، جزء۲ صفحہ ۶۶۸) (دلائل النبوة للبيهقی، جماع أبواب مغازی رسول الله ﷺ، أبواب غزوة خيبر، بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفَتْحِ خَيْبَرَ وَمَا ظَهَرَ عِنْدَ بَعْضِ حُصُونِهَا مِنْ دَلَالَاتِ النُّبُوَّةِ، جزء۴ صفحہ ۲۲۵)

[۵] (المغازی للواقدی، غزوة خيبر، جزء۲ صفحہ ۶۶۹)

[۶] (مسند احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، جزء۳ صفحہ ۱۳۸)

قلعہ ناعم و قموص سے متعلق روایات مغازی میں خلط ملط ہیں۔ ابن ہشام اور واقدی نے ان کی جو خبریں نقل کی ہیں، تاریخ الخمیس کے مصنف نے وہ خبریں قلعہ قموص کے ذکر میں بیان کی ہیں۔[۱] روایت نمبر ۴۲۱۰ میں اس نقص کا ازالہ کیا گیا ہے۔

منطقہ کتیبہ میں وطیح و سلالم کے قلعے بھی تھے۔ ان کے باشندوں نے آنحضرت ﷺ سے جنگ نہیں کی۔ بلکہ صلح کا پیغام بھیجا جو قبول کیا گیا اور ان کے خون و مال محفوظ رہے۔[۲] محاصرہ وطیح و سلالم کے دوران آنحضرت ﷺ نے حضرت محیّصہ بن مسعودؓ کی زیر قیادت مجاہدین کا ایک دستہ بھیجا جس نے انہیں صلح کی دعوت دی اور یہود فدک نے ان کی یہ دعوت قبول کی اور نصف پیداوار پر صلح قرار پائی۔ یہاں بھی کوئی جنگ نہیں ہوئی۔[۳] آنحضرت ﷺ نے مدینہ واپسی پر وادی القریٰ کے یہودیوں کو بھی صلح کی تحریک فرمائی جو انہوں نے قبول کی اور ان کے اموال و جائیدادیں انہی کے پاس رہنے دی گئیں اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا گیا۔ اسی طرح اہل تیماء نے بھی فدک اور وادی القریٰ کے ساتھ مصالحانہ رویہ کی اطلاع پاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرلی اور جزیہ (بدل نقدی) دینا قبول کیا۔[۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ اور تربیت سے صحابہ نے خیبر کے معرکوں میں جو صبر و تحمل کا تلخ پیالہ پیا اور نزاہت و ضبط نفس کی جو اعلیٰ مثال قائم کی، صحیح بخاری کی روایات میں ان کے کچھ نمونے جمع کیے گئے ہیں جن کا اس شرح میں اختصار سے ذکر کیا گیا ہے۔

غرض واقدی کی روایات جو غیر مستند ہیں، قطعًا ناقابل اعتبار ہیں اور انہی روایات کی کمزوری اس باب کی مستند روایتوں سے نمایاں کی گئی ہے۔ واقدی کی روایات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کو فقر و فاقہ اور نہایت خستہ حالی اور ویرانی کی حالت میں چھوڑا گیا تھا۔[۵] بحالیکہ سیرت ابن ہشام کی روایات سے بھی ثابت ہے کہ یہودانِ خیبر کے نخلستان اور زمینیں بطریق مضاربت (بٹائی) انہیں کے پاس رہنے دی گئی تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو بٹائی کے لئے بھیجا جاتا جو اندازہ سے بٹائی کے حاصلات وصول کیا کرتے تھے اور اس میں غایت درجہ تقویٰ اور عدل و انصاف ملحوظ رکھتے تھے۔[۶] اور تاریخ الخمیس میں تو یہاں تک مروی ہے کہ خیبر کے قابل تقسیم اموال غنیمت میں تورات

---

۱ (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة خيبر، مقتل مرحب اليهودي، جزء ۳ صفحہ ۲۸۲، ۲۸۳)
(المغازي للواقدي، غزوة خيبر، جزء ۲ صفحہ ۶۵۶ تا ۶۵۸)
(تاريخ الخميس، الموطن السابع في وقائع السنة السابعة من الهجرة، غزوة خيبر، جزء ۲ صفحہ ۵۰)

۲ (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة خيبر، صلح خيبر، جزء ۳ صفحہ ۲۸۶)

۳ (تاريخ الخميس، الموطن السابع في وقائع السنة السابعة من الهجرة، فتح فدك، جزء ۲ صفحہ ۵۸)

۴ (تاريخ الخميس، الموطن السابع في وقائع السنة السابعة من الهجرة، فتح وادي القرى، جزء ۲ صفحہ ۵۹)

۵ (المغازي للواقدي، انْصِرَافُ رسول الله صلى الله عليه وسلم من خَيْبَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، جزء ۲ صفحہ ۷۱۳)

۶ (السيرة النبوية لابن هشام، تَسْمِيَةُ النَّفَرِ الدَّارِيِّينَ، خَرْصُ ابْنِ رَوَاحَةَ ثُمَّ جَبَّارٍ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ، جزء ۳ صفحہ ۳۰۲۔ عمر يجلي يهود خيبر، جزء ۳ صفحہ ۳۰۴)

کے صحیفے بھی صحابہ کرامؓ کو ملے اور یہودیوں کے طلب کرنے پر وہ انہیں دے دیے گئے[1] اور وہ ان کے ممنون ہوئے۔ انہیں یاد تھا کہ رومیوں نے ۷۰ء میں یروشلم کی فتح پر بیت المقدس کی ہیکل کو کس طرح ناپاک کیا اور مقدس صحیفے پامال کئے اور جلائے اور پھر عیسائیوں نے سپین میں بھی اُنہی کا سا نمونہ دکھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبری قلعوں کے محاصرہ میں یہودیوں کے جذبات کا پورے طور پر احترام ملحوظ رکھا اور اہتمام فرمایا کہ صحابہ کرام سے اس بارہ میں ادنیٰ سی لغزش یا فروگزاشت صادر نہ ہو۔ روایت نمبر ۴۲۳۴ میں ہے کہ وادی القریٰ میں مِدعم نامی غلام آپؐ کا سازو سامان اونٹ سے اُتار رہا تھا کہ اسے اچانک تیر لگا اور صحابہ کرامؓ وہ تیر کاری سمجھ کر بولے کہ اسے شہادت مبارک ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غنیمت کا مسروقہ مال آگ بن کر اُس سے لپٹا ہوا ہے۔ یہ سن کر ایک شخص گیا اور جوتی کے ایک دو تسمے لے آیا اور عرض کی کہ یہ مسروقہ مال ہے۔ فرمایا: ایک تسمہ ہو یا دو، بہر حال یہ آگ ہے۔ اسی مضمون کی ایک روایت کتاب الجہاد میں بھی گزر چکی ہے۔ (دیکھئے کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۹۰، روایت نمبر ۳۰۷۴) آپؐ کے شدت احساس واہتمام کا یہ حال تھا اور اسی احساس کی وجہ سے حضرت علیؓ کو عَلَمِ قیادت سپرد کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا: اُنْفُذْ عَلَى رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللهِ فِيهِ، فَوَاللهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ (روایت نمبر ۴۲۱۰) دعوتِ اسلام سے مراد تبدیلی مذہب نہیں بلکہ صلح و آشتی کا پیغام ہے۔ چنانچہ حضرت محیصہ بن مسعودؓ کو فدک کے تعلق میں جو ہدایت دی گئی یا وادی القریٰ اور تیماء کے یہودیوں کو آپؐ کی طرف سے جو پیغامِ صلح دیا گیا تھا اس میں بھی یہی الفاظ ہیں اور تاریخ میں یہ امر مسلمہ ہے کہ بغیر اپنا مذہبی عقیدہ تبدیل کئے اُن سے مصالحت کی گئی۔[2] اسلام کے معنی ہی سلم وسلامتی اور صلح کے ساتھ رہنا ہے۔

خیبر پر حملہ کرنے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن انیسؓ اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو تیس صحابہ کے ساتھ خیبر روانہ کیا اور فرمایا کہ وہاں جا کر یہودیوں کے ساتھ مصالحت کے بارے میں بات چیت کریں۔ یسیر بن رزام یہودی سردار- مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق ابن رزام سے علیحدہ گفتگو کی اور اسے مصالحت پر آمادہ کر لیا۔ آپؐ نے شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ابن رزام کو مدینہ میں آنے کی دعوت دی اور یہ طے پایا کہ وہ خیبر کا سردار تسلیم کیا جائے گا۔ چنانچہ وہ اپنے چند آدمی لے کر بعض صحابہ کے ساتھ مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گیا۔ راستے میں اسے شبہات پیدا ہونے لگے کہ کہیں اس سے فریب نہ ہو۔ بلکہ غالب خیال یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کی مخالفت سے ڈرا

---

[1] (تاریخ الخمیس، وقائع السنة السابعة من الهجرة، غزوة خيبر، قسمة غنائم خيبر، جزء ۲ صفحہ ۵۵)

[2] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الهجرة، فتح فدك، جزء ۲ صفحہ ۵۸)
(المغازی للواقدی، انْصِرَافُ رسول الله صلى الله عليه وسلم من خَيْبَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، جزء ۲ صفحہ ۷۱۰)

جس کی اکثریت سلام بن مشکم اور کنانہ بن ربیع وغیرہ کے زیر اثر تھی۔ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے لپکا، لیکن خود ہی اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا۔[۱]

پروفیسر اسرائیل ولفنسون کا خیال ہے کہ وہ دراصل خیبر میں اس لئے آئے تھے کہ یہود میں پھوٹ ڈال کر انہیں کمزور کریں۔ اس بارہ میں ان کے الفاظ یہ ہیں: وَأَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأَنَّهُ لَمْ يَأْتِ إِلَى خَيْبَرَ لِعَقْدِ مُعَاهَدَاتٍ بَلْ لِتَنْفِيذِ خُطَّةٍ سِيَاسِيَّةٍ خَطِيرَةٍ كَانَ مِنْ شَأْنِهَا إِضْعَافُ الْيَهُودِ بِقَتْلِ بَعْضِ زُعَمَائِهِمْ۔[۲] کہ خیبر میں حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کے آنے کی غرض معاہدات قائم کرنا نہیں تھی بلکہ ایک اہم سیاسی منصوبہ کی تنفیذ تھی کہ سرداروں کو قتل کر کے یہود کمزور کر دیے جائیں۔ پروفیسر موصوف کا یہ قیاس بہت دور کا اور قابل تعجب ہے اور اس سے بڑھ کر قابل تعجب ان کا یہ قیاس کہ یہودیوں کے پاس ان کے نخلستان باغات اور زمینیں اس لئے چھوڑی گئی تھیں کہ وہ ان میں کام کریں اور ان کی محنت سے نئی اسلامی حکومت فائدہ اُٹھائے، جسے اموال کی ضرورت تھی اور آنحضرت ﷺ پسند نہیں کرتے تھے کہ انصار و مہاجرین خیبر میں رہیں اور اسے اپنا وطن بنائیں۔[۳] ان کا یہ قیاس اس سوال کے جواب میں ہے کہ یثرب کے یہودیوں کے ساتھ وہ نرمی کیوں نہیں برتی گئی جو اہالی خیبر کے ساتھ برتی گئی۔ پروفیسر مذکور کے نزدیک گویا آنحضرت ﷺ کا حسن سلوک خود غرضی پر مبنی تھا اور ان کو آپؐ کے سلوک میں کوئی اخلاقی یا روحانی قدریں نظر نہیں آئیں۔ امام بخاری کی مذکورہ بالا روایات کا نقطہ محور اخلاقی و روحانی اقدار کا قیام و ظہور ہے جن سے مذکورہ بالا قیاس کا بودا پن ظاہر و باہر ہے کہ خیبر کی جنگ کسی دنیاوی غرض کے لئے لڑی گئی تھی۔ نیز حضرت علیؓ کو جنگ کے بارے میں جو اصولی ہدایت دی گئی تھی وہ بھی مذکورہ بالا قیاس کو ردّ کرتی ہے۔ آپؐ نے تو مدینہ منورہ میں بھی کوشش فرمائی تھی کہ یہود نیک رویہ اختیار کریں اور مثل دیگر باشندگان شہری حقوق سے متمتع ہوں اور خیبر میں بھی آپؐ کی یہی کوشش رہی۔ پس حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی روانگی اور خیبر میں ان کا قیام اسی غرض سے تھا اور ابن رزام کو مدینہ آنے کی دعوت بھی نیک غرض سے تھی۔ مگر بدظنی اور وہم بڑھتے بڑھتے اس سے ناگوار صورت پیدا ہوئی۔ ابھی خیبر سے یہ قافلہ صلح دور نہیں گیا تھا کہ ابن رزام نے عبد اللہ بن اُنیس پر حملہ کر دیا اور انہوں نے یہ کہہ کر کہ اے دشمن خدا! غداری کرنا چاہتے ہو اس پر جوابی وار کیا۔ جس سے اس کی ران کٹ گئی اور جونہی وہ گھوڑے سے گرا، فریقین ایک دوسرے پر لپکے اور اس طرح نبی اکرم ﷺ کی نیک کوشش ابن رزام کی بدظنی و بدعہدی کی نذر ہو گئی۔ یہ روایت طبقات ابن سعد میں ہے۔ تاریخ الخمیس نے بھی یہی بات نقل کی ہے۔[۴]

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة عبد الله بن رواحة لِقَتْلِ الْيَسِيرِ بْنِ رِزَامٍ، جزء ۴ صفحہ ۲۶۴)

[۲] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خيبر، صفحہ ۱۵۹)

[۳] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خيبر، صفحہ ۱۶۹)

[۴] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سرية عَبْدِ اللهِ بْنِ رواحة إلى أسير بْن زارم، جزء ۲ صفحہ ۷۰، ۷۱)

(تاريخ الخميس، الموطن السادس، سرية عبد الله بن رواحة الى أسير بن رزام، جزء ۲ صفحہ ۱۵)

دراصل خیبر کے سردارانِ یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شدید دشمن تھے اور آپؐ سے بنو قریظہ وغیرہ کا انتقام لینے پر تُلے ہوئے تھے۔ انہوں نے غطفان وفزارہ کو خیبر کے باغات واراضی وغیرہ کا لالچ دے کر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے تیار کیا۔ قبل اس کے کہ اُن کا منصوبہ جنگ تکمیل پاتا اور بروئے کار لایا جاتا، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خیبر پہنچ کر اپنے ڈیڑھ ہزار صحابہؓ کے ذریعہ سے ان کا محاصرہ کرلیا۔ سلام بن مشکم کے مشورہ سے وطیح اور سلالم کے قلعوں میں عورتیں، بچے اور مال محفوظ کئے گئے اور قلعہ ناعم میں ذخیرے جمع کئے گئے اور قلعہ نطاۃ میں لڑائی کے لئے فوج متعین کی گئی۔ سلام بن مشکم بیمار تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ خود بھی قلعہ نطاۃ میں آگیا اور لڑنے والوں کو جوش دلاتا رہا اور آخر لڑائی کے دوران میں ہی اس نے وفات پائی۔ [1] فتح کا ارمان پورا ہوتے نہ دیکھ سکا۔

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے کہ غزوۂ خیبر کی ساری ذمہ داری خود سردارانِ یہود پر عائد ہوتی ہے۔ پروفیسر اسرائیل لکھتے ہیں کہ یہود خیبر کا کوئی بڑا قصور نہیں تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث ناراضگی ہوتا۔ زیادہ سے زیادہ یہی تھا کہ بنو نضیر جو خیبر میں پناہ گزین تھے۔ ان کے سرداروں نے قریش وغطفان کو اُکسایا، جس کے نتیجہ میں خندق کی جنگ ہوئی۔ ان کے الفاظ یہ ہیں: هٰذَا اِلَى أَنَّ يَهُوْدَ خَيْبَرَ لَمْ يَفْعَلُوْا مَا يُوْغِرُ صَدْرَ الرَّسُوْلِ وَيُثِيْرُ حِقْدَهُ عَلَيْهِمْ كَمَا فَعَلَ غَيْرُهُمْ وَ كُلُّ مَا كَانَ مِنْهُمْ لَا يَعْدُو اشْتِرَاكَ بَعْضِ زُعَمَاءِ بَنِي النَّضِيْرِ اللَّاجِئِيْنَ إِلَى يَهُوْدَ خَيْبَرَ فِي تَحْرِيْضِ قُرَيْشٍ وَّغَطْفَانَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فِي يَوْمِ الْخَنْدَقِ۔ [2]

پروفیسر موصوف کے نزدیک یہ بات معمولی ہو اور خیبر میں جو شدید خونریز جنگ ہوئی وہ بھی معمولی ہو تعجب نہیں، دوران غزوۂ خیبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوشش ہی کے نتیجہ میں بعض یہودی قبائل نے صلح کی راہ اختیار کی اور فائدہ اُٹھایا۔ مگر افسوس ہے کہ آپؐ کی اس کوشش سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس سے مقصود یہود کو کمزور کرنا تھا۔ آپؐ نے شروع ہجرت سے ہی قبائل یہود کے ساتھ مساوات کا سلوک فرمایا اور ان کے لئے صلح وآشتی کی طرح ڈالی۔ مگر جیسا کہ پروفیسر موصوف کو تسلیم ہے کہ وادیٔ یثرب میں نوشتہ تقدیر کو اچھی طرح پورا ہونا تھا جس طرح ہوا اور انہیں یہ بھی تسلیم ہے کہ خیبر کے تین مناطق حربیہ میں سے منطقہ کتیبہ بنسبت منطقہ نطاۃ اور منطقہ شقّ کے بہت اچھی حالت میں رہے کہ اس کے اکثر قلعوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح کرلی تھی۔ اس بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں: أَمَّا وَجُوْدُ مَنْطَقَةِ الْكَتِيْبَةِ فِي حَالَةٍ أَحْسَنَ مِمَّا كَانَتْ عَلَيْهِ مَنْطَقَتَا نَطَاةٍ وَّالشِّقِّ، فَيَرْجِعُ إِلَى أَنَّ أَغْلَبَ آطَامِهَا صَالَحَ الرَّسُوْلَ فَأَقَامَهُمْ عَلَى أَرَاضِيْهِمْ وَلَمْ يَمَسَّ الْأَنْصَارُ مِنْ حَدَائِقِهِمْ وَزَرَارِيْهِمْ شَيْئًا۔ [3]

[1] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة، غزوة خیبر، جزء۲ صفحہ ۴۵)

[2] (تاریخ الیهود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خیبر، صفحہ ۱۶۹)

[3] (تاریخ الیهود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خیبر، صفحہ ۱۷۴)

یعنی منطقہ کتیبہ کے قلعے جو نہایت اچھی حالت میں تھے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح کرلی تھی اور آپؐ نے انہیں ان کی جائیدادوں پر برقرار رکھا اور انصار نے ان کے باغوں اور اہل و عیال کو چھوا تک نہیں۔

یہی امر اس باب کی روایتوں سے واضح کرنا مقصود ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خیبر میں صحابہ کرامؓ پر پوری نگرانی رکھی اور ضبط و ربط کا ایک اعلیٰ نمونہ اخلاق و حسن سلوک پیش کیا گیا۔ (اس تعلق میں دیکھئے روایت ۴۲۳۴، ۴۲۳۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح کے لئے کوشش یہود خیبر و تیماء اور وادیٔ القریٰ وغیرہ ہی میں محدود نہ تھی۔ بلکہ آپؐ نے دور و نزدیک کے قبائل یہود کو بھی صلح کے پیغام بھیجے۔ علاقہ نجران کے یہودیوں نے ادائیگی جزیہ کی شرط قبول کر کے صلح کی اور انہوں نے مذہبی آزادی سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔[1] بنو غادیا اور عریض کے یہودیوں نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کی اور حلف نامہ تحریر ہوا۔ اسی طرح خالد بن سعید یہودی کی قوم سے بھی[2] اور اہل بنو حنینہ اور اہل مقنا کے ساتھ بھی مصالحت ہوئی۔ بلاذری نے یہ معاہدات نقل کئے ہیں۔[3] خوف طوالت سے یہاں اُن کے اِس جگہ نقل کرنے کی گنجائش نہیں ورنہ یہ معاہدات بہت ہی قیمتی ہیں اور ان سے آنحضرت ﷺ کی یہودیوں سے انتہائی نرمی کے سلوک کا پتہ چلتا ہے۔ آپؐ نے غزوہ خیبر کے بعد یہودیوں کے ساتھ جس فراخ دلی کا سلوک فرمایا وہ مستشرقین کو بھی مسلم ہے۔[4] آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ عامل یمن کو تاکید فرمائی: أَنْ لَّا يُفْتَنَ يَهُودِيٌّ عَنْ يَهُودِيَّتِهِ کہ یہودیوں کے ساتھ سلوک میں ایسی صورت نہ اختیار کی جائے جو اُن کے لئے مذہب میں موجب ابتلاء ہو۔[5] بلکہ یہاں تک ثابت ہے کہ آپؐ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر آپؐ کی زندگی میں ہی قبیلہ بنی قینقاع کے اکثر خاندان مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ پروفیسر اسرائیل نے اس کی بھی توجیہہ کی ہے کہ بنو قینقاع صنعت پیشہ تھے اور کاریگر تھے۔ عربوں کو صنعت و حرفت کا تجربہ نہیں تھا۔ اس امر کو انہوں نے ان الفاظ میں لکھا ہے: مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ تَقَاضَى الْأَنْصَارُ عَنْ رُّجُوْعِ بَعْضِ الْيَهُوْدِ إِلَى يَثْرِبَ فَأَقْبَلَ عَدَدٌ مِّنْهُمْ عَلَيْهَا وَعَكَفُوْا يَعْمَلُوْنَ فِي أَعْمَالِهِمِ الْقَدِيْمَةِ۔[6] توجیہ ایک اختیاری امر ہے۔ مصنفین سیرت و مغازی نے یہ توجیہہ بھی کی ہے کہ آپؐ صحابہ کرام کو مہمات جہاد اور امور نظم و نسق کے لئے محفوظ رکھنا چاہتے تھے کہ بوقتِ

---

[1] (فتوح البلدان للبلاذری، صلح نجران، صفحہ ۷۳)

[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذِكْرُ بِعْثَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ الرُّسُلَ بِكُتُبِهِ، جزء اول صفحہ ۲۱۳)

[3] (فتوح البلدان للبلاذری، غزوة تبوك وأيلة وذرح ومقنا والجرباء، صفحہ ۶۷)

[4] (تاريخ اليهود فى بلاد العرب، الباب الثامن غزوة خيبر، صفحہ ۱۶۹)

[5] (فتوح البلدان للبلاذری، وفود أهل اليمن إلى النبى صلى الله عليه وسلم، صفحہ ۷۸)

[6] (تاريخ اليهود فى بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء اليهود عن البلاد الحجازية، صفحہ ۱۷۶)

ضرورت صحابہ بہتر کارکن کے طور پر میسر آسکیں۔ تقویٰ وصلاحیت کے بغیر سیاسی نظم ونسق میں استقامت پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس لئے صحابہ کرام اس مقدس غرض کے لئے مخصوص کئے گئے اور زراعت وصنعت وحرفت و تجارت میں یہودیوں کا تجربہ تھا اور ان کاموں کے لئے وہ موزوں سمجھے گئے اور معاہداتِ صلح کے ذریعہ انہیں کاروبار کی آزادی دی گئی۔ یہ توجیہہ واقعات کے مطابق ہے۔ خیالی توجیہہ نہیں اور انصاف پسند اعلیٰ پایہ کے مستشرقین نے یہ توجیہہ قبول کی ہے۔

ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطہ نظر اس انتقامی نظریہ سے بہت بلند وبالا تھا۔ آپؐ کے سارے کام خالصتاً روحانی اور رضائے الٰہی پر مبنی تھے۔ آپؐ مزکّی تھے۔ تزکیہ نفس آپؐ کا مقصود تھا۔ صحابہ کرامؓ آپؐ کے رنگ میں رنگین تھے۔ امام بخاریؒ نے اس باب کی اکثر روایتوں میں یہ امر بالتکرار نمایاں کیا ہے کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کریم کو دیکھا۔ کلام اللہ میں انذار وتبشیر سے متعلق جو باتیں اُن سے بیان ہوئی تھیں، وہ ان کے مشاہدے میں آگئیں۔ اس لئے وہ اپنے کئے پر نادم ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موافقت اختیار کرنے میں اپنا بھلا سمجھا اور وہ بے روک ٹوک اور بلا احساس خطر اپنے وطن مالوف یثرب میں واپس آگئے۔ ظاہر ہے کہ زخم خوردہ یہود کی اپنی جلاوطنی سے واپسی کوئی آسان بات نہ تھی کہ محض انصار کی احتیاج کا خیال ان پیشہ وَر یہود کو وادئ یثرب میں واپس لایا ہو۔ اس کے معنی یہ ہوں گے کہ بنو قینقاع مہاجرین وانصار کے بڑے ہمدرد تھے جو اُن کی خاطر جہاں سے نکالے گئے، لَوٹ آئے۔ **پروفیسر اسرائیل کی مذکورہ بالا توجیہہ جس قدر نامعقول ہے محتاج بیان نہیں۔** اگر ان کی توجیہہ درست ہوسکتی ہے تو یہ توجیہہ کیوں درست تسلیم نہ کی جائے کہ یہود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک سے متاثر اور اپنی غلط کاری کے بدنتائج کھل جانے پر پریشان تھے اور آپؐ کی فراخدلی ہی ان کے لئے بڑا محرک ہوئی کہ پُرامن فضا دیکھ کر وہ اپنے وطن عزیز میں بے کھٹکے لَوٹ آئے۔ بعثت نبوی کا اصل مقصود فتنہ وفساد مٹانا، امن عامہ بحال کرنا اور آزادئ عقیدہ وعمل قائم کرنا تھا۔ جس کے لئے جان جوکھ مصائب کا سامنا ہوا۔ **جب جہادِ عظیم کے ذریعہ سے گھٹا ٹوپ بادل چھٹے اور اندھیرے دُور ہوئے اور اپنوں اور غیروں نے امن قائم ہوتے دیکھ لیا، ہاں جب سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ مشرکین قریش عرب سے متعلق پیشگوئی پوری ہوئی کہ وہ آگ بھڑکائیں گے اور وہی آگ اُن کو کھا جائے گی۔ فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (البقرۃ: ۲۵) اور بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ وہ اہل کتاب ہیں اور لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہیں، اپنے نفسوں کو نہ بھولیں۔ شہری امن کے بارے میں جو عہد وپیمان ہوچکے ہیں اُن کی پابندی کریں۔ اگر نہ کی وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا (البقرۃ: ۴۹) تو پھر اس دن سے ڈرو کہ کوئی نفس کسی نفس کے کام نہیں آئے گا۔ ہاں کیوں نہ تسلیم کیا جائے کہ جب یہ نوشتہ تقدیر الٰہی اپنی پوری شان کے ساتھ پورا ہوا تو یہود اس کی ہیبت سے متاثر ہوئے اور اپنی غلطی پر پشیمان۔** کیا کسی کو شبہ ہے کہ غزواتِ نبویہ میں مذکورہ بالا دونوں نوشتے پوری شان کے ساتھ پورے نہیں ہوئے؟ اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کریم نے قریش اور قبائل بنی اسرائیل میں ایک گہرا اثر پیدا نہیں کیا تھا؟ کون ہے جو اس صداقت کا انکار کر سکتا ہے؟ دراصل اسی صداقت کا اثر و نتیجہ تھا کہ یہود کے بعض خاندان مدینہ میں واپس آگئے اور جگہ جگہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بڑھائے ہوئے دستِ شفقت سے مصافحہ کیا اور انہوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کی شرطیں قبول کیں۔ جزیہ کیا تھا؟ ملکی دفاع و حفاظت کا ٹیکس۔ لفظ جزیہ کے معنی ہی بدل نقدی کے ہیں۔ جو سلطنت عثمانیہ میں جنگ عظیم اوّل تک جاری تھا۔ اسی ٹیکس کی ادائیگی پر غیر مسلم باشندہ ملک کی فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہو جاتا تھا۔ سلطنت عثمانیہ میں مسلمانوں سے بھی بعض حالات میں بدل نقدی وصول کی جاتی تھی۔

غرض خیبر کا تعلق غزواتِ نبویہ کے تیسرے دَور سے ہے جو درحقیقت صلح کا دَور تھا۔ اس میں اسلامی جہاد کی برکت سے امن و آزادی کا پھریرا دُور و نزدیک تمام اطراف عرب میں لہرایا گیا تھا۔ یہ امر واقعہ خود پروفیسر اسرائیل کو بھی تسلیم ہے کہ قبائل بنی اسرائیل کا سیاسی اقتدار اور اقتصادی غلبہ ان جنگوں کی وجہ سے ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی جدل و مناقشت اور فتنہ و فساد کی جو حالت قائم تھی وہ بھی دُور ہو گئی اور جو یہودی ارض حجاز سے چلے گئے تھے، اُن میں سے ایک معتدبہ حصہ مدینہ میں واپس آ گیا تھا۔ بلکہ یہودی قبیلے عرب میں جہاں جہاں بھی تھے، مطمئن زندگی بسر کرتے تھے۔ کسی کو جرأت نہ تھی کہ انہیں تکلیف پہنچائے۔ اس بارہ میں ان کے الفاظ یہ ہیں: وَقَدْ عَاشَ الْيَهُوْدُ الَّذِيْنَ لَمْ يَنْزَحُوْا مِنَ الْحِجَازِ مُطْمَئِنِّيْنَ لَا يَمَسُّهُمْ أَحَدٌ بِسُوْءٍ۔[1]

اس تعلق میں یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں یہود خیبر سے جلا وطن کئے گئے تھے، یہ صرف وہ یہودی تھے جنہوں نے جنگ کرنے کے بعد شکست کھائی اور پھر صلح پر بطریق مزارعت اپنی جائیدادوں پر برقرار رہنا قبول کیا۔ ان کے سوا دوسرے قبائل یہود جنہوں نے جنگ نہیں کی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے معاہدہ صلح امن میں کسی قسم کا رَخنہ نہیں آنے دیا بلکہ اس کے پابند رہے، وہ خیبر وغیرہ کی جائیدادوں سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ اپنی اپنی جگہوں میں رہے اور زرعی و صنعتی و تجارتی کاروبار میں مثل دیگر باشندگان آزاد تھے اور انہیں مذہبی عقیدہ و عمل میں اسی طرح پوری آزادی حاصل تھی جس طرح ایک مسلم عرب کو۔ حضرت عمرؓ نے انہیں ان کی جائیدادوں سے نہیں نکالا۔ یہ امر خود پروفیسر اسرائیل کو بھی تسلیم ہے۔ اس ضمن میں ان کے الفاظ یہ ہیں: لَمْ يَتَعَرَّضْ لِيَهُوْدِ وَادِي الْقُرٰى وَتَيْمَاءَ بِسُوْءٍ۔[2] حضرت عمرؓ نے وادی القریٰ اور تیماء کے یہودیوں سے کوئی تعرض نہیں کیا، انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں دی۔

ابن ہشامؒ نے اس بارے میں مفصل ذکر کیا اور لکھا ہے: فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ عَهْدٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

[1] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء الیہود عن البلاد الحجازیة، صفحہ ۱۷۵)
[2] (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء الیہود عن البلاد الحجازیة، صفحہ ۱۸۳)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَهُودِ فَلْيَأْتِنِي بِهِ، أُنْفِذُهُ لَهُ، وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عَهْدٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَلْيَتَجَهَّزْ لِلْجَلَاءِ، فَأَجْلَى عُمَرُ مَنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَهُ عَهْدٌ مِنْ رَّسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ۔[1] حضرت عمرؓ نے اعلان کیا کہ جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاہدہ ہو، وہ اسے میرے پاس لائے۔ میں اس معاہدہ کی تعمیل کروں گا اور جس کے پاس نہیں، وہ خیبر سے چلے جانے کی تیاری کرلے۔ چنانچہ جن محاربین کے ساتھ آپؐ کا معاہدہ نہیں تھا صرف انہی کو نکالا گیا تھا۔ حضرت صفیہؓ کے قبیلے حنینہ و مقنا جلاوطن نہیں کئے گئے۔ بلکہ بعض مستشرقین نے روایات ابن ہشام وغیرہ کی بنا پر اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ رشتہ دامادی کئی یہودی خاندانوں کے لئے باعث رحمت ہوا۔[2] ہمارے ملک کی ذہنیت شاید یہ امر اخذ کرسکے یا نہ۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ عربوں وا سرائیلیوں میں تعلقات قرابت عام تھے۔ دونوں قومیں سامی النسل تھیں اور ایک ہی جدامجد سے تعلق رکھنے والی۔ اس لئے عربوں کو جو بنی اسماعیل تھے، بنی اسرائیل کی جو بنو اسحاق ویعقوب تھے رعایت ملحوظ تھی اور ایک دوسرے کے ساتھ تعلقات مصاہرت قائم رکھنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے۔

بعض مستشرقین نے بھی ابن ہشامؒ اور امام بخاریؒ کی روایات صحیح تسلیم کی ہیں کہ یہودی قبائل خیبر کے ساتھ بعض مخصوص معاہدات تھے جن کی نگہداشت مسلمانوں نے خوبی سے رکھی۔ جیسا کہ حضرت صفیہؓ کے خاندان سے تعلق رکھنے والے قبائل کے ساتھ جو مقنا و خیبر میں آباد تھے، حضرت عمرؓ نے یہ معاہدات پورے طور پر ملحوظ رکھے۔ چنانچہ یہودی قبائل حجاز و عرب کے علاقہ جات میں گیارھویں اور بارھویں عیسوی صدی تک آباد رہے اور پھر رفتہ رفتہ عربی قبائل میں مدغم ہوگئے۔[3]

روایت نمبر ۴۱۹۵ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ خیبر کے لئے صہباء مقام کے راستے سے گئے تھے۔ امام ابن حجرؒ نے کتب مغازی کی ان روایات کی وضاحت کی ہے اور لکھا ہے کہ بعض کے نزدیک یہ غزوہ ۶ھ میں ہوا ہے۔ یہ بیان سن ہجری میں شمار کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ دراصل اس کے لئے کوچ محرم ساتویں سال ہجری میں ہوا تھا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۷۹) روایت نمبر ۴۱۹۶ کے آخر میں قتیبہ کی روایت کا حوالہ دیا گیا ہے کہ الفاظ مَشَى بِهَا کی جگہ نَشَأَ بِهَا ہیں۔ روایت نمبر ۴۱۹۷ کے ضمن میں دیکھئے کتاب الجہاد، روایت نمبر ۲۹۹۱ جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: فَلَجَئُوا إِلَى الْحِصْنِ یعنی تَحَصَّنُوْا بِهِ۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۸۴) یعنی قلعے میں داخل ہو کر انہوں نے مورچے سنبھال لئے۔ یہ بتایا جاچکا ہے کہ قلعہ بند ہونا اعلان جنگ کی علامت تھی۔ اسی روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ۔ یہ

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، عمر يجلى يهود خيبر، جزء ۳ صفحہ ۳۰۴)

[2] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء اليهود عن البلاد الحجازية، صفحہ ۱۸۱ تا ۱۸۴)

[3] (تاريخ اليهود في بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء اليهود عن البلاد الحجازية، صفحہ ۱۸۶)

کلمات دعائیہ بھی ہیں اور پیشگوئی بھی۔ یعنی چونکہ یہود خیبر جنگ کے لئے آمادہ ہیں اس لئے ان کے ساتھ لڑائی ناگزیر ہوگئی ہے۔

روایت نمبر ۴۲۰۰ میں غایت درجہ اختصار ہے جس سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ حملہ کرتے ہی یہود قتل و قید کئے گئے۔ لیکن روایت نمبر ۴۲۰۹، ۴۲۱۰ سے ظاہر ہے کہ جب محاصرہ نے طول پکڑا تو حضرت علیؓ قائد حرب مقرر کئے گئے اور ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔ روایت نمبر ۴۱۹۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہدین جو خوراک اپنے ساتھ لائے تھے وہ ختم ہوگئی۔ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ۔ یعنی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہم بھوک سے سخت نڈھال ہوگئے۔ حتیٰ کے گدھے ذبح کرکے ان کا گوشت پکانا پڑا۔ (روایت نمبر ۴۱۹۹) بعض روایات میں صراحت ہے کہ محاصرہ اُنیس بیس دن رہا۔ اس دوران کئی معرکے ہوئے۔[1]

روایت نمبر ۴۲۰۳ سے بھی ظاہر ہے کہ جنگ شدت کی ہوئی اور یہی بات حضرت سلمہ بن اکوعؓ اور حضرت سہل بن سعدؓ کی روایتوں سے بھی ثابت ہے۔ (دیکھئے روایت نمبر ۴۱۹۶، ۴۲۰۲) اگر فتح جلد ہوجاتی تو صحابہ کرام کا وہ حال نہ ہوتا جو روایات نمبر ۴۱۹۶، ۴۱۹۹، ۴۲۴۳ میں بیان ہوا ہے۔ قلعے فتح ہونے پر انہیں خوراک مہیا ہوئی جو بحصہ رسدی تقسیم کی گئی۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ حَتّٰى فُتِحَتْ دَارُ بَنِي قَمَّةَ۔[2] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نان جویں اور کھجور سے اس وقت تک سیر ہوکر نہیں کھایا جب تک کہ یہودِ بنی قمہ کے گھر فتح نہ ہوگئے۔ دار بنی قمہ سے مراد یہودیوں کے قبیلے ہیں جیسا کہ اسی فتح کے تعلق میں سیرت ابن ہشام کے یہ الفاظ ہیں: فَفَتَحَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حِصْنَ الصَّعْبِ بْنِ مُعَاذٍ، وَمَا بِخَيْبَرِ حِصْنٌ كَانَ أَكْثَرَ طَعَامًا وَوَدَكًا مِنْهُ۔[3] یعنی صعب بن معاذ کا قلعہ فتح ہونے کے بعد مسلمانوں کو بہت خوراک اور چربی میسر آئی۔ مذکورہ بالا قلعہ ان قلعوں میں سے تھا جو شدید معرکوں کے بعد سر ہوئے اور انہی معرکوں میں یہودی لڑنے والے مارے گئے اور ان کے اہل و عیال قید کئے گئے۔ اس جنگ میں بعض صحابہؓ بھی شہید ہوئے۔ غرض روایت نمبر ۴۲۰۰ کے مختصر بیان سے جو غلط فہمی پیدا ہوتی ہے، اس کا ازالہ دوسری روایتوں سے کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم نے بھی حضرت انسؓ سے ہی روایت کی ہے کہ حضرت صفیہؓ بنت حُیّ حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں آئی تھیں اور معلوم ہونے پر کہ وہ سردارِ یہود کی بیٹی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات رأس اونٹ دے کر انہیں خرید

---

[1] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الھجرة، غزوة خیبر، جزء ۲ صفحہ ۴۸)
(السیرة الحلبیة، ذکر مغازیہ ﷺ، غزوة خیبر، جزء ۳ صفحہ ۶۰)

[2] (تاریخ الخمیس، الموطن السابع فی وقائع السنة السابعة من الھجرة، غزوة خیبر، جزء ۲ صفحہ ۴۸)

[3] (السیرة النبویة لابن ھشام، غزوة خیبر، بنو سھم، جزء ۳ صفحہ ۲۸۱، ۲۸۲)

لیا اور وہ آزاد کی گئیں۔[۱] اس کے بعد حضرت صفیہؓ نے اپنی رضامندی سے شادی کی۔[۲] اس کارروائی میں آپؐ نے نے ملک کا دستور ملحوظ رکھا اور جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اس تعلق قرابت سے نیک نتائج پیدا ہوئے۔

روایت نمبر ۴۲۰۲، ۴۲۰۳ کے بیان میں اختلاف ہے۔ حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت میں ہے کہ ایک شخص جو خوب لڑا تھا اور زخموں کی شدید تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ اس نے تلوار کی نوک پیٹ میں گھونپ کر خودکشی کرلی۔ حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت میں ہے کہ ترکش سے تیر نکال کر اس سے اپنے آپ کو ہلاک کیا۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک دونوں باتیں صحیح ہو سکتی ہیں۔ پہلے ایک طریق سے اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہا۔ جب دیکھا کہ وہ کارگر نہیں ہوا تو دوسرا طریق استعمال کیا۔ امام ابن جوزیؒ نے قزمان ظفری سے متعلق واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ غزوۂ اُحد میں پیچھے رہ گیا تھا۔ عورتوں کی طعنہ زنی پر وہ میدان جنگ میں گیا، گھمسان کی لڑائی میں زخمی ہوا اور زخموں کی تاب نہ لا کر اس نے تلوار کی نوک سینے میں رکھ کر خودکشی کرلی۔ واقدی نے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت میں مذکور واقعہ غزوۂ اُحد کے متعلق نقل کیا ہے۔ لیکن حضرت سہلؓ ہجرت سے پانچ سال قبل پیدا ہوئے۔ غزوۂ اُحد میں ان کی عمر بمشکل دس سال ہوگی۔ ابویعلیٰ نے بھی بسند سعید بن عبد الرحمٰن قاضی، ابوحازم سے حضرت سہلؓ کی روایت نقل کی ہے۔ جس میں یہ الفاظ ہیں: غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ حضرت سہلؓ خورد سالی کی وجہ سے جنگ میں شریک نہیں ہوسکتے تھے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۸۸، ۵۸۹) واقدی روایات نقل کرنے میں محتاط نہیں، اس لئے غزوۂ اُحد سے متعلق ان کی روایت نظرانداز کی گئی ہے اور مذکورہ بالا دو روایتیں یہ بتانے کے لئے نقل کی گئی ہیں کہ غزوہ خیبر معرکۃ الآراء جنگ تھی جس میں یہودیوں نے شدید مقابلہ کیا اور اس لئے محاصرہ نے طول کھینچا۔ روایت نمبر ۴۲۰۳ کے آخر میں بعض حوالے قابل شرح ہیں:

☆ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: معمرؒ نے امام زہریؒ سے شعیبؒ کی طرح اسی سند سے روایت کی ہے۔ دیکھئے کتاب الجہاد، روایت نمبر ۳۰۶۲۔

☆ وَقَالَ شَبِيْبٌ عَنْ يُّوْنُسَ: یعنی یونس نے معمر کی روایت کے خلاف بجائے خیبر غزوۂ حنین کا ذکر کیا ہے۔ اس حوالہ سے امام نسائی کی روایت کی طرف اشارہ ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۹۱)

☆ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ: یعنی ابن مبارک کی روایت میں جو معنعن اور مرسل ہے، غزوۂ حنین کا ذکر ہے۔ جیسا کہ شبیب کی روایت میں مذکور ہے۔ لیکن دونوں کی سند مختلف ہے۔

☆ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: یعنی صالح بن کیسانؒ نے ابن المبارک کی متابعت کی ہے اور غزوہ کا نام ذکر نہیں کیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۵۹۱)

---

[۱] (مسلم، کتاب النکاح، بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا)

[۲] (مسند أحمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، جزء ۳ صفحہ ۱۳۸)

☆ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ...: زبیدیؒ نے زہریؒ کی روایت دو سندوں سے نقل کی ہے۔ ایک عبید اللہ بن کعب سے بروایت عبد الرحمٰن بن کعب۔ جو موصول ہے اور دوسری سعید اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے جو مرسل ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اس کی وضاحت کی ہے۔ نیز ابونعیم نے زُہری سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: عبد اللہ اور سعید بن مسیبؒ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: اُٹھو اور اعلان کرو: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ۔ یعنی یہ بات یاد رکھو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا اور اللہ بعض دفعہ اس دین کی بدکار شخص کے ذریعہ سے بھی مدد کرتا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۹۱، ۵۹۲)

مذکورہ بالا حوالوں کے موازنہ سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ شعیب و معمر والی روایت قابل ترجیح ہے اور اس کے علاوہ دوسری روایتوں میں احتمال ہے۔ امام مسلم کی ایک روایت میں حضرت بلالؓ کی جگہ الفاظ قُمْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ ہیں اور امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کو مخاطب فرمایا تھا۔ ان حوالوں سے اس اختلاف کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ تینوں صحابی مخاطب ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ اعلان کر دیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۹۲)

روایت نمبر ۴۲۰۸ کا تعلق جامع مسجد بصرہ سے ہے کہ بعض لوگوں کو طیلسان (کنٹوپ) پہنے دیکھا جو خیبر کے یہودی اکثر پہنتے تھے۔ حضرت انسؓ کو یہ لباس دیکھ کر خیبر کے یہود یاد آئے۔ بصرہ آنے سے قبل انہیں ایسا دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک اس روایت سے طیلسان پہننے کی کراہت کا استدلال نہیں ہو سکتا جیسا کہ بعض نے کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۹۴) اس روایت کا ذکر ضمناً کیا گیا ہے۔

روایت نمبر ۴۲۰۲ تا ۴۲۰۷ ایک ہی نوعیت کی روایتیں ہیں۔ یعنی ان میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے جو نفس امارہ کی خاطر لڑتے ہیں یا جو محض رضائے الٰہی کے لئے جہاد کرنے والے ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے امام ابن جوزیؒ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمانؓ، قزمان ظفری کے پاس سے گزرے اور اسے دادِ شجاعت دی۔ تو اس نے کہا: وَاللّٰهِ إِنِّي مَا قَاتَلْتُ عَلَى دِيْنٍ وَإِنَّمَا قَاتَلْتُ عَلَى حَسَبِ قَوْمِي۔ یعنی میں دین کے لئے نہیں لڑا بلکہ اپنی قوم کی خاطر۔ یہ روایت واقدی کی ہے اور ان کی روایت اسی وقت قابل اعتماد سمجھی جاتی ہے جب کسی ثقہ سے ان کی تائید ہوتی ہو۔ اس کے ہم معنی دوسری مستند روایتیں موجود ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۵۸۹)

روایت نمبر ۴۲۳۰ میں آتا ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے یہ الفاظ کہے: إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَإِمَّا قَالَ فِي ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِينَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِينَ رَجُلًا یعنی پچاس پر کچھ زائد آدمی یا ترپن یا باون آدمی۔ تعداد کی کمی و بیشی ہم سفر ملازمین کو شمار یا انہیں نظر انداز کرنے کی وجہ سے ہے۔ علامہ بلاذریؒ کی روایت میں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے چالیس مردوں کا ذکر ہے۔ ابن اسحاقؒ کی روایت میں سولہ مرد مذکور ہیں۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۰۷)

فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ: اس فقرہ کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جعفرؓ مہاجرین حبشہ میں سے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا قافلہ بھی اُن سے آملا اور پھر یہ دونوں قافلے جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملے۔ ابن اسحاقؒ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمریؓ کے ذریعہ نجاشی کو کہلا بھیجا کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے ساتھیوں کے سفر کا انتظام کر دیا جائے تو مرحوم نجاشی نے بڑے اہتمام سے انہیں باعزت روانہ کیا۔[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۰۷) ابن سعدؒ نے بھی یہی روایت نقل کی ہے۔[2] فتح الباری میں ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بعض لوگ ہم پر فخر کرتے ہیں کہ وہ مہاجرین سابقین میں سے ہیں اور ہم ثواب سبقت سے محروم رہے۔ آپؐ نے فرمایا: بَلْ لَكُمْ هِجْرَتَانِ هَاجَرْتُمْ إِلَى أَرْضِ الْحَبَشَةِ، ثُمَّ هَاجَرْتُمْ بَعْدَ ذَلِكَ۔ نہیں بلکہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں، ایک حبشہ کی طرف اور دوسری مدینہ کی طرف۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۰۸) روایت نمبر ۴۲۳۰ میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے الفاظ كُنَّا... فِي أَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ، وَذَلِكَ فِي اللهِ وَفِي رَسُولِهِ ﷺ اس لحاظ سے قابل توجہ ہیں کہ وہ ایک صحابیہ خاتون کی ذہنی حالت کے آئینہ دار ہیں۔ یہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بیوی تھیں۔ بیوہ ہونے پر وہ حضرت ابو بکرؓ کے نکاح میں آئیں۔ نہایت پارسا، عبادت گزار خاتون تھیں۔[3]

روایت نمبر ۴۲۳۲ میں صحابہ کرام مرد و زن کے تزکیہ نفس کا ذکر ہے جو انہیں شبینہ تلاوت قرآنِ مجید کی برکت سے حاصل تھی۔ نہ صرف وہ بلکہ ان کے غلاموں کی ذہنیت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان تربیت سے ایسی صلاحیت پذیر تھی کہ مالِ غنیمت میں سے ایک تسمہ کا بلا اجازت قبضہ میں رکھنا بھی ان کے لئے عار تھی۔ یہ روایتیں اسی غرض سے منقول ہیں کہ ایسی مقدس جماعت سے متعلق یہ خیال کرنا قطعاً درست نہیں کہ غزوۂ خیبر میں ان کی شمولیت کسی دنیوی طمع یا لالچ سے ہوئی تھی اور یہ خیال تو کسی طرح درست نہیں ہو سکتا کہ اس تزکیہ یافتہ جماعت کے مرشد و مزکّی کے لئے حضرت صفیہ بنت حُیّ کی خوبصورتی نکاح کا محرک ہوئی ہو۔ ایسا خیال دور از صداقت ہے۔ آپؐ کی شان اس بھونڈے خیال سے بہت ہی بلند و بالا تھی۔ آپؐ نے تو یہ گوارا بھی نہیں فرمایا کہ خلافِ شریعت ایک تسمہ بھی مالِ غنیمت سے لیا جائے۔ (روایت نمبر ۴۲۳۴) اس تعلق میں دیکھئے کتاب الجہاد باب ۱۸۹، ۱۹۰۔

حضرت عمرؓ کے قول میں لفظ بَبَّانًا جو روایت نمبر ۴۲۳۵ میں ہے اس کے معنی ہیں مُتَسَاوِيْنَ۔ ایک دوسرے کے مساوی۔ جوہریؒ نے حضرت عمرؓ کا ایک قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے۔ لَئِنْ عِشْتُ لَأَجْعَلَنَّ النَّاسَ بَبَّانًا وَّاحِدًا، اَيْ بِالتَّسْوِيَةِ۔ یعنی اگر میں زندہ رہا تو لوگوں کو ایک جیسا کر دوں گا۔ یعنی ان میں کوئی امیر غریب اور

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، قدوم جعفر بن أبي طالب من الحبشة، جزء۳ صفحہ ۳۰۷)

[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ خيبر، جزء۲ صفحہ ۸۲)

[3] (الاصابة في تمييز الصحابة، أسماء بنت عميس، جزء۸ صفحہ ۱۴ تا ۱۶)

ادنیٰ و اعلیٰ نہیں رہے گا۔ سب بافراغت کھائیں گے۔ دار قطنیؒ نے بسند معن بن عیسیٰ امام مالکؒ سے حضرت عمرؓ کا قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے: لَئِنْ بَقِيْتُ إِلَى الْحَوْلِ لَأُلْحِقَنَّ أَسْفَلَ النَّاسِ بِأَعْلَاهُمْ۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ۶۱۳) اگر میں ایک سال تک زندہ رہا تو ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ملا دوں گا۔ اس قول سے لفظ بَبَّانًا کے معنی واضح ہو جاتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس روایت کا نمبر ۴۲۳۴ سے کیا تعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پاکیزہ روح اپنے اسوۂ حسنہ سے صحابہ کرامؓ میں پیدا کی تھی، خلفاء راشدین نے اسے محفوظ رکھا اور اس کے پاکیزہ مقتضیات کے مطابق عمل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمت کی تقسیم میں دستور کا پاس رکھا اور اس میں مساوات کو ملحوظ رکھا۔

حضرت صفیہؓ اپنی خاندانی وجاہت و عزت کی وجہ سے حضرت دحیہ کلبیؓ کے حصہ میں نہیں آسکتی تھیں۔ جس طرح حضرت صفیہؓ کو اپنے اعلیٰ نسب خاندان سے ہونے کا احساس تھا، صحابہ کرام کو بھی علم ہونے پر اس امر کا احساس ہوا۔ خود حضرت دحیہ کلبیؓ کو بھی احساس تھا اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اور وہ آزاد ہوئیں۔ نہ صرف انہی کے ساتھ یہ نیک سلوک ہوا بلکہ میدانِ جنگ میں تمام عورتوں سے متعہ کرنے کی ممانعت کا اعلان کر دیا گیا تا رشتہ دار فدیہ وغیرہ دے کر انہیں آزاد کر لیں۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت صفیہؓ کے رشتہ داروں میں سے کوئی زندہ باقی نہ رہا۔ باپ، خاوند اور بھائی سب ایک ایک کر کے قتل ہو چکے تھے اور کوئی نہ تھا جو ان کا فدیہ ادا کرتا۔ تقسیم غنیمت کے دستور کی رو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور مجاہد کو نہیں دی جا سکتی تھیں۔ آپؐ چاہتے تو بطور حصہ انہیں لے سکتے تھے۔ لیکن آپؐ نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ حضرت دحیہ کلبیؓ کو معاوضہ دے کر انہیں آزاد فرمایا اور پھر ان کی خواہش اور رضاء و رغبت سے ان کے ساتھ عقد نکاح کیا اور میدانِ جنگ سے نکل کر راستہ میں بمقام صہباء ان کا اسلامی طریق کے مطابق رخصتانہ اور ولیمہ ہوا۔[۱] جس سے ظاہر ہے کہ وہ آزاد ہونے پر مسلمان ہو چکی تھیں اور مرتے دم تک وفادار رہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک کی روایت نمبر ۴۲۰۰ میں غایت درجہ اختصار ہے اور ان کی روایت نمبر ۴۲۱۱ میں جو بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صفیہؓ کی خوبصورتی کا ذکر کیا گیا تو آپؐ نے انہیں اپنے لئے پسند فرمایا۔ اس کی وضاحت روایت نمبر ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۸ سے ہوتی ہے کہ خوبصورتی وغیرہ کو تقسیم غنیمت میں ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ بلکہ معین دستور و قاعدہ کے مطابق تقسیم عمل میں آئی تھی۔

روایات نمبر ۴۲۱۵ تا ۴۲۲۷ میں گدھوں کے گوشت سے ممانعت کا ذکر ہے اور جو اس کی وجہ بیان کی گئی ہے

---

[۱] (بخاری، کتاب الأطعمة، بَابُ الحيس، روایت نمبر ۵۴۲۵)
(مسلم، کتاب النکاح، بَابُ فَضِيلَةِ إِعْتَاقِهِ أَمَتَهُ، ثُمَّ يَتَزَوَّجُهَا)
(مسند احمد بن حنبل، مسند أنس بن مالك، جزء۳ صفحہ ۱۳۸)

اس کے متعلق بھی اختلاف ہے۔ بعض نے سمجھا کہ اس کا گوشت حرام ہے اور بعض نے یہ وجہ بتائی ہے کہ باربرداری کی ضرورت تھی اور انہی روایات میں اس امر کی صراحت بھی موجود ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امور حلت و حرمت اور تقسیم غنیمت میں تقوی اللہ اور عدل و انصاف مدنظر رکھا۔ اس سے امام بخاریؒ یہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ کسی راوی کی توجیہہ محض قیاس بھی ہوسکتی ہے۔ اس لئے ہمیں عمل دیکھنا چاہیے۔ اگر اکثر راوی اس امر پر متفق ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم غنیمت وغیرہ میں غایت درجہ تقویٰ، عدل و انصاف اور بے نفسی سے کام لیا تو ایک راوی کی توجیہہ جس کے ساتھ دوسرے راوی نہ صرف متفق نہیں بلکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت شدہ اسوۂ حسنہ کے خلاف ہے تو وہ قطعی طور پر قابل ردّ ہوگی اور روایت ۴۲۴۰- ۴۲۴۱ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ مدنظر رکھا اور سختی سے اس کے پابند رہے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش بھی نظر انداز کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بہرحال مقدم رکھا۔ یہ واقعہ تاریخ اسلام میں مشہور و معروف ہے اور شیعہ صاحبان بذریعہ تعزیئے اسے ذہنوں میں ہر سال تازہ رکھتے ہیں۔ یہ روایت کتاب الفرائض میں زیر باب قَوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ آئے گی۔ روایت کے الفاظ میں کسی قدر اختلاف ہے۔ روایت ۴۲۳۸ اسی موقع کے عین مناسب ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اپنی تاثیر قدسی میں نہایت گہرا تھا۔ تقسیم غنیمت میں نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصول عدل و انصاف کو نظر انداز فرمایا، نہ آپؐ کے جانشینوں نے۔ ایسی مقدس ذات کے متعلق یہ خیال کرنا نہایت ہی غلط خیال ہے کہ حضرت صفیہؓ کی خوبصورتی کی اطلاع پاکر آپؐ نے اُن سے شادی کی۔ امام بخاریؒ نے صحت سند کی رو سے حضرت انسؓ کی روایت قبول کی ہے۔ کیونکہ سلسلہ روایت میں کوئی راوی ایسا نہیں جو دروغ گوئی سے متّہم ہو۔ لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ جس بات کے متعلق قیاس کیا ہو، وہ درست نہ ہو اور اس بارے میں متعدد روایات کو پہلو بہ پہلو رکھ کر آپ یہی بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کے نکاح کے بارے میں دیگر روایات میں جو وجہ بیان کی گئی ہے وہی زیادہ درست ہے۔ امام موصوف نے شروع سے آخر تک اپنے علم کلام میں یہی طریق اختیار کیا ہے کہ روایات کا موازنہ واقعات کی روشنی میں کیا ہے، جس سے ایک سمجھ دار انسان صحیح نتیجہ آسانی سے اخذ کرسکتا ہے۔ جامع صحیح بخاری کا سب سے بڑا امتیاز ان کا اسلوب استدلال اور علم کلام ہے جو بظاہر خاموش ہے لیکن اپنے ساتھ پوری فصاحت و بلاغت رکھتا ہے۔ ردّ و قدح، نقد و جرح و تعدیل وغیرہ کے ذریعہ سے لاکھوں روایات و مختلف اقوال و خیالاتِ فرسودہ کے طومار عظیم کی چھان بین کے بعد چند ہزار حدیثیں قبول کی ہیں جو صحت کے اعتبار سے اتنی قوی ہیں کہ آئمہ و علماءِ اسلام کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں۔ چنانچہ ان کے انتخاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

بظاہر دیکھنے سے یہ معلوم ہوگا کہ بعض جگہ روایات کا تکرار ہے۔ لیکن اگر سند کو غور سے دیکھا جائے تو وہ ایک

نئی سند ہوگی اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں اگر کسی روایت کا راوی اپنے ضعف حافظہ یا سقم قیاس کی وجہ سے محل اعتراض ہے تو امام بخاریؒ نے اس کی روایت قبول نہیں کی۔ تاوقتیکہ تسلی نہیں کرلی کہ قرآنِ مجید اور ثقہ راویوں سے اس کی تائید و تصدیق ہوتی ہے یا نہیں اور پھر تصدیق کو پایہ یقین تک پہنچانے کے لئے دور دراز کے سفروں کی مشقت و کوفت برداشت کی گئی اور راوی سے خود ملاقات کرکے اس بارے میں تحقیق و تمحیص کا حق ادا کیا گیا۔ امام موصوف کے سوانح میں مذکور ہے کہ آپ کا ذہن جبکہ آپ بستر راحت پر ہوتے انہی روایات کی اُلجھنیں حل کرنے میں بیدار و مشغول رہتا اور رات بھر وہ بار بار جاگتے اور اُٹھ کر کاغذ پر اپنے خیالات کو ضبط تحریر میں لاتے رہتے اور پھر دن کی روشنی میں اس مسودہ کو صاف کرتے اور اسی گہری سوچ و بچار اور مسلسل جد و جہد کا ہی یہ نتیجہ ہے جس سے آج ہم مستفیذ ہورہے ہیں۔ اس محنت و کاوش ذہنی کی داد ساری امت کی مخلصانہ دعائیں اور اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت ہی پورے طور پر دے سکتی ہے۔

غرض اس باب کی تمام روایات ایک خاص ترتیب میں مرتب ہیں اور ان کا ایک خاص تاریخی پس منظر ہے جو اگر مدنظر نہ رکھا جائے تو روایتیں بظاہر بے جوڑ نظر آتی ہیں۔ مثلاً مسیلمہ کذاب وغیرہ مرتدین کی لڑائیوں میں ایک موقع پر حضرت عمرؓ حضرت خالد بن ولیدؓ سے جو فوج کے سپہ سالار تھے سخت برہم ہوئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ خلیفہ وقت سے ان کی برطرفی کا مطالبہ کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے جب سرغنہ مرتدین مالک بن نویرہ قتل ہوا تو اس کی بیوہ سے میدان جنگ ہی میں نکاح کرلیا تھا، جس کی بناء پر ان سے جواب طلبی ہوئی۔[1] کیونکہ اسلام نے پہلے ورثاء کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر انہیں آزاد کرا لیں، جیسا کہ غزوۂ خیبر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اسلامی حکم کی خود بھی پابندی فرمائی۔ کسی مسلمان شخص کو اس اسلامی حکم کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس تعلق میں جو شخص روایات کا یہ مخصوص پس منظر مدنظر نہیں رکھتا، وہ متعلقہ روایات کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس بارے میں اسلام کی تعلیم تورات کی تعلیم سے ممتاز ہے کہ اس میں اسیرانِ جنگ کے ساتھ بہت نرمی برتی گئی ہے اور تورات میں نہایت سختی۔ مرد و زن سب اسیر بنائے جاتے اور ان سے ہر قسم کا سلوک جائز سمجھا جاتا، خواہ کوئی جنگ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ ساری دشمن قوم گردن زنی سمجھی جاتی۔ (دیکھئے استثناء باب ۷: ۱تا۳) لیکن اسلام نے اپنے قواعد جنگ کو نرم کردیا اور عدل و انصاف اور رحم کا سلوک کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ حکم دیا: وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○ (المائدة:۳) یعنی ایک قوم کی (تمہارے ساتھ یہ) عداوت کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا، تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم زیادتی کرو اور تم نیکی

---

[1] (الإصابة في تمييز الصحابة، ذكر مالك بن نويرة، جزء۵ صفحہ ۵۶۰)
(السيرة الحلبية، سرية خالد بن الوليد رضي الله تعالى عنه إلى بني جذيمة، جزء۳ صفحہ ۲۷۹)

اور تقویٰ (کے کاموں) میں باہم (ایک دوسرے کی) مدد کرو اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ کی سزا یقیناً سخت (ہوتی) ہے۔ پھر فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ؗ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۫ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ؗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (المائدة:۹) اے ایمان دارو! تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ کے لئے استادہ ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کردے کہ تم انصاف نہ کرو۔ تم انصاف کرو۔ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔

بَاب ٣٩: اسْتِعْمَالُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر کے لئے عمال (کارکن) مقرر کرنا

٤٢٤٤-٤٢٤٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلَى خَيْبَرَ فَجَاءَهُ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا؟ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا.

۴۲۴۴-۴۲۴۵: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبدالمجید بن سہیل سے، انہوں نے سعید بن مسیب سے، سعید نے حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر پر ایک شخص کو تحصیل دار مقرر کیا اور وہ آپؐ کے پاس عمدہ کھجوریں لے کر آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: (کیا) خیبر کی ساری کھجوریں ایسی ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم اس کھجور کی ایک صاع، ردّی کھجور کے دو تین صاع دے کر لیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ایسا نہ کرو۔ ردّی کھجور کو نقد قیمت سے بیچ دو۔ پھر اس وصول شدہ قیمت سے اچھی کھجور خرید لو۔

أطراف الحديث ٤٢٤٤: ٢٢٠١ ، ٢٣٠٢ ، ٤٢٤٦ ، ٧٣٥٠۔
أطراف الحديث ٤٢٤٥: ٢٢٠٢، ٢٣٠٣ ، ٤٢٤٧ ، ٧٣٥١ ۔

٤٢٤٦-٤٢٤٧: وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ عَنْ سَعِيْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا.

۴۲۴۶-۴۲۴۷: اور عبد العزیز بن محمد نے عبدالمجید سے، عبدالمجید نے سعید سے روایت کرتے ہوئے یوں کہا کہ حضرت ابوسعیدؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں نے اس سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے ایک شخص کو جو انصار میں سے تھے، خیبر کی طرف بھیجا۔ آپؐ نے ان کو وہاں کا محصّل مقرر کیا۔

وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ.

اور (اسی سند سے) عبدالمجید سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوصالح سمان سے، ابوصالح نے حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوسعیدؓ سے اسی طرح روایت کی۔

أطراف الحديث **٤٢٤٦**: ٢٢٠١، ٢٣٠٢، ٤٢٤٤، ٧٣٥٠۔

أطراف الحديث **٤٢٤٧**: ٢٢٠٢، ٢٣٠٣، ٤٢٤٥، ٧٣٥١۔

تشریح: اسْتِعْمَالُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى أَهْلِ خَيْبَرَ: روایت نمبر ۴۲۴۴-۴۲۴۵ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے تقویٰ، اعلیٰ نمونہ اور حسن سلوک کا ہی ذکر ہے جو مفتوحین کے تعلق میں دکھایا گیا ہے۔ تقوی اللہ ہی کا ذکر گذشتہ باب (نمبر ۳۸) کے آخر میں مذکور روایات (نمبر ۴۲۳۴ تا ۴۲۴۱) میں ہے جس کی آپؐ نے ہمیشہ صحابہ کرامؓ کو تلقین فرمائی اور اسی کے مطابق آپؐ کا اسوۂ حسنہ تھا اور یہی آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا شعار بنا۔ جس کے ذریعہ سے وہ غیروں سے ممتاز تھے۔ تقویٰ کے معنی ہیں نہایت درجہ احتیاط۔ دونوں ابواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی تقویٰ شعاری سے متعلق شہادت ہے جو غزوۂ خیبر کے دوران نمایاں ہوئی۔ یہ لب لباب ہے روایات خیبر کا، خِتَامُهُ مِسْكٌ۔ روایت زیر باب میں جس محصل کو آپؐ نے نصیحت فرمائی ہے اس کا نام سواد بن غزیہؓ ہے۔ یہ بنو عدی بن نجار کے خاندان میں سے تھے۔ جیسا کہ دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور محصلین بھی بھیجے گئے تھے۔ خطیب بغدادی نے ابن صعصعہؓ محصل کا بھی ذکر کیا ہے۔
(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۲۱)

بَاب ٤٠ : مُعَامَلَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ خَيْبَرَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خیبر کو بٹائی پر (زمین) دینا

٤٢٤٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ لِلْيَهُوْدِ أَنْ يَّعْمَلُوهَا وَيَزْرَعُوهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

۴۲۴۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ جویریہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین یہود کو اس شرط پر دی کہ وہ اس میں محنت کریں اور کاشت کریں اور جو اس سے پیداوار ہو، اس کا آدھا انہیں ملے گا۔

أطرافه: ٢٢٨٥، ٢٣٢٨، ٢٣٢٩، ٢٣٣١، ٢٣٣٨، ٢٤٩٩، ٢٧٢٠، ٣١٥٢۔

تشریح: مُعَامَلَةُ النَّبِيِّ ﷺ أَهْلَ خَيْبَرَ: مزارعت (بٹائی) سے متعلق گذشتہ باب (نمبر ۳۸) کی تشریح میں مفصل بیان کیا جاچکا ہے کہ صرف برسرپیکار یہودیوں کے مغلوب ہونے پر اُن کی زمین مفتوحہ اموال غنیمت قرار دی گئی تھی جو نصف حصہ بٹائی کے طریق پر انہی کے سپرد ہوئی۔ خیبر و تیماوغیرہ قبائل یہود جن کے ساتھ معاہدات حلف منعقد ہوئے تھے، ان سے علیٰ حسب معاہدہ جزیہ (بدل نقدی) وصول ہوتا تھا جو جنگی خدمت کا بدل سمجھا جاتا تھا۔

بَاب ٤١ : الشَّاةُ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ

وہ بکری جسے خیبر میں زہر آلود کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے (ہدیۃً) پیش کیا گیا

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

عروہ نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا۔

٤٢٤٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي سَعِيْدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ.

۴۲۴۹: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہمیں بتایا۔ لیث (بن سعد) نے ہم سے بیان کیا کہ سعید (بن ابی سعید مقبری) نے مجھے بتایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: جب خیبر فتح کیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کو ایک بکری تحفۃً بھیجی گئی جو زہر آلود تھی۔

أطرافه: ٣١٦٩، ٥٧٧٧۔

تشریح: الشَّاةُ الَّتِي سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ بِخَيْبَرَ: عنوانِ باب میں حضرت عائشہؓ کی جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ زیر باب مختصر نقل کی گئی ہے۔ لیکن کتاب المغازی باب ۸۳ مَرَضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وَفَاتُهُ میں مفصل مذکور ہے نیز اس تعلق میں کتاب الطب، باب ۵۵ مَا يُذْكَرُ فِي سُمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بھی دیکھئے۔ ابن ہشام کی روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے مطمئن ہوئے اور حالت امن برقرار ہوگئی تو سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حارث نے زہر آلود بھنا ہوا گوشت بطور ہدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ بھیجنے سے پہلے اس نے دریافت کیا کہ بکری کے گوشت کا کونسا حصہ آپؐ کو پسند ہے؟ جب اُسے بتایا گیا کہ ران آپؐ کو پسند ہے تو اُس نے اس میں خوب زہر ملایا۔ جب آپؐ لقمہ چبانے لگے تو آپؐ کو محسوس ہوا اور لقمہ اُگل دیا۔ حضرت بشر بن براءؓ آپؐ کے ساتھ کھانے میں شریک تھے۔ انہوں نے زہر محسوس نہیں کیا۔ آپؐ نے وہ ران کھانے سے صحابہ کو روک دیا۔ حضرت بشرؓ اسی زہر کے اثر سے بعد میں فوت ہوگئے۔ اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے درگذر فرمایا۔[1]

اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے اپنے نفس کی خاطر کسی سے انتقام نہیں لیا۔ جس شفقت کا اظہار زینب سے کیا گیا، پروفیسر اسرائیل نے اس کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے: وَلَقَدْ أَثَارَ هٰذَا الْعَمَلُ سُخْطًا شَدِيدًا فِي نُفُوسِ مُؤَرِّخِي الْعَرَبِ عَلَى هٰذِهِ الْفَتَاةِ الَّتِي حَاوَلَتْ أَنْ تَغْتَالَ حَيَاةَ الرَّسُولِ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْمَكِيدَةِ. وَلٰكِنْ يَجِبُ أَلَّا يَغِيبَ عَنِ الْبَالِ صُعُوبَةُ اطْمِئْنَانِ فَتَاةٍ إِلَى الْحَيَاةِ بَعْدَ أَنْ قُتِلَ أَبُوهَا وَكَانَ زَعِيمًا شَرِيفًا وَّمَاتَ زَوْجُهَا وَكَانَ قَائِدًا ذَا مَجْدٍ تَلِيدٍ وَّفَتَاةٌ فِي مِثْلِ مَوْقِفِهَا لَا بُدَّ أَنْ تَسْقُطَ تَحْتَ سُلْطَانِ الْغَضَبِ وَتَصْغَى لِوَحْيِ الْإِنْتِقَامِ لَا سِيَّمَا وَهِيَ مَالِكَةٌ لَهُ قَادِرَةٌ عَلَيْهِ۔ وَالْمُؤَرِّخُ الَّذِي يَلْتَفِتُ إِلَى هٰذِهِ الْإِعْتِبَارَاتِ كُلِّهَا يَلْتَمِسُ لِهٰذِهِ الْمَرْأَةِ بَعْضَ الْعُذْرِ فِيمَا أَقْدَمَتْ عَلَيْهِ مِنْ عَمَلٍ مُّنْكَرٍ۔ أَمَّا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ فَقَدْ أَقَامَتْ عَلَى الْوَلَاءِ وَالْوَفَاءِ لِزَوْجِهَا الْجَدِيدِ وَ بَقِيَتْ مَعَهُ قَرِينَةً مُّخْلِصَةً إِلَى أَنِ انْتَقَلَ إِلَى جَوَارِ رَبِّهِ۔[2]

اس عربی عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ مسلم مؤرخین نے زینب پر جو سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے کہ اس نے مذکورہ بالا تدبیر سے رسول کریم ﷺ کی زندگی ختم کرنے کی کوشش کی۔ ان مؤرخین کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ ایک ایسی عورت تھی جس کا باپ مارا گیا جو قوم کا سردار تھا اور خاوند مر گیا جو ایک سپہ سالار تھا اور دیرینہ جاہ وحشمت کا مالک۔ اس حالت طیش میں وہ بے بس ہوگئی اور اسے انتقام کی سوجھی۔ کیونکہ وہ انتقام لینے کی قدرت رکھتی تھی۔ جو مؤرخ ان باتوں پر نظر رکھے گا وہ کسی قدر اس ناپسندیدہ فعل میں اسے معذور سمجھے گا۔ جہاں تک حضرت صفیہؓ بنت حُیّ بن اخطب کا تعلق ہے تو وہ اپنے نئے خاوند سے ان کی وفات تک وفادار رہیں اور ایک مخلص رفیقہ حیات ثابت ہوئیں۔

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ خیبر، قصۃ الشاۃ المسمومۃ، جزء ۳ صفحہ ۲۸۷)

[2] (تاریخ الیھود فی بلاد العرب، الباب الثامن غزوۃ خیبر، صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

پروفیسر اسرائیل نے گو اپنی قوم کی ایک مجرم خاتون کی معذوری کا اظہار کیا ہے۔ لیکن ان کی اس معذرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند اخلاق کے بارے میں نمایاں شہادت ہے۔ اس یہودی خاتون کا اقرارِ جرم سننے کے باوجود آپؐ نے اس سے درگذر فرمایا۔ ایسی مجرم عورت کے لئے عذر خواہی کرنے کی جگہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاقِ کریمہ میں ایک بہت بڑے بلند مقام پر تھے کہ آپؐ نے اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیا اور قصور وار خاتون کو عفو سے نوازا۔ اس عفو کے بعد اس کی طرف سے عذر خواہی کا کوئی موقع نہیں۔ اگر اس کا خاوند اور اس کے رشتہ دار مارے گئے تھے تو اپنی غداری اور بغاوت کی وجہ سے جس کا علم زینب کو بخوبی تھا۔ وہ قابل عفو نہ تھی۔ حضرت صفیہؓ اور زینب کے درمیان جو فرق تھا، وہ ایک شریف اور غیر شریف کے درمیان کا فرق ہے کہ ایک اپنے تعصب میں بالکل اندھی اور دوسری غیر متعصب اور حقیقت شناس۔ غرض ان دونوں یہودی خواتین کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کی ناقابل انکار شہادت قائم ہوتی ہے۔ امام بخاریؒ نے اسی غرض سے یہ باب قائم کیا ہے۔

بے شک نفسانی جذبات کا وہی تقاضا ہے جس کا مظاہرہ زینب یہودن نے کیا تھا اور عدل کا تقاضا تھا کہ اس سے قصاص لیا جاتا۔ کیونکہ اس کے زہر سے حضرت بشر بن براءؓ فوت ہوگئے۔ مگر اس قصاص میں ایک مشکل یہ بھی تھی کہ اس زہر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود متاثر ہوئے اور قاضی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے ذاتی علم کی بناء پر فیصلہ صادر کرے۔ حدود میں فیصلہ کی بنیاد شہادت پر ہے۔ جو زینب کے معاملے میں مفقود تھی۔ کسی نے اسے ران کو زہر آلود کرتے نہیں دیکھا تھا اور اقرار جرم تک حضرت بشر بن براءؓ فوت نہیں ہوئے تھے۔ ان کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے۔ زینب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سلوک سے متاثر ہوکر مسلمان ہو چکی تھی۔ بیہقیؒ نے بسند سعید بن مسیب و ابو سلمہ - حضرت ابو ہریرہؓ سے نقل کیا ہے: فَمَا عَرَضَ لَهَا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب سے تعرض نہیں کیا۔ اور بسند ابو نضرہ - حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا اور اسے سزا نہیں دی۔[1]
(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳)

ابن سعد کی روایت ہے کہ دوسرے یہودیوں کو بھی زینب کے بکری کے گوشت میں زہر ملانے کا علم تھا۔[2] جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کا اقرار کیا۔ درحقیقت بعض یہودی زینب کے کردار میں اس کے ساتھ شامل تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سچ بیان کرنے پر زینب کو معاف فرما دیا تھا۔ ابن سعدؒ نے واقدی کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت بشر بن براءؓ کے زہر سے فوت ہونے پر قاتلہ ان کے ورثاء کے سپرد کی گئی تھی۔[2] جنہوں نے اسے قصاص میں قتل کر دیا تھا۔ اس روایت کی کمزوری سے متعلق ان الفاظ میں

---

[1] (سنن أبي داود، کتاب الديات، باب فی من سقى رجلا سما أو أطعمه فمات أيقاد منه)
(السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الجراح، باب من سقى رجلا سما، روایت نمبر ۱۶۰۰۸، جزء ۸ صفحہ ۸۲)

[2] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذِكْرُ مَا سُمَّ بِهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ، جزء ۲ صفحہ ۱۵۴ تا ۱۵۶)

صراحت ہے: وَهٰذَا مُنْقَطِعٌ لِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ۔ یعنی یہ روایت منقطع ہے۔ کیونکہ زہری نے حضرت جابرؓ سے نہیں سنی۔ معمر کی جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مرسل اور منقطع ہے۔ معلوم نہیں کہ صحابہ میں سے کس نے یہ بیان کیا ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: قَالَ مَعْمَرٌ وَالنَّاسُ يَقُوْلُوْنَ قَتَلَهَا۔ بیہقیؒ نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ہو سکتا ہے آپؐ نے پہلے عفو سے کام لیا ہو اور پھر حضرت بشرؓ کے فوت ہونے پر اس سے قصاص لیا گیا۔ امام ابن حجرؒ نے اس تعلق میں اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ زینب کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے اس سے قصاص نہ لیا گیا ہو۔ امام زہریؒ ہی اس روایت میں منفرد نہیں کہ وہ مسلمان ہو گئی تھی۔ بلکہ سلیمان تیمیؒ نے بھی اپنی کتاب مغازی میں پورے جزم سے زینب کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: وَقَدِ اسْتَبَانَ لِي الْآنَ أَنَّكَ صَادِقٌ، وَأَنَا أُشْهِدُكَ وَمَنْ حَضَرَ أَنِّي عَلَى دِيْنِكَ وَأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ مجھ پر اَب پورے طور پر واضح ہو چکا ہے کہ آپؐ راستباز ہیں اور میں آپؐ کے دین پر ہوں۔ یہ کہہ کر زینب نے کلمہ شہادت پڑھا۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳)

خلاصہ یہ ہے کہ زینب کے معاف کئے جانے اور مسلمان ہونے کی بابت زیادہ معتبر روایتیں ہیں اور واقدی کی روایتیں غیر مستند۔ اس لئے اوّل الذکر روایتیں قابل ترجیح ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی زہر دینے والی یہودن کا نام زینب بنت حارث ہی نقل کیا ہے اور امام زہری سے یہ بھی منقول ہے کہ جب زینب سے پوچھا گیا کہ اسے کس بات نے اس جرم پر آمادہ کیا تو اس نے کہا: آپؐ نے میرے باپ، چچا، خاوند اور بھائی کو قتل کر دیا ہے۔ ابراہیم بن جعفر نے بیان کیا کہ اس کے چچا کا نام یسار تھا جو بزدل تھا اور پر چھتی پر چھپ گیا تھا، جہاں سے وہ اُتارا گیا۔ زینب کا خاوند سلام بن مشکم تھا اور بھائی کا نام زبیر تھا۔
(فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۲۳)

بَاب ٤٢: غَزْوَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

غزوہ حضرت زید بن حارثہؓ

٤٢٥٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى قَوْمٍ فَطَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ

۴۲۵۰: مسدد (بن مسرہد) نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰی بن سعید نے ہمیں بتایا۔ سفیان بن سعید (ثوری) نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) عبداللہ بن دینار نے ہمیں بتایا کہ (عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ (بن زیدؓ) کو ایک فوج کا امیر

فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هَذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

مقرر کیا۔ لوگوں نے ان کی امارت پر طعنہ زنی کی، آپؐ نے فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر طعنہ زنی کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی طعن کر چکے ہو۔ اللہ کی قسم! یقیناً وہ امارت کے لائق تھا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو مجھے بہت ہی پیارے ہیں اور یہ بھی اس کے بعد اُن لوگوں میں سے ہے جو مجھے بہت ہی پیارے ہیں۔

أطرافهُ ۳۷۳۰، ۴۴۶۸، ۴۴۶۹، ۶۶۲۷، ۷۱۸۷۔

تشریح: غَزْوَةُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ: حضرت زیدؓ بن حارثہ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونے پر حضرت خدیجہؓ نے اپنا مال و دولت آپؐ کے سپرد کر دیا تھا۔ اس میں حضرت زیدؓ بھی تھے۔ آپؐ نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو آزاد کر دیا جس کی وجہ سے وہ آپؐ کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام کہلائے۔ مولیٰ کے معنی ہیں دوست و مددگار۔ آپؐ کو ان سے بڑی محبت تھی حتی کہ وہ آپؐ کے متبنیٰ کہلائے۔ انہی کا ذکر سورۃ الاحزاب آیت ۳۸ میں ہے۔ بعض مہمات کا تعلق ان کی قیادت سے ہے جس کا ذکر کتب مغازی میں آیا ہے۔ امام ابن حجرؒ کی تحقیق میں یہ مہمات سات ہیں، جیسا کہ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا بیان ہے۔ پہلی مہم جمادی الآخرۃ ۵ ھ میں نجد کی طرف ایک سو سواروں کے ساتھ روانہ کی گئی تھی۔ دوسری مہم ربیع الثانی ۶ ھ میں قبیلہ بنی سلیم کی طرف۔ تیسری مہم جمادی الاولیٰ ۶ ھ میں ہوئی جس میں ایک سو ستر مجاہدین کا قریش کے قافلہ کے ساتھ مقابلہ ہوا۔ اس مہم میں ابوالعاص بن ربیع کو قید کیا گیا تھا۔ چوتھی مہم جمادی الآخرۃ ۶ ھ قبیلہ بنی ثعلبہ کی طرف تھی۔ پانچویں مہم پانچ سو مجاہدین کے ساتھ بنو جذام کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو شام کے راستے میں لوٹا تھا، جبکہ وہ ہرقل کو خط پہنچا کر مدینہ واپس آرہے تھے۔ حُسمیٰ مقام پر مجاہدین کا ان سے مقابلہ ہوا۔ چھٹی مہم وادی القریٰ کی طرف اور ساتویں مہم بنو فزارہ کی طرف۔ اس مہم سے قبل وہ تجارت کی غرض سے نکلے تھے۔ اس قبیلہ نے اس تجارتی قافلے کو لوٹ لیا اور حضرت زید بن حارثہؓ کو شدید مارا پیٹا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس قبیلہ کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ مقابلہ ہونے پر بنو فزارہ کو شکست ہوئی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۲۴) اس ساتویں مہم کے تعلق میں دیکھئے سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ ۷۱۷ تا ۷۲۱۔

ان میں سے اکثر مہمات چھٹی ہجری میں مدینہ منورہ سے بھیجی گئی تھیں۔ مہینوں سے متعلق قدرے اختلاف ہے۔ اس لئے امام ابن حجرؒ نے بعض مہمات کی تاریخ وقوع کا ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں۔

چھٹی ہجری میں ہی خیبر فتح ہوا اور یہ وہ یہودی مرکز تھا جس کی انگیخت سے قبائل فزارہ و سلیم وغیرہ نے علاقے

کے امن کو مسلسل خطرہ میں ڈالا ہوا تھا۔ اس لئے ان قبائل کی سرکوبی از بس ضروری تھی۔ حضرت زید بن حارثہؓ کی مشارٌ الیہ مہم اس تعلق میں آخری میخ تھی۔ مغازی کی مشارٌ الیہا روایات چونکہ امام بخاریؒ کے معیار و شرائط صحت پر نہیں اس لئے وہ نظر انداز کی گئی ہیں اور اس باب کی روایت میں ان کا ذکر مجملاً ہے۔

بَاب ٤٣ : عُمْرَةُ الْقَضَاءِ

عمرۂ قضاء

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے اس کا ذکر کیا۔

٤٢٥١ : حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هَذَا مَا قَاضَى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّ لَكَ بِهَذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلَكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ اللهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ امْحُ رَسُوْلَ اللهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ

۴۲۵۱: عبید اللہ بن موسیٰ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابو اسحاق سے، انہوں نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی ﷺ نے ذی القعدہ میں عمرہ کرنے کا ارادہ کیا تو اہل مکہ نے اس بات سے انکار کیا کہ آپؐ کو مکہ میں داخل ہونے دیں۔ آخر آپؐ نے ان سے اس شرط پر صلح کی کہ آپؐ (آئندہ سال عمرہ کو آئیں گے اور) یہاں (مکہ میں) تین دن تک ٹھہریں گے۔ جب صلح نامہ لکھنے لگے تو یوں لکھا کہ یہ وہ شرطیں ہیں جن پر محمد رسول اللہ (ﷺ) نے صلح کی۔ (مکہ والے) کہنے لگے: ہم اس (مقام) کو نہیں مانتے۔ اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں، آپؐ کو کبھی نہ روکتے۔ بلکہ آپؐ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کا رسول بھی ہوں اور محمد بن عبد اللہ بھی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دو۔ حضرت علیؓ نے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! میں آپؐ (کے خطاب) کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ

يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هَذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَّتْبَعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمِّلِيْهَا[1] فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا

نے لکھا ہوا کاغذ لے لیا اور آپؐ اچھی طرح لکھنا نہیں جانتے تھے۔ آپؐ نے یوں لکھا: یہ وہ شرطیں ہیں جو محمد بن عبداللہ نے ٹھہرائیں۔ مکہ میں کوئی ہتھیار نہیں لائیں گے، سوائے تلواروں کے جو نیاموں میں ہوں گی اور مکہ والوں میں سے کسی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیں گے۔ اگرچہ وہ ان کے ساتھ جانا چاہے اور اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو بھی نہیں روکیں گے اگر وہ مکہ ٹھہرنا چاہے۔ (خیر جب اس معاہدہ کے مطابق) آپؐ (آئندہ سال) مکہ میں داخل ہوئے اور (تین دن کی) مدت ختم ہوگئی تو قریش حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اپنے ساتھی (محمد ﷺ) سے کہو کہ اب یہاں سے چلے جائیں۔ کیونکہ مقررہ مدت گزر چکی ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ وہاں سے روانہ ہوگئے۔ حضرت حمزہؓ کی بیٹی آپؐ کے پیچھے آئی جو پکار رہی تھی کہ اے چچا! اے چچا! حضرت علیؓ نے جا کر اسے لے لیا۔ اس کا ہاتھ پکڑا اور حضرت فاطمہ علیہا السلام سے کہا: اپنے چچا کی بیٹی کو لے لیں۔ انہوں نے اس کو سوار کر لیا[1]۔ اب حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ اور حضرت جعفرؓ (حضرت حمزہؓ کی) لڑکی کی بابت جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ کہنے لگے: میں نے اس کو لیا ہے اور میرے چچا کی بیٹی ہے اور حضرت جعفرؓ نے کہا: میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے اور حضرت زیدؓ

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں لفظ حَمِّلْتِهَا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ حاشیہ صفحہ ۶۲۵) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

وَمَوْلَانَا. وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْـزَةَ قَـالَ إِنَّهَـا ابْنَـةُ أَخِـي مِـنَ الرَّضَاعَةِ.

نے کہا: میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ پھر نبی ﷺ نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ اپنی خالہ کے پاس رہے اور فرمایا: خالہ بمنزلہ ماں ہے اور حضرت علیؓ سے کہا: تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں اور حضرت جعفرؓ سے کہا: تم صورت اور سیرت میں مجھ سے ملتے جلتے ہو اور حضرت زیدؓ سے کہا: تم ہمارے بھائی ہو اور دوست ہو۔ حضرت علیؓ نے کہا: کیا آپؐ حمزہؓ کی بیٹی سے شادی نہیں کر لیتے؟ آپؐ نے فرمایا: وہ میرے دودھ بھائی کی بیٹی ہے۔ (میں اس کا چچا ہوں۔)

أطرافهُ: ١٧٨١، ١٨٤٤، ٢٦٩٨، ٢٦٩٩، ٢٧٠٠، ٣١٨٤۔

٤٢٥٢: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ ح. وَحَـدَّثَنِي مُحَمَّـدُ بْـنُ الْحُسَيْنِ بْـنِ إِبْـرَاهِيْمَ قَـالَ حَـدَّثَنِي أَبِـي حَـدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَـاهُمْ عَلَـى أَنْ يَّعْتَمِـرَ الْعَـامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوفًا وَلَا يُقِـيْمَ بِهَـا إِلَّا مَـا أَحَبُّـوا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْـمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا

۴۲۵۲: محمد بن رافع نے مجھ سے بیان کیا کہ سُریج (بن نعمان) نے ہمیں بتایا کہ فلیح (بن سلیمان) نے ہم سے بیان کیا۔ (دوسری سند) اور محمد بن حسین بن ابراہیم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ فُلَیح بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کی نیت کر کے (مدینہ سے) نکلے۔ مگر کفار قریش آپؐ کے اور بیت اللہ کے درمیان روک بنے۔ آپؐ نے حدیبیہ میں اپنی قربانی ذبح کر دی اور اپنا سر مُنڈایا اور اُن سے یہ ٹھہرایا کہ آپؐ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور سوائے تلواروں کے اور کوئی ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے اور آپؐ مکہ میں صرف اتنا عرصہ ٹھہریں

كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوهُ أَنْ يَّخْرُجَ فَخَرَجَ.

طرفهُ: ۲۷۰۱۔

گے جتنا وہ چاہیں گے۔ چنانچہ آپ آئندہ سال عمرہ کی نیت سے آئے اور مکہ میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح کہ آپؐ نے ان سے صلح کی تھی۔ جب آپ نے اس میں تین دن قیام فرمایا تو قریش نے آپؐ کو (مکہ سے) جانے کے لئے کہا اور آپؐ (مکہ سے) واپس چلے گئے۔

٤٢٥٣: حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ.

طرفهُ: ۱۷۷۵۔

۴۲۵۳: عثمان بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر (بن عبد الحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے مجاہد سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد (نبوی) میں گئے۔ کیا دیکھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہؓ کے گھر کے پاس بیٹھے ہیں اور عروہ نے (اُن سے) پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے؟ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے جواب دیا: چار، ان میں سے ایک رجب میں تھا۔

٤٢٥٤: ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ إِحْدَاهُنَّ فِي رَجَبٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِي رَجَبٍ قَطُّ.

أطرافهُ: ۱۷۷٦، ۱۷۷۷۔

۴۲۵۴: پھر ہم نے حضرت عائشہؓ کے مسواک کرنے کی آواز سنی۔ عروہ نے کہا: امّ المؤمنین! کیا آپؓ نہیں سنتیں کہ ابو عبد الرحمٰن کیا کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے، ان میں سے ایک رجب میں تھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر ابن عمرؓ اس میں موجود تھے اور آنحضرت ﷺ نے رجب میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

٤٢٥٥ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

أطرافه: ١٦٠٠ ، ١٧٩١ ، ٤١٨٨-

۴۲۵۵: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایت کی۔ انہوں نے (عبداللہ) بن ابی اوفیٰ سے سنا۔ کہتے تھے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو ہم آنحضرت ﷺ کو اپنی آڑ میں لئے ہوئے مشرکوں اور اُن کے جوشیلے نوجوانوں سے بچا رہے تھے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دیں۔

٤٢٥٦ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ.

۴۲۵۶: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد نے جو زید کے بیٹے ہیں ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ (مکہ میں عمرہ کے لئے) آئے تو مشرک کہنے لگے: کچھ نمائندے تمہارے پاس آرہے ہیں جن کو یثرب کے بخار نے ناتواں کر دیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ وہ تین دوڑیں تو دوگام رفتار سے طے کریں اور دونوں رکنوں (رکن یمانی اور حجر اسود) کے درمیان معمولی چال سے چلیں اور تمام دوڑیں آپ نے دوگام رفتار سے چلنے کا حکم نہیں دیا تو محض ان پر شفقت کی وجہ سے، (مبادا انہیں تکلیف ہو۔)

وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوا لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ قُوَّتَكُمْ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ.

طرفهُ: ١٦٠٢۔

اور (حماد) بن سلمہ نے ایوب سے، ایوب نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے یہ (بات) مزید بیان کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کہ جس میں آپؐ نے امن کا عہد کیا تھا۔ (مکہ میں) آئے۔ آپؐ نے فرمایا: دو گام رفتار سے چلو کہ مشرک تمہاری قوت دیکھیں اور مشرک اس وقت قعیقعان پہاڑ کی سمت تھے۔

٤٢٥٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

طرفهُ: ١٦٤٩۔

۴۲۵۷: محمد (بن سلام) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، سفیان نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے عطاء سے، عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ اور صفا و مروہ کے درمیان محض اس لئے دوڑے تھے کہ آپؐ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں۔

٤٢٥٨: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ.

أطرافهُ: ١٨٣٧، ٤٢٥٩، ٥١١٤۔

۴۲۵۸: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ وُہَیب نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہؓ سے نکاح کیا اور آپؐ اس وقت احرام کی حالت میں تھے اور رخصتانہ جو اُن سے ہوا تو اُس وقت آپؐ احرام کھول چکے تھے اور حضرت میمونہ (۵۱ھ میں) سرف مقام میں ہی فوت ہوئیں۔

٤٢٥٩: وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيحٍ وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ.

۴۲۵۹: اور ابن اسحاق نے اتنا اور بیان کیا کہ (عبداللہ) بن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عطاء اور مجاہد سے، ان دونوں نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۂ قضاء میں حضرت میمونہؓ سے شادی کی تھی۔

أطرافه: ١٨٣٧، ٤٢٥٨، ٥١١٤۔

تشریح: عُمْرَةُ الْقَضَاءِ: مستملی کے نسخہ صحیح بخاری میں غَزْوَةُ الْقَضَاءِ کے عنوان سے یہ باب قائم کیا گیا ہے اور یہ عنوان درست قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ موسیٰ بن عقبہ نے اپنی کتاب مغازی میں زہری سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلحہ سے لیس ہو کر قضاءِ عمرہ کے لئے گئے تھے۔ مبادا قریش مکہ آپؐ سے غدر کریں۔ یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ لفظ غَزْوَة مطلق کوچ یا چڑھائی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ صحابہؓ کو مسلح دیکھ کر قریش مکہ گھبرائے۔ مکرز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور آپؐ نے اسے یقین دلایا کہ ہماری طرف سے معاہدہ کی پابندی ہوگی اور بغیر اسلحہ اور تلواریں نیام میں رکھے ہوئے عمرہ کیا جائے گا۔ چنانچہ آپؐ نے حرم سے باہر صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس اسلحہ رکھوایا۔ چونکہ غدر کا خوف تھا اس لئے مستملی کے نسخے میں غَزْوَةُ الْقَضَاءِ کا عنوان ہے۔ ابن اثیرؒ کا خیال ہے کہ یہ سفر غزوۂ حدیبیہ کے تعلق میں تھا۔ اس لئے امام بخاریؒ نے باب عُمْرَةُ الْقَضَاءِ کو غزوات ہی کے ضمن میں رکھا ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۲۶)

دراصل آپؐ کے غزوات کی تاریخ وقوع کا تسلسل بھی ملحوظ ہے۔ بقول ابن سعد حضرت زید بن حارثہؓ کی تجارتی مہم کا واقعہ رمضان ۶ ھ میں ہوا تھا۔ یہ مہم وادی القریٰ کے قریب لوٹی گئی تھی۔ جیسا کہ ابھی بیان کیا جا چکا ہے کہ بنو فزارہ کے لٹیروں نے انہیں مارا پیٹا اور سامانِ تجارت چھین لیا اور حضرت زید بن حارثہؓ شفا پانے کے بعد اُن کی سرزنش کے لئے بھیجے گئے۔[1] ذوالقعدہ کا مہینہ رمضان کے بعد ہے جس میں عمرۂ قضاء کا کوچ ہوا تھا۔ مذکورہ ترتیب غزوات سے ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی یہی تسلسل واقعہ درست ہے۔ ابن ہشام نے مہینہ کا ذکر کیا ہے۔[2] عمرۂ قضاء کا نام اس لئے قضاء نہیں رکھا گیا کہ سابقہ عمرہ فاسد تھا اور اس کی جگہ پورا کیا گیا بلکہ اس لئے عمرۂ قضاء کہلاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے شرائط معاہدہ کی نگہداشت رکھنے کا تقاضا فرمایا تھا۔ جیسا کہ روایت نمبر ۴۲۵۱ کے الفاظ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ سے ظاہر ہے۔ اس سے ما قبل سال کا

[1] (الطبقات الکبریٰ، مغازی رسول اللہ ﷺ وسرایاہ، سریۃ زید بن حارثۃ الی أم قرفۃ، جزء ۲ صفحہ ۶۹)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، عمرۃ القضاء، جزء ۴ صفحہ ۵)

عمرہ بھی اپنی شرائط معذوری کے ساتھ مکمل تھا اور یہ عمرہ بھی مکمل۔ کتاب الحج میں گزر چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے جن میں عمرہ حدیبیہ بھی شامل ہے۔ (کتاب العمرۃ، باب ۳، روایت نمبر ۱۷۷۸، ۱۷۷۹) بعض نے آیت اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ (البقرۃ: ۱۹۵) کی بناء پر اس عمرہ کا نام عمرۃ القصاص زیادہ مناسب سمجھا ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۲۶) ان کے نزدیک لفظ قضاء میں قصاص کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ قریش نے شہر حرام میں عمرہ کرنے سے روکا تھا۔ اس لئے شہر حرام ہی میں یہ عمرہ کیا گیا تھا۔ ورنہ عمرہ کے لئے کسی مہینہ کی تخصیص نہیں۔ سال بھر میں کیا جاسکتا ہے۔ تسمیہ عمرہ سے متعلق اسی قسم کا اختلاف عنوانِ باب میں ملحوظ ہے اور باب کی پہلی روایت سے اس کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ ... تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُونَةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ: روایت نمبر ۴۲۵۹ میں ہے وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ ... ابن اسحاق نے یہ روایت بواسطہ ابان بن صالح اور عبد اللہ بن ابی نجیح حضرت ابن عباسؓ سے موصولاً نقل کی ہے۔ حضرت میمونہ بنت حارثؓ جن سے نکاح ہوا ہے حضرت عباسؓ کی بیوی ام الفضلؓ کی بہن تھیں۔ یہ ایک نہایت مخلص خاتون تھیں جو بیوہ ہو چکی تھیں۔ حضرت جعفرؓ اور حضرت عباسؓ ہی کی تحریک پر آپؐ کا ان سے نکاح ہوا۔ وہ پہلے ابورہم بن عبد العزیٰ یا اس کے بھائی حویطب کے عقد میں تھیں۔ مقام سرف پر جو مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے ان کا رخصتانہ ہوا اور اسی مقام پر اُن کی وفات ۵۱ھ میں ہوئی۔[1]
(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۳۸، ۶۳۹)

بَاب ٤٤ : غَزْوَةُ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّأْمِ

غزوۂ موتہ جو کہ ملک شام میں ہوا

٤٢٦٠ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِي

۴۲۶۰: احمد (بن صالح) نے ہم سے بیان کیا کہ (عبد اللہ) ابن وہب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن حارث انصاری) سے۔ عمرو نے (سعید) بن ابی ہلال سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: اور نافع نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابن عمرؓ نے ان کو بتایا کہ وہ غزوۂ موتہ کے دن حضرت جعفرؓ کے پاس کھڑے تھے جبکہ وہ شہید ہو کر زمین پر پڑے

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، زواج الرسول بمیمونۃ، جزء ۴ صفحہ ۸)
(شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ، عمرۃ القضاء، جزء ۳ صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹)

دُبُرِهِ يَعْنِي فِي ظَهْرِهِ.

طرفہُ: ۴۲۶۱۔

تھے۔ (انہوں نے کہا:) میں نے ان پر پچاس نیزے کے زخم اور تلوار کے گھاؤ گنے اور ان زخموں میں سے کوئی زخم بھی ان کی پیٹھ پر یعنی ان کی پشت پر نہ تھا۔

٤٢٦١: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ

طرفہُ: ۴۲۶۰۔

۴۲۶۱: احمد بن ابی بکر نے ہمیں خبر دی کہ مغیرہ بن عبد الرحمٰن نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن سعید سے، عبد اللہ نے نافع سے، نافع نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر زیدؓ مارے جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں اور اگر وہ مارے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہؓ۔ حضرت عبد اللہ (بن عمرؓ) کہتے تھے کہ میں اس جہاد میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی تلاش کی تو ہم نے ان کو مقتولوں میں پایا اور جو زخم ان کے جسم میں تھے ہم نے ان کو نوے سے کچھ اوپر پایا، جو بھالے اور تیر کے زخم تھے۔

٤٢٦٢: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۲۶۲: احمد بن واقد نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ حَتَّى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ.

نے حضرت زیدؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت ابن رواحہؓ کے شہید ہو جانے کی خبر لوگوں کو سنائی، اس سے پہلے کہ ابھی تک کوئی خبر نہیں آئی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: زیدؓ نے عَلَم لیا اور وہ شہید ہوئے۔ پھر جعفرؓ نے لیا، وہ بھی شہید ہوئے۔ پھر (عبداللہ) بن رواحہؓ نے لیا وہ بھی شہید ہوئے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (فرمایا:) پھر عَلَم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا۔ آخر اللہ نے اس کے ذریعہ فتح دی۔

أطرافهُ: ١٢٤٦ ، ٢٧٩٨ ، ٣٠٦٣ ، ٣٦٣٠ ، ٣٧٥٧-

٤٢٦٣: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ أَتَى

۴۲۶۳: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالوہاب (بن عبدالمجید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے یحيٰ بن سعید (انصاری) سے سنا۔ انہوں نے کہا: عمرہ (بنت عبدالرحمٰن) نے مجھے بتایا۔ کہتی تھیں: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا۔ کہتی تھیں کہ جب (زید) بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے۔ آپؐ کے چہرے سے غم نمایاں تھا۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اور میں دروازے کی دراڑ میں سے جھانک رہی تھی۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! جعفر کی عورتیں (تو یہ کچھ کر رہی ہیں) اور اس نے ان کے رونے کا ذکر کیا تو آپؐ نے اس سے فرمایا کہ ان کو روک

فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَى فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ فَوَاللهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ.

اطرافہُ: ۱۲۹۹، ۱۳۰۵۔

دے۔ (یحيٰ بن سعید) کہتے تھے۔ وہ شخص چلا گیا۔ پھر کچھ دیر کے بعد آیا اور کہنے لگا: میں نے ان کو روک دیا تھا اور اس نے بیان کیا کہ انہوں نے اس کی بات نہیں مانی۔ کہتے تھے کہ آپؐ نے اس کو پھر ویسے ہی فرمایا: وہ گیا اور پھر آیا۔ کہنے لگا: اللہ کی قسم! ہم کو تو ان عورتوں نے عاجز کر دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے منہ میں مٹی ڈال۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: میں نے کہا: اللہ تیرا بھلا کرے۔ نہ تم بخدا (عورتوں کو) روک سکے اور نہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے باز رہے۔

٤٢٦٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَيَّا ابْنَ جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

طرفہُ: ۳۷۰۹۔

۴۲۶۴: محمد بن ابی بکر نے مجھ سے بیان کیا کہ عمر بن علی نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے عامر (شعبی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ جب (عبداللہ) بن جعفرؓ کو سلام کرتے تو یہ کہتے: اے دو پنکھ والے کے بیٹے، تم پر سلامتی ہو۔

٤٢٦٥: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ[1] حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُولُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي

۴۲۶۵: ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت خالد

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ حاشیہ صفحہ ۶۴۵)

يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيْحَةٌ يَمَانِيَةٌ.

طرفہ: ۴۲۶۶۔

بن ولیدؓ سے سنا۔ کہتے تھے کہ موتہ کی جنگ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صرف ایک یمنی تیغ ہی میرے ہاتھ میں رہ گئی۔

٤٢٦٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِي قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُولُ لَقَدْ دُقَّ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَصَبَرَتْ فِي يَدِي صَفِيْحَةٌ لِي يَمَانِيَةٌ.

طرفہ: ۴۲۶۵۔

۴۲۶۶: محمد بن مثنیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل (بن ابی خالد) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: قیس (بن ابی حازم) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے سنا۔ کہتے تھے: موتہ کی جنگ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹکڑے ٹکڑے ہوئیں اور ایک میری یمنی تیغ ہی آخر تک میرے ہاتھ میں رہی۔

٤٢٦٧: حَدَّثَنِي عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِي وَا جَبَلَاهْ وَا كَذَا وَا كَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِي آنْتَ كَذَلِكَ.

طرفہ: ۴۲۶۸۔

۴۲۶۷: عمران بن میسرہ نے مجھ سے بیان کیا کہ محمد بن فضیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حصین (بن عبدالرحمٰن) سے، حصین نے عامر (شعبی) سے، عامر نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن رواحہؓ (ایک بار بیماری سے) بیہوش ہو گئے تھے اور ان کی بہن عمرةؓ یوں بَین کر کے رونے لگی۔ ہائے پہاڑ، ہائے وہ ایسا، ہائے وہ ایسا، ان کی تعریفیں بیان کرنے لگی۔ جب وہ ہوش میں آئے تو انہوں نے کہا: جو کچھ بھی تو کہتی تھی تو اس کے مقابل میں مجھ سے یہ کہا جاتا: کیا واقعہ میں تو ایسا ہی ہے (جیسے یہ بیان کرتی ہے۔)

۴۲۶۸ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرُ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهَذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

طرفہ: ۴۲۶۷۔

۴۲۶۸: قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبثر (بن قاسم کوفی) نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے حصین سے، حصین نے شعبی سے، شعبی نے حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عبداللہ بن رواحہؓ بیہوش ہوگئے۔ پھر یہی واقعہ جو اوپر گزر چکا ہے، بیان کیا۔ مگر جب وہ فوت ہوئے تو (اُن کی بہن) اُن پر نہیں روئی۔

تشریح: غَزْوَةُ مُؤْتَةَ: مُؤْتَة کے تلفظ کے بارے میں اختلاف ہے۔ کامل مبرد کے نزدیک اس کی واو ساکن ہے اور بغیر ہمزہ کے ہے، برخلاف ثعلب و جوہری کے جنہوں نے واو مہموز نقل کی ہے۔ ابن اسحاق کے نزدیک بلقاء الشام کے نزدیک اس نام کا ایک قصبہ مشہور تھا۔ بعض نے یہ جگہ بیت المقدس سے دو منزلیں دور بتائی ہے۔ فلسطین شام ہی کا ایک متصرفیہ (ضلع) تھا اور یہ علاقہ ہرقل قیصر روم کی عملداری میں شامل تھا۔ جس پر اس کی طرف سے شرحبیل بن عمرو غسانی امیر تھا اور وہ ایک لاکھ فوج کے ساتھ مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس کی یہ فوج جنگجو قبائل لخم، جذام، قین، بہراء اور بَلّی سے تیار اور لیس کی گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کی اس چڑھائی کا علم پاکر امیر بصریٰ کی طرف حضرت حارث بن عمیرؓ کو بطور ایلچی بھیجا۔ جسے غسانی امیر نے قتل کروادیا۔ جو رائج الوقت دستور کے خلاف تھا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار غازیوں کا لشکر جمادی الاولیٰ ۸ھ میں روانہ فرمایا۔ مؤلفین مغازی ابن اسحاق و موسیٰ بن عقبہؒ وغیرہ کو اس تاریخ کے بارے میں اتفاق ہے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی یہی تاریخ بیان کی گئی ہے۔[1]

مذکورہ بالا عنوان قائم کر کے امام بخاریؒ نے کل نو روایتیں نقل کی ہیں۔ جن میں سے تین احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دوسری روایت (نمبر ۴۲۶۱) سے ظاہر ہے کہ آپؐ نے امیر جیش (سپہ سالار) حضرت زید بن حارثہؓ کو اس واضح ہدایت کے ساتھ مقرر فرمایا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور ان کے شہید ہونے پر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ سپہ سالار ہوں گے۔ چنانچہ اسی ترتیب سے تینوں نے میدان جنگ میں فوج کی قیادت سنبھالی۔ حضرت جعفرؓ کے زخموں کی تعداد سے متعلق بیان میں جو اختلاف ہے وہ چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ پہلے حصہ روایت میں نیزے اور تیر کے پچاس زخموں سے متعلق یہ صراحت ہے کہ ان میں سے کوئی زخم پیٹھ پر نہیں تھا۔ جس سے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ زخم اپنے جسم کے سامنے حصہ پر لئے۔ یعنی بہادری سے دشمن کا مقابلہ کیا، پیٹھ نہیں موڑی۔

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر غزوۃ مؤتۃ، جزء ۴ صفحہ ۱۱، ۱۳) (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۳۹)

قَالَ عَبْدُ اللهِ كُنْتُ فِيهِمْ...: مذکورہ بالا سند سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ میں ان غازیوں میں موجود تھا اور حضرت جعفرؓ کے جسم پر نوے سے کچھ زیادہ زخم تھے۔ اس سے مراد ہے کہ سارے بدن کے چھوٹے بڑے زخم شمار میں اس قدر تھے۔ امام ابن حجرؒ نے ابن اسحاقؒ کی ایک مستند روایت نقل کی ہے، جسے ابوداؤد نے بھی بنی مرہ کے ایک شخص سے نقل شدہ تسلیم کیا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ لڑائی کے اثناء میں فرطِ جوش میں اپنے سیاہی مائل گھوڑے سے کود پڑے کہ وہ تیروں کی بوچھاڑ سے بدکتا تھا اور انہوں نے اس کی کوچیں کاٹ ڈالیں کہ لڑائی کے گھمسان میں وہ آگے بڑھنے سے رُکا ہے اور وہ دشمن کے لگاتار واروں کا مقابلہ کرتے ہوئے دائیں بائیں تلوار تیزی سے چلاتے اور آگے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جانثار ساتھی ملے تھے کہ انہیں خون بار موت کا ڈر ہی نہیں تھا۔ دشمن کی بے پناہ تعداد کو دیکھ کر جب غازی کچھ گھبرائے اور مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتحال سے آگاہ کرنا چاہیے تو ان میں سے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے انہیں حوصلہ دیا اور کہا کہ ہم تعداد و قوت کے بل بوتے پر لڑنے کے لئے نہیں نکلے۔ بلکہ اللہ اور اس کے دین کے بھروسہ پر ہماری یہ جنگ ہے۔ فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُورٌ وَّإِمَّا شَهَادَةٌ۔ دو اچھی باتوں میں سے ایک ضرور ملے گی غلبہ یا شہادت۔ ان کی اس بات سے غازیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور سب نے کہا کہ عبداللہ نے سچ کہا ہے[1] اور وہ اس بے جگری سے لڑے کہ سب دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ حضرت حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے رجزیہ نعروں نے صحابہؓ کے حوصلوں کو آخر تک بلند رکھا اور یہ بات درست نہیں کہ کسی مرحلہ پر مسلمان دشمنوں سے پسپا ہوئے ہوں۔ صحیح بخاری کی روایات سے ظاہر ہے کہ وہ میدان سے اس وقت تک نہیں ہٹے، جب تک کہ فتح حاصل نہ کر لی۔ کجا تین ہزار صحابہ کا لشکر اور کجا ایک لاکھ زرہ پوش لشکر کا مقابلہ۔

غرض پہلی روایت میں میدان جنگ کا نمونہ بیان کیا گیا ہے اور تیسری روایت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے کہ آپؐ کی توجہ میدان جنگ کی طرف تھی اور مذکورہ بالا تین سپہ سالاروں میں سے کوئی سپہ سالار کھیت ہوا تو آپؐ نے اس کے شہید ہونے کی خبر صحابہ کو سنائی۔ آپؐ چشم پر آب تھے۔ یہاں تک کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے عَلَم قیادت سنبھالا تو آپؐ نے فرمایا کہ ایک الٰہی تلوار نے پرچم ہاتھ میں لیا ہے اور ان کے لئے نصرت کی دعا مانگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے غازیانِ اسلام کو فتح دی۔ یہ روایت ایوب سے مروی ہے جو کتاب الجہاد (باب ۱۸۳: مَنْ تَأَمَّرَ فِي الْحَرْبِ مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ، روایت نمبر ۳۰۶۳) میں گزر چکی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں مِنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ کہ حضرت خالدؓ آنحضرت ﷺ کی طرف سے امیر نامزد نہیں کئے گئے تھے۔ خود صحابہؓ نے انہیں بالاتفاق اپنا سپہ سالار چنا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۲)

بعض روایتوں میں ہے کہ دشمن کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ تھی اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے میدان سے

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة مؤتة، جزء ۴ صفحہ ۱۳)

ہٹنا مناسب سمجھا، بجائے ان سے جنگ کرنے کے اپنی فوج کی ترتیب وہیئت بدلی اور میدان جنگ سے اسے محفوظ نکال لیا۔[1] امام ابن حجرؒ نے ان روایتوں کو قبول نہیں کیا اور لکھا ہے کہ موسیٰ بن عقبہ کی مغازی میں جو اصح المغازی ہے مذکور ہے کہ مسلمان غازیوں نے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنا امیر لواء اتفاق سے چنا۔ فَهَزَمَ اللهُ الْعَدُوَّ وَأَظْهَرَ الْمُسْلِمِينَ۔ اللہ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ مغازی ابوالاسود کی روایت سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے۔ بلکہ مغازی ابن عائذ میں ایک منقطع سند سے یہاں تک مروی ہے: أَنَّ خَالِدًا لَمَّا أَخَذَ الرَّايَةَ قَاتَلَهُمْ قِتَالًا شَدِيدًا حَتَّى انْحَازَ الْفَرِيقَانِ عَنْ غَيْرِ هَزِيمَةٍ۔ یعنی جب حضرت خالدؓ نے جھنڈا سنبھالا تو ان سے نہایت ہی سخت لڑائی لڑے۔ یہاں تک کہ دونوں فریق میدان جنگ سے بغیر شکست کے ہٹ گئے اور لکھا ہے کہ جب غازی میدانِ جنگ کو جاتے ہوئے ایک بستی سے گزرے جہاں قلعہ تھا تو قلعہ والوں نے ایک مسلمان شخص کو شہید کر دیا۔ جب مسلمان واپس لوٹے تو انہوں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور شدت کی لڑائی کے بعد وہ فتح ہوا۔ ان میں سے لڑنے والے مارے گئے اور خونریز لڑائی کی وجہ سے اس جگہ کا نام نقیع الدم مشہور ہوا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۳) اس واقعہ سے بھی ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے حوصلے پست نہیں ہوئے۔ بلکہ دشمن ہی میدان سے ہٹ گیا تھا۔ اس لئے ان کے وہاں ٹھہرنے کی ضرورت نہ رہی۔ غرض امام بخاری کی تحقیق اور انتخاب روایات میں مذکورہ بالا اختلاف مدنظر ہے۔

باب کی چھٹی اور ساتویں روایت (نمبر ۴۲۶۵، ۴۲۶۶) سے بھی جو حضرت خالد بن ولیدؓ سے مروی ہیں ظاہر ہے کہ وہ میدان قتال میں پسپا نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ وہ لڑے اور نو تلواریں ان کے ہاتھ میں ٹوٹیں اور ایک یمنی تلوار ثابت رہی۔ واقدی کی روایت کمزور ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمان غازیوں کو میدانِ جنگ سے بچا کر لے جانا غنیمت سمجھا۔[2]

پانچویں روایت (نمبر ۴۲۶۴) میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کو دو پنکھ والے کے بیٹے کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ حضرت جعفرؓ کے دونوں بازو لڑائی میں کٹ گئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے عوض میں جو ملکی طاقتیں عطاء کی تھیں ان کی وجہ سے یہ لقب مشہور ہوا۔ جیسا کہ سہیلیؒ نے اس بارے میں صراحت کی ہے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۵) آٹھویں روایت (نمبر ۴۲۶۷) کا تعلق حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی بیماری والی غشی سے ہے کہ ان کی بہن عمرہؓ رونے اور بَین کرنے لگیں۔ بَین کے الفاظ یہ تھے: اے اپنی قوم کے پہاڑ، اے اپنی قوم کی عزت۔ ہوش آنے پر انہوں نے اپنی بہن سے کہا کہ تو مجھے ان لقبوں سے یاد کرنے لگی اور مجھ سے اس کے ساتھ ساتھ کہا جاتا کہ کیا فی الواقعہ تو ایسا ہی ہے اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے اس طرح بین کرنے سے روکا۔ نویں روایت (نمبر ۴۲۶۸) میں ہے کہ جب وہ زخموں سے نڈھال ہوئے اور جامِ شہادت پیا تو وہ نہیں روئیں۔ شہادت کی موت صحابہ کرامؓ کے ہر

[1] (سبل الهدى والرشاد، الباب السادس والأربعون في سرية مؤتة، تنبيهات، جزء ۶ صفحہ ۱۵۸، ۱۵۹)
[2] (المغازي للواقدي، غزوة مؤتة، جزء ۲ صفحہ ۷۶۳)

مرد و زن کو محبوب تھی اور وہ اس کو قابل قدر شے سمجھتے تھے۔ حضرت عمرہؓ حضرت نعمان بن بشیرؓ راوی حدیث کی والدہ ہیں اور حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی بہن۔ جہاں تک اس باب کی روایات کا تعلق ہے ان سے سمجھا جاسکتا ہے کہ امام بخاریؒ کے مدنظر کیا امر ذہن نشین کرانا مقصود ہے۔ لیکن اس تعلق میں جنگ مؤتہ کے اسباب اور آنحضرت ﷺ کی ہدایات کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ عیسائیوں سے یہ پہلی جنگ تھی جس کے بعد سلسلہ غزوات نے بہت طول کھینچا۔ یہاں تک کہ سلطنت رومانیہ کی صف مشرق سے لپیٹی گئی اور اس کے زوال کے ساتھ سامی النسل اقوام عرب و یہود وغیرہ نے ایک ہزار سال کے ظالمانہ چنگل سے آزاد ہو کر امن کا سانس لیا۔

جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین قریش اور یہود سے نبرد آزما رہے اور آپؐ کے ہاتھوں سے انہیں شکست پر شکست ہوتی رہی۔ عیسائیوں کی ہمدردی آپؐ کے ساتھ تھی۔ نجاشی شاہِ حبشہ کی عقیدت مندی، ہرقل شاہِ روم کی طرف سے آپؐ کے خط پر اظہار پسندیدگی اور مقوقس شاہِ مصر کی طرف سے تحائف و ہدایا کی پیشکش ان خوشگوار تعلقات کی بیّن دلیل ہیں جو عیسائیوں اور آپؐ کے درمیان تھے اور اس خوشگواری کی بڑی وجہ یہ تھی کہ عیسائی یہود کے شدید دشمن تھے اور جیسا کہ بتایا جاچکا ہے ان دونوں گروہوں کے درمیان مذہبی اور اقتصادی کشمکش دیر تک رہی۔ عیسائی موحدین کو نہ صرف مشرکین قریش و عرب سے ان کے عقیدہ شرک و صنم پرستی کی وجہ سے نفرت تھی، بلکہ اس لئے بھی وہ ان کے دشمن تھے کہ ان مشرک قبائل عرب کی ہمدرد آتش پرست ایرانی سلطنت چاہتی تھی کہ عرب میں اس کا اثر ورسوخ ہو، تا وہ تجارتی شاہراہوں سے زیادہ فائدہ اُٹھائیں۔ اس لئے جب تک مجاہدین اسلام قریش و یہود کے ساتھ بر سرپیکار رہے، عیسائی حکومت ان دونوں کی شکست سے خوش اور ان کے ضعف و اضمحلال میں اپنا اقتصادی اور سیاسی فائدہ دیکھتی تھی۔ لیکن جب عیسائی ہمسایہ حکومت نے اسلام کو دن بدن مضبوط ہوتے اور بڑھتے دیکھا تو اسے طبعاً خدشہ پیدا ہوا اور اسی خدشہ کا پہلی دفعہ اظہار غزوہ مؤتہ میں تھا۔ شرحبیل نے دعوت اسلام حقارت سے ردّ کر دی اور نامہ بر کو قتل کر دیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہوا تو جیسا کہ ابھی بتایا جاچکا ہے، اس نے قبائل غسان، بنی لخم، بنی جذام وغیرہ کا ٹڈی دل لشکر مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کی غرض سے اکٹھا کر لیا۔ یہ واقعہ بظاہر نظر انفرادی معلوم ہوتا ہو مگر ایسا نہیں۔ صف دشمن میں ہرقل کا بھائی تھیوڈور موجود تھا اور وہ سخت متعصب عیسائی تھا اور رومی فوج اسی کی قیادت میں تھی۔[1] خود ہرقل بھی اپنی رومی فوج سمیت اس علاقہ کے قریب جہاں جنگ تھی، بمقام مآب خیمہ زن ہوا۔[2] عیسائی سلطنت کا یہ اہتمام بلا وجہ نہ تھا بلکہ دلالت کرتا ہے کہ رومیوں کو فی الحقیقت کسی بڑے خطرہ کا احساس پیدا ہو چکا تھا اور وہ مسلمانوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جس کے لئے شرحبیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو عمداً قتل کیا۔ متمدن دنیا کے ہر قانون و ملک میں ایلچی

---

[1] (التنبیہ والإشراف للمسعودی، ذکر السنة الثامنة من الهجرة، صفحہ ۲۳۰)
(تاریخ الشعوب الإسلامیة، العلاقات مع البیزنطیین فی مصر وسوریا، صفحہ ۵۹)

[2] (السیرة النبویة لابن هشام، ذکر غزوة مؤتة، تَخَوُّفُ النَّاسِ مِنْ لِقَاءِ هِرَقْلَ، جزء ۲ صفحہ ۳۷۵)

کا قتل ناجائز اور مکروہ سمجھا جاتا تھا۔ اگر یہ قتل اتفاقی حادثہ ہوتا تو شرحبیل کی غلطی کا تدارک معذرت و دیت سے ہو سکتا تھا اور اسی غرض سے اسلامی فوج سفید عَلَم کے ساتھ روانہ کی گئی تھی جو صلح کی علامت ہے تا خون ریزی نہ ہو۔ طبقات ابن سعد میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر جیش کو سفید عَلَم دے کر ہدایت فرمائی کہ جہاں حارث بن عمیرؓ قتل کئے گئے ہیں وہاں پہنچ کر ان لوگوں کو دعوت اسلام دیں۔ اگر وہ صلح و آشتی کا پیغام مان لیں تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے ان سے جنگ کی جائے۔[1] سفید عَلَم ہی درحقیقت صلح و امن کا نشان تھا۔

جب اسلامی لشکر علاقہ شام میں معان کے مقام پر پہنچا تو اسے شرحبیل کی بہت بڑی تیاری کا علم ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دور بین نگاہ سے دیکھ لیا تھا کہ حارث کا سفاکانہ فعل انفرادی جرم نہیں بلکہ حکومت اس کی پشت پناہ ہے اور آپؐ وحی و مکاشفہ کے ذریعہ سے بھی ان ہنگامہ آرائیوں کے بارے میں آگاہ کئے جا چکے تھے جو رومانی اور ایرانی سلطنت سے ہونے والی تھیں۔ (کتاب الجہاد والسیر، باب ۹۳، باب ۱۵۷)

یہی مقدر تھا کہ ظالم سلطنتیں یکے بعد دیگرے اسلام سے ٹکرائیں اور پاش پاش ہوتی جائیں تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے آسمانی نوشتہ پورا ہو کہ وہ دنیا میں فتنہ و فساد مٹا کر امن قائم کرے گا۔ یہاں تک کہ کوئی کچلے ہوئے سرکنڈہ کو نہیں توڑے گا۔ (متی باب ۱۲: ۲۰) اور بن گھڑے کونے کے پتھر پر جو گرے گا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے گا۔ (متی باب ۲۱: ۴۲ تا ۴۵) اس پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ نبی موعود (ﷺ) کے ساتھ جو ابتدا کرے گا وہ ہلاک ہوگا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ واقعات کی تصدیق سے بڑھ کر اور کوئی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

غرض غزوہ مؤتہ انفرادی حادثہ نہیں تھا کہ جس کے لئے تین ہزار مجاہدین کا ایک بڑا لشکر تیار کیا جاتا۔ بلکہ الٰہی تقدیر تھی جس کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے نافذ ہونا پہلے سے مقدر تھا اور اس میں جیسا کہا گیا تھا ابتدا ظالم سے ہوئی۔ غرور و تکبر نے علاقہ غسان میں بھی وہی کام کیا جو وادی مکہ اور وادی خیبر میں پہلے کر چکا تھا۔ آپؐ پر حملہ کرنے والے سب اپنے غرور میں مارے گئے۔ شرحبیل بن عمرو کے ہاتھ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ بَر کا جو قتل ہوا اس سے ایک چوتھا دَورِ غزوات شروع ہو گیا جو تاریخ اسلام کا مہتم بالشان دَور ہے۔ اس غزوہ سے متعلق کتب مغازی کے بیانات کا خلاصہ وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یعنی جب اسلامی لشکر معان میں پہنچا تو اسے غسانیوں اور رومیوں کی بہت بڑی تیاری کا علم ہوا اور اس نے چاہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے کر پھر اقدام کیا جائے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات تو موجود ہیں۔ اطلاع دینے کے معنی یہ ہیں کہ کثرتِ سپاہ کا خوف ہے اور الٰہی نصرت کا یقین نہیں۔ شہادت سے بڑھ کر اور نعمت کونسی ہے جس کے قبول کرنے میں تردد ہو اور آپؐ کی یہ اصولی ہدایت ہر موقع جنگ پر ایک ہی تھی۔ یعنی خون ریزی سے اجتناب کرنے کی پوری کوشش کی جائے اور امن اور آشتی کا پیغام جو اسلام کا اصل مقصود ہے اس کی دعوت دی

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ مؤتۃ، جزء ۲ صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹) (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۲۶۸)

جائے اور اگر وہ ٹھکرائی جائے اور جنگ ناگزیر ہو تو اللہ پر توکل کرتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کیا جائے۔ ہر جنگ کے آغاز سے قبل آپؐ کی طرف سے یہی دعوت اسلام دی گئی۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی یہی دعوت تھی جس کی بناء پر مشرکین مکہ کے ساتھ صلح ہوئی۔ بحالیکہ وہ اپنے مشرکانہ عقائد پر قائم تھے۔ یہودیان خیبر کو بھی یہی دعوت تھی اور وہ اپنے مذہب پر قائم رہے اور ان سے صلح ہوئی۔ اسلام نے کسی مذہبی اختلاف کی وجہ سے قطعاً کسی قوم کے خلاف جنگ کا اعلان نہیں کیا۔

ابن ہشام نے اپنی سیرت میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے جو الفاظ نقل کئے ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی اصولی ہدایت کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ الفاظ ہیں: يَا قَوْمِ وَاللهِ إِنَّ الَّتِي تَكْرَهُونَ، لَلَّتِي خَرَجْتُمْ تَطْلُبُونَ الشَّهَادَةُ، وَمَا نُقَاتِلُ النَّاسَ بِعَدَدٍ وَلَا قُوَّةٍ وَلَا كَثْرَةٍ، مَا نُقَاتِلُهُمْ إِلَّا بِهَذَا الدِّينِ الَّذِي أَكْرَمَنَا اللهُ بِهِ، فَانْطَلِقُوا فَإِنَّمَا هِيَ إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ إِمَّا ظُهُورٌ وَإِمَّا شَهَادَةٌ۔[1] اے قوم! کیا تمہیں اس وجہ سے جنگ کرنا ناپسند ہے کہ تمہارا مقصود (شہادت کا انعام) مل رہا ہے۔ بخدا ہم لوگوں سے کثرت تعداد اور طاقت کے بل بوتے پر نہیں لڑ رہے۔ بلکہ ہماری ان سے لڑائی اس دین کی وجہ سے ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت بخشی ہے۔ (یعنی دین اسلام جو صلح اور امن کا دین ہے) سوچتے کیا ہو چلو آگے بڑھو۔ کیونکہ دو اچھی باتوں میں سے ایک تو ضرور ملے گی، فتح یا جامِ شہادت۔ چنانچہ یہ مشورہ جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے، سب نے بالاتفاق قبول کیا۔ معان میں دو دِن قیام ہوا اور اس اثنا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر عمل کیا گیا۔ یعنی مقتول کی دیت کا مطالبہ ہوا اور مصالحانہ رویہ اختیار کرنے کی تحریک کی گئی۔ لیکن جب دیکھا کہ دشمن مصالحت کی راہ اختیار نہیں کرتا اور اپنی کثرتِ سپاہ کی بناء پر جنگ پر مصر ہے تو مجاہدین نتائج جنگ سے بے پرواہ ہو کر بلقاء کی طرف بڑھے اور مشارف کے میدان میں غسانیوں اور رومیوں کی سرحد پر اُن سے سامنا ہوا اور موتہ کے مقام پر ان کی مڈ بھیڑ ہوئی۔ کتب مغازی میں بھی یہی ذکر ہے کہ امیر جیش بے جگری سے لڑا اور گھوڑے جب آگے بڑھنے سے رُکتے تو گھوڑوں سے اُتر کر پاپیادہ لڑتے اور حضرت علیؓ کے بھائی حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کے متعلق بھی یہی ذکر ہے کہ وہ فرطِ جوش جہاد میں گھوڑے سے کود پڑے اور اس کی کونچیں کاٹ کر اُسے بے کار کر دیا کہ اس میدان کارزار سے واپس جانے کی اب ضرورت نہیں۔ گھوڑے کو اس طرح بے کار کر دینے کا یہ واقعہ اسلام میں پہلا ہے۔ عربوں کے ہاں یہ رواج تھا جس کی ممانعت کی گئی اور مغازی میں لکھا ہے کہ حضرت جعفرؓ کی شہادت پر حضرت ابن رواحہؓ نے عَلَم اپنے ہاتھ میں سنبھالا۔ وہ آتش بیاں شاعر تھے۔ رجزیہ اشعار سے مجاہدین کو جوش دلاتے اور دائیں بائیں موت بکھیرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ ان کے رجزیہ اشعار کتب مغازی میں نقل کئے گئے ہیں۔ جن میں سے بطور نمونہ بعض یہ ہیں:

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة مؤتة، تَشْجِيعُ ابْنِ رَوَاحَةَ النَّاسَ عَلَى الْقِتَالِ، جزء ۲ صفحہ ۳۷۵)

أَقْسَمْتُ يَا نَفْسُ لَتَنْزِلِنَّهْ لَتَنْزِلِنَّ أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ

اے میری جان! میں نے قسم کھائی ہے کہ تو نے ضرور میدان میں اُترنا ہے۔ تجھے ضرور میدان میں اُترنا ہے۔ ورنہ تیری مرضی کے خلاف تجھے اُترنے پر مجبور کروں گا۔ تو چاہے یا نہ چاہے۔[1]

يَا نَفْسُ إِلَّا تُقْتَلِي تَمُوتِي هَذَا حِمَامُ الْمَوْتِ قَدْ صُلِيتِ

وَمَا تَمَنَّيْتِ فَقَدْ أُعْطِيتِ إِنْ تَفْعَلِي فِعْلَهُمَا هُدِيتِ

اے میری جان! اگر تو قتل نہ ہوئی تو آخر تجھے ایک دن مرنا ہے۔ یہ دیکھو موت کے تنور میں تم پڑ چکی ہو اور جس شے کی تُو نے آرزو کی تھی وہ تجھے مل گئی ہے۔ اگر تو نے اپنے دونوں ساتھیوں کا سا کارنامہ دکھایا تو تُو راہ راست پر ہوگی۔[2]

لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ سے روانہ ہوتے وقت جب صحابہ کرامؓ نے مجاہدین کو سلامت روی و ظفر مندی و کامیاب واپسی کی دعا دی تو حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ نے انہیں اس رجزیہ شعر سے جواب دیا:

لَكِنَّنِي أَسْأَلُ الرَّحْمٰنَ مَغْفِرَةً وَضَرْبَةً ذَاتَ فَرْغٍ تَقْذِفُ الزَّبَدَا

لیکن میں تو رحمٰن کی مغفرت کا طالب ہوں اور تلوار کے ایسے کاری وار کا جو جھاگ نکال دے۔[3]

غرض ہر عملدار امیر جیش نے حملہ آوروں کا اس شدت سے مقابلہ کیا کہ مجاہدین میں ایک جنون کی سی کیفیت پیدا ہوگئی اور غسانی اور رومی مقتولین کے پشتوں سے میدان کارزار بھر گیا۔ مسلمان مجاہدین کی تیغ زنی اور تیر اندازی سے ان کے دل دہل گئے اور قدم اُکھڑتے چلے گئے۔ اس کا پتہ ان کے مورچوں کی بار بار تبدیلی سے چلتا ہے اور اس امر سے بھی کہ رومی غسانیوں کی مدد کے لئے از روئے معاہدہ چالیس ہزار فوج میدان میں لانے کے ذمہ دار تھے۔ مگر یہ مدد انہیں بڑھانی پڑی۔ بلقاء کا علاقہ پہلے قبیلہ ضجعم کے زیر تسلط تھا۔ ان کی غسانیوں سے لڑائی ہوئی اور شکست کھائی تو انہوں نے رومیوں کی باجگزاری سے انکار کر دیا۔ رومیوں کو خوف ہوا کہ کہیں یہ طاقتور قبیلہ ایرانیوں کا حلیف نہ بن جائے۔ اسے باجگزاری کی ادائیگی سے آزاد کر دیا اور یہ معاہدہ قرار پایا کہ وہ قبیلہ رومیوں کی جنگ میں بیس ہزار نفری سے مدد دیا کرے گا اور غسانیوں پر حملہ ہونے کی صورت میں رومی ان کو چالیس ہزار سپاہ سے مدد دیں گے۔[4] روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل کو اپنی موعودہ مدد میں اضافہ کرنا پڑا۔ اس اضافہ کمک اور مورچہ بندی کی تبدیلی سے ظاہر ہے کہ مجاہدین کا مقابلہ ان کے لئے آسان امر نہ تھا۔

امام بخاریؒ کی روایت ۴۲۶۵، ۴۲۶۶ سے ظاہر ہے کہ حضرت خالدؓ کے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں۔ انہوں نے

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة مؤتة، إِمَارَةُ ابْنِ رَوَاحَةَ وَمَقْتَلُهُ، جزء ۲ صفحہ ۳۷۹)
[2] (تاريخ الرسل والملوك للطبري، سنة ثمان من الهجرة، ذكر الخبر عن غزوة مؤتة، جزء ۳ صفحہ ۴۰)
[3] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة مؤتة، بُكَاءُ ابْنِ رَوَاحَةَ مَخَافَةَ النَّارِ، جزء ۲ صفحہ ۳۷۴)
[4] (المحبر لابی جعفر البغدادی، سبب ملك غسان، صفحہ ۳۷۱)

اپنے تین ساتھی سپہ سالاروں سے کم جواں مردی نہیں دکھائی۔ دشمن کی بڑھتی تعداد دیکھ کر خطِ رجعت اختیار کیا جو اُن کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور جن نوجوانوں نے ان کو بھگوڑے پن کا طعنہ دیا ہے وہ صورتِ حال کی نزاکت اور تدبیر جنگی سے قطعاً نابلد تھے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نوجوانوں کی اس طعنہ زنی کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: لَيْسُوا بِالْفُرَّارِ، وَلٰكِنَّهُمُ الْكُرَّارُ۔ وہ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں۔[1]

باب کی روایت نمبر ۴۲۶۲ سے واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں مکاشفہ سے تین سپہ سالاروں کی شہادت کا علم ہوا اور اس سے لوگوں کو اطلاع دی وہاں آپؐ نے ان کو یہ بھی بتایا کہ اللہ کی تلوار نے عَلَم لیا اور اسے فتح ہوئی۔ اس مکاشفہ سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت خالدؓ اللہ کی تلوار قرار دیے گئے ہیں اور ان کا دشمن کو نڈھال اور پسپا کر کے لوٹنا درحقیقت فتح تھی۔ کیونکہ یہ ملک گیری کی جنگ نہ تھی۔ بلکہ ایک مظلوم کا انتقام اور سفاک قوم کی سرزنش اور تقدیر الٰہی کا نفاذ تھا۔ نوجوانوں کی طعنہ زنی اور آنحضرت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے حوصلہ افزا الفاظ کا ذکر ابن ہشام نے کیا ہے۔ اسی سیرت میں ابن اسحاق سے مروی ہیں: ثُمَّ انْحَازَ وَانْحِيزَ عَنْهُ۔ حضرت خالدؓ لوگوں کو لے کر ایک طرف ہوگئے پھر مقابلہ کیا اور ہٹے اور دشمن بھی ان سے ہٹ گیا۔ پھر اس کے بعد وہ لوگوں کو لے کر لوٹے۔

دشمن کا مقابلہ کے لئے آگے نہ بڑھنا اور واپسی کو غنیمت سمجھنا یہ دلیل ہے اُس کی شکست کی۔ چنانچہ مغازی موسیٰ بن عقبہ میں دشمنوں کی شکست کا ذکر صراحت سے ان الفاظ میں ہے: ثُمَّ اصْطَلَحَ الْمُسْلِمُونَ عَلَى خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ فَهَزَمَ اللهُ الْعَدُوَّ وَأَظْهَرَ الْمُسْلِمِينَ۔ یعنی حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کی شہادت کے بعد مسلم مجاہدین نے بالاتفاق حضرت خالدؓ کو امیر بنایا اور اللہ نے دشمن کو شکست دی اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۳)

اگرچہ مغازی موسیٰ بن عقبہ اب نایاب ہے لیکن امام ابن حجرؒ کے زمانہ میں موجود تھی اور انہوں نے ہی اس کے مذکورہ بالا الفاظ نقل کئے ہیں۔ خطِ رجعت کے ذریعہ فوج کو نرغہ سے نکالنا اور اسے نئے سرے سے ترتیب دینا فن سپہ گری شمار کیا جاتا ہے۔ بعض روایتوں میں صراحت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی فوج کو محفوظ کر کے اس کی ترتیب بدلی۔ مقدمۃ الجیش کو مؤخر اور مؤخر کو مقدم، میمنہ (راست) کو میسرہ (چپ) اور میسرہ کو میمنہ کر دیا۔ اس تبدیلی سے دشمن کو خیال پیدا ہوا کہ انہیں کمک پہنچ گئی ہے جس کی وجہ سے تازہ دم فوج کے مقابلہ کی اسے ہمت نہ ہوئی اور وہ میدان سے ہٹ گیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۳) یہ بتایا جاچکا ہے کہ کتب مغازی میں سے موسیٰ بن عقبہ کی مغازی ہی زیادہ صحیح ہے۔

خلاصہ یہ کہ مغازی کے بیانات سے امام بخاریؒ کی روایات کی تصدیق ہوتی ہے، جن کا ملخص یہ ہے کہ غزوہ مؤتہ میں مجاہدین نے بے جگری سے مقابلہ کیا اور وہ اس جنگ میں اس لحاظ سے ظفرمند تھے کہ انہوں نے اپنے ایک مظلوم ساتھی کا انتقام لیا اور رومیوں کے حوصلوں کو پست کر دیا اور ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة مؤتة، رُجُوعُ الْجَيْشِ وَتَلَقِّي الرَّسُولِ لَهُ، جزء ۲ صفحہ ۳۸۲)

روایت نمبر ۴۲۶۰ میں الفاظ قَالَ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ ہیں۔ یہ روایت حرف عطف واؤ سے نقل کی گئی ہے۔ اس عطف سے معطوف روایت کے تعلق میں امام ابن حجرؒ نے جستجو کی کہ وہ روایت کیا ہے اور انہیں بڑی تلاش کے بعد سعید بن منصور کی سنن کے باب جامع الشہادۃ میں سعید بن ابی ہلال کی روایت کا علم ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے رجزیہ اشعار، ان کی شہادت، حضرت خالد بن ولیدؓ کے عَلَم نبوی سنبھالنے، واقد بن عبداللہ تیمی کی تیر اندازی، ان کے دشمن کو آگے بڑھنے سے روکے رکھنے اور حضرت خالدؓ کے واقدؓ کی مدد سے مجاہدین کو خطِ رجعت کے ذریعہ محفوظ کر لینے کا ذکر ہے۔ اس روایت کے آخر میں وہی الفاظ ہیں جو امام بخاریؒ نے نقل کئے ہیں۔ یعنی عَنِ ابْنِ أَبِي هِلاَلٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِي نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلَى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِيلٌ...۔[1] (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۰) اس حصہ روایت میں بظاہر غزوہ مؤتہ کا ذکر نہیں اور چونکہ نافع کی خبر معطوف ہے، اس لئے اس کا تعلق معطوف روایت کے ساتھ ہی ہے، جس میں غزوہ مؤتہ کا ذکر ہے۔ اس سے امام بخاریؒ کی وسعتِ علم کا پتہ چلتا ہے اور امام ابن حجر کی دقت نظر اور ملاحظہ کا۔ اس روایت کے الفاظ وَرَمَى وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ الْمُشْرِكِيْنَ حَتَّى رَدَّهُمُ اللهُ سے بصراحت بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے تیر اندازوں کے ذریعہ سے دشمن کی فوج کو نہ صرف آگے بڑھنے سے روکے رکھا بلکہ اسے پسپا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

سعید بن منصور کی اسی روایت میں سعید بن ابی ہلال کا یہ قول بھی مروی ہے: وَبَلَغَنِي أَنَّهُمْ دَفَنُوا يَوْمَئِذٍ زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ فِي حُفْرَةٍ وَّاحِدَةٍ۔ یعنی مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مجاہدین نے تینوں سپہ سالاروں کو ایک ہی قبر میں (پہلو بہ پہلو) دفن کیا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۰)

بَاب ٤٥: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

نبی ﷺ کا اسامہ بن زیدؓ کو حرقات قبیلہ کی طرف بھیجنا جو جہینہ کی ایک شاخ تھی

٤٢٦٩: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُو ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ

۴۲۶۹: عمرو بن محمد (بغدادی) نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشیم نے ہمیں بتایا کہ حصین نے ہمیں خبر دی کہ ابوظبیان (حصین بن جندب) نے ہمیں بتایا، کہا: میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ حُرقہ کی طرف ہمیں بھیجا۔ ہم نے صبح سویرے

[1] (سنن سعید بن منصور، کتاب الجهاد، باب جامع الشهادة)

وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذَلِكَ الْيَوْمِ.

اس قوم پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے کر بھگا دیا اور میں نے اور ایک انصاری مرد نے اُن میں سے ایک شخص کا پیچھا کیا۔ جب ہم نے اس کو گھیر لیا تو وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے لگا۔ یہ سن کر انصاری تو رُک گیا اور میں نے اپنے نیزہ سے اُس کو زخمی کیا اور مار ڈالا۔ جب ہم آئے تو نبی کریم ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: اُسامہ! کیا تم نے اُسے مار ڈالا بعد اس کے کہ اس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اقرار کیا۔ میں نے کہا: وہ اپنا بچاؤ کر رہا تھا۔ مگر آپؐ وہی بات دُہراتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ کاش میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

طرفہ: ۶۸۷۲۔

٤٢٧٠ : حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ.

۴۲۷۰: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات مہموں میں نکلا اور جو دستے آپؐ روانہ فرماتے تھے ایسے دستوں کے ساتھ میں نو مہموں میں نکلا۔ ایک بار حضرت ابوبکرؓ ہم پر سردار تھے اور ایک بار اُسامہ بن زیدؓ۔

أطرافہ: ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳۔

٤٢٧١ : وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ

۴۲۷۱: عمر بن حفص بن غیاث (شیخ بخاری) نے کہا کہ میرے باپ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید

قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً أُسَامَةُ.

أطرافہُ: ۴۲۷۰، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳۔

بن ابی عبید سے روایت کی۔ یزید نے کہا: میں نے حضرت سلمہ (بن اکوعؓ) سے سنا۔ کہتے تھے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات مہموں میں نکلا اور جو دستے آپؐ روانہ فرمایا کرتے تھے، میں ایسے دستوں میں سے نو مہموں میں گیا۔ ایک بار حضرت ابوبکرؓ ہم پر سردار تھے اور ایک بار اسامہؓ۔

٤٢٧٢: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

أطرافہُ: ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۳۔

۴۲۷۲: ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے ہم سے بیان کیا کہ یزید (بن ابی عبید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ حضرت سلمہؓ نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نو مہموں میں نکلا اور (اسامہ بن زیدؓ) بن حارثہ کے ساتھ بھی ایک مہم میں گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہمارا سالار مقرر کیا۔

٤٢٧٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ.

أطرافہُ: ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲۔

۴۲۷۳: محمد بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن مسعدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی عبید سے، انہوں نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات مہموں میں نکلا اور یہ کہہ کر انہوں نے خیبر، حدیبیہ، حنین اور قرد کی جنگ کا ذکر کیا۔ یزید نے کہا: اور اُن کی باقی (مہمات کا نام) میں بھول گیا ہوں۔

تشریح: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ: ترتیب ابواب سے ظاہر ہے کہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ حُرقات کی مہم میں سپہ سالار تھے اور مجاہدین اُن کی قیادت میں اس جنگ میں بھیجے گئے تھے۔ حضرت اُسامہؓ اپنے باپ حضرت زید بن حارثہؓ کی شہادت کے بعد ہی امیرجیش مقرر کئے گئے تھے۔ غزوۂ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا تھا، جیسا کہ سابقہ باب کی تشریح میں گزر چکا ہے۔ کتب مغازی میں غالب بن عبداللہ لیثی کی مہمات کا بھی ذکر ہے، جو میفعہ کی طرف رمضان ۷ھ میں یہ مقام وادی نخل کے ورے ہے۔ یا بعض روایات کے مطابق بنی مرہ کی طرف صفر ۸ھ میں روانہ کی گئی تھی۔ مؤلفین مغازی نے ان مہمات کے تعلق میں بیان کیا ہے کہ حضرت اُسامہؓ نے ایک شخص کو کلمہ شہادت کا اقرار کرنے کے باوجود قتل کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا۔[1]

امام بخاریؒ نے ابواب کی جو ترتیب قائم کی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ واقعہ مذکورہ کا تعلق غزوۂ حرقات سے ہے نہ میفعہ کی مہم سے اور یہ مہم ۷ھ میں نہیں بلکہ غزوۂ موتہ کے بعد روانہ کی گئی تھی جو جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔ باب کی پہلی روایت (نمبر ۴۲۶۹) سے ظاہر نہیں ہوتا کہ حرقات کی مہم میں حضرت اُسامہؓ امیرجیش تھے، صرف ان کی روانگی کا ذکر ہے۔ یہ ابہام مؤلفین مغازی کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اگر کتب مغازی کی روایت درست ہو تو عنوانِ باب کے لحاظ سے تسلیم کرنا پڑے گا کہ حضرت اُسامہ میفعہ کی مہم میں قائد حرب تھے۔ چونکہ ان کی قیادت ان کے باپ حضرت زیدؓ کی شہادت کے بعد کا واقعہ ہے جو ۸ھ میں ہوئی تھی۔ اس لئے امام بخاریؒ کی ترتیب غزوات درست معلوم ہوتی ہے اور مذکورہ بالا مہم کا تعلق ۸ھ سے ہے نہ کہ ۷ھ سے۔ اگلی دو روایتیں بھی حضرت اُسامہؓ کی قیادت ہی کے تعلق میں ہیں جو مختلف سندوں سے مروی ہیں۔ اس تعلق میں روایت نمبر ۴۲۵۰ زیر باب ۴۲ بھی دیکھئے جس میں بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت اُسامہؓ کی امارت کا ذکر ہے۔

روایات نمبر ۴۲۷۰، ۴۲۷۱ میں جن نو مہمات کا ذکر ہے ان میں سے سات یہ ہیں: پہلی مہم نجد کی طرف ایک سو مجاہدین کے ساتھ جمادی الآخرہ ۵ھ میں۔ دوسری مہم قبیلہ بنو سلیم کی طرف ربیع الثانی ۶ھ میں۔ تیسری مہم قافلہ قریش کی مزاحمت کے لئے اسی سال جمادی الاولیٰ میں۔ اس مہم میں مجاہدین ابوالعاص بن ربیع کو قید کر کے مع قافلہ مدینہ میں لے آئے تھے۔ چوتھی مہم بھی اسی سال بنو ثعلبہ کی طرف۔ پانچویں مہم کا ذکر گزر چکا ہے۔ شاہِ ہرقل سے واپسی پر قبیلہ بنو جزام نے حضرت دحیہ کلبیؓ کو لوٹ لیا تھا، ان کی سرکوبی کے لئے پانچ سو مجاہد حسمیٰ مقام کی طرف بھیجے گئے تھے۔ چھٹی مہم ۷ھ وادی القریٰ کی طرف تجارتی قافلہ کی حفاظت کے لئے اور ساتویں مہم بنو فزارہ کی سرکوبی کے لئے جنہوں نے صحابہؓ کا تجارتی قافلہ لوٹ لیا تھا۔ (فتح الباری شرح کتاب المغازی باب ۴۲، جزء۷ صفحہ ۶۲۴)

[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۴۸) (إمتاع الاسماع، سرية غالب ابن عبد الله إلى بني مرة، جزء اوّل صفحہ ۳۲۹)

ان سات مہموں میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی شامل ہوئے تھے اور ان کا ذکر کتب مغازی میں وارد ہوا ہے۔ باقی دو مہموں میں سے ایک مہم وہ ہے جو بقیادت حضرت ابو بکرؓ بنو فزارہ اور ۷ھ شعبان میں بنو کلاب کی طرف بھیجی گئی تھی۔ اس کا ذکر صحیح مسلم میں ہے اور دوسری کا طبقات ابن سعد میں ہے۔[1] (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۴۹)

سات غزوات جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوئے، ان میں سے چار کا ذکر تو روایت نمبر ۴۲۷۳ میں ہے۔ یعنی خیبر، حدیبیہ، حنین اور قرد۔ اور جو یزید بن ابی عبید بھول گئے وہ یہ ہیں: غزوۂ فتح مکہ و طائف اور غزوۂ تبوک۔ حضرت اُسامہؓ جس پہلی مہم میں بطور سپہ سالار تھے اس کا ذکر اس باب کے عنوان میں کیا گیا ہے۔ جیسا کہ امام ابن حجرؒ نے اس بارے میں تصریح کی ہے۔ یعنی اُس مہم میں جو قبائل حُرقات کی طرف بھیجی گئی تھی، یہ مہم حرقہ کی طرف منسوب ہے جس کا اصل نام ونسب جہیش بن عامر بن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے۔ ابن کلبیؒ مؤرخ نے بتایا ہے کہ جہیش حرقہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا کہ اس نے لوگوں کو قتل کر کے جلا دیا تھا۔ حضرت اُسامہ کی قیادت میں حُرقات کی مہم کے بعد ایک مہم ابنیٰ مقام کی طرف صفر ۸ھ میں بھیجی گئی تھی۔ یہ مقام پرگنہ بلقاء میں تھا۔ حرقات قبیلہ جہینہ کی شاخیں تھیں۔

روایت نمبر ۴۲۷۰، ۴۲۷۱ میں فقرہ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ کا مفہوم امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی مہم میں حضرت ابو بکرؓ امیر تھے اور کسی میں حضرت اُسامہؓ اور کسی میں ان کے سوا اور کوئی صحابی۔ فقرہ وَمَرَّةً عَلَيْنَا غَيْرُهُمَا مقدر ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۴۹)

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ: یہ قول ابو نعیم نے مستخرج میں بسند ابی بشر اسماعیل بن عبد اللہ موصولاً نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۴۹)

ساتویں اور آٹھویں ہجری اس امر میں ممتاز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دو بڑے دشمنوں قریش اور یہود کو مغلوب کر کے معاہدات صلح کے ذریعہ اُن کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کر لئے تو اس کے بعد جزیرۂ عرب میں داخلی امن کا سوال تھا۔ جس کے لئے ضروری تھا کہ باقی قبائل سے بھی تعلقات ہموار ہوں تا وحدتِ قومی سے آپؐ کی بعثت کا مقصد پایہ تکمیل کو پہنچے اور اس کے لئے دو ہی طریق تھے۔ (اوّل) دعوتِ اسلام کے ذریعہ مشرکین کو ہم عقیدہ بنانا۔ (دوم) یا اُن کے ساتھ مصالحت کے طریق سے مشترکہ اغراض کے لئے رابطہ اتحاد اور تعاون علی البر کی صورت قائم کرنا۔ یہ دونوں طریق صلح حدیبیہ اور غزوۂ خیبر کے بعد اختیار کئے گئے۔ غزوۂ موتہ ایک ضمنی تادیبی کارروائی تھی۔ جن مہمات کا ذکر اس باب کی روایات میں ہے وہ اسی اہم غرض سے تھیں۔ جیسا کہ

---

[1] (مسلم، کتاب الجهاد والسير، بَابُ التَّنْفِيلِ وَفِدَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِالْأَسَارَى)
(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سَرِيَّةُ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ ؓ إِلَى بَنِي كِلَابٍ بِنَجْدٍ، جزء۲ صفحہ ۹۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مذکورہ بالا خط سے ظاہر ہے۔ یہ تبلیغی خط دعوتِ اسلام کی غرض سے لکھا گیا تھا اور اسی مفہوم کے خطوط باقی رؤساءِ قبائل کو بھی لکھے گئے تھے۔ ان دو سالوں میں متعدد دستے جو مختلف اطراف میں بھیجے گئے تھے وہ تبلیغ کی غرض سے تھے یا تادیب کی غرض سے۔ تا علاقہ جات میں امن برقرار ہو۔ چنانچہ راستہ پُر امن پاکر قبائل عرب کی طرف سے وفود پے درپے مدینہ میں آنے لگے۔ صلح حدیبیہ کی شرطوں میں سے ایک اہم شرط یہ تھی:

وَأَنَّهُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ مُحَمَّدٍ وَعَهْدِهِ دَخَلَ فِيهِ، وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يَدْخُلَ فِي عَقْدِ قُرَيْشٍ وَعَهْدِهِمْ دَخَلَ فِيهِ۔[1]

یعنی جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاہدۂ حلف میں داخل ہونا پسند کرے وہ آپؐ کے حلف میں داخل ہو جائے اور جو قریش کے ساتھ معاہدۂ حلف میں داخل ہونا پسند کرے وہ اُن کے حلف میں داخل ہو جائے۔

حلف کے معنی ہیں عہد و پیماں۔ آج کل بھی حکومتیں ایسے معاہدات ایک دوسرے کے ساتھ کرتی ہیں اور انگریزی لفظ Ally وغیرہ حلیف کے مترادف ہیں۔

شروطِ صلح کا علم ہونے پر قبیلہ خزاعہ نے اعلان کیا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف ہیں اور بنو بکر نے اعلان کیا کہ وہ قریش کے حلیف ہیں۔ دونوں قبیلوں میں قدیم سے کشیدگی اور عداوت تھی اور وہ ایک دوسرے کے حریف تھے۔ بلکہ خزاعہ قبیلہ کے تعلقات قریش سے بھی کشیدہ تھے۔ سیلاب عرم کے بعد جب عدنانی قبائل حجاز کے شمالی علاقوں میں آباد ہوئے تو قبیلہ خزاعہ مکہ مکرمہ پر قابض اور بیت اللہ کا متولی ہوا اور اُن کی یہ تولیت تین صدیوں تک رہی اور اس کے بعد قصیّ کی کوشش سے قبیلہ قریش بیت اللہ کا متولی ہوا اور خزاعہ کو مکہ مکرمہ سے جلاوطن کر دیا اور وہ وادیٔ بنی فاطمہ اور تہامہ وغیرہ کے علاقے میں آباد ہوگئے جو ساحل قلزم کے محاذ پر ہے۔ اسی علاقے کے درمیان سے تجارتی قافلوں کا راستہ شام، یمن و مصر کے لیے گزرتا تھا۔ جس کی وجہ سے حجاز کو اہمیت حاصل تھی کہ وہ مشرق و مغرب کے درمیان واسطہ نقل و حرکت تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت پر سب سے پہلے قبیلہ خزاعہ، بنی ضمرہ، غفار اور جہینہ کے ساتھ معاہداتِ غیر جانبداری طے کئے۔ کتاب المغازی کے ابتدائی ابواب کی تشریح میں ان معاہدات کا ذکر گزر چکا ہے اور قبائل بنی اوس و خزرج سے ان کے تعلقات ہمیشہ خوش گوار رہے، جس کی وجہ سے اُن کے ساتھ بھی معاہدۂ موالات قائم کرنے میں دقت نہیں ہوئی۔ چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد خزاعہ اور ان کے حلیف قبائل کا تعلق محالفت و موالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی الاعلان ہوگیا۔ صلح حدیبیہ کی مذکورہ بالا شرط سے آپؐ نے دعوتِ اسلام اور استواریٔ تعلقات کی توسیع میں پورے طور پر فائدہ اُٹھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح حدیبیہ پر تین سال کا عرصہ نہیں گزرا تھا کہ قبائل جوق دَر جوق اسلام میں داخل ہوئے یا انہوں نے

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، أمر الحدیبیۃ، عَلَيٌّ يَكْتُبُ شُرُوطَ الصُّلْحِ، جزء ۲ صفحہ ۳۱۸)

طریق مصالحت پر آپؐ کے ساتھ معاہدات گانٹھ لئے اور اگر اُن میں سے کسی قبیلہ نے تمرّد و شرارت کی راہ اختیار کی تو اُس نے منہ کی کھائی۔ از روئے معاہدہ صلح حدیبیہ قریش کے ہاتھ بندھ گئے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبائلی لڑائیوں میں دخل نہیں دے سکتے تھے۔ اُن کی اپنی کمزوری بھی اُن کے لئے اس مداخلت کی راہ میں بڑی روک تھی۔ خیبر میں شکست کھا کر یہودی بھی ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی دو بڑے دشمن تھے جن سے متمرّد قبیلہ کسی مدد کی امید رکھ سکتا تھا۔ لیکن یہ دونوں دشمن پس چکے تھے اور اُن کی ہزیمت و شکست سے متعلق مہتم بالشان پیشگوئی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (القمر:۴۶) حیرت انگیز طریق پر پورا ہوتے دیکھ کر قبائل عرب بالعموم آپؐ کی صداقت کے قائل اور آپؐ کی غیر معمولی فتوحات سے مرعوب تھے۔ معاہدہ صلح حدیبیہ کی وجہ سے قبائل عرب کے افراد کو ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور تبادلہ خیال کرنے کی مکمل اجازت ہوگئی تھی۔ ہر فرد بے روک ٹوک مدینہ و مکہ میں آجا سکتا تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرامؓ سے ملاقات کرنے اور آپؐ کے اخلاقِ حمیدہ اور اسلامی تعلیم سے متعلق براہِ راست علم حاصل کرنے کے مواقع میسر ہوگئے تھے۔ قلب و ذہن اسلام قبول کرنے کے لئے مستعد تھے۔ چنانچہ دو تین سال ہی میں مسلمانوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہوا اور وہ سینکڑوں سے ہزاروں ہوگئے۔ صلح حدیبیہ (۶ھ) اور غزوہ فتح مکہ (۸ھ) کے درمیان کے قلیل عرصہ میں اسلام کی ترقی کا یہ حال تھا کہ فتح مکہ کے موقع پر بارہ ہزار قدوسیوں کا لشکر تھا جو اپنے جوش و فدا کاری میں بحر موّاج تھا۔

ایک نہایت قلیل مدت میں اس غیر معمولی ترقی کا سبب الٰہی خارق عادت قدرت نمائی، انفرادی ملاقات و تبادلہ خیالات میں آزادی اور قبائلی تعلقات کی استواری ہی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبائل کے باہمی تعلقات کی خوشگواری کے پس منظر سے واقف تھے اور حضرت ابو بکرؓ تو علم انساب میں بہت بڑے ماہر مانے گئے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ قبائل عرب میں سے کونسا قبیلہ کس قبیلہ کا حریف یا دوست ہے۔ اُن کے نسلی اور معاشرتی تعلقات کس نوعیت کے ہیں۔ اُن کی دیرینہ دوستیوں یا دشمنیوں کی تاریخ کیا ہے اور قریش مکہ کے ساتھ کونسا قبیلہ ساز گار یا ناموافق ہے۔ اس تاریخی پس منظر کی واقفیت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کو راس کرنے میں پورا پورا فائدہ اُٹھایا۔ آپؐ نے جس طرح خیبر کے یہودیوں کو مصالحت پر آمادہ کرنے کے لئے حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ کو منتخب فرمایا کہ اس خدمت کو وہی عمدگی سے ادا کر سکتے تھے۔ آپؐ نے اسی علم و بصیرت کی بناء پر حضرت ابو بکرؓ وغیرہ کی قیادت میں قبائل کی طرف متعدد مہمیں روانہ فرمائیں اور ان مہموں کے لئے آپؐ کا انتخاب علی وجہ البصیرت تھا۔ ان مہموں کو روانہ کرتے وقت آپؐ کو علم ہوتا کہ صحابہ کرام میں سے کون اپنی مہم کی غرض و غایت بہترین صورت میں ادا کرنے کے قابل ہے اور کس کے کس قبیلہ کے ساتھ اچھے تعلقات ہیں اور اس پر نیک اثرات ڈال سکتا ہے۔

ہر سپہ سالار کو ہدایت ہوتی کہ سلامت روی کا طریق اختیار کیا جائے۔ صلح و امن کی دعوت دی جائے اور اسلام کے مدعا و منشاء سے قبیلہ کو آگاہ کیا جائے۔ فقرہ أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ (کتاب بدء الوحی روایت نمبر ۷) سے یہی مراد ہے۔ بزورِ شمشیر کسی کو اسلام میں داخل کرنا اس سے ہرگز مراد نہیں۔ نہ یہ جبر و اکراہ دین میں داخل ہونے سے وحدتِ ملی کا مقصد پورا ہو سکتا تھا اور یہ جبر و اکراہ کا طریق قرآنِ مجید کے صریح حکم لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (البقرۃ:۲۵۷) کے خلاف تھا۔ جزیہ کی شرط عائد کرنے سے صرف یہی مقصود تھا کہ اگر کوئی اپنے مذہب پر رہے تو وہ اس میں آزاد ہے۔ لیکن مملکت کی بہبود اور اس کے مشترکہ مفاد میں شریک ہونے کے لئے کم از کم بدل نقدی ادا کرے جو آج کل کی حکومتیں بھی کسی نہ کسی رنگ میں رعایا سے وصول کرتی ہیں جن کی حفاظت کی وہ ذمہ دار ہیں اور جن قبائل نے اسلام میں داخل ہونا قبول نہیں کیا، وہ یہ جزیہ دینے پر راضی ہو گئے اور اس طرح وحدتِ ملی کی غرض و غایت ان مہمات سے پوری ہوئی جو مختلف قبائل کی طرف روانہ کی گئیں۔ بہت تھوڑے قبائل تھے جنہوں نے دعایۃ الاسلام کی مذکورہ غرض سے سرتابی کی اور برسرِ پیکار ہوئے اور شکست کھائی۔ اکثر قبائل مشرکین، یہود و نصاریٰ نے یہ دعوت قبول کی اور وحدتِ ملی کی اہمیت سمجھی اور مملکت اسلامی کا حصہ بنے۔

غرض اس باب کی روایات میں جن سات غزوات اور نو مہمات کا ذکر ہے، اُن سب کی غرض و غایت ایک ہی تھی۔ ان سب میں طریق عمل بھی وہی اختیار کیا گیا تھا جو اختصار سے ابھی بیان کیا گیا ہے۔ یعنی وحدتِ ملی و اصلاحِ حال اور امن عامہ کو برقرار رکھنا۔ کتب مغازی کی روایات میں ان مہمات کا مفصل ذکر موجود ہے اور ان وفود کا بھی جو صلح حدیبیہ کے بعد فتح مکہ تک مدینہ میں آتے رہے۔ ان کی تعداد کم و بیش ستر ہے۔[۱] اور اس مختصر مدت میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے جو خطوط لکھے گئے اور معاہداتِ امن قرار پائے اُن کی تعداد دو سو دس کے قریب ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے الوثائق السیاسیۃ مصنفہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ حیدرآبادی۔

غزوہ خیبر ۷ھ میں ہوا جس سے یہود کی طاقت ختم ہوئی اور فتح مکہ رمضان ۸ھ میں۔ اس سے قبل اور صلح حدیبیہ کے بعد مشارٌ الیہا خطوط و وفود اور مہمات و معاہدات کا سلسلہ کثرت سے نظر آتا ہے جس نے فتح مکہ کے لئے موافق حالات پیدا کر دئے۔ مکہ مکرمہ کے قرب و جوار میں اکثر قبائل نے اسلام قبول کر لیا یا اُن کی ہمدردی مسلمانوں کے حق میں ہو گئی اور قریش مکہ سے اُن کے تعلقات منقطع ہو گئے اور آخر اسلام کی حیرت انگیز ترقی دیکھ کر مبہوت و مرعوب ہو گئے اور سوائے اسلام قبول کرنے کے اُن کے لئے کوئی چارہ نہ رہا۔ غزوہ فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار اسلامی لشکر جرار کا مقابلہ کرنے میں قریش اور اُن کے حلیف و ہمدرد قبائل بالکل شل تھے۔ جیسا کہ اگلے باب کے مطالعہ سے یہ امر ظاہر و باہر نظر آئے گا۔

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات الْعَرَبِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، جزء اول صفحہ ۲۲۲ تا ۲۶۹)

یہ باب دراصل تمہید ہے ابواب فتح مکہ کے لئے۔ (باب ۴۶ تا ۵۳) حرقات وغیرہ قبائل سے مخصوص مہمات بھی دراصل اس آخری فتح و ظفر مبین کے لئے تمہید ہی تھیں جس کا پرچم امن و اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں وادئ مکہ میں بلند ہوا اور لہرایا گیا۔

مذکورہ بالا تاریخی واقعات کا پس منظر مد نظر رکھتے ہوئے ان ابواب کی ترتیب پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ عنوانِ باب اور روایات غزوات و سرایا کے مجمل ذکر سے امام بخاریؒ کا کیا مقصد ہے۔ ان کی تفصیل مد نظر نہیں بلکہ فتح مکہ سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جد و جہد اور اس کی نوعیت بتانا اصل مدعا ہے۔ عنوانِ باب میں قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقہ کو صیغہ مفرد کی جگہ صیغہ جمع سے ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کی کئی گوتیں (بطون) علاقہ غسان میں تھیں جو بحیرہ مردار کے جنوب مشرقی علاقہ سے لے کر شامی حدود مشارف تک ممتد تھا۔ بلقاء، بصریٰ، اذرُعات اسی علاقے کے پرگنے تھے۔ ان میں جو قبیلے بود و باش رکھتے تھے۔ اُن میں سے بنو زرعہ، بنو ربعہ، بنو جرمز بن ربیعہ اور قبیلہ عمرو بن معبد جہنی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قبیلہ جہینہ کی یہ شاخیں خاندانی طور پر جہینہ کی ان شاخوں سے مرتبط تھیں جو مدینہ کے شمال مغرب میں بحیرہ قلزم کے آس پاس آباد تھیں اور جن کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے ابتداء میں تعلقاتِ موالاۃ قائم کئے تھے۔

امام بخاریؒ نے فتح مکہ سے ماقبل باب میں متعدد مہمات کا مجمل ذکر کر کے اُن مہمات کے اسی مقصد کی طرف توجہ دلائی اور بتایا ہے کہ مہموں کی روانگی اور معاہدات طے کرنے میں ان قبائل کے باہمی تعلقات مد نظر رکھے گئے تھے، جس سے وحدتِ ملی کی سرزمین ہموار کی گئی۔ حرقات جہینہ سے متعدد قبائل مراد ہیں جو بنو حرقہ سے منسوب اور علاقہ غسان میں آباد تھے۔ ان قبائل میں سے جس نے برضاء و رغبت اسلام قبول کیا، ان پر اسلامی احکام عائد کئے گئے اور جو معاہدہ امن و صلح پر راضی ہوا اسی پر اکتفا کیا گیا۔ چنانچہ قبائل بنو ضمرہ وغیرہ کے ساتھ معاہدات کی یہی دوسری صورت و شکل تھی۔

مذکورہ بالا معاہدات میں قبائل کے سربراہوں کی طرف سے ظاہری اقرار کو کافی سمجھا گیا۔ اس باب کی پہلی روایت (نمبر ۴۲۶۹) سے یہی ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ حضرت اُسامہ بن زیدؓ نے زبانی اقرار کافی نہیں سمجھا اور دشمن قبیلہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا اور یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث ہوئی۔

روایات نمبر ۴۲۷۰ تا ۴۲۷۳ میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ وہ سولہ غزوات و مہمات میں شریک ہوئے۔ یہ غزوات و سرایا پانچویں و چھٹی ہجری سے مخصوص ہیں۔ صرف غزوہ اُبنیٰ کا تعلق آٹھویں ہجری سے ہے جس میں حضرت اسامہؓ بطور سپہ سالار مقرر کئے گئے۔ ان کی مہم کا تعلق قبائل حرقات جہنی سے تھا۔ باقی مہمات کا تعلق قبائل حرقات سے نہیں بلکہ ان کے ماسوا دیگر قبائل سے تھا۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۴۹)

بَاب ٤٦: غَزْوَةُ الْفَتْحِ

غزوہ فتح (مکہ)

وَمَا بَعَثَ بِهِ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور جو حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اہل مکہ کو (خط) بھیجا تھا۔ جس میں انہوں نے اُن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ کرنے کی خبر دی تھی۔

٤٢٧٤: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي رَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتَّى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادَى بِنَا خَيْلُنَا حَتَّى أَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِي كِتَابٌ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِي بَلْتَعَةَ إِلَى نَاسٍ بِمَكَّةَ

۴۲۷۴: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا کہ عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: حسن بن محمد (بن علی) نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے عبید اللہ بن ابی رافع سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے زبیرؓ اور مقدادؓ کو بھیجا۔ آپؐ نے فرمایا: تم چلے جاؤ، یہاں تک کہ جب روضہ خاخ میں پہنچو تو وہاں ایک عورت ہودہ میں سوار ہوگی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے لو۔ کہتے تھے: ہم چل پڑے۔ ہمارے گھوڑے سرپٹ دوڑتے ہوئے ہمیں لے گئے۔ یہاں تک کہ ہم اس روضہ (باغ) میں پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک سوار عورت ہے۔ ہم نے اسے کہا کہ خط نکالو۔ کہنے لگی: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: خط نکالنا ہوگا ورنہ ہم کپڑے اُتاریں گے۔ (حضرت علیؓ) نے کہا: (یہ سن کر) اس نے اپنے جُوڑے میں سے اسے نکالا۔ ہم وہ خط لے کر رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آئے۔ اس خط

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا؟ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَّهُمْ بِهَا قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ أَهْلِيهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِي وَلَمْ أَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِي وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللهَ اطَّلَعَ عَلَى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللهُ السُّوْرَةَ: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

میں یہ مضمون تھا: حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مکہ کے چند مشرکوں کے نام۔ رسول اللہ ﷺ کے بعض ارادوں کے متعلق انہیں اطلاع دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: حاطبؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! میرے خلاف جلدی نہ فرمائیں۔ میں ایسا شخص ہوں جو باہر سے آکر قریش میں مل گیا تھا۔ ان کی مراد یہ تھی کہ میں ان کا حلیف تھا، اُن میں سے نہ تھا۔ اور جو آپؐ کے ساتھ مہاجر ہیں ان کے رشتہ دار مکہ میں موجود ہیں جو اُن کے گھر بار اور مال و متاع کو بچاتے ہیں۔ مجھے یہ بات حاصل نہیں۔ یعنی میرا اُن کے ساتھ رشتہ داری کا تعلق نہیں۔ تو میں نے چاہا کہ ان پر کوئی احسان کروں، جس کے ذریعہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی حمایت کریں۔ دین سے مرتد ہوکر میں نے یہ بات نہیں کی۔ اسلام کے بعد کفر پسند نہیں کیا۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو اس نے تم سے سچ بیان کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اس منافق کی گردن اڑانے دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو وہ غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے اور تمہیں کیا علم کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھانک کر دیکھا جو بدر میں شریک ہوئے اور فرمایا: جو چاہو کرو۔ میں نے تمہارے گناہوں سے پردہ پوشی کر کے تم سے درگذر کر دیا ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے سورۃ (ممتحنہ کی یہ آیت) نازل کی: اے مومنو! میرے اور اپنے دشمنوں کو گہرا دوست نہ بنایا کرو۔

وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ إِلَى قَوْلِهِ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ (الممتحنة: ۲)

تم تو اُن کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ وہ اس حق کے منکر ہیں جو تمہاری طرف آیا ہے۔ وہ تم کو بھی اور رسول کو بھی صرف اس لئے کہ تم سب اللہ پر جو تمہارا ربّ ہے ایمان لائے ہو، (لڑنے کے لئے گھروں سے) نکالتے ہیں۔ اگر تم میرے رستہ میں کوشش کرنے اور میری رضاجوئی کے لئے نکلو تو تم میں سے بعض چوری چوری ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہیں اور میں خوب جانتا ہوں اس کو جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور جو کوئی تم میں سے ایسا کام کرے وہ سمجھ لے کہ وہ سیدھے رستہ سے بھٹک گیا۔

اطرافہُ: ۳۰۰۷، ۳۰۸۱، ۳۹۸۳، ۴۸۹۰، ۶۲۵۹، ۶۹۳۹۔

تشریح: غَزْوَةُ الْفَتْحِ: اس باب کا تعلق غزوہ فتح مکہ کی تیاری اور راز داری سے ہے۔ ابن ابی شیبہ میں ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مکہ مکرمہ سے متعلق عزم کر لیا تو حضرت عائشہؓ سے فرمایا: جَهِّزِيْنِيْ وَلَا تُعْلِمِنَّ بِذٰلِكَ اَحَدًا۔ میرے سفر کی تیاری کرو اور کسی کو اس کا علم نہ ہونے دو۔ گھر میں غیر معمولی نقل و حرکت دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ کو شبہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ معیادی صلح کی مدت ابھی ختم نہیں ہوئی ہے، یہ تیاری کیسی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی غداری سے انہیں مطلع کیا اور فرمایا: راستوں کی ناکہ بندی کی جائے تا کوئی شخص قریش کو آپؐ کی تیاری کا علم نہ دے سکے۔ [1]
(فتح الباری جزء۷ صفحہ ۶۵۱)

حاطبؓ بن ابی بلتعہ کے خط لکھنے اور مزنی عورت کے ہاتھ اُسے بھیجنے کا واقعہ کتاب الجہاد، زیر باب ۱۴۱ (روایت نمبر ۳۰۰۷ میں) بھی گزر چکا ہے۔ غزوات و مہمات سے متعلق بالعموم آپؐ نے اخفاء و احتیاط سے کام لیا۔ جس سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ دشمن کو تیاری اور مقابلہ کا کم موقع ملا۔ سراسیمہ وار بھاگ کر اُس نے اپنی جان بچائی اور خون ریزی بہت کم ہوئی۔ غزوۂ مکہ میں بھی یہی طریق اختیار کیا گیا تھا۔ یہ غزوہ بھی ماہِ رمضان میں ہوا جو قرآن کریم میں شہر فرقان کے وصف سے موسوم ہے۔ غزوۂ بدر کے باب میں اس وصف کی توجیہہ گزر چکی ہے۔ (کتاب المغازی، تشریح باب ۳) اگلے باب کا عنوان شَهْرُ فُرْقَان سے ہی قائم کیا گیا ہے جو اس ماہ کا امتیازی نام ہے۔

---

[1] (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب المغازی، حدیث فتح مکة، جزء۷ صفحہ ۳۹۸)

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے باپ کا نام عمرو ہے اور بقول سہیلی وہ عبداللہ بن حمید بن زُہَیر بن اسد بن عبد العزیٰ کے حلیف تھے۔ مسند احمد بن حنبل کی روایت میں كُنْتُ اِمْرَأً مُّلْصَقًا کے الفاظ کی جگہ كُنْتُ عَزِيْزًا کے الفاظ وارد ہوئے ہیں۔[1] یعنی میں اجنبی تھا۔ قریش سے قرابت کا تعلق نہ تھا بلکہ ان میں بطور حلیف رہتا تھا۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے: كَانَ لِيْ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ وَلَدٌ وَّاَهْلٌ فَصَانَعْتُهُمْ عَلَيْهِمْ۔[2] میرے بیوی بچے قریش کے پاس تھے، اس وجہ سے میں نے اُن کے ساتھ رکھ رکھاؤ کی صورت پیدا کی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۵۲)

روایت نمبر ۴۲۷۴ کے آخر میں آتا ہے: فَأَنْزَلَ اللهُ السُّوْرَةَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ......(الممتحنة:۲) ان الفاظ سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورۃ حضرت حاطبؓ کے واقعہ پر نازل ہوئی۔ جس کا آغاز مذکورہ بالا آیت سے ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ سورۃ صلح حدیبیہ کے بعد اور فتح مکہ سے قبل نازل ہوئی تھی اور اس کی آخری آیات میں مکہ مکرمہ سے آنے والی عورتوں کے پرکھنے اور ان کی نسبت تسلی کرنے کا ذکر ہے مبادا وہ کسی دنیوی غرض سے آئی ہوں۔ اس سورۃ میں معاشرہ بشریہ کے تعلقات کی استواری اور حسن معاملہ سے متعلقہ اعلیٰ اخلاقی اصول بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے الفاظ فَأَنْزَلَ اللهُ السُّوْرَةَ کو مطلق تطبیق واقعہ پر محمول کرنا نامناسب ہے۔ کیونکہ حضرت حاطبؓ کا واقعہ آٹھویں ہجری کا ہے اور سورۃ کے نزول کا تعلق اس سے قبل زمانہ کا ہے اور اس سورۃ کے مضمون میں بہت وسعت ہے۔ حضرت حاطبؓ کے واقعہ سے اسے مخصوص نہ سمجھا جائے۔ ورنہ نفس مضمون غایت درجہ محدود ہو جاتا ہے۔ آیات ۱۱، ۱۲ پر غور کریں تو ان کا تعلق واقعہ حاطبؓ سے کچھ نہیں۔ بلکہ کفار کی عورتوں یا مسلم خواتین، ان کے حقوق کی نگہداشت اور ان کی جانچ پڑتال سے ہے۔ نیز اس عام اَخلاقی تعلیم سے ہے جس کا تعلق معاشرہ کی استواری سے ہے۔ علاوہ ازیں ان بعض واقعات سے ہے جو صلح حدیبیہ کے تھوڑے عرصہ بعد رونما ہوئے تھے۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب المغازی تشریح باب ۳۵۔

بَاب ٤٧: غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

غزوہ فتح (مکہ کے لئے کوچ) رمضان میں ہوا

٤٢٧٥: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ

۴۲۷۵: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہمیں بتایا کہ لیث (بن سعد) نے ہم سے بیان کیا۔ (انہوں نے کہا:) عقیل (بن خالد) نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: عبیداللہ بن

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند جابر بن عبد الله، جزء ۳ صفحہ ۳۵۰)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر فتح مكة، كتاب حاطب إلى قريش، جزء ۲ صفحہ ۳۹۹)

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ. قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ. وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ.

عبد اللہ بن عتبہ نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابن عباسؓ نے انہیں بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں غزوہ فتح (مکہ) کے لئے کوچ کیا۔ انہوں نے کہا: اور میں نے (سعید) ابن مسیب سے بھی سنا۔ وہ بھی اسی طرح کہتے تھے۔ اور عبید اللہ بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ دار تھے۔ جب آپؐ کَدِید میں پہنچے یعنی اس پانی پر جو قُدَید اور عسفان کے درمیان ہے تو آپؐ نے روزہ افطار کیا۔ پھر روزہ نہیں رکھا، یہاں تک کہ وہ مہینہ گزر گیا۔

اطرافهُ: ۱۹۴۴، ۱۹۴۸، ۲۹۵۳، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹۔

٤٢٧٦: حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ آلَافٍ وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ

۴۲۷۶: محمود (بن غیلان) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبد الرزاق نے ہمیں بتایا۔ معمر نے ہمیں خبر دی، (کہا:) زُہری نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے، عبید اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں مدینہ سے نکلے اور آپؐ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے اور یہ کوچ مدینہ میں آپؐ کی آمد سے (پورے) ساڑھے آٹھ سال بعد ہوا اور جو مسلمان آپؐ کے ساتھ تھے، مکہ کو روانہ ہوئے۔ آپؐ بھی روزہ رکھتے اور وہ بھی۔ یہاں تک کہ جب آپؐ کَدِید میں پہنچے اور وہ ایک چشمہ ہے جو عسفان اور قُدَید کے درمیان

وَأَفْطَرُوا. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ الْآخِرُ فَالْآخِرُ.

ہے۔ وہاں آپؐ نے روزہ افطار کیا اور لوگوں نے بھی۔ زُہری نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی بات کو سنت بنایا جاتا ہے جو سب سے آخری ہو۔

اطرافہُ: ۱۹۴۴، ۱۹۴۸، ۲۹۵۳، ۴۲۷۵، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹۔

٤٢٧٧: حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِّنْ لَّبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلَى رَاحَتِهِ أَوْ عَلَى رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّامِ أَفْطِرُوْا.

۴۲۷۷: عیاش بن ولید نے ہمیں بتایا کہ عبدالاعلیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (حذاء) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ رمضان میں حُنین کی سمت نکلے اور لوگ مختلف حالت میں تھے۔ کوئی روزہ دار، کوئی بے روزہ۔ جب آپؐ اپنی سواری پر ٹھیک طرح بیٹھ گئے تو آپؐ نے دودھ یا پانی کا ایک برتن منگوایا اور اسے اپنی ہتھیلی پر یا (کہا:) سواری پر رکھا۔ پھر آپؐ نے لوگوں کی طرف دیکھا۔ جو بے روزہ تھے، وہ روزہ داروں سے کہنے لگے کہ اب تو روزہ کھول دو۔

اطرافہُ: ۱۹۴۴، ۱۹۴۸، ۲۹۵۳، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹۔

٤٢٧٨: وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ. وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۷۸: اور عبدالرزاق نے کہا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب سے، ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ (انہوں نے یوں کہا:) جس سال مکہ فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے۔ اور حماد بن زید نے ایوب سے، ایوب نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

اطرافہُ: ۱۹۴۴، ۱۹۴۸، ۲۹۵۳، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۹۔

٤٢٧٩ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَّاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ.

۴۲۷۹: علی بن عبد اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے طاؤس سے، طاؤس نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سفر کیا اور روزہ رکھا۔ جب آپؐ عسفان پہنچے تو آپؐ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور دن کے وقت پیا تا لوگ آپؐ کو دیکھیں کہ آپؐ روزہ دار نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ آپؐ مکہ میں آئے۔ طاؤس نے کہا: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ بھی رکھا اور افطار بھی کیا۔ اس لئے جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اطرافهُ: ١٩٤٤، ١٩٤٨، ٢٩٥٣، ٤٢٧٥، ٤٢٧٦، ٤٢٧٧، ٤٢٧٨۔

تشریح: غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ: اس باب میں پانچ روایتیں ہیں جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیں۔ اس تعلق میں کتاب الصوم باب ۳۴ تا باب ۳۸ دیکھئے۔ ان روایات کی شرح میں فتح الباری میں غزوہ فتح مکہ کے لئے دس رمضان کو نکلنے کا بتایا گیا ہے۔ مسند احمد بن حنبل کی روایات میں رمضان کی دو[1] بارہ اور اٹھارہ[2] تاریخ کا ذکر ہے۔ بیہقی کی روایت میں تیرہ[3] اور صحیح مسلم کی روایت میں سولہ[4] تاریخ کا کہ رمضان کی ان تاریخوں میں آپؐ نے کوچ کیا۔ اس باب کی روایتوں میں مطلق رمضان میں نکلنے کا ذکر ہے۔ کسی تاریخ کی تعیین نہیں۔ عنوانِ باب میں رمضان کی کسی معین تاریخ کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اس باب کی دوسری روایت میں سال ہجری کی تعیین ہے۔ یعنی ہجرت سے آٹھ سال اور چھ ماہ گزرنے پر دس ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ سے کوچ کیا گیا تھا۔ یہ

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی سعید الخدری، جزء ۳ صفحہ ۸۷)

[2] (مسند احمد بن حنبل، حدیث شداد بن أوس، جزء ۴ صفحہ ۱۲۲)

[3] (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الصیام، باب جواز الفطر فی السفر القاصد، جزء ۴، صفحہ ۲۰۵)

[4] (صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم و الفطر فی شہر رمضان للمسافر)

روایت معمر کی ہے۔ یہ فرق سَن کے شمار میں کمی بیشی ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ورنہ درست یہی ہے کہ ہجرت سے سات سال اور چھ ماہ گزرنے پر غزوہ فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ معمر نے پہلے محرم سے سَن محسوب کیا ہے۔ دو تین مہینے جو اس پر گزرے ہیں وہ نظرانداز کر کے اس سال کو آٹھویں ہجری کا شروع قرار دیا ہے۔ اس بارے میں ان کے الفاظ یہ ہیں: وَذٰلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ اس سے ان کی مراد دراصل عَلَى رَأْسِ سَبْعِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۶، ۷) یعنی ساڑھے آٹھ سال سے دراصل ساڑھے سات سال مراد ہیں جو آٹھویں ہجری کا سال ہے۔

باب کی تیسری روایت (نمبر ۴۲۷۷) میں الفاظ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ إِلَى حُنَيْنٍ سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ غزوۂ حنین کا واقعہ تو فتح مکہ کے بعد کا ہے۔ اس کا ذکر کیوں کیا؟ لیکن بقول حضرت ابن عباسؓ آپؐ غزوہ مکہ کے لئے دسویں رمضان کو نکلے تھے[1] اور مکہ مکرمہ میں رمضان کے وسط میں پہنچے ہوں گے اور آپؐ کا وہاں قیام اُنیس دن تھا۔ رمضان کا مہینہ تو وہیں ختم ہو گیا اس لئے حنین کی طرف رمضان میں کیسے نکل سکتے تھے۔ امام ابن حجر کے نزدیک ان الفاظ سے صرف یہ مراد ہے کہ جس رمضان میں غزوہ مکہ کے لئے کوچ ہوا تھا، اس کے بعد غزوہ حنین ہوا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷) فقرہ إِلَى حُنَيْنٍ میں حرف إِلَى ظرف زمان ہے نہ ظرف مکان۔ یعنی وہ زمانہ جس میں حنین کا واقعہ پیش آیا تھا۔

پانچویں روایت میں سفر کے راستہ کی تصریح ہے۔ عسفان شام و مکہ کے تجارتی راستہ پر واقع ہے۔ اس راستہ پر سفر کرنے والے کو حنین سے نہیں گزرنا پڑتا بلکہ مدینہ سے مکہ کی طرف سیدھے راستہ سے آنے والے کو ابواء، رابغ اور عسفان سے گزرنا پڑتا ہے۔ غزوہ حنین جبل اوطاس کے درّوں اور پیچیدہ وادیوں کے قریب واقع ہوا تھا۔ فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا قصد کیا اور اپنی نقل و حرکت کا مقصد مخفی رکھنے کی غرض سے نخلہ یمانیہ اور قرن کا رخ کیا اور مقام لیہ پر پہنچے، جو طائف کے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر ہے اور پھر یہاں سے آپؐ طائف کا محاصرہ کرنے کے لئے بڑھے۔[2] طائف سے اوطاس کا محل وقوع شمال مشرق میں تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔ آنحضرت ﷺ شمال مشرق کی جہت کا سفر اختیار کرتے ہوئے طائف پہنچے۔ اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ حنین کا محل وقوع اُس جہت میں نہیں جہاں سے آپؐ نے مکہ مکرمہ کے لئے کوچ کیا۔ الفاظ میں اختصار ہے اور امام ابن حجر کی مذکورہ بالا تشریح درست ہے کہ جس رمضان میں غزوہ مکہ کے لیے کوچ ہوا اس کے بعد غزوہ حنین ہوا۔

عنوان باب غَزْوَةُ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ جملہ اسمیہ ہے اور اثبات میں ہے۔ اس جملہ سے اس خیال کی نفی کی گئی

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن العباس، جزء اوّل صفحہ ۲۶۶)

[2] (عمدۃ القاری، کتاب التفسیر، سورۃ آل عمران، باب وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ)
(معجم المعالم الجغرافیۃ فی السیرۃ النبویۃ، لیّۃ، صفحہ ۲۷۴)

ہے کہ غزوہ فتح رمضان میں نہیں بلکہ کسی اور مہینہ میں ہوا تھا۔ الفاظ عَلَى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ کی بناء پر اگر حساب کیا جائے تو یہ رمضان کے علاوہ کوئی اور مہینہ ہوگا۔ عنوانِ باب میں اس امر کا ردّ مقصود ہے۔ سال اور ماہ کا حساب اندازاً ہے۔ ورنہ روایات اس بارہ میں متفق ہیں کہ غزوہ فتح مکہ رمضان میں ہوا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ سفر کے دوران افطار کیا تھا۔ نہ صرف روایات ہی میں بلکہ قرآن مجید میں بھی ماہِ رمضان کو شَهْرُ رَمَضَانَ کی تخصیص کر کے اس سے بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرۃ:۱۸۶) مراد لیا ہے۔ یعنی یہ ایسا مبارک مہینہ ہے جس میں حق و باطل کا فرق نمایاں کیا جائے گا۔ چنانچہ غزوۂ بدر بھی رمضان میں ہوا اور غزوہ فتح بھی اسی ماہ میں۔

باب کی دوسری روایت (نمبر ۴۲۷۶) میں ہم سفر مجاہدین کی تعداد دس ہزار بیان کی گئی ہے۔ ابن اسحاق کی ایک روایت میں بارہ ہزار کی تعداد کا ذکر ہے۔[۱] یہ لشکر مہاجرین و انصار و قبائل اسلم، غفار، مزینہ، جہینہ اور سلیم میں سے تیار ہوا تھا۔ اس کی تائید ابن عائذ نے کی ہے اور تعداد کے بارہ میں جو اختلاف ہے اسے یوں حل کیا ہے کہ مدینہ سے کوچ کرتے وقت تو مجاہدین کی تعداد دس ہزار تھی لیکن مر الظہران پہنچتے وقت یہ تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷)

صحف عہد قدیم میں موعودہ نبی جو صحرائے عرب میں پیدا ہونے والا تھا اس کی نسبت ان الفاظ میں نشاندہی کی گئی تھی کہ

> ”خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت اُن کے لئے تھی۔“
>
> (کتابِ مقدس مطبوعہ ۱۸۷۰ء، استثناء باب ۳۳: ۲)

نبی صادق سے متعلق ایک نشاندہی تو یہ ہے جو توریت میں مذکور ہے اور دوسری نشاندہی رمضان فرقان کی جو قرآنِ مجید میں بیان ہوئی ہے۔ جیسا کہ تفصیلاً اس بارہ میں پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔ سورۃ الفتح کے شروع ہی میں اس فتح کی بشارت کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ (الفتح: ۲) ہم نے تم کو ایک کھلی کھلی فتح بخشی ہے۔ دونوں باتیں نشاندہی کے عین مطابق خارق عادت طور پر پوری ہوئیں۔ چنانچہ واقعہ غزوہ مکہ میں خارق عادت نشان کی ایمان افروز شان یہ تھی کہ قریش کی طرف سے معاہدہ صلح میعادی کی خلاف ورزی ایسے وقت میں ہوئی کہ اس کے لئے حملہ ماہِ رمضان میں ہی ضروری ہو گیا تھا۔ بتایا جاچکا ہے کہ صلح حدیبیہ کی شرطیں طے ہونے پر بنو خزاعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موالات کا عہد و پیمان کیا اور وہ آپؐ کے حلیف بنے اور بنو بکر قریش کے اور یہ دونوں قبیلے قدیم سے ایک دوسرے کے حریف تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ان کی ایک دوسرے سے لڑائیاں ہوتی رہیں۔ جن میں فریقین کے آدمی قتل ہوئے اور سلسلہ ثار و انتقام قائم رہا۔ اسلامی جنگوں میں مشغول ہونے کی

---

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر فتح مكة، نُزُوْلُهُمْ مَرَّ الظَّهْرَانِ، جزء۲ صفحہ ۴۰۰)

وجہ سے خانہ جنگی کی یہ آگ کچھ مدت تک مدھم رہی۔ قبیلہ بنو بکر کی شاخ بنی دیل بھی ان لڑائیوں میں شریک تھی۔ وتیر نامی چشمہ کی بابت بنو دیل کا بنو خزاعہ سے جھگڑا ہو گیا اور نوفل بن معاویہ سردار بنی دیل نے کسی پرانے انتقام میں ایک خزاعی شخص منبہ کو قتل کر دیا۔ جس پر دونوں قبیلوں کے درمیان لڑائی کی آگ بھڑک اُٹھی۔ قبیلہ بنو بکر نے بنو دیل کا ساتھ دیا اور بنو خزاعہ پر شب خون مارا۔ جس میں قریش نے اپنے حلیف قبیلوں کی خفیہ طور پر اسلحہ اور اپنے آدمیوں سے مدد کی اور یہ معاہدہ صلح حدیبیہ کے خلاف تھا۔ بنو خزاعہ نے حرم میں پناہ لی مگر وہ وہاں بھی قتل کئے گئے اور بیت اللہ کی حرمت کا پاس نہ رکھا گیا۔

یہ واقعہ عہد شکنی غزوہ فتح مکہ کا باعث ہوا۔ بنو خزاعہ نے اپنے آپ کو مظلوم و بے بس پا کر عمرو بن سالم خزاعی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فریاد رسی کی غرض سے بھیجا اور اس کے پیچھے بدیل بن ورقا اور خزاعہ کے کچھ اور نمائندے بھی مدینہ پہنچے اور صورت حال سے آپؐ کو آگاہ کیا۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حملے اور شب خون کے واقعات سنے اور ان کی دلجوئی کی۔ فرمایا: نُصِرْتَ يَا عَمْرُو بْنُ سَالِمٍ (عمرو بن سالم! تمہاری مدد کی گئی۔) اور صبر وتحمل اور رازداری سے کام لینے کی انہیں ہدایت فرمائی۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۵۰) ابن اسحاق نے عمرو بن خزاعی کی فریاد کے الفاظ نقل کئے ہیں جو یہ ہیں:

يَا رَبِّ إِنِّي نَاشِدٌ مُحَمَّدًا ۔۔۔ حِلْفَ أَبِينَا وَأَبِيهِ الْأَتْلَدَا
فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ نَصْرًا أَيَّدَا ۔۔۔ وَادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوا مَدَدَا
إِنَّ قُرَيْشًا أَخْلَفُوكَ الْمَوْعِدَا ۔۔۔ وَنَقَضُوا مِيثَاقَكَ الْمُؤَكَّدَا
هُمْ بَيَّتُونَا بِالْوَتِيرِ هُجَّدَا ۔۔۔ وَقَتَّلُونَا رُكَّعًا وَسُجَّدَا
وَزَعَمُوا أَنْ لَسْتُ أَدْعُو أَحَدَا ۔۔۔ وَهُمْ أَذَلُّ وَأَقَلُّ عَدَدَا[2]

(فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۵۰)

ان کا ترجمہ یہ ہے: اے میرے ربّ! میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ قدیم معاہدہ یاد دِلا کر اس کا واسطہ دیتا ہوں جو ہمارے اور اس کے باپ دادا کے درمیان ہوا تھا۔ سو ہماری مدد کر، اللہ تجھے توفیق دے، ایسی مدد جو قوی ہو۔ بندگان خدا کو بلا کہ وہ مدد کو آئیں۔ قریش نے وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے۔ تیرے پختہ عہد کو توڑا ہے ہم پر شب خون مارا ہے جبکہ وتیر مقام پر ہم سوئے پڑے تھے۔ ہمیں قتل کیا ہے جبکہ ہم رکوع و سجدہ میں تھے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اپنی مدد کے لئے کسی کو نہیں بلائیں گے اور (خزاعہ) بڑے کمزور اور تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذِكْرُ الْأَسْبَابِ الْمُوجِبَةِ الْمَسِيرَ إِلَى مَكَّةَ وَذِكْرُ فَتْحِ مَكَّةَ، جزء ۲ صفحہ ۳۹۵)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، ذِكْرُ الْأَسْبَابِ الْمُوجِبَةِ الْمَسِيرَ إِلَى مَكَّةَ وَذِكْرُ فَتْحِ مَكَّةَ، جزء ۲ صفحہ ۳۹۴، ۳۹۵)

امام ابن حجر نے مذکورہ بالا فریاد نقل کر کے لکھا ہے کہ بزار نے بسند ابی سلمہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کیا ہے کہ بلحاظ سند یہ فریاد والی روایت صحیح ہے اور اس بارہ میں روایت موصول و حسن ہے۔ علاوہ ازیں طبرانی[1]، عبدالرزاق[2] اور ابن ابی شیبہ[3] نے بھی یہی واقعہ اور اشعار نقل کئے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۵۰، ۶۵۱)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار اور قبائل میں سے دس ہزار مجاہدین کا لشکر تیار کیا اور اس میں یہ احتیاط فرمائی کہ ان میں سے اکثر جہت سفر اور مقصود سے بے خبر رکھے گئے اور سفر سے پہلے ناکہ بندی کا اہتمام کیا گیا تاکہ مکہ والوں کو کانوں کان خبر نہ ہو۔[4] ابوسفیان کو قریش کی غداری و نقض معاہدہ کا خدشہ تھا۔ صلح حدیبیہ کے وقت وہ بغرض تجارت ملک شام کو گیا ہوا تھا اور اسے اپنی عزت کا بھی احساس تھا کہ اس کے مشورہ کے بغیر معاہدہ طے ہوا۔ یہ سمجھ کر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تازہ واقعہ شب خون سے ناواقف ہیں، مدینہ میں آکر اپنی شمولیت کی غرض سے تجدید و توثیق معاہدہ کی خواہش کا اظہار کیا جس سے اس کی غرض یہ تھی کہ قریش مکہ غداری کے بد نتائج سے محفوظ ہو جائیں۔ بمقام عسفان بدیل بن ورقا وغیرہ اُسے ملے۔ اس کے دریافت کرنے پر انہوں نے ٹال دیا اور اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا کہ وہ کدھر سے آرہے ہیں اور مدعائے سفر کیا تھا۔

ابوسفیان مدینہ میں اپنی بیٹی حضرت امّ حبیبہؓ کے ہاں ٹھہرا اور اپنی بیٹی سے، نیز حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ سے اپنی آمد کی غرض بیان کی کہ معاہدہ صلح حدیبیہ پر اس کے دستخط ہونے ضروری ہیں۔ ورنہ وہ معاہدہ پختہ نہیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان اصحاب نے التفات نہیں کی۔ مایوس ہونے پر حضرت علیؓ سے ذکر کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ مسجد نبوی میں جا کر وہ خود ہی توثیق معاہدہ کا اعلان کر دے یہ کافی ہوگا۔ چنانچہ اس مشورہ کے مطابق عمل کر کے ابوسفیان واپس چلا گیا اور قریش مکہ کو اپنے اس کارنامہ کی اطلاع دی۔ وہ ہنسے کہ علیؓ نے اسے بیوقوف بنایا ہے۔ یک طرفہ اعلان توثیق بے معنی ہے۔ یہ واقعہ تاریخ کا ہے۔ تفصیل کیلئے سیرت ابن ہشام[5] اور طبقاتِ کبریٰ لابن سعد[6] ملاحظہ کریں۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی جو مؤلفین مغازی میں سے نہایت ثقہ مانے گئے ہیں، مذکورہ بالا واقعہ نقل کیا اور لکھا ہے کہ بنوبکر و بنودیل کی مدد کرنے والوں میں صفوان بن امیہ، شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو شامل تھے اور یہ رؤساءِ مکہ میں سے ذمہ دار لوگ تھے۔ (فتح الباری جزء ۷ صفحہ ۶۵۱) بنو خزاعہ کے خلاف انہیں رنج تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد پہلے بھی کیا کرتے تھے اور اب قریش کو چھوڑ کر مدینہ والوں کے اعلانیہ حلیف بن گئے ہیں۔

---

[1] (المعجم الصغیر للطبرانی، باب المیم، من اسمه محمد، روایت نمبر ۹۶۸، جزء ۲ صفحہ ۱۶۷)

[2] (مصنف عبد الرزاق، کتاب المغازی، غزوة الفتح، جزء ۵ صفحہ ۳۷۴)

[3] (مصنف ابن ابی شیبة، کتاب المغازی، حدیث فتح مکة، جزء ۷ صفحہ ۳۹۸ تا ۴۰۱)

[4] (کتاب الخراج لأبی یوسف، فصل فی قتال أهل الشرك، جزء اوّل صفحہ ۲۳۲)

[5] (السیرة النبویة لابن هشام، ذکر الأسباب الموجبة المسیر الی مکة، أبو سفیان یطلب الصلح، جزء ۴ صفحہ ۳۶)

[6] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوة رسول اللہ ﷺ عام الفتح، جزء ۲ صفحہ ۱۲۴)

مذکورہ بالا واقعہ ایسے وقت میں رونما ہوا کہ تیاری کرتے کراتے رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا جس میں مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی گئی۔ آب وتیر پر جھگڑا ہونا، خزاعی شخص کا مارا جانا، قدیم عداوتوں کی آگ بھڑک اُٹھنا، قریش کے اپنے حلیفوں کی مدد میں عقل وخرد کھو بیٹھنا، معاہدہ صلح حدیبیہ نظرانداز کر کے ان کی مدد کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خزاعہ کی فریاد پر اُن کی مدد کے لئے رمضان میں کوچ کرنا۔ یہ ساری باتیں محض اتفاقی نہیں بلکہ اس مشیئت وتقدیر الٰہی کی ترجمانی کرتی ہیں جس کی قبل از وقت نبی اکرم ﷺ کو بذریعہ وحی ان الفاظ میں اطلاع دی گئی تھی: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ[1] (البقرۃ:۱۸۶) بدر والا پہلا یوم فرقان بھی رمضان میں ہی تھا اور فتح مکہ والا آخری یوم فرقان بھی رمضان میں۔ یہ مہتم بالشان حادثے قطعاً اتفاق پر مبنی نہیں اور نہ انسان کے ارادہ وقصد کا ان سے تعلق ہے۔ مدینہ والوں میں سے کسی نے اہل مکہ کو مشورہ نہیں دیا تھا کہ شعبان میں فلاں فلاں شرارت کرو تا نقض معاہدہ کی وجہ سے تم پر حملہ ہو اور رمضان سے متعلق فرقان والا نشان پورا ہو۔

عنوانِ باب غَزْوَةُ الْفَتْحِ سے اسی یوم الفرقان والی نشانی کا پتہ چلتا ہے۔ جس طرح دس ہزار مجاہدین کی معین تعداد کے ذکر سے دس ہزار قدوسیوں والے نشان کا علم ہوتا ہے۔ جس کا ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام نبی کی پیشگوئی میں بھی ہے۔ (غزل الغزلات باب ۵: ۱۰ تا ۱۴)

دونوں باتیں پیشگوئی کی صورت رکھتی ہیں اور عالم الغیب کے علم سے متعلق ہیں اور تقدیر الٰہی سے وہ ظہور پذیر ہوئیں۔ ان کے درمیان توافق وتطابق اتفاقی حادثہ نہیں ہوسکتا۔ بالفرض اگر یہ سمجھا جائے کہ مجاہدین کی تعداد کا تعین اور رمضان میں کوچ دونوں باتیں ارادۃً وقصداً عمل میں لائی گئیں تو اس سے بھی یوم الفرقان کی عظمت میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ اس نشان کی شوکت کو بڑھاتا ہے۔ غایت درجہ ضعف کے حالات میں پیشگوئی کے مطابق فتح پاجانا خود ایک ایمان افروز واقعہ ہے۔ الٰہی منشاء وتقدیر کو پورا کرنے کی کوشش اور اس کوشش میں توفیق پانا اور اس میں کامیاب ہو جانا محل اعتراض نہیں۔ ہر رمضان اس عظیم الشان واقعہ غزوۂ بدر اور فتح مکہ کی ہمیں یاد دلاتا اور ذات باری تعالیٰ کی قدرت نمائی سے متعلق ایمان تازہ کرتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ (البقرۃ:۱۸۶) اس مبارک مہینہ میں حق وباطل کے درمیان فرق کر دینے والا نشان، نہ ایک دفعہ بلکہ دو دفعہ ظاہر ہوا۔

روایت نمبر ۴۲۷۸ کے الفاظ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ سے امام احمد بن حنبل کی روایت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس کا تعلق رمضان میں کوچ کرنے سے ہے اور یہ کہ آپؐ ایک جوہڑ کے پاس سے گزرے۔[2] وَقَالَ حَمَّادُ

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لیے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق وباطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔“

[2] (مسند احمد بن حنبل، مسند بنی ہاشم، مسند عبد اللہ بن العباس، جزء اول صفحہ ۳۶۶)

بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ... اس سے بیہقی کی روایت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس میں ایوب کی سند صرف عکرمہ تک ہی ہے۔ اس میں حضرت ابن عباسؓ کا ذکر نہیں اور یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔[1] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۸)
روایت نمبر ۴۲۷۹ کے لئے دیکھئے کتاب الصوم باب ۳۴ روایت نمبر ۱۹۴۴ اور باب ۳۸ روایت نمبر ۱۹۴۸۔

بَاب ٤٨: أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

فتح (مکہ) کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پرچم کہاں نصب کیا

٤٢٨٠: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذَلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتَّى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ مَا هَذِهِ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ نِيْرَانُ بَنِي عَمْرٍو فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذَلِكَ فَرَآهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكُوْهُمْ فَأَخَذُوْهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ

۴۲۸۰: عبید بن اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام (بن عروہ) سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ نے فتح (مکہ) کے سال کوچ کیا تو قریش کو یہ خبر پہنچی۔ تب ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بُدَیل بن ورقاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حالات کی جستجو میں نکلے۔ وہ چل پڑے یہاں تک کہ مرالظہران مقام پر پہنچے تو انہوں نے کیا دیکھا کہ بے شمار آگیں روشن ہیں، جیسے (حج کے موقع پر) مقامِ عرفات کی آگیں ہوتی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: یہ کیسی ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عرفات کی آگیں ہیں۔ بُدَیل بن ورقاء نے کہا: بنو عمرو (خزاعہ) کی آگیں معلوم ہوتی ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: عمرو کا قبیلہ اس تعداد سے بہت کم ہے۔ اتنے میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے پہرہ داروں میں سے کچھ لوگوں نے دیکھ لیا اور اُن کو پکڑ کر گرفتار

[1] (دلائل النبوة للبیہقی، جماع أبواب فتح مكة، نزول رسول اللہ ﷺ بمر الظهران، جزء۵ صفحہ ۳۲ تا ۳۵)

رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ أَبُوسُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ خَطْمِ الْجَبَلِ حَتَّى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلَى أَبِي سُفْيَانَ فَمَرَّتْ كَتِيْبَةٌ قَالَ يَا عَبَّاسُ مَنْ هَذِهِ قَالَ هَذِهِ غِفَارُ قَالَ مَا لِي وَلِغِفَارَ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هَذِهِ قَالَ هَؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ كَتِيْبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ

کر لیا اور پھر اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ ابوسفیان تو مسلمان ہوگیا۔ جب آپؐ چلے تو آپؐ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا: ابوسفیان کو پہاڑ کے درے پر روکے رکھنا تاکہ وہ مسلمانوں (کی فوج) کو دیکھ لے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ نے ان کو روکے رکھا۔ قبائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرنے لگے۔ ایک ایک دستہ فوج ابوسفیان کے سامنے سے گزرتا گیا۔ جب ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے کہا: عباسؓ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ غفار کے لوگ ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: مجھے غفار سے کیا سروکار۔ پھر جہینہ گزرے۔ ابوسفیان نے ویسے ہی کہا۔ پھر سعد بن ہُذیم گزرے۔ پھر اس نے ویسے ہی کہا۔ پھر سلیم گزرے۔ پھر اس نے ویسے ہی کہا۔ یہاں تک کہ آخر میں ایک لشکر ایسا آیا کہ ویسا اس نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ ابوسفیان نے پوچھا: یہ کون ہیں؟ حضرت عباسؓ نے کہا: انصار ہیں۔ ان کے سردار سعد بن عبادہؓ ہیں، جن کے ساتھ عَلَم ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے پکار کر کہا: ابوسفیان! آج کا روز گھمسان کی لڑائی کا روز ہے۔ آج کعبہ میں لڑائی حلال ہوگئی۔ ابوسفیانؓ نے یہ سن کر کہا: عباسؓ! بربادی کا یہ دن کیا خوب ہوگا۔ (اگر مقابلہ کا موقع مل جاتا) پھر ایک اور دستہ فوج آیا اور وہ تمام لشکروں سے چھوٹا تھا۔ ان میں رسول اللہ صلی اللہ

الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَلَكِنْ هَذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيْهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَأَخْبَرَنِي نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَنْ يَّدْخُلَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدَا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْأَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جابِرِ الْفِهْرِيُّ.

علیہ وسلم تھے اور آپؐ کے ساتھی مہاجرین تھے اور نبی ﷺ کا عَلَم حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیانؓ کے پاس سے گزرے، ابوسفیانؓ نے کہا: آپؐ کو علم نہیں کہ سعد بن عبادہؓ نے کیا کہا؟ آپؐ نے پوچھا: کیا کہا؟ اس نے کہا: ایسا ایسا کہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: سعد نے درست نہیں کہا بلکہ یہ وہ دن ہے کہ جس میں اللہ کعبہ کی عظمت قائم کرے گا اور کعبہ پر غلاف چڑھایا جائے گا۔ عروہ کہتے تھے: اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپؐ کا پرچم حجون میں نصب کیا جائے۔ اور اس سند سے عروہ یہ بھی کہتے تھے کہ نافع بن جبیر بن مطعم نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عباسؓ سے سنا۔ وہ حضرت زبیر بن عوامؓ سے پوچھ رہے تھے۔ ابوعبداللہ! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ سے فرمایا تھا کہ عَلَم یہاں نصب کرو؟ عروہ کہتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا کہ وہ مکہ کے بالائی جانب سے یعنی کَداء کی طرف سے مکہ میں داخل ہوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کُدا سے داخل ہوئے۔ اس دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سواروں میں سے دو شخص مارے گئے۔ حضرت حبیش بن اشعرؓ اور حضرت کرز بن جابر فہریؓ۔

٤٢٨١: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَّجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ.

۴۲۸۱: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معاویہ بن قرہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس روز مکہ فتح ہوا، دیکھا کہ آپؐ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں اور سورۂ فتح تلاوت کر رہے ہیں۔ خوش الحانی سے اسے پڑھ رہے ہیں اور انہوں نے کہا: اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ لوگ میرے اردگرد اکٹھے ہو جائیں گے تو میں بھی اسی طرح خوش الحانی سے تلاوت کرتا، جس طرح آپؐ نے تلاوت کی تھی۔

اطرافهُ: ٤٨٣٥، ٥٠٣٤، ٥٠٤٧، ٧٥٤٠۔

٤٢٨٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَيْنَ نَنْزِلُ[1] غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِنْ مَنْزِلٍ.

۴۲۸۲: سلیمان بن عبدالرحمٰن نے ہمیں بتایا کہ سعدان بن یحییٰ نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن ابی حفصہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے علی بن حسین (زین العابدین) سے، انہوں نے عمرو بن عثمان سے، عمرو نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت کی کہ انہوں نے فتح مکہ کے سفر میں پوچھا: یا رسول اللہ! کل آپؐ کا قیام کہاں ہو گا؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی ٹھکانہ چھوڑا ہے؟

اطرافهُ: ١٥٨٨، ٣٠٥٨، ٦٧٦٤۔

٤٢٨٣: ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ

۴۲۸۳: پھر آپؐ نے فرمایا: مومن کافر کا وارث

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ لفظ تَنْزِلُ ہے (فتح الباری جزء۸ حاشیہ صفحہ ۱۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ. قِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَّرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيْلٌ وَطَالِبٌ. وَقَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ نَنْزِلُ[1] غَدًا فِي حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.

نہیں ہوتا اور کافر مومن کا وارث نہیں ہوتا۔ زُہری سے پوچھا گیا۔ ابوطالب کا کون وارث ہوا؟ انہوں نے کہا: عقیل اور طالب ان کے وارث ہوئے۔ معمر نے زُہری سے یوں نقل کیا: کل آپؐ اپنے اس حج میں کہاں اُتریں گے؟ اور یونس نے حج کا ذکر نہیں کیا اور نہ فتح کے زمانہ کا۔

٤٢٨٤: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَاءَ اللهُ إِذَا فَتَحَ اللهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۴۲۸۴: ابوالیمان نے ہمیں بتایا کہ شعیب نے ہم سے بیان کیا کہ ابوزناد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبدالرحمٰن (بن ہرمز) سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انشاء اللہ کل جب اللہ تعالیٰ فتح دے گا تو ہماری فرودگاہ خیف (بنی کنانہ) ہوگی جہاں قریش نے کفر پر آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔

أطرافهُ: ١٥٨٩، ١٥٩٠، ٣٨٨٢، ٤٢٨٥، ٧٤٧٩۔

٤٢٨٥: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ

۴۲۸۵: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن سعد نے ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوسلمہ سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حنین کا قصد کیا۔ فرمایا: ہمارا پڑاؤ کل انشاء اللہ

[1] بخاری مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی میں یہاں لفظ "تَنْزِلُ" ہے۔ ترجمہ اس کے مطابق ہے۔
(صحیح البخاری، جزء ۲ صفحہ ۶۱۴)

بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوا عَلَى الْكُفْرِ.

خیف بنی کنانہ میں ہوگا جہاں قریش نے کفر پر آپس میں قسمیں کھائی تھیں۔

أطرافهُ: ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۳۸۸۲، ۴۲۸۴، ۷۴۷۹۔

۴۲۸۶: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلْهُ. قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا نَرَى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

۴۲۸۶: یحيٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ میں داخل ہوئے اور آپؐ کے سر پر خَود تھا۔ جب آپؐ نے اس کو اُتارا تو ایک شخص آیا، کہنے لگا: (عبداللہ) بن خطل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو قتل کردو۔ مالک نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے اُس دن احرام میں نہیں تھے۔

اطرافهُ: ۱۸۴۶، ۳۰۴۴، ۵۸۰۸۔

۴۲۸۷: حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ وَيَقُوْلُ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

۴۲۸۷: صدقہ بن فضل نے ہم سے بیان کیا کہ (سفیان) بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبد اللہ) بن ابی نجیح سے، انہوں نے مجاہد سے، مجاہد نے ابو معمر سے، ابو معمر نے حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ میں داخل ہوئے اور خانہ کعبہ کے اردگرد اس وقت تین صد ساٹھ (۳۶۰) بت تھے۔ آپؐ ایک لکڑی سے جو آپؐ کے ہاتھ میں تھی اُن کو ٹھکرانے لگے

جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ.

اطرافهُ: ٢٤٧٨، ٤٧٢٠ـ

٤٢٨٨: حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ.

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ. وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافهُ: ٣٩٨، ١٦٠١، ٣٣٥١، ٣٣٥٢ـ

اور فرماتے: حق آگیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ حق آگیا ہے اور باطل (کوئی چیز) پیدا نہیں کرتا اور نہ (کسی ہلاک شدہ چیز کو) واپس لا سکتا ہے۔

۴۲۸۸: اسحاق (بن منصور) نے مجھے بتایا کہ عبدالصمد نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایوب (سختیانی) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں آئے، آپؐ بیت اللہ میں داخل ہونے سے رُک گئے۔ کیونکہ اس کے اندر (دیویاں دیوتے) بت پڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کی نسبت حکم دیا۔ وہ نکال دیئے گئے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی مورتیاں بھی نکال دی گئیں، جن کے ہاتھ میں پانسے (یعنی فال نکالنے) کے تیر تھے۔ نبی ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا: اللہ ان مشرکوں کو ہلاک کرے، انہیں علم ہے کہ ان دونوں نے ان کے ذریعہ کبھی فال نہیں لی۔ اس کے بعد آپؐ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کے (چاروں) کونوں میں تکبیر کہی اور باہر آئے۔ آپؐ نے وہاں نماز نہیں پڑھی۔

(عبدالصمد کی طرح) اس حدیث کو معمر نے بھی ایوب سے روایت کیا۔ اور وُہیب (بن خالد) نے یوں کہا: ایوب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔

تشریح: **أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ:** عَلم نصب کرنے کی جگہ سے متعلق عنوان باب استفہامیہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کے مقام سے متعلق اختلاف ہے۔ روایت نمبر ۴۲۸۰ سے بتایا گیا ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ آپؐ کے علمبر دار تھے۔ جنہوں نے آپؐ کے ارشاد سے مقامِ حجون پر عَلم نصب کیا۔ جس کی تصدیق بسند نافع حضرت عباسؓ سے بھی بعد میں ہوئی کہ حجون ہی وہ مقام ہے جہاں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپؐ کا عَلم نصب کیا تھا۔ یہ تصدیق حضرت عمرؓ یا حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ایک حج کے موقع پر ہوئی تھی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۳)

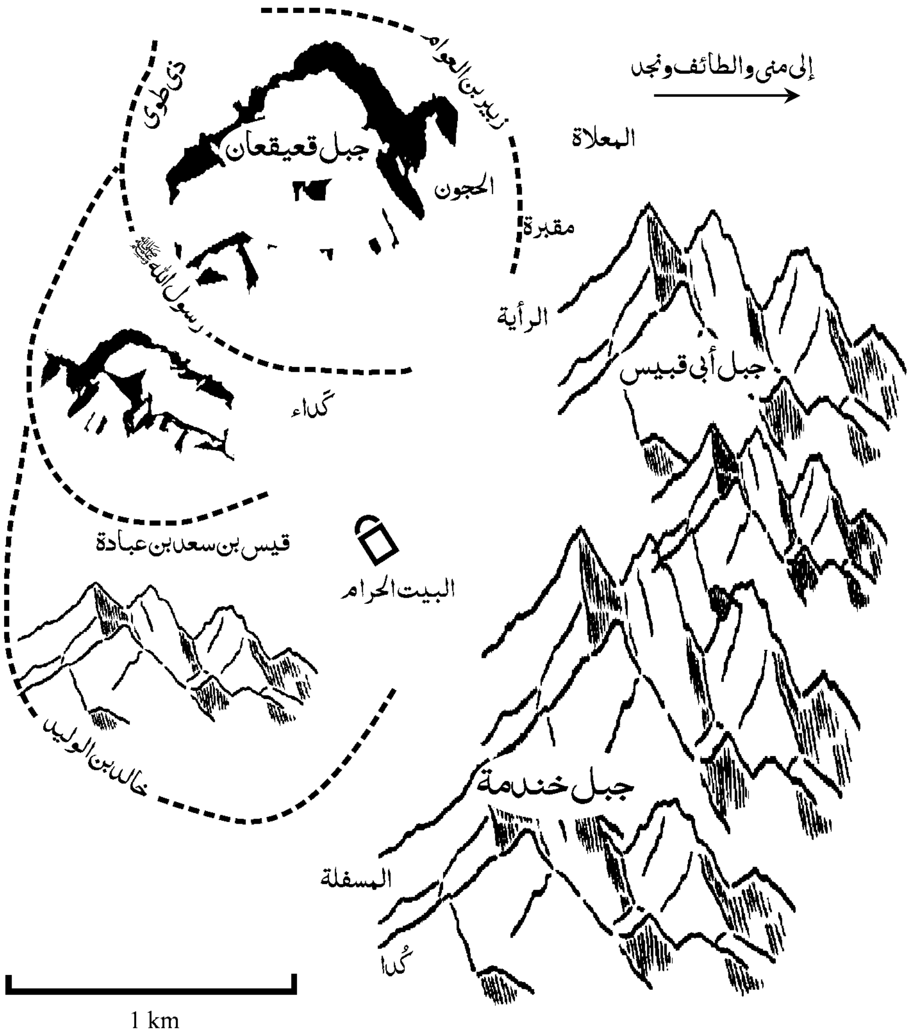

حجون کی پہاڑی عام قبرستان مکہ کے قریب معروف مقام ہے۔ مکہ مکرمہ ایک وادی میں واقع ہے۔ اس کے چاروں اطراف میں بلند و دشوار گزار پہاڑیاں ہیں، بلندی میں ایک دوسرے سے کم و بیش۔ ان میں سے ایک پہاڑی کا نام کَداء ہے جو شمال کی جانب ہے اور دوسری کا نام کُدا جو شہر کے جنوب میں واقع ہے۔ ان پہاڑیوں کی بلندی سے وادی مکہ کے نشیب میں اُترنا پڑتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے لئے صرف ایک بڑا راستہ شمالاً جنوباً شہر کے وسط سے گزرتا ہے اور دو ذیلی راستے اس سے آکر ملتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پہاڑیوں کے دامن میں مر الظہران کے مقام پر رات کو قیام فرمایا اور دس ہزار مجاہدین قبیلہ وار وسیع میدان میں تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر دور تک خیمہ زن تھے۔ آنحضرت ﷺ نے راستوں کی ناکہ بندی کا پورا اہتمام فرمایا تھا اور مکہ کا سفر مختلف سمتیں تبدیل کرتے ہوئے پیچیدہ راستوں سے طے کیا۔ جس سے سمجھا گیا کہ قبیلہ ہوازن کا قصد ہے یا بنو ثقیف کی تادیب مقصود ہے۔ لیکن جب آپؐ مر الظہران میں پہنچے اور چولہوں کی آگیں روشن ہوئیں تو اتنی بڑی فوج کی خبر پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی۔ بھنک پاکر ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء صورت حال معلوم کرنے کی غرض سے رات کو نکلے۔ حضرت عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سُن کر پہلے نکل چکے تھے۔ آگیں دیکھ کر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ چولہے بنو خزاعہ کے معلوم ہوتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا: ان کی تعداد تو تھوڑی ہے۔ حضرت عباسؓ کہنے لگے کہ یہ آگیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر والوں کی ہیں۔[۱] اتنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہرے داروں نے انہیں گھیر کر قید کرلیا۔ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۲۸۰ میں ہے۔ کتب مغازی میں اس سے زیادہ تفصیل ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ نے انہیں پناہ دی۔ ابوسفیان اپنی موت دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان قیدیوں کو واپس مکہ جانے کی اجازت نہیں دی بلکہ نظر بند رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ اگلے روز نمازِ فجر کے بعد آپؐ نے اپنے لشکر کو ترتیب دی۔ مقدمۃ الجیش میں قبائل بنو غفار، جہینہ، سعد بن ہذیم، سلیم و اسلم تھے۔ ہر قبیلہ اپنے اپنے سردار و پرچم کے ساتھ تھا۔ مؤخر الجیش میں انصار بقیادت حضرت سعد بن عبادہؓ اور آخر میں مہاجرین جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور آپؐ کا عَلَم حضرت زبیر بن عوامؓ بلند کئے ہوئے تھے۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو اپنی حفاظت میں پہاڑی درے کے آخری کنارے پر نظر بند رکھا اور جب لشکر قبیلہ وار گزرنے لگا تو حضرت عباسؓ نے ہر دستہ فوج سے متعلق بتایا، فلاں فلاں قبیلہ کی فوج ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہر قبیلہ کا سامانِ حرب اس کے ساتھ ہو اور وہ اپنے ہتھیاروں کا مظاہرہ کرے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۱)

اس لاؤ لشکر اور مظاہرے سے آپؐ کا یہ مقصد تھا کہ دشمن مرعوب ہو اور بغیر خونریزی مکہ فتح ہو جائے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو اس نے آپؐ سے کہا: آپؐ کو علم ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر فتح مكة، قِصَّةُ إِسْلَامِ أَبِي سُفْيَانَ، جزء ۲ صفحہ ۴۰۲)

کیا کہا ہے؟ دریافت کرنے پر ابوسفیان نے بتایا کہ وہ کہتے تھے: آج گھمسان کی جنگ ہوگی اور مکہ کی تاخت و تاراج جائز کی جائے گی۔ آپؐ نے فرمایا: سعدؓ نے درست نہیں کہا بلکہ آج تو مکہ کی عظمت قائم ہوگی۔ مغازی میں اموی کی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے سامنے سے گزرنے لگے تو اس نے پوچھا کہ کیا اپنی قوم کو قتل کرانے کا منشاء ہے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ ابوسفیان نے حضرت سعد بن عبادہؓ کے قول کا ذکر کیا اور اللہ تعالیٰ اور صلہ رحمی کا واسطہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَرْحَمَةِ اور حضرت سعدؓ سے احتیاطاً پرچم لے کر اُن کے بیٹے حضرت قیسؓ کو دیا اور موسیٰ بن عقبہ کی مغازی میں ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کو عَلم دیا گیا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب آپؐ کو حضرت سعد بن عبادہؓ کے فقرہ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ کا علم ہوا تو حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جاکر سعدؓ سے پرچم لے لیا جائے۔ یہ روایت ابن اسحاق کی ہے۔[1] امام ابن حجر کا خیال ہے کہ یہ تین اقوال ایک دوسرے کے خلاف نہیں۔ حضرت علیؓ کے ذریعہ سے پرچم حضرت سعدؓ سے لیا گیا اور پھر حضرت قیس بن سعدؓ کو دیا گیا اور آخر حضرت زبیرؓ کے حوالہ کیا گیا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مقدمۃ الجیش کا سالار مقرر کرکے فرمایا کہ وہ مکہ کی بلندی کَدَاء گھاٹی سے داخل ہوں اور خود کُدا گھاٹی سے اپنے دستہ فوج کے ساتھ داخل ہوئے۔ یہ حصہ روایت نہ صرف ابن اسحاق ہی کی روایت کے خلاف ہے بلکہ باب۴۹ کی مستند روایات نمبر ۴۲۹۰، ۴۲۹۱ کے بھی خلاف ہے۔ جن میں صراحت ہے کہ آپؐ کَدَاء سے داخل ہوئے تھے جو مکہ کی بلند گھاٹی ہے اور حضرت خالدؓ نچلی گھاٹی کُدا سے۔ روایت نمبر ۴۲۸۰ میں یہی سقم ہے جس کی وجہ سے الگ عنوانِ باب (نمبر ۴۹) قائم کرکے اس کی اصلاح کی گئی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت اس بارہ میں زیادہ واضح ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زبیر بن عوامؓ کو عَلم دیا اور مہاجرین کی پیادہ و سوار سپاہ کے ساتھ انہیں بھیج کر ہدایت فرمائی کہ مکہ کی بلند گھاٹی کَدَاء سے جاکر حجون میں عَلم نصب کیا جائے اور وہیں ٹھہرے رہیں، تاوقتیکہ آپؐ وہاں پہنچ جائیں اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو قضاعہ و سلیم وغیرہ کا سالار مقرر کرکے انہیں ہدایت کی کہ وہ مکہ کی نچلی گھاٹی کُدا سے داخل ہوں اور اپنا پرچم آبادی کے قریب نصب کریں اور حضرت سعد بن عبادہؓ کو انصار کے دستہ فوج کا سالار مقرر کرکے انہیں آگے روانہ کیا اور سب کو ہدایت فرمائی کہ کسی سے تعرض نہ ہو۔ صرف لڑنے والوں ہی کا مقابلہ کیا جائے۔ ان کے سوا دوسروں پر دست درازی نہ ہونے پائے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ کُدا سے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے لگے تو جبل خندمہ کے دامن میں بنو بکر، بنو حارث بن عبد مناۃ اور ہذیل و احابیش کے لوگ اکٹھے ہوکر ان کے سدّ راہ ہوئے اور ان سے مقابلہ ہوا۔ بنو بکر کے بیس اور ہذیل کے تین چار آدمی لڑائی میں مارے گئے اور حزورہ تک مقابلہ کرکے مسجد کے دروازے پر حضرت خالدؓ پہنچ گئے۔ قریش میں سے بعض گھروں میں اور بعض پہاڑوں پر چلے گئے۔

---

[1] (السیرة النبویة لابن هشام، ذکر فتح مکة، تَخَوُّفُ الْمُهَاجِرِينَ عَلَى قُرَيْشٍ مِنْ سَعْدٍ، جزء۲ صفحہ ۴۰۶)

ابوسفیان پکارا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند رکھے گا وہ امن میں ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تلواریں چمکتی دیکھیں تو فرمایا: یہ کیا؟ میں نے تو لڑنے سے منع کیا تھا۔ صحابہؓ نے کہا: ایسا خیال ہے کہ خالدؓ سے لڑائی ہوگئی ہے اور اس وجہ سے انہیں مجبوراً لڑنا پڑا ہے اور جب سکون ہوا تو آپؐ نے حضرت خالدؓ سے دریافت فرمایا۔ انہوں نے عرض کی کہ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ جنگ کی ابتداء کی ہے اور ہم پر ہتھیار چلائے ہیں۔ میں نے اپنا ہاتھ روکا اور حتی الوسع کوشش کی کہ لڑائی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا جواب سن کر فرمایا: قَضَاءُ اللّٰهِ خَيْرٌ۔ الٰہی فیصلہ ہی اچھا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۳ تا ۱۵)

ابن اسحاق نے بھی خندمہ کی اس لڑائی کا ذکر کیا ہے جس میں حضرت خالدؓ کی فوج میں سے حضرت حُبَیش بن اشعرؓ، حضرت کُرز فہریؓ اور حضرت مسلمہ بن میلاء جہنیؓ شہید ہوئے اور مشرکین کے بارہ تیرہ آدمی مارے گئے اور انہیں شکست ہوئی۔[۱] روایت نمبر ۴۲۸۰ میں حضرت حُبَیش اور حضرت کرز بن جابر فہریؓ کی شہادت کا ذکر ہے۔ حُبَیش لقب ہے اور ان کا نام حضرت خالد بن سعد بن منقذ بن ربیعہ خزاعی ہے۔ حضرت کُرز بن جابر فہریؓ وہ شخص ہیں جنہوں نے کسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ریوڑ پر چھاپہ مارا تھا۔ پھر مسلمان ہوگئے تھے۔ ابن سعدؒ نے بھی مذکورہ بالا لڑائی کا ذکر کیا اور بتایا ہے کہ ایک روایت میں چوبیس افراد کے مارے جانے کی خبر ہے۔ باقی دستے بغیر جنگ وخون ریزی مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔[۲] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۴، ۱۵)

حضرت خالد بن ولیدؓ کا راستہ ایسی طرف متعین کیا گیا تھا جہاں اُن قبائل کی آبادی تھی جنہوں نے خزاعہ پر شب خون مارا، اُن کے آدمیوں کو ہلاک کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدینِ خالدؓ کے ہاتھوں سے مظلوموں کا انتقام لیا۔ حضرت خالدؓ مَسفلة (نشیبی جہت) سے داخل ہوئے جو جنوبی سمت میں ہے۔ جہاں سے یمن کو کاروانی راستہ جاتا ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اور حضرت علیؓ کے دستہ فوج کا راستہ کَداء کی طرف سے تھا جو بالائی راستہ ہے اور مغربی سمت سے بڑے راستے میں مل جاتا ہے۔ حضرت زبیرؓ کا دستہ فوج معلاة یا کَداء والے راستہ سے داخل ہوا۔ کَداء وہ مقام ہے، جہاں سے کاروانی راستہ جدہ کو جاتا ہے اور بعض کے نزدیک خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شمال میں معلاة سے جدھر مر الظہران اور مدینہ سے راستہ آتا ہے، یعنی بڑے راستے سے داخل ہوئے جس میں نجد، طائف اور منٰی والا راستہ ملتا ہے۔ ادھر گھاٹی بلند ہے۔ حضرت خالدؓ کا راستہ اُس حصہ آبادی سے گزرتا تھا جسے مَسفلة کہتے ہیں اور جدھر جبل خندمہ اور ابو قبیس پہاڑ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت خالدؓ کے دستے کو مَسفلة کی طرف آتے دیکھ کر قبائلیوں نے خیال کیا ہو کہ آپ زیریں راہ سے داخل ہوں گے اور مزاحمت کی غرض سے مَسفلة کی طرف جمع ہوگئے ہوں۔

---

[۱] (السیرة النبویة لابن هشام، ذکر فتح مکة، تعرض صفوان فی نفر معه، جزء۲ صفحہ ۴۰۷، ۴۰۸)
[۲] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوة رسول اللهﷺ عام الفتح، جزء۲ صفحہ ۱۳۶)

آپؐ کے بیت اللہ پہنچنے پر یہ چاروں فوجیں آپؐ سے آملیں اور ان کے نعرہ تکبیر سے آسمان گونج اُٹھا اور قریش کے دل دہل گئے۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ (الفتح:۲۸) کا وعدہ الٰہی پورا ہوتا دیکھ لیا۔ کتنا پُر عظمت اور پُر شوکت یہ منظر تھا۔ یہ آیت سورۃ الفتح کی آیات بینات میں سے ہے اور روایت نمبر ۴۲۸۱ میں ہے کہ فتح مکہ کے روز اونٹنی پر سوار آپؐ یہی سورۃ خوش الحانی سے تلاوت کرتے سُنے گئے۔ مغازی کی روایات میں بھی یہی ذکر ہے کہ آپؐ اونٹنی پر سوار بار بار سجدہ کرتے تھے۔ گویا ارشادِ باری تعالیٰ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا (البقرۃ:۵۹) آپؐ کے ذہن میں مستحضر تھا اور حکم کی تعمیل ہو رہی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی سجدہ کناں ہی داخل ہوئے۔ ان کا شعار کامل اطاعت تھا اور اگر بنو ہذیل واحباش حضرت خالد بن ولیدؓ سے مزاحم نہ ہوتے تو ایک قطرہ خون بھی نہ گرتا۔ بنی اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ جب تم کسی بستی میں داخل ہو تو حِطَّةٌ کا شعار اختیار کر کے اور اپنی کمزوریوں کے طالب مغفرت ہوتے ہوئے داخل ہونا۔ یہی ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدین فتح مکہ کو تھا اور انہوں نے تاحدِ امکان آپؐ کا یہ ارشاد مدنظر رکھا۔ حِطَّةٌ مصدر ہے بمعنی نظر انداز کرنا۔ یعنی دشمن کے ظلموں کو نظر انداز کیا جائے اور انتقامی جذبے کا مظاہرہ نہ ہو۔ عہد نامہ عتیق سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے اس ہدایت پر عمل نہیں کیا اور اس نے دشمنوں سے بُری طرح انتقام لیا۔[۱]

قرآنِ مجید میں فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ (البقرۃ:۶۰) سے ان کی نافرمانی کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس صحابہ کرامؓ کا نمونہ اطاعت شعاری ہے جسے اسلامی تاریخ نے محفوظ رکھا ہے۔ روایت نمبر ۴۲۸۰ کے الفاظ اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ، اَلْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو قریش کے ظلم یاد تھے اور وہ انہیں کیفر کردار کو پہنچانا چاہتے تھے۔ دس ہزار مجاہدین کی آتش انتقام قریش کو پل بھر میں راکھ کر سکتی تھی۔ مگر وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تزکیہ یافتہ قدوسی گروہ تھا اور اس نے اپنے آقا کی خواہش اپنے جذبات انتقام پر مقدم رکھی کہ بیت اللہ کی عظمت ملحوظ رہے اور انسانی جان کی عزت کا پاس رکھا جائے۔

روایت نمبر ۴۲۸۲ تا ۴۲۸۵ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ اپنے جدی گھر میں قیام فرمائیں تا صحابہ کرام کو فتح مکہ سے اپنی جائیدادوں پر قبضہ کرنے کا خیال نہ آئے۔ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ سے آپؐ نے یہ خیال صحابہؓ کے ذہنوں سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دیا۔ دنیاوی حکومتوں کی فتوحات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فتوحات سے کیا نسبت رکھتی ہیں۔ آپؐ نے فتح مکہ کے بعد وہاں اُنیس دن قیام فرمایا اور اس دوران پہاڑی کی ڈھلوان اپنی فرودگاہ کے لئے پسند کی۔ جہاں قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خاندان بنو ہاشم کا مقاطعہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ خَیف کے معنی ہیں پہاڑی کی ڈھلوان۔ امام ابن حجرؒ نے آپؐ کے انتخاب فرودگاہ سے متعلق لکھا ہے: اِنَّمَا اخْتَارَ النَّبِيُّ ﷺ النُّزُوْلَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ لِيَتَذَكَّرَ مَا كَانُوْا فِيْهِ فَيَشْكُرَ اللّٰهَ تَعَالٰى

[۱] (کتاب مقدس، استثناء، باب ۲: ۳۴۔ گنتی باب ۲۱: ۲۹، ۳۰)

عَلَى مَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْهِ مِنَ الْفَتْحِ الْعَظِيْمِ وَتَمَكُّنِهِمْ مِنْ دُخُوْلِ مَكَّةَ ظَاهِرًا عَلَى رَغْمِ أَنْفِ مَنْ سَعَى فِيْ إِخْرَاجِهِ مِنْهَا وَمُبَالَغَةً فِي الصَّفْحِ عَنِ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا وَمُقَابَلَتِهِمْ بِالْمَنِّ وَالْإِحْسَانِ. ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ. (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۲۰) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قیام اس لئے پسند فرمایا تا اپنی سابقہ کمزوری و بے بسی کا تصور کرکے اللہ تعالیٰ کے احسان پر شکر گزاری کا موقع ملے۔ ایک وہ وقت تھا کہ آپؐ کو مکہ سے نکلنا پڑا اور اب یہ وقت ہے کہ آپؐ کو عظیم الشان فتح حاصل ہوئی۔ دشمنوں کی انتہائی مخالفت و مقابلہ کے باوجود آپؐ مکہ میں داخل ہوئے اور جن لوگوں نے آپؐ کو تکلیفیں دیں اور آپؐ سے بُرا سلوک کیا تھا، ان سے درگزر کرنے اور بدی کا بدلہ عفو و احسان سے دینے کی توفیق ملی۔

روایت نمبر ۴۲۸۳ کے آخر میں ہے: قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ۔ معمر کا یہ قول کتاب الجہاد روایت نمبر ۳۰۵۸ میں گزر چکا ہے۔ یہ روایت تین سندوں سے مروی ہے اور تین سندوں کے لفظی اختلاف کی طرف ضمناً توجہ دلائی گئی ہے۔ معمر کی روایت اس بارے میں محمد بن ابی حفصہ کی نسبت زیادہ معتبر ہے اور وہ ثقہ ہیں (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی دفعہ مسنون حج کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اس وقت بھی آپؐ کے قیام کا سوال اُٹھایا گیا ہو۔ اس تعلق میں کتاب الحج باب ۴۴، ۴۵ کی روایات بھی دیکھئے۔

روایت نمبر ۴۲۸۶ ضمناً نقل کی گئی ہے کہ عبد اللہ بن خطل فتنہ پرداز بطور سزا قتل کیا گیا تھا۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب جزاء الصید باب ۱۸۔

بَاب ٤٩: دُخُوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ کی بلند جانب سے داخل ہونا

٤٢٨٩: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ عَلَى رَاحِلَتِهِ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَمَعَهُ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتَّى

۴۲۸۹: اور لیث (بن سعد) نے کہا: یونس نے مجھ سے بیان کیا، (کہا) نافع نے مجھے بتایا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے روز مکہ کی بلند جانب سے اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے۔ اپنے پیچھے اسامہ بن زیدؓ کو بیٹھایا ہوا تھا اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ تھے۔ نیز عثمان بن طلحہؓ تھے جو بیت اللہ کے دربانوں میں سے تھے۔ آکر آپؐ نے مسجد حرام

أَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَأَمَرَهُ أَنْ يَأْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيهِ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ أَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَأَلَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ لَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى سَجْدَةً.

میں اپنی اونٹنی بٹھا دی۔ آپؐ نے عثمانؓ سے فرمایا کہ بیت اللہ کی چابی لائیں (اور کعبہ کھولیں۔ چنانچہ انہوں نے کعبہ کا دروازہ کھولا۔) رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور آپؐ کے ساتھ اُسامہ بن زیدؓ، بلالؓ اور عثمان بن طلحہؓ تھے۔ آپؐ اس میں دیر تک ٹھہرے رہے۔ پھر نکلے اور لوگ (اندر جانے کے لئے) لپکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ پہلے تھے جو داخل ہوئے۔ انہوں نے حضرت بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا۔ ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ تو حضرت بلالؓ نے اس جگہ کی طرف اشارہ کرکے انہیں بتایا جہاں آپؐ نے نماز پڑھی تھی۔ حضرت عبداللہ (بن عمرؓ) کہتے تھے: میں حضرت بلالؓ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں نماز پڑھی۔

اطرافهُ: ٣٩٧، ٤٦٨، ٥٠٤، ٥٠٥، ٥٠٦، ١١٦٧، ١٥٩٨، ١٥٩٩، ٢٩٨٨، ٤٤٠٠۔

٤٢٩٠: حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلَى مَكَّةَ. تَابَعَهُ أَبُو أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِي كَدَاءٍ.

۴۲۹۰: ہیثم بن خارجہ نے ہم سے بیان کیا کہ حفص بن میسرہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ فتح ہوا، اس کَداء کی طرف سے داخل ہوئے جو مکہ کی بلند سمت میں ہے۔ (حفص بن میسرہ کی طرح) ابواسامہ اور وہیب نے بھی کَداء کی بابت یہی بیان کیا۔

اطرافهُ: ١٥٧٧، ١٥٧٨، ١٥٧٩، ١٥٨٠، ١٥٨١، ٤٢٩١۔

٤٢٩١ : حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ.

۴۲۹۱: عبید بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام سے، ہشام نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس سال مکہ فتح ہوا، مکہ کی بلند جانب کَداء کی طرف سے داخل ہوئے۔

اطرافهُ: ١٥٧٧، ١٥٧٨، ١٥٧٩، ١٥٨٠، ١٥٨١، ٤٢٩٠۔

تشریح: دُخُوْلُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ: بعض روایات میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو مکہ کی بلندی کَدَاء گھاٹی سے داخل ہونے کا ارشاد فرمایا اور خود کُدا یعنی نشیبی گھاٹی سے اپنے دستہ فوج کے ساتھ داخل ہوئے۔ (روایت نمبر ۴۲۸۰) یہ بات مستند روایات کے خلاف ہے۔ امام بخاریؒ نے یہ باب قائم کرکے اسی سقم کو دُور کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپؐ کَدَاء سے داخل ہوئے تھے جو مکہ کی بلند گھاٹی ہے اور حضرت خالدؓ نچلی گھاٹی کُدا سے داخل ہوئے۔

بَاب ٥٠: مَنْزِلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ

فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قرار گاہ

٤٢٩٢ : حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرَ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ.

۴۲۹۲: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن مرہ) سے، عمرو نے (عبدالرحمٰن) بن ابی لیلیٰ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہمیں سوائے حضرت امّ ہانیؓ کے کسی نے نہیں بتایا کہ انہوں نے نبی ﷺ کو اشراق کی نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے ہی ذکر کیا ہے کہ جس دن مکہ فتح ہوا، اُن کے گھر میں آنحضرت ﷺ نے غسل کیا۔ پھر آپؐ نے (اشراق کی) آٹھ رکعتیں پڑھیں۔ کہتی تھیں کہ میں نے آپؐ کو کبھی نہیں دیکھا کہ اس سے ہلکی نماز پڑھی ہو مگر آپؐ رکوع اور سجود پورا کرتے۔

اطرافهُ: ١١٠٣، ١١٧٦۔

تشریح: مَنْزِلُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ شعب ابی طالب میں نصب کیا گیا تھا۔ حضرت علیؓ کی ہمشیرہ حضرت ام ہانیؓ کے ہاں آپؐ کا قیام عارضی تھا۔ وہاں آپؐ نے غسل کیا اور نوافل پڑھے ہیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۲۵)

باب ۵۱

٤٢٩٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي.

اطرافہُ: ٧٩٤، ٨١٧، ٤٩٦٧، ٤٩٦٨۔

۴۲۹۳: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور (بن معتمر) سے، انہوں نے ابوالضحیٰ سے، ابوالضحیٰ نے مسروق سے، مسروق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کہا کرتے تھے: پاک ذات ہے تو اے اللہ جو کہ ہمارا ربّ ہے اور اپنی حمد کے ساتھ ہے۔ اے اللہ! میری کمزوریوں پر پردہ پوشی فرما۔

٤٢٩٤: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتَى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ وَمَا أُرِيْتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي فَقَالَ

۴۲۹۴: ابونعمان نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت عمرؓ مجھے بھی ان بزرگ صحابہ کے ساتھ جو بدر کی جنگ میں شریک تھے اپنے پاس بلایا کرتے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا: آپؓ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ کیوں اندر بلالیتے ہیں حالانکہ اس کے برابر تو ہمارے بیٹے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: وہ تو اُن لوگوں میں سے ہے جن کا علم وفضل تم

مَـا تَقُولُـونَ فِـي: اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ ۙ وَ رَاَيۡتَ النَّاسَ يَدۡخُلُوۡنَ فِىۡ دِيۡنِ اللّٰهِ اَفۡوَاجًا ۙ (النصر: ۲،۳) حَتَّى خَتَمَ السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَحْمَدَ اللهَ وَنَسْتَغْفِرَهُ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِي أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا. قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللهُ لَهُ، اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ (النصر: ۲) فَتْحُ مَكَّةَ، فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ، فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَ اسۡتَغۡفِرۡهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۧ (النصر: ٤). قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

اطرافهُ: ۳۶۲۷، ٤٤٣٠، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠۔

جانتے ہو۔ (کہتے تھے:) ایک دن حضرت عمرؓ نے اُن (بزرگ صحابہ) کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ بلا لیا۔ انہوں نے کہا: اور میں سمجھتا تھا کہ انہوں نے مجھے اُس دن محض اس لئے بلایا تھا کہ وہ میرے علم کو انہیں دکھائیں (کہ اللہ نے مجھے کیا سمجھ دی ہے۔) حضرت عمر نے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ...... اوّل سے آخر سورۃ تک پڑھ کر (بزرگ صحابہ سے) پوچھا: تم اس سے کیا سمجھتے ہو؟ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، جب نصرت ملے اور ہمیں فتح ہو۔ اور اُن میں سے بعض نے کہا: ہمیں علم نہیں۔ یا اُن میں سے بعض نے کچھ بھی نہ کہا۔ حضرت عمرؓ نے مجھے کہا: ابن عباسؓ! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے کہا: نہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: تم کیا سمجھتے ہو؟ میں نے کہا: اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ہے جو اللہ نے آپؐ کو بتائی۔ اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَ الۡفَتۡحُ سے یہ مراد ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے گی اور مکہ فتح ہوگا تو یہ تیری اجل مقدر کی علامت ہے۔ اس لئے تو اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور اپنے لئے مغفرت طلب کر۔ یقیناً وہ رحمت کے بعد رحمت کرنے والا ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا: میں بھی اس کے متعلق یہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

٤٢٩٥: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلَى مَكَّةَ ائْذَنْ لِّي أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهِ إِنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَّكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لَهُ فِيْهِ[۱] سَاعَةً مِّنْ نَهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِيْلَ لِأَبِي شُرَيْحٍ مَاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذَلِكَ مِنْكَ

۴۲۹۵: سعید بن شرحبیل نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (سعید) مقبری سے، سعید نے حضرت ابو شریح عدویؓ سے روایت کی کہ انہوں نے عمرو بن سعید سے کہا (جو اس وقت یزید کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا) اور وہ اس وقت مکہ کی طرف فوج بھیج رہا تھا۔ اے امیر! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ سے ایک ایسی بات بیان کروں جس کو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن صبح کو بیان کیا۔ اس کو میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے یاد رکھا اور جب آپؐ وہ بات بیان فرما رہے تھے میری دونوں آنکھیں آپؐ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپؐ نے اللہ کی حمد اور ثناء بیان کی۔ پھر فرمایا: اللہ نے مکہ کو حرم قرار دیا ہے اور لوگوں نے اس کو حرم قرار نہیں دیا۔ کسی بھی شخص کے لئے جائز نہ ہوگا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو کہ اس میں خون بہائے اور نہ وہاں کوئی درخت کاٹے اور اگر کسی نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لڑنے کی وجہ سے لڑائی کی اجازت سمجھی تو تم اسے یہ کہنا کہ اللہ نے صرف اپنے رسول (ﷺ) کو اجازت دی تھی اور اس نے تمہیں اجازت نہیں دی اور مجھے بھی اس کے متعلق دن کی ایک گھڑی بھر کے لئے اجازت دی گئی تھی اور اب اس کی حرمت ویسی کی ویسی پھر قائم ہوگئی ہے جیسے کہ کل تھی اور

[۱] عمدۃ القاری میں اس جگہ الفاظ أَذِنَ لِي فِيْهَا ہیں (عمدۃ القاری، جزء ۱۷ صفحہ ۲۸۶) ترجمہ ان کے مطابق ہے۔

يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ. قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ الْخَرْبَةُ الْبَلِيَّةُ.

چاہیے کہ جو حاضر ہے وہ غیر حاضر کو یہ بات پہنچا دے۔ حضرت ابوشریح ؓ سے پوچھا گیا: عمرو نے آپؐ کو کیا جواب دیا؟ انہوں نے کہا کہ عمرو کہنے لگے: ابوشریح! میں آپؐ سے بڑھ کر یہ جانتا ہوں کہ حرم کسی مجرم کو پناہ نہیں دیتا اور نہ ایسے شخص کو جو خون کرکے بھاگ گیا ہو اور نہ اُسے جو کوئی خرابی کرکے بھاگ جائے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا کہ اس حدیث میں جو خَرْبَة کا لفظ ہے اس سے مراد شرارت ونقصان ہے۔

اطرافهُ: ١٠٤، ١٨٣٢۔

٤٢٩٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ.

۴۲۹۶: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے عطاء بن ابی رباح سے، عطاء نے حضرت جابر بن عبداللہ (انصاری) رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس سال مکہ فتح ہوا، یہ فرماتے سنا اور آپؐ اس وقت مکہ ہی میں تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے شراب کی فروخت حرام کی ہے۔

اطرافهُ: ٢٢٣٦، ٤٦٣٣۔

تشریح: یہ باب بلا عنوان ہے اور اس سے باب ۴۸ تا ۵۰ کا مضمون مکمل کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نصرت وفتح کا عَلَم بلند کرتے ہوئے فروتنی اختیار کی اور استغفار اپنا شعار بنایا۔ سورۃ النصر میں ہدایت کی گئی ہے کہ جب نصرت وفتح حاصل ہو تو بجائے عُجب وغرور کے عجز ونیاز کا سر آستانۂ الٰہی پر جھکے اور مغفرت طلب کی جائے کہ فتح وظفر اپنے ساتھ موجبات تکبر وغرور اور خود پسندی اور اسبابِ تعیش وغفلت اور کج رَوِی لانے والے ہوتے ہیں۔ ان کمزوریوں سے پناہ مانگی جائے۔ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا۔ ایسا کیا گیا تو اللہ تعالیٰ فتح وظفر کے بُرے عواقب سے محفوظ رکھے گا اور اپنی رحمت سے نوازے گا۔ الفاظ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے

کہ اللہ تعالیٰ آپؐ کو بار بار اپنی رحمت سے نوازتا رہے گا۔ تَابَ اللّٰہُ کے معنی رَجَعَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِهٖ۔ اللہ نے اس کی طرف رجوع برحمت کیا۔ تَوَّابٌ صیغہ مبالغہ ہے جس میں رحمت کے ساتھ بار بار رجوع کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

ابن اسحاق نے غزوہ فتح مکہ کے تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کا ذکر کیا ہے کہ آپؐ نے عثمان بن طلحہؓ حاجب کعبہ سے چابی منگوائی اور کعبہ کھلوایا اور اس کے دروازہ میں کھڑے ہو کر قریش سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ مَا تَرَوْنَ اَنِّیْ فَاعِلٌ فِیْکُمْ؟ قَالُوْا خَیْرًا، اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ۔ قَالَ اذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ۔[1] اے قریش کے لوگو! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تم سے کیا کرنے والا ہوں؟ انہوں نے کہا: اچھا ہی کریں گے۔ شریف بھائی ہو۔ شریف بھائی کے بیٹے ہو۔ فرمایا: جاؤ تم آزاد ہو۔ یہ کہہ کر آپؐ بیٹھ گئے۔ اور ابن عائذ کی روایت میں ہے: عثمان کو چابی واپس دی اور فرمایا: خُذْهَا خَالِدَةً مُخَلَّدَةً إِنِّي لَمْ أَدْفَعْهَا إِلَيْكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ دَفَعَهَا إِلَيْكُمْ وَلَا يَنْزِعُهَا مِنْكُمْ إِلَّا ظَالِمٌ۔ چابی لو (اور دعا کی کہ) ہمیشہ ہمیش تمہارے پاس رہے۔ یہ میں نے تمہیں نہیں دی بلکہ اللہ نے دی ہے۔ ظالم ہی تم سے چھینے گا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۲۴)

روایت نمبر ۴۲۹۵، ۴۲۹۶ سے بھی یہ ہی بتانا مقصود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ، اس کے حرم اور مکہ کی حرمت کے بارے میں اعلان فرمایا کہ اس کا درخت نہ کاٹا جائے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ: اس میں امن ہر طرح سے ملحوظ رکھا جائے اور کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو مخل امن ہو۔ یہی بات ذہن نشین کرانے کی غرض سے شراب کی حرمت کا ذکر کیا گیا۔

بَاب ٥٢: مُقَامُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

فتح مکہ کے ایام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ میں قیام

٤٢٩٧: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح. وَحَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

طرفه: ١٠٨١۔

۴۲۹۷: ابونُعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ اور قبیصہ (بن عقبہ) نے بھی ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ بن ابی اسحاق سے، انہوں نے حضرت انس (بن مالک) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم (مکہ میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس دن ٹھہرے، نماز قصر کرتے رہے۔

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر فتح مكة، طواف الرسول بالبيت وكلمته فيه، جزء۲ صفحہ ۴۱۲)

٤٢٩٨ : حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُاللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

اطرافهُ: ١٠٨٠، ٤٢٩٩۔

۴۲۹۸: عبدان نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا کہ عاصم (احول) نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہوئے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اُنیس دن ٹھہرے۔ (اس اثناء میں) دو دو رکعتیں پڑھتے تھے۔ (یعنی قصر کرتے رہے۔)

٤٢٩٩ : حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

اطرافهُ: ١٠٨٠، ٤٢٩٨۔

۴۲۹۹: احمد بن یونس نے ہم سے بیان کیا کہ ابوشہاب (عبد ربہ بن نافع) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم (اَحول) سے، عاصم نے عکرمہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر (فتح مکہ) میں انیس دن رہے۔ نماز قصر کرتے تھے اور حضرت ابن عباسؓ نے کہا اور ہم انیس دن تک جو بھی سفر ہو، قصر ہی کرتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ٹھہریں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

تشریح: مُقَامُ النَّبِيِّ ﷺ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ: اس باب میں تین روایتیں ہیں۔ پہلی روایت کا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامِ مکہ سے ہے جو آپؐ نے حجۃ الوداع کے دوران فرمایا تھا۔ آپؐ مکہ مکرمہ میں کل دس دن ٹھہرے تھے۔ چار ذوالحجہ کو آپؐ داخل ہوئے اور ۱۴ ذوالحجہ کو وہاں سے کوچ فرمایا۔ دوسری روایت کا تعلق آپؐ کے اس قیام سے ہے جو آپؐ نے غزوہ فتح مکہ کے ایام میں فرمایا تھا۔ یہ قیام کل انیس دن کا تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۲۷) قصر صلوٰۃ کے تعلق میں تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب تقصیر الصلاۃ باب ا۔

باب ۵۳

٤٣٠٠: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

طرفہ: ٦٣٥٦۔

۴۳۰۰: اور لیث (بن سعد) نے کہا: یونس نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے روایت ہے۔ (انہوں نے کہا:) حضرت عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیرؓ نے مجھے بتایا: جس سال مکہ فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (محبت سے) ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔

٤٣٠١: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ.

۴۳۰۱: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھ سے بیان کیا کہ ہشام (بن یوسف) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے زُہری سے، انہوں نے حضرت سُنین ابوجمیلہؓ سے روایت کی۔ زُہری نے کہا: حضرت ابوجمیلہؓ نے ہمیں یہ حدیث بتائی اور ہم اس وقت (سعید) بن مسیب کے پاس تھے۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوجمیلہؓ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور وہ آپؐ کے ساتھ جس سال مکہ فتح ہوا تھا، گئے تھے۔

٤٣٠٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرِّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هَذَا

۴۳۰۲: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت عمرو بن سلمہؓ سے روایت کی۔ ایوب کہتے تھے: مجھ سے ابوقلابہ نے کہا: کیا تم حضرت عمرو بن سلمہؓ سے نہیں ملو گے؟ ان سے مل کر یہ مسئلہ پوچھو۔ ایوب کہتے تھے: چنانچہ میں حضرت عمرو بن سلمہؓ سے ملا اور ان سے پوچھا۔ انہوں نے

الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمِ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ. فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِي قَوْمِي بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا وَصَلُّوا صَلَاةَ كَذَا فِي حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْآنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْآنًا مِنِّي لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّي فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْا عَنَّا

کہا: ہم ایک ایسے پانی کے پاس رہتے تھے کہ جہاں سے لوگوں کا گزر تھا اور ہمارے پاس سے سوار گزرا کرتے تھے اور ہم ان سے پوچھا کرتے تھے: لوگوں کا کیا حال ہے اور ان کی کیسے گزر رہی ہے؟ یہ (مدعی نبوت) شخص کیسا ہے؟ وہ کہتے تھے: وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے اس کو مبعوث فرمایا ہے اور اس نے اس کو وحی کی ہے یا (کہا:) اور اللہ نے اس کو یہ یہ وحی کی ہے۔ میں یہ باتیں یاد کرلیا کرتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب باتیں میرے سینے میں گڑ جاتی ہیں اور عرب لوگ مسلمان ہونے کے لئے فتح مکہ کا انتظار کرتے تھے۔ کہتے تھے: اس (مدعی نبوت) کو اپنی قوم سے نپٹ لینے دو۔ اگر غالب آگیا تو سچا نبی ہے۔ جب فتح مکہ کا موقع ہوا تو ہر ایک قوم مسلمان ہونے کے لئے لپکی اور میرے والد اپنی قوم کے مسلمان ہونے سے پہلے جلدی سے مسلمان ہو گئے تھے۔ جب وہ (اپنی قوم کے پاس) آئے، کہنے لگے: میں تمہارے پاس اللہ کی قسم اس نبی کی طرف سے ہو کر آیا ہوں جو سچا نبی ہے اور اس نبی نے یہ کہا ہے کہ تم فلاں نماز فلاں وقت میں اور فلاں نماز فلاں وقت پر پڑھو اور جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک اذان دے اور تمہارے آگے ہو کر تم کو وہ نماز پڑھائے جو تم میں سے زیادہ قرآن جانتا ہو۔ انہوں نے دیکھا تو مجھ سے بڑھ کر کوئی قرآن جاننے والا نہ تھا۔

اسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرُوْا فَقَطَعُوْا لِي قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِي بِذَلِكَ الْقَمِيْصِ.

اس لئے کہ میں سواروں سے سُن کر آیتیں یاد کرلیا کرتا تھا۔ اس لئے انہوں نے مجھے ہی (امامت کیلئے) اپنے آگے کیا اور میں اس وقت چھ یا سات سال کا تھا اور میرے تن پر صرف ایک چادر تھی۔ جب میں سجدہ کرتا تو وہ سمٹ جاتی اور میں ننگا ہو جاتا۔ قبیلہ کی ایک عورت بولی: کیا تم اپنے قاری کے سُرین ہم سے ڈھانکو گے نہیں؟ تو انہوں نے ایک کپڑا خریدا اور (جسم کے مطابق) میرے لیے ایک قمیص بنائی۔ میں کسی بات سے بھی اتنا خوش نہیں ہوا تھا جتنا کہ میں اس قمیص سے ہوا۔

٤٣٠٣: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح.

۴۳۰۳: عبد اللہ بن مسلمہ (قعنبی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (امام) مالک سے، مالک نے ابن شہاب سے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے، حضرت عائشہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ

اور لیث (بن سعد) نے کہا: یونس نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے روایت ہے۔ (انہوں نے کہا:) عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعدؓ (بن ابی وقاص) کو یہ وصیت کی تھی کہ وہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لے لے اور عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت مکہ میں آئے، سعد بن ابی وقاصؓ زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هَذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ هَذَا أَخِي هَذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ. فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوْكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ. وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذَلِكَ.

پاس آگئے اور ان کے ساتھ عبد بن زمعہؓ بھی آگئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ نے کہا: یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے۔ اس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہؓ نے کہا: یارسول اللہ! یہ میرا بھائی ہے، یہ زمعہ کا بیٹا ہے جو (اُن کی لونڈی کے پیٹ سے) اُن کے بستر پر پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے اس بچے کو دیکھا تو سب لوگوں میں اس کی صورت عتبہ بن ابی وقاص سے بہت ملتی ہوئی پائی۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عبد بن زمعہ! تم اس بچے کو لے لو، یہ تمہارا بھائی ہے کیونکہ تمہارے باپ کی لونڈی سے پیدا ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (امّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے) فرمایا: سودہؓ! اس سے پردہ کریں کیونکہ آپؐ نے عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت اس میں دیکھی۔ ابن شہاب نے کہا: حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بچہ اس بستر (کے مالک) کا ہوتا ہے (جس پر وہ بچہ پیدا ہو) اور بدکار کو پتھراؤ کیا جائے گا۔ اور ابن شہاب نے کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ یہ حدیث اعلانیہ بیان کرتے تھے۔

اطرافهُ: ٢٠٥٣، ٢٢١٨، ٢٤٢١، ٢٥٣٣، ٢٧٤٥، ٦٧٤٩، ٦٧٦٥، ٦٨١٧، ٧١٨٢۔

٤٣٠٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

۴۳۰۴: محمد بن مقاتل نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ یونس نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے مروی ہے۔ (انہوں نے

امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُوْنَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللهِ قَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيْبًا فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذَلِكَ وَتَزَوَّجَتْ. قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِيْنِي بَعْدَ ذَلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى

کہا:) عروہ بن زبیر نے مجھے بتایا کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں غزوہ فتح مکہ کے دوران چوری کی۔ اس کی قوم کے لوگ گھبرا کر حضرت اسامہ بن زیدؓ کی طرف گئے کہ وہ اُن سے آنحضرت ﷺ کے پاس سفارش کرائیں۔ عروہ کہتے تھے: جب حضرت اسامہؓ نے آپؐ سے اُس عورت کے متعلق بات کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھ سے اللہ کی مقرر کردہ سزاؤں میں سے ایک سزا کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟ حضرت اسامہؓ نے کہا: یارسول اللہ! میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ جب شام ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (لوگوں کے درمیان) تقریر کے لئے کھڑے ہوئے۔ پہلے آپؐ نے اللہ کی وہ تعریف کی جو اُس کے شایانِ شان ہے۔ پھر اس کے بعد فرمایا: تم سے پہلے لوگوں کو اس بات نے تباہ کیا کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی چھوٹا آدمی چوری کرتا تو اس کو سزا دیتے۔ اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ ضرور کاٹوں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چوری کرنے والی عورت کی بابت حکم دیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد اس کی توبہ اچھی ہوئی اور اس نے شادی بھی کی۔ حضرت

رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عائشہؓ کہتی تھیں: وہ اس کے بعد میرے پاس آیا کرتی تھی اور جو اُس کی حاجت ہوتی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرتی۔

اطرافهُ: ٢٦٤٨، ٣٤٧٥، ٣٧٣٢، ٣٧٣٣، ٦٧٨٧، ٦٧٨٨، ٦٨٠٠۔

٤٣٠٥ - ٤٣٠٦: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ حَدَّثَنِي مُجَاشِعٌ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِي بَعْدَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُكَ بِأَخِي لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ. قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا فَقُلْتُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا[1] بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

۴۳۰۵-۴۳۰۶: عمرو بن خالد نے ہمیں بتایا کہ زُہیر (بن معاویہ) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عاصم (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا کہ ابو عثمان (نہدی) سے مروی ہے۔ (انہوں نے کہا:) حضرت مجاشعؓ (بن مسعود) نے مجھ سے بیان کیا۔ کہتے تھے: میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی (مجالدؓ) کو لے کر نبی ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اپنے بھائی کو لایا ہوں تا آپؐ اس سے ہجرت کی بیعت لیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہجرت کا ثواب ہجرت کرنے والے لے چکے۔ میں نے پوچھا: آپؐ کس بات کی اس سے بیعت لیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: میں اس سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا۔ (ابو عثمان نہدی کہتے تھے:) پھر میں حضرت ابو معبد (مجالدؓ) سے ملا اور وہ دونوں بھائیوں میں سے بڑے تھے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجاشعؓ نے سچ کہا ہے۔

اطراف الحديث ٤٣٠٥: ٢٩٦٢، ٣٠٧٨، ٤٣٠٧۔
اطراف الحديث ٤٣٠٦: ٢٩٦٣، ٣٠٧٩، ٤٣٠٨۔

٤٣٠٧-٤٣٠٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ

۴۳۰۷-۴۳۰۸: محمد بن ابی بکر نے ہمیں بتایا کہ فُضَیل بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ عاصم

[1] کشمیہنی کے نسخہ کے مطابق اس جگہ "أَبَا مَعْبَدٍ" ہے۔ ترجمہ اس کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۳۳)

حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِي مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ. وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ إِنَّهُ جَاءَ بِأَخِيْهِ مُجَالِدٍ.

(بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوعثمان نہدی سے، انہوں نے حضرت مجاشع بن مسعودؓ سے روایت کی کہ میں ابومعبدؓ کو لے کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا کہ آپؐ اس سے ہجرت کرنے کی بیعت لیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہجرت تو اُن لوگوں کے لئے گزر گئی جو اس کے حق دار تھے۔ میں اس سے اسلام اور جہاد کی بیعت لیتا ہوں۔ (ابوعثمان کہتے تھے:) پھر میں حضرت ابومعبدؓ سے ملا اور اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا: مجاشعؓ نے سچ کہا ہے۔ اور خالد (حذاء) نے ابوعثمان سے بروایت حضرت مجاشعؓ یوں نقل کیا کہ وہ اپنے بھائی حضرت مجالدؓ کو لے کر آئے۔

اطراف الحدیث۴۳۰۷: ۲۹۶۲، ۳۰۷۸، ۴۳۰۵۔
اطراف الحدیث۴۳۰۸: ۲۹۶۳، ۳۰۷۹، ۴۳۰۶۔

۴۳۰۹: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّأْمِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلَكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَ إِلَّا رَجَعْتَ.

۴۳۰۹: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، ابوبشر نے مجاہد سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا) کہ میں نے (حضرت عبداللہ) ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں ملک شام کو ہجرت کر کے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اب کوئی ہجرت نہیں مگر جہاد ہے اس لئے چلے جاؤ۔ اپنے آپ کو پیش کر دو۔ اگر کچھ مل گیا تو بہتر ورنہ لوٹ آؤ۔

أطرافهُ: ۳۸۹۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱۔

۴۳۱۰: وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ

۴۳۱۰: اور نضر (بن شمیل) نے کہا: شعبہ نے ہمیں

أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

بتایا کہ ابوبشر نے ہم کو خبر دی (کہتے تھے:) میں نے مجاہد سے سنا۔ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا تو انہوں نے جواب دیا: آج یا کہا: رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔ پھر وہی روایت بیان کی (جو اوپر گزر چکی ہے۔)

أطرافه: ٣٨٩٩، ٤٣٠٩، ٤٣١١-

٤٣١١: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۴۳۱۱: اسحاق بن یزید نے ہمیں بتایا کہ یحيٰ بن حمزہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: ابو عمرو اَوزاعی نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عبدہ بن ابی لبابہ سے، عبدہ نے مجاہد بن جبر مکی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے: فتح کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔

أطرافه: ٣٨٩٩، ٤٣٠٩، ٤٣١٠-

٤٣١٢: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلَكِنْ

۴۳۱۲: اسحاق بن یزید نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ بن حمزہ نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) اوزاعی نے مجھے بتایا کہ عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں عُبَید بن عُمَیر کے ساتھ حضرت عائشہؓ کو ملنے گیا۔ عُبَید نے ان سے ہجرت کی بابت پوچھا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: آج کوئی ہجرت نہیں۔ مومنوں میں سے ایک اپنے دین کو لے کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے بھاگا پھرتا تھا، اس ڈر سے کہ کہیں اسے ابتلاء میں ڈال دیا جائے گا، مگر آج تو اللہ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور مومن جہاں چاہے، اپنے ربّ کی

جِهَادٌ وَنِيَّةٌ.

أطرافهُ: ۳۰۸۰، ۳۹۰۰۔

عبادت کر سکتا ہے۔ البتہ جہاد اور نیت باقی ہے۔

۴۳۱۳: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ إِنَّ اللهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي وَلَمْ تَحْلِلْ لِي قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا[1] وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ. فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُولَ اللهِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلَالٌ. وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هَذَا أَوْ نَحْوِ هَذَا، رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ

۴۳۱۳: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعاصم (نبیل) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: حسن بن مسلم نے مجھے بتایا کہ مجاہد (بن جبیر) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: اللہ نے مکہ کو جب سے اس نے زمین و آسمان پیدا کیا حرمت والا قرار دیا۔ اس لئے وہ اللہ کی حرمت سے قیامت کے دن تک حرمت والا رہے گا۔ مجھ سے پہلے کسی کے لئے (اس میں لڑنا) جائز نہیں ہوا اور نہ کسی کے لیے میرے بعد جائز ہوگا۔ اور میرے لئے بھی ایک گھڑی کے لئے ہی (لڑائی) جائز ہوئی۔ اس کا شکار نہ بدکایا جائے اور نہ اس کے کانٹے کاٹے جائیں اور نہ اس کا گھاس اُکھیڑا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز کا اُٹھانا جائز ہے، سوائے اس شخص کے جو (اس کے مالک کو ڈھونڈ رہا ہو، یا اس کا) اعلان کر رہا ہو۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ نے یہ سن کر کہا: یارسول اللہ! اذخر کو مستثنیٰ فرمائیں کیونکہ وہ لوہاروں اور گھروں کے لئے ضروری ہے۔ آپؐ کچھ دیر خاموش رہے، پھر فرمایا: سوائے اذخر کے۔ اس کا کاٹنا جائز ہوگا۔ اور (اسی روایت کی دوسری سند میں) ابن جریج سے مروی ہے کہ (انہوں نے کہا:) عبد الکریم (بن مالک) نے مجھے

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں یہاں لفظ شَوْکُهَا ہے (فتح الباری جزء ۸ حاشیہ صفحہ ۳۴) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

مجھے بتایا۔ انہوں نے عکرمہ سے، عکرمہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے اس طرح کہا، یا اس کے قریب قریب بتایا اور اسے حضرت ابوہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کیا۔

أطرافهُ: ۱۳۴۹، ۱۵۸۷، ۱۸۳۳، ۱۸۳٤، ۲۰۹۰، ۲٤۳۳، ۲۷۸۳، ۲۸۲٥، ۳۰۷۷، ۳۱۸۹۔

تشریح: یہ باب بغیر عنوان ہے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ فروگزاشت ہے۔ روایات زیر باب کے معنوں کی رو سے اس کا عنوان مَنْ شَهِدَ الْفَتْحَ ہونا چاہیے کیونکہ اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو غزوہ فتح میں موجود تھے۔ یہ روایتیں چودہ ہیں۔ عنوانِ باب میں لیث کی روایت کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ کتاب الدعوات روایت نمبر ۶۳۵۶ میں دیکھئے۔ اس میں آنحضرت ﷺ کے مسح کرنے اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے ایک وتر پڑھنے کا ذکر ہے۔ نیز یہ روایت التاریخ الصغیر میں بھی موصولاً نقل کی گئی ہے۔[1] حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے باپ حضرت ثعلبہؓ بن صُعَیر بھی صحابی ہیں۔ ابوصُعَیر کا نام عمرو بن زید بن سنان ہے جو بنو زہرہ کے حلیف تھے۔ حوالہ میں مُخْبَرٌ بِهٖ کا نام بوجہ اختصار حذف ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۲۸) تیسری روایت (نمبر ۴۳۰۲) کتاب الأذان باب ۱۴۰ (روایت نمبر ۸۱۸) میں گزر چکی ہے۔

چوتھی روایت (نمبر ۴۳۰۳) کے آخر میں حضرت ابوہریرہؓ کے قول يَصِيحُ بِذٰلِكَ کا جو حوالہ دیا گیا ہے، اس سے مراد اعلانِ فتویٰ ہے۔ یعنی اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ مسلمؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ نے بھی آپؐ کا یہی فتویٰ نقل کیا ہے۔[2] پانچویں روایت (نمبر ۴۳۰۴) کے ذکر سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ کے ایام میں ہوا تھا۔

روایت زیر باب سے ظاہر ہے کہ روایت کرنے والے غزوہ فتح میں موجود تھے۔ اس لئے عنوانِ باب سے متعلق فروگزاشت کا قیاس درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ سابقہ غزوات سے متعلق ابواب میں ایک باب فضل مَنْ شَهِدَ بَدْرًا اور مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ وغیرہ کے عنوان سے بھی قائم کیا گیا ہے۔

آخری روایتوں سے ظاہر ہے کہ غزوہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔ ہجرت کی ضرورت اس لئے ہوئی تھی کہ دین کے بارے میں جبر و اکراہ سے کام لیا جاتا تھا اور وہ دار الحرب تھا جہاں دینی آزادی مفقود تھی اور جان و مال محفوظ نہیں تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ (البلد: ۲،۳) سن لو! میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں (جو شاہد ہے کہ تو اس شہر میں ایسی حالت میں مقیم ہے کہ تیری جان اور مال محفوظ نہیں۔

[1] (التاریخ الصغیر للبخاری، من مَاتَ مَا بَين التسعين إِلَى الْمِائَة، روایت نمبر ۱۰۶۸، جزء اول صفحہ ۲۲۴)

[2] (مسلم، کتاب الرضاع، باب الولد للفراش وتوقي الشبهات)
(ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء أن الولد للفراش)
(نسائی، کتاب الطلاق، الحاق الولد بالفراش اذا لم ينفه صاحب الفراش)

تیرے متعلق آزادی ہے کہ جیسا کوئی چاہے سلوک کرے۔) اور (کہتا ہوں کہ اے محمد) تو (ایک دن) پھر اس شہر (مکہ) میں واپس آنے والا ہے۔

فتح مکہ کے ساتھ (قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ) حق و باطل کا فیصلہ ہوگیا اور آزادیٔ مذہب قائم ہوگئی۔ کوئی کسی پر جبر نہیں کرسکتا تھا۔ اگر کرے گا تو حکومت اسلامی مؤاخذہ کے لئے موجود تھی۔ چودھویں روایت (نمبر ۴۳۱۳) میں عزت نفس و جان و مال کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ اعلان دُہرایا گیا ہے جو حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس سے آپؐ کی بعثت کی غرض پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب المغازی باب حجۃ الوداع (روایت نمبر ۴۴۰۶)۔

بَابُ ٥٤: {غَزْوَةُ حُنَيْنٍ[۱]}

جنگ حنین کا بیان

قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۚ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ إِلَى قَوْلِهِ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبة: ۲۵-۲۷)

اللہ تعالیٰ کا سورۃ توبہ میں یہ فرمانا: (اللہ نے بہت سے مواقع پر تمہاری مدد کی) خصوصاً حنین (کی جنگ) کے دن۔ جب تم کو تمہاری کثرت نے عُجب میں ڈال دیا تھا۔ مگر وہ کثرت تم کو کچھ فائدہ نہ دے سکی اور زمین تم پر باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی اور تم پیٹھ موڑ کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول اور مومنوں پر اتاری اور ایسے لشکر اُتارے جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے اور کفار کو عذاب دیا اور کفار کی یہی جزاء ہے اور اللہ ایسی سزا کے بعد جس پر چاہتا ہے رحم کر دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

٤٣١٤: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى

۴۳۱۴: محمد بن عبد اللہ بن نُمیر نے ہم سے بیان کیا کہ یزید بن ہارون نے ہمیں بتایا کہ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہمیں خبر دی، کہا: میں نے حضرت

[۱] یہ الفاظ نسفی کی روایت کے مطابق ہیں۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۳۵)

ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذَلِكَ.

(عبداللہ) بن ابی اوفیٰؓ کے ہاتھ پر زخم کا ایک نشان دیکھا۔ وہ کہنے لگے کہ حنین کے واقعہ میں جبکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، یہ مجھے لگا تھا۔ میں نے پوچھا: آپؓ حنین میں موجود تھے؟ انہوں نے کہا: اس سے پہلے بھی (لڑائیوں میں) موجود تھا۔

٤٣١٥: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلَكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُولُ:

۴۳۱۵: محمد بن کثیر نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان نے ہمیں بتایا۔ ابواسحاق سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور (اس وقت) ان کے پاس ایک شخص آیا۔ کہنے لگا: ابوعمارہ! کیا تم نے حنین کے واقعہ میں پیٹھ پھیر دی تھی؟ حضرت براءؓ کہنے لگے: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ البتہ لوگوں میں سے جو جلد باز تھے انہوں نے (غنیمت کا مال لینے کے لئے) جلدی کی تو ہوازن نے اُن پر تیر برسائے اور ابوسفیانؓ بن حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کو تھامے ہوئے تھے۔ آپؐ یہ فرما رہے تھے:

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں موعود نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں
میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

أطرافهُ: ٢٨٦٤، ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٣٠٤٢، ٤٣١٦، ٤٣١٧۔

٤٣١٦: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قِيلَ لِلْبَرَاءِ وَأَنَا

۴۳۱۶: ابوالولید نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق سے مروی ہے۔

أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا، كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

(انہوں نے کہا:) حضرت براءؓ (بن عازب) سے پوچھا گیا اور میں سن رہا تھا کہ حنین کے واقعہ میں تم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ نکلے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ یہ ہے کہ آپؐ نے پیٹھ نہیں پھیری تھی۔ لیکن ہوازن لوگ بڑے تیرانداز تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں موعود نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں
میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں

أطرافهُ: ٢٨٦٤، ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٣٠٤٢، ٤٣١٥، ٤٣١٧-

٤٣١٧: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ. وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ

۴۳۱۷: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت براءؓ (بن عازب) سے سنا اور ان سے قیس قبیلے کے ایک آدمی نے پوچھا تھا: حنین کے واقعہ میں تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے کہا: مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ ہوا یہ کہ ہوازن کے لوگ بڑے تیرانداز تھے اور جب ہم نے اُن پر حملہ کیا تو وہ آگے سے ہٹ گئے۔ ہم اُن کی غنیمتوں پر ٹوٹ پڑے۔ اتنے میں تیروں سے ہمارا استقبال کیا گیا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اپنی سفید خچر پر سوار ہیں اور

آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ:

أَنَـا النَّبِـيُّ لَا كَـذِبْ

قَالَ إِسْرَائِيْلُ وَزُهَيْرٌ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ.

ابو سفیانؓ بن حارث اس کی باگ تھامے ہوئے ہیں اور آپؐ یہ کہہ رہے ہیں:

میں موعود نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں

اسرائیل اور زُہیر نے اپنی روایت میں یوں کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر سے اُتر پڑے۔

أطرافهُ: ٢٨٦٤، ٢٨٧٤، ٢٩٣٠، ٣٠٤٢، ٤٣١٥، ٤٣١٦۔

٤٣١٨-٤٣١٩: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَ إِمَّا الْمَالَ وَ قَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ

۴۳۱۸-۴۳۱۹: سعید بن عُفَیر نے ہمیں بتایا، کہا: لیث بن سعد نے مجھ سے بیان کیا کہ عُقَیل نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے مروی ہے۔ (دوسری سند) اور اسحاق (بن منصور) نے مجھ سے بیان کیا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہمیں بتایا کہ ابن شہاب کے بھتیجے (محمد بن عبداللہ بن مسلم) نے ہمیں بتایا کہ محمد (بن مسلم) بن شہاب نے کہا اور عروہ بن زبیر خیال کرتے تھے کہ مروان (بن حکم) اور حضرت مسور بن مخرمہؓ دونوں نے اُن سے بیان کیا کہ جب ہوازن کے نمائندے مسلمان ہو کر آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوگئے۔ انہوں نے آپؐ سے یہ درخواست کی تھی کہ اُن کے مال اور قیدی واپس کر دیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: میرے ساتھ وہ لوگ بھی ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو اور مجھے سب سے پسندیدہ بات وہ لگتی ہے جو سچی ہو۔ اس لئے تم دو چیزوں میں سے ایک اختیار کر لو۔ یا قیدی لے لو یا مال اور میں تمہارا انتظار

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَإِنِّي قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذَلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُونَ عَلَى حَظِّهِ حَتَّى نُعْطِيَهُ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذَلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِي مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِي ذَلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَاؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا.

کرتا رہا(تم نے دیر کر دی۔) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے لوٹے تو اُن کا دس سے کچھ اوپر راتیں انتظار کرتے رہے۔ جب اُن پر اچھی طرح واضح ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو واپس کرنے کے نہیں مگر دو چیزوں میں سے صرف ایک چیز۔ تو کہنے لگے: پھر ہم اپنے قیدی ہی چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں میں (تقریر کے لئے) کھڑے ہوئے اور آپؐ نے پہلے اللہ کی وہ تعریف کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: دیکھو تمہارے بھائی ہمارے پاس توبہ کر کے آئے ہیں اور میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اُن کے قیدی انہیں واپس کر دوں۔ پس جو تم میں سے یہ پسند کرے کہ خوشی سے اُن کو واپس کر دے تو وہ کر دے اور جو تم میں سے یہ پسند کرے کہ وہ اپنے حصہ پر ہی قائم رہے، اس شرط پر کہ ہم پہلی غنیمت سے جو اللہ ہمیں عطا کرے گا اُس کو دیں تو ایسا ہی کرے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے خوشی سے منظور کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اس کے متعلق اجازت دی اور کس نے نہیں دی۔ اس لئے لوٹ جاؤ تاکہ تمہارے سربراہ تمہارا فیصلہ ہمارے پاس پیش کریں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ اُن کے سربراہوں نے اُن سے بات چیت کی۔ پھر وہ

هَذَا الَّذِي بَلَغَنِي عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آئے اور بتایا کہ انہوں نے خوشی سے مانا ہے اور اجازت دی ہے۔ یہ وہ خبر ہے جو مجھے ہوازن کے قیدیوں کی بابت پہنچی ہے۔

اطراف الحدیث ۴۳۱۸: ۲۳۰۷، ۲۵۳۹، ۲۵۸٤، ۲٦۰۷، ۳۱۳۱، ۷۱۷٦۔
اطراف الحدیث ۴۳۱۹: ۲۳۰۸، ۲٥٤۰، ۲۵۸۳، ۲٦۰۸، ۳۱۳۲، ۷۱۷۷۔

٤٣٢٠: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ ح.

۴۳۲۰: ابونعمان (محمد بن فضل) نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، انہوں نے نافع سے روایت کی کہ حضرت عمرؓ نے کہا: یارسول اللہ۔

وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ. وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(دوسری سند) اور محمد بن مقاتل نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی۔ معمر نے ایوب (سختیانی) سے، انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب ہم حنین سے لوٹے تو حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو انہوں نے جاہلیت میں مانی ہوئی تھی۔ یعنی اعتکاف بیٹھنے کی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نذر پوری کرنے کے لئے اُن سے فرمایا۔ اور بعض نے اس روایت کی سند یوں بیان کی ہے کہ حماد نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی۔ اور جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب سے، ایوب نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمرؓ سے، حضرت ابن عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا۔

أطرافهُ: ۲۰۳۲، ۲۰٤۳، ۳۱٤٤، ٦٦۹۷۔

٤٣٢١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَّرَائِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ

۴۳۲۱: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحیٰ بن سعید (انصاری) سے، یحیٰ نے عمر بن کثیر بن افلح سے، انہوں نے حضرت ابوقتادہؓ کے غلام ابومحمد سے، انہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جس سال حنین کا واقعہ ہوا، ہم نبی ﷺ کے ساتھ نکلے۔ جب ہماری مڈبھیڑ ہوئی تو مسلمان اِدھر اُدھر ہٹ گئے۔ تو میں نے مشرکوں میں سے ایک آدمی کو دیکھا کہ اُس نے ایک مسلمان شخص کو قابو کیا ہوا ہے۔ میں نے اس کے پیچھے سے آکر اُس کے مونڈھے کی رگ پر تلوار سے ضرب لگائی اور اُس کی زرہ کاٹ ڈالی۔ وہ مجھ پر لپکا اور اس زور سے مجھے بازو میں لے کر دبایا کہ موت کی تصویر میری آنکھوں میں پھر گئی۔ پھر موت نے اس کو آدبوچا اور اس نے مجھے چھوڑ دیا۔ میں حضرت عمرؓ سے جاملا۔ میں نے پوچھا: لوگوں کو کیا ہوگیا کہ وہ بھاگ نکلے۔ انہوں نے کہا: اللہ عزوجل کا یہی منشاء تھا۔ پھر مسلمان پلٹے اور نبی ﷺ بیٹھ گئے۔ آپؐ نے فرمایا: جس نے کسی کو مارا ہو، اس کے پاس اس کے متعلق ثبوت ہو تو اُس کا (سارا) سامان اُس کو ملے گا۔ میں نے کہا: میری گواہی کون دے گا؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے تھے: پھر نبی ﷺ نے ویسا ہی فرمایا۔ میں اُٹھا اور میں نے خیال کیا: میری گواہی

فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللهِ إِذًا لَّا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيَكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ فَأَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

أطرافهُ: ۲۱۰۰، ۳۱٤۲، ٤۳۲۲، ۷۱۷۰-

کون دے گا؟ یہ خیال کر کے پھر بیٹھ گیا۔ کہتے تھے: پھر نبی ﷺ نے ویسا ہی فرمایا۔ پھر میں اُٹھا۔ آپؐ نے پوچھا: ابو قتادہ! تمہیں کیا ہے؟ میں نے آپؐ سے وہ واقعہ بیان کیا تو ایک شخص کہنے لگا: اس نے سچ کہا ہے اور اس کا غنیمت کا سازوسامان میرے پاس ہے۔ میری طرف سے (ابو قتادہؓ) کو (کچھ دے کر) راضی کر دیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر کہا: یہ تو ہرگز نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم! آنحضرت ﷺ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کا سامان جو کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑتا رہا ہے، چھین کر تجھے نہیں دیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے، وہ سامان ابو قتادہؓ کو دے دو۔ چنانچہ اس نے مجھے وہ سامان دے دیا۔ میں نے اُس سے بنی سلمہ کے محلہ میں کھجوروں کا ایک چھوٹا سا باغ خرید لیا اور یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام میں بطور جائیداد کے پیدا کیا تھا۔

٤۳۲۲: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

۴۳۲۲: اور لیث (بن سعد) نے کہا: یحيٰ بن سعید (انصاری) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے عمر بن کثیر بن افلح سے، عمر نے حضرت ابو قتادہؓ کے غلام ابو محمد سے روایت کی کہ حضرت ابو قتادہؓ کہتے تھے: جب حنین کا واقعہ ہوا تو میں نے مسلمانوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک مشرک شخص سے لڑ رہا ہے اور ایک اور مشرک ہے جو دھوکہ دے کر چپکے سے اس کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنا چاہتا ہے کہ اس کو مار ڈالے۔ یہ دیکھ کر میں اس شخص کی طرف

يَخْتِلُهُ مِنْ وَّرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيْدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ بَرَكَ[1] فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ النَّاسِ فَقَالَ أَمْرُ اللهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيْلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيْلِ الَّذِي يَذْكُرُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَيَدَعَ أَسَدًا مِنْ أُسْدِ اللهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ

جلدی سے لپکا جو ایک مسلمان پر اس طرح دھوکہ سے جھپٹنا چاہتا تھا۔ اُس نے مجھے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور میں نے اس کے ہاتھ پر وار کر کے اُس کو کاٹ ڈالا۔ اس کے بعد اُس نے مجھے پکڑ لیا اور اس زور سے مجھے بھینچا کہ میں بے بس ہوگیا۔ پھر اُس نے مجھے چھوڑ دیا۔ وہ ڈھیلا پڑ گیا اور میں نے اس کو دھکا دیا اور اس کو مار ڈالا۔ ادھر یہ حال ہوا کہ مسلمان شکست کھا کر بھاگ گئے۔ میں بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عمر بن خطابؓ لوگوں کے ساتھ ہیں۔ میں نے اُن سے کہا: لوگوں کو کیا ہوا (کہ بھاگ کھڑے ہوئے۔) انہوں نے کہا: اللہ کا منشاء۔ پھر لوگ لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مقتول کے متعلق یہ ثبوت پیش کر دے کہ اُس نے اُس کو قتل کیا ہے تو اُس مقتول کا سامان اُس کے قاتل کا ہوگا۔ میں اُٹھا کہ اپنے مقتول سے متعلق کوئی شہادت ڈھونڈوں مگر کسی کو نہ دیکھا جو میری شہادت دیتا اور میں بیٹھ گیا۔ پھر مجھے خیال آیا اور میں نے اُس مقتول کا واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آپؐ کے ساتھ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا: اس مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کرتے ہیں میرے پاس ہیں۔ آپؐ اُن ہتھیاروں کی بجائے ان کو (کچھ دے دلا کر) راضی کر دیں۔

[1] فتح الباری مطبوعہ انصاریہ میں اس جگہ لفظ تَرَكَ ہے (فتح الباری جزء۸ حاشیہ صفحہ ۴۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

ﷺ. قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ آپؐ قریش کے ایک بجو کو تو سامان دلادیں اور اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کو چھوڑ دیں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے لڑ رہا ہو۔ حضرت ابوقتادہؓ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، آپؐ نے مجھے وہ سامان دلا دیا۔ میں نے اس سے کھجوروں کا ایک چھوٹا سا باغ خرید لیا اور یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام میں بطور جائیداد پیدا کیا۔

أطرافهُ: ۲۱۰۰، ۳۱۴۲، ۴۳۲۱، ۷۱۷۰۔

تشریح: غَزْوَةُ حُنَيْنٍ: غزوۂ حنین کے تعلق میں عنوانِ باب قرآنِ مجید کی آیت سے قائم کیا گیا ہے۔ پوری آیت یہ ہے: لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّ یَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّ ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۚ (التوبة:۲۵) اللہ بہت سے میدانوں میں تمہاری مدد کرچکا ہے اور حنین کے روز بھی جب تم اپنی کثرت پر اترائے تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین فراخ ہونے کے باوجود تم پر تنگ ہوگئی اور تم نے پیٹھ دکھاتے ہوئے منہ پھیر لیا۔

فتح مکہ کے بعد تین غزوات کا ذکر الگ الگ ابواب میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی حنین، اوطاس اور طائف کا۔ یہ تینوں جنگیں ضمنی ہیں، جن سے مقصود فتح مکہ کا استحکام تھا۔ مکہ مکرمہ کے مضافات میں دشمن قبائل مشرکین کا وجود فتح مکہ کی اغراض کے لئے ایک مستقل خطرہ تھا جو اگر دُور نہ کیا جاتا تو احتمال بلکہ یقین تھا کہ فتح کا مقصود ہی کالعدم ہوجاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کی فتح کے لئے جن چار دستہ ہائے فوج کی ترتیب دی وہ ایک محکم تدبیرِ جنگ تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی سرکردگی میں لڑاکا فوج کا راستہ کُدی گھاٹی کی سمت میں مسفلہ مقام سے تجویز فرمایا جو مکہ مکرمہ کا جنوبی حصہ ہے۔ جنگجو قبائلی اس سمت میں جمع تھے۔ ان کا اندازہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزریں گے۔ لیکن آپؐ نے شمال کی طرف کَداء گھاٹی کا راستہ اختیار کیا۔ راستوں کا تعین ایک خاص منصوبہ جنگ کے مطابق تھا، جس کی تیاری میں عملہ خبر رسانی سے کام لیا گیا تھا۔ اسی طرح مدینہ کو مراجعت کے لئے ایسا راستہ اختیار کیا گیا جس سے مذکورہ بالا غرض حاصل ہونے کے امکانات تھے۔

کتبِ مغازی کی روایات غزوۂ حنین کے اسباب سے متعلق متفق ہیں کہ مکہ مکرمہ کے دورانِ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خبر رسانوں وغیرہ کے ذریعہ اطلاع مل چکی تھی کہ مالک بن عوف نضری قبائل ہوازن کو آپؐ پر حملہ کرنے کی غرض سے اکٹھا کر رہا ہے اور بنو ثقیف بھی ان کے ہم آہنگ ہیں۔ وہ بیت اللہ سے ان کے دیوتا وغیرہ

رخصت کئے جانے کی خبر سُن کر مشتعل تھے۔ عمر بن شبہ نے اپنی کتاب مکہ میں بسند ابی زناد، عروہ کی روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ولید کو بذریعہ خط و کتابت اس کے معلوم کرنے کی خواہش پر فتح مکہ کے حالات سے تحریراً اطلاع دی اور یہ لکھا کہ فلاں وقت یہ غزوہ ہوا اور فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں نصف ماہ ٹھہرے۔ اس اثناء میں آپؐ کو خبر ملی کہ ہوازن و ثقیف آپؐ سے آمادہ جنگ ہیں اور اس غرض سے وہ وادیٔ حنین میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور سردار ہوازن عوف بن مالک نضری جنگی تیاری میں مشغول ہے۔ ابوداؤد نے بھی حضرت سہل بن حنظلیہؓ کی روایت اس بارہ میں نقل کی ہے جو اس غزوہ میں شریک تھے۔ بلحاظ سند یہ روایت حُسن ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ آپؐ نے اس غزوہ کے لئے ایک لمبا راستہ اختیار کیا۔[۱] آپؐ کو ہوازن و ثقیف سے متعلق اطلاع دینے والا ایک شخص تھا۔ ابن اسحاق کی روایت میں جو حضرت جابرؓ سے مروی ہے اطلاع دینے والے کا نام حضرت عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمیؓ بتایا گیا ہے۔[۲] مخبر نے بتایا کہ جب میں پہاڑ پر چڑھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہوازن اپنے اہل و عیال اور مال مویشی کے ساتھ حنین میں جمع ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تِلْكَ غَنِيْمَةُ الْمُسْلِمِيْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ۔[۳] اللہ نے چاہا تو کل یہ مسلمانوں کی غنیمت ہوگی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۳۵)

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کی نقل و حرکت سے متعلق خبر رسانی کا انتظام مضبوط کیا ہوا تھا۔ مذکورہ بالا اطلاع ملنے پر آپؐ نے اطراف کا رُخ کیا جہاں یہ قبائل رہتے تھے تا اُن سے موقع پر نپٹا جائے۔ ورنہ اُن کے حملہ آور ہونے کی صورت میں مکہ مکرمہ خونریزی سے محفوظ نہیں رہ سکتا تھا۔ وادیٔ حنین کے موقع سے متعلق بعض کا خیال ہے کہ وہ مکہ مکرمہ سے کافی دور ہے۔ ابوداؤد کی محولہ بالا روایت میں حضرت سہل بن حنظلیہؓ کا بیان ہے: أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ[۴] کہ مجاہدین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حنین کی طرف چلے اور لمبا سفر طے کیا۔ اگر وادیٔ حنین قریب ہوتی تو اُس کے لئے لمبے سفر کی ضرورت نہ تھی۔ ان کے نزدیک حنین جبل اوطاس کی ایک وادی کا نام ہے۔ سیرت ابن ہشام میں حنین کا موقع و مقام جبل اوطاس کے دروں و پیچیدہ وادیوں کے قریب بتایا گیا ہے[۵] اور لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براستہ نخلہ یمانیہ اور قرن المنازل سے ہوتے ہوئے پہلے مقام لیہ پر پہنچے اور پھر وہاں سے طائف گئے۔[۶] وادیٔ لیہ طائف سے جنوب مشرق میں تقریباً ۹ میل کے فاصلہ پر زرخیز علاقہ ہے اور اسی نام کا ایک گاؤں اور بھی

---

[۱] (سنن أبی داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل الله)

[۲] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين، بعث ابن ابي حدرد عينا على هوازن، جزء۲ صفحہ ۴۳۹-۴۴۰)

[۳] (سنن أبی داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل الله)

[۴] (سنن أبی داود، کتاب الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل الله)

[۵] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين، اجتماع هوازن، جزء۲ صفحہ ۴۳۷)

[۶] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة الطائف، الطريق إلى الطائف، جزء۲ صفحہ ۴۸۲)

ہے۔ اوطاس نام کا پہاڑ یا اس نام کی وادی مکہ اور طائف کے درمیان نہیں بلکہ طائف کے شمال مشرق میں اس کا محل وقوع ہے اور اسی طرف ہوازن قبائل کی آبادی اب تک ہے جو طائف سے بصورتِ قافلہ تین دن کا سفر ہے۔ امام بخاریؒ نے غزوہ حنین اور اوطاس کے متعلق الگ الگ باب قائم کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ وادیٔ حنین اور وادیٔ اوطاس دو مختلف مقام ہیں۔ اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوجی نقل و حرکت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ آپؐ پہلے حنین گئے پھر اوطاس اور طائف کی مہمات ہوئیں۔ اسی ترتیب سے امام بخاری نے تین ابواب میں ان مقامات سے متعلق غزوات کا ذکر کیا ہے۔ سیرت ابن ہشام کے بیان سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے۔ دراصل غزوہ حنین کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نخلہ گئے اور پھر قرن المنازل سے براہِ راست لیہ اور لیہ سے طائف پہنچے۔

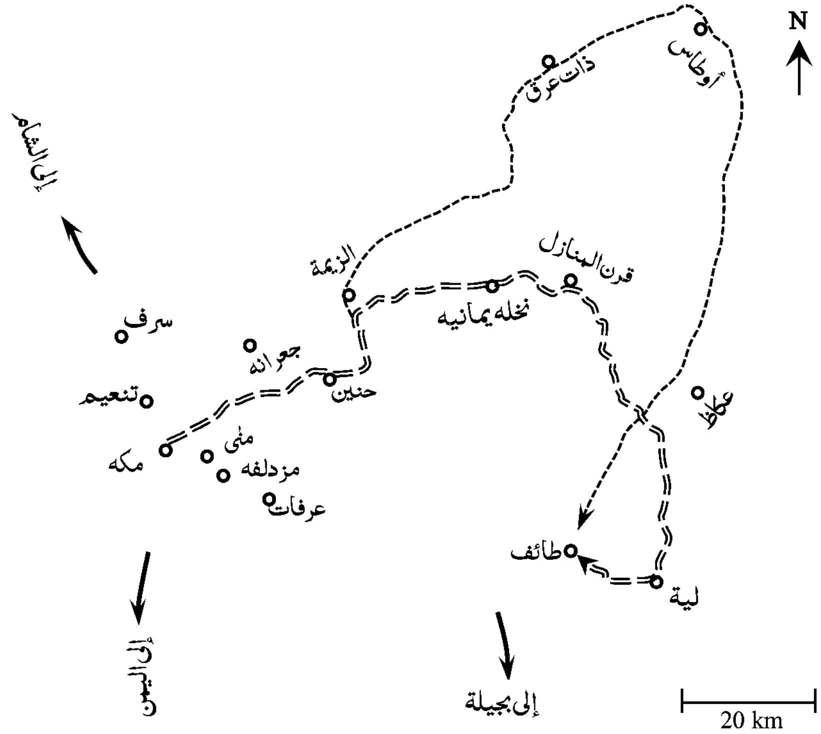

غزوۂ حنین کے لئے مجاہدین کا کوچ رمضان کے آخر یا شوال کے ابتداء میں ہوا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رمضان ختم ہونے میں صرف دو دِن باقی تھے اور بعض میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ شوال کو مکہ مکرمہ سے چلے تھے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۳۵) یہ روایتیں آپس میں مختلف نہیں۔ کوچ کی تیاری رمضان کے آخر میں شروع ہوئی اور چھ شوال کو آخری کوچ ہوا۔

دس ہزار لشکریوں کے کوچ کا سوال وقت چاہتا ہے۔ دو ہزار مجاہدین مکہ سے بھی اس میں شامل ہو گئے تھے۔
باب ہذا کے تحت نو روایتیں اور بعض حوالے نقل کئے گئے ہیں۔ پہلی روایت (نمبر ۴۳۱۴) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ کی ہے کہ اُن کا ہاتھ غزوۂ حنین میں زخمی ہوا تھا۔ روایت کے راوی نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا: شَهِدْتَ حُنَيْنًا؟ کیا آپؓ غزوۂ حنین میں موجود تھے؟ قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ۔ انہوں نے کہا: اس سے پہلے بھی (لڑائیوں میں) موجود تھا۔ امام احمد بن حنبل کی روایت میں ہے: قَالَ نَعَمْ وَقَبْلَ ذٰلِكَ۔[1] کہا: ہاں۔ اور اس سے پہلے بھی (دیگر (دیگر غزوات میں شریک ہوا) تھا۔ دوسری، تیسری اور چوتھی روایت میں صحابہؓ کے منتشر ہو جانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت قدم رہنے کا ذکر ہے۔

دوسری روایت (نمبر ۴۳۱۵) میں منتشر ہونے والوں کے متعلق یہ الفاظ ہیں: وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ۔ یعنی لوگوں میں سے جلد بازوں نے جلدی کی۔ تاریخ طبری میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جب ہم وادیٔ حنین پر آئے تو تہامہ کی وادیوں میں سے ایک وادی میں جو بہت گہری تھی، اترنے لگے۔ نشیب سیدھا تھا، اُترتے وقت سنبھل نہ سکے، خود بخود اُترتے چلے گئے۔ صبح کا وقت تھا اور دشمن ہماری آمد کی خبر پا کر پہلے سے وادی کے پیچیدہ راستوں اور موڑوں پر مورچہ لگائے گھات میں بیٹھا تھا۔ ہم بے اختیار اُترتے چلے جا رہے تھے کہ دشمن نے اپنی کمین گاہوں سے ہم پر تیر برسانے شروع کر دئے اور ہم سراسیمہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی کی داہنی جانب ایک طرف ہٹ کر صحابہ کرامؓ کو اپنی طرف آنے کے لئے آواز دی۔ آپؐ ثابت قدم رہے۔[2] یہ واقعہ ہے جس کا ذکر دوسری روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری بلکہ قوم میں سے جلد باز بھاگے تھے جنہیں ہوازن نے اپنے تیروں کا نشانہ بنایا۔ یہ لوگ مشہور تیر انداز تھے اور ان کے کئی قبائل تھے جو جبل اوطاس کے دامن اور وسیع و شاداب میدانوں میں آباد اور مشرکانہ عقائد میں پختہ تھے۔

چوتھی روایت (نمبر ۴۳۱۷) کے آخر میں ہے: قَالَ إِسْرَائِيْلُ وَزُهَيْرٌ۔ اسرائیل سے مراد اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق اور زُہیر سے ابن معاویہ جُعفی ہیں۔ دونوں نے بسند ابی اسحاق حضرت براء بن عازبؓ کی مذکورہ بالا روایت موصولاً نقل کی ہے۔ ان روایات کے لیے دیکھئے کتاب الجہاد، روایت نمبر ۲۹۳۰، ۳۰۴۲۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۴۰)

صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی روایت میں اس واقعہ جنگ کا ذکر ہے کہ جب ہوازن نے اچانک حملہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر سے اُتر کر ایک مٹھی بھر مٹی لی اور حملہ آوروں کے مونہوں کی طرف پھینکی اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ اور ان میں سے کوئی بھی نہ تھا جس کی آنکھیں مٹی سے بھر نہ گئی ہوں اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔[3] مسند احمد بن حنبل وغیرہ کی روایتوں میں بھی اس معجزہ کا ذکر ہے کہ مسلم مجاہدین اچانک حملہ کی وجہ سے پلٹ

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند الکوفیین، بقیۃ حدیث عبد اللہ بن ابی اوفی، جزء۴ صفحہ ۳۵۵)
[2] (تاریخ الطبری، ذکر الخبر عن غزوۃ رسول اللہ ﷺ ہوازن بحنین، جزء۳ صفحہ ۷۴)
[3] (مسلم، کتاب الجہاد والسیر، باب فی غزوۃ حنین)

گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی بھر مٹی نے دشمن کو بھگا دیا۔ روایت کرنے والے کا نام نہیں بلکہ یہ الفاظ ہیں: فَأَخْبَرَنِي الَّذِيْ كَانَ أَدْنَى إِلَيْهِ مِنِّيْ۔ یہ بات مجھے اُس نے بتائی جو مجھ سے آپؐ کے زیادہ قریب تھا، یا یہ الفاظ ہیں: فَحَدَّثَنِيْ أَبْنَاؤُهُمْ عَنْ آبَاءِهِمْ[1] کہ یہ بات روایتاً بیان ہوئی ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۴۰، ۴۱) امام بخاری کے نزدیک یہ روایت مستند نہیں۔

پانچویں اور چھٹی روایت (نمبر ۴۳۱۸، ۴۳۱۹) کا تعلق جِعرانہ مقام سے ہے۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے قیدی اور اَموالِ غنیمت طائف کے محاصرہ سے مراجعت پر تقسیم کئے تھے اور اُن کا وفد اُن کی واپسی کے لئے جعرانہ پہنچا۔ اس روایت میں ہے وَزَعَمَ عُرْوَةُ۔ محولہ بالا عروہ بن زبیر کی روایت موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اپنی مغازی میں مفصل نقل کی ہے اور بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شوال میں طائف سے جِعرانہ لوٹے جہاں ہوازن کے قیدی تھے۔ پھر ہوازن کا ایک وفد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وفد میں اُن کے نَو سردار تھے اور انہوں نے اسلام قبول کیا اور آپؐ سے بیعت کی۔ آپؐ سے عرض کیا کہ آپؐ کے پاس مائیں، بہنیں، چچائیں اور خالائیں قیدی ہیں جو قوم کے لئے ذلت ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں ان سے بات کرتا ہوں۔ تم لوگ بھی ان سے بات کرو۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ وفد نے کہا: یارسول اللہ! قیدی آپؐ کے رشتہ دار اور برادری کے ہیں۔ زُہیر بن صُردؓ جو اُن کے خطیب تھے، انہوں نے کہا: یہ جو قید میں ہیں، آپؐ کی خالائیں اور چچائیں اور آپؐ کی انائیں ہیں۔ جنہوں نے آپؐ کی پرورش کی ہے۔[2] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۴۲، ۴۳)

نویں روایت (نمبر ۴۳۲۲) کے شروع میں ہے: وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ کہ لیث نے کہا کہ مجھے یحیٰ بن سعید نے بتایا۔ لیث کی روایت اختصار کے ساتھ کتاب الاحکام روایت نمبر ۷۱۷۰ میں دیکھئے۔

فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ: اُصَیبغ کے کئی معنی کیے گئے ہیں۔ ابن حجر کے نزدیک اس سے مراد ایک کمزور پرندہ ہے۔ ہماری زبان میں اسے پدی کہتے ہیں اور صبغاء ایک کمزور پودا ہے جو کونپل نکلتے ہی سورج کی حرارت سے زرد ہو جاتا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۲) یہ تشبیہ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ قریش میں سے کوئی بودا شخص اللہ کے شیر کا شکار نہیں لے سکتا۔ اس سے اس طرف اشارہ ہے کہ قریش مکہ میں سے جو دو ہزار کمزور نَو مسلم غزوۂ حنین کے دس ہزار شیر دل مجاہدین کے ساتھ شریک ہوئے تھے، انہوں نے بزدلی دکھائی اور تابِ مقاومت نہ لا کر بھاگنے لگے اور اب فتح کے بعد اُن کی غنیمت لینے کی طمع کرتے ہیں۔ الفاظ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ سے غصے کا اظہار ہے۔ حضرت ابو بکرؓ قریش کے فعل سے شدید متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ آپؓ نے قریش مکہ کو پدی اور مجاہدین مدینہ کو اللہ کے شیر کہا۔ صحیح مسلم کی روایت میں جو ابو اسحاق سے منقول ہے، حضرت براء بن عازبؓ

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث أبي عبد الرحمٰن الفهري، جزء۵ صفحہ ۲۸۶)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر أموال هوازن وسباياها، منّ الرسول على هوازن، جزء۲ صفحہ ۴۸۸)

آنحضرت ﷺ کی بہادری کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: كُنَّا وَاللهِ إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ نَتَّقِي بِهِ، وَ إِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ...[1] جب کفار سے گھمسان کی جنگ ہو رہی ہوتی تھی اور اس میں بچاؤ کی ضرورت پڑتی تو ہم آنحضرت ﷺ کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بناتے تھے اور بہادر وہ ہوتا تھا جو آپؐ کے سامنے ہوتا۔ یعنی ہوازن کی جنگ میں جب صحابہؓ اِدھر اُدھر ہوگئے تو اُس وقت کا جو نقشہ روایات میں کھینچا گیا ہے وہ یہ ہے: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَئِذٍ صَارَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ إِلَى جِهَةِ الْكُفَّارِ وَزَادَ فَقَالَ أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ الشَّجَرَةِ وَكَانَ الْعَبَّاسُ صَيِّتًا قَالَ فَنَادَيْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي أَيْنَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ قَالَ فَوَاللهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ إِلَى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هَذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ۔[1] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۴۰) کہ نبی کریم ﷺ اپنی خچر کو جس پر آپؐ سوار تھے، ایڑی لگا کر کفار کی طرف بڑھنے لگے۔ پھر مزید یہ بیان ہوا ہے کہ آپؐ نے حضرت عباسؓ کو بلا کر یہ فرمایا کہ زور سے آواز دو کہ اے حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! آگے بڑھو۔ حضرت عباسؓ کی آواز بہت اونچی تھی۔ حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اونچی آواز سے یہ کہا ہی تھا کہ اے اصحاب شجرہ! تم کہاں ہو؟ جونہی صحابہؓ کے کانوں میں یہ آواز پڑی، وہ ایسے تیزی سے لَوٹے جیسے گائے اپنے بچھڑے کو بچانے محبت سے ٹوٹ پڑتی ہے۔ صحابہؓ نے کہا: یارسول اللہ! ہم حاضر ہیں، ہم حاضر ہیں۔ پھر صحابہؓ کفار پر ٹوٹ پڑے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے لڑنے کا نظارہ دُور سے دیکھ رہے تھے اور یہ سب کچھ اس وقت کی بات ہے جب گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی تھی۔ امام بخاریؒ نے مسلمانوں کی اعلیٰ درجہ کی بہادری بتانے کے لیے اس امر کا ذکر کیا ہے۔

باب کی ساتویں روایت (نمبر ۴۳۲۰) بھی دو حوالوں سے منقول ہے، معمر اور حماد کی سند سے۔ اور اسماعیلی کے نزدیک دونوں کی روایتوں کو جمع کرنا قابل اعتراض ہے کیونکہ الفاظ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ حماد بن زید کی روایت میں نہیں ہیں۔ امام ابن حجرؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ امام موصوفؒ کے مدنظر یہ بتانا مقصود ہے کہ غزوۂ طائف سے واپسی پر حضرت عمرؓ نے جِعرانہ میں فتویٰ دریافت کیا اور تقسیم غنائم ہوئی۔ اس بات پر عام لوگوں کو اتفاق ہے۔ دونوں روایتیں لفظی اختلاف کے باوجود معناً متفق ہیں۔ حماد بن زید کی روایت کے بعد جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ کی روایت کا حوالہ اسی غرض سے دیا گیا ہے کہ ان کے بیان میں بالوضاحت طائف سے لوٹنے کا ذکر ہے۔ ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: أَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سَأَلَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَهُوَ بِالْجِعْرَانَةِ بَعْدَ أَنْ رَجَعَ مِنَ الطَّائِفِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنِّي نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَنْ أَعْتَكِفَ يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَكَيْفَ تَرَى۔ قَالَ اذْهَبْ فَاعْتَكِفْ يَوْمًا وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ قَدْ أَعْطَاهُ جَارِيَةً مِنَ الْخُمُسِ فَلَمَّا أَعْتَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَايَا النَّاسِ قَالَ

[1] (مسلم، کتاب الجهاد والسير، باب في غزوة حنين)

عُمَرُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْجَارِيَةِ فَخَلِّ سَبِيْلَهَا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۴۵) مذکورہ بالا حوالہ جات سے امام بخاریؒ کا مقصد واضح ہے کہ جعرانہ میں قیدی آزاد اور مال واپس کئے گئے تھے۔ اس روایت کے تعلق میں دیکھئے کتاب فرض الخمس روایت نمبر ۳۱۴۴۔

جہاں تک معنونہ آیات سے روایات باب کا تعلق ہے وہ ظاہر ہے کہ غزوۂ حنین کے واقعہ نے بتادیا کہ فتح و غلبہ کا دارومدار کثرتِ تعداد پر نہیں بلکہ نصرتِ الٰہی پر ہے اور فتح و نصرت حاصل ہونے کے بعد بھی فاتح و منصور انسان پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود رہے اور اس سے اپنی لغزشوں، کوتاہیوں، کمزوریوں اور غفلتوں کے لئے مغفرت طلب کرتا رہے۔ یہ سبق صحابہ کرامؓ کو غزوۂ حنین میں سکھایا اور ہمارے لئے آیات محولہ بالا میں محفوظ کیا گیا۔ غزوۂ حنین کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبائل ہوازن فوج دَر فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ انہیں اپنے مصنوعی خداؤں کے بطلان کا یقین ہوگیا تھا۔ غیر معمولی نصرتِ الٰہی کے واقعات دیکھنے کے بعد جیسے قریش ذہنی طور پر شکست خوردہ تھے، قبائل عرب پر بھی یہی ذہنی شکستگی طاری تھی۔ یہ پیہم شکستیں آیت سَأُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ (الأنفال: ۱۳) یعنی ''میں کفار کے دلوں میں رُعب ڈالوں گا'' کی تفسیر اور قولِ نبویؐ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ یعنی مجھے رُعب سے مدد دی گئی ہے۔ (کتاب الجہاد والسیر، باب ۱۲۲، روایت نمبر ۲۹۷۷) کا عملی ثبوت اور اس بات کی شرح تھیں۔ قبائل ہوازن ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ نہ صرف شکست کھا کر تتر بتر ہوگئے بلکہ بہت جلد انہیں اپنے باطل معبودوں کی حقیقت کا علم ہوگیا اور اسلام کی دعوتِ ہدایت قبول کی اور یہی اصل مدعا و مقصودِ الٰہی تھا، اُن جنگوں سے جن کا آغاز باطل پرستوں کی طرف سے ہوا اور انجام تقدیر الٰہی سے بخیر ہوا۔

بَاب ۵۵: غَزَاةُ[1] أَوْطَاسٍ

غزوۂ اوطاس

٤٣٢٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلَى جَيْشٍ إِلَى

۴۳۲۳: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید بن عبد اللہ سے، بُرَید نے ابوبردہ سے، انہوں نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوعامر (اشعریؓ) کو ایک فوج کا سردار مقرر کرکے اوطاس کی طرف بھیجا۔ اُن کا دُرَید بن صمہ سے مقابلہ ہوا

[1] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں اس جگہ لفظ ''غَزْوَة'' ہے۔ (فتح الباری جزء۸ حاشیہ صفحہ ۵۲)

أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللهُ أَصْحَابَهُ. قَالَ أَبُوْ مُوسَى وَبَعَثَنِي مَعَ أَبِي عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُو عَامِرٍ فِي رُكْبَتِهِ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِي رُكْبَتِهِ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلَى أَبِي مُوْسَى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِي رَمَانِي فَقَصَدْتُ لَهُ فَلَحِقْتُهُ فَلَمَّا رَآنِي وَلَّى فَاتَّبَعْتُهُ وَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَهُ أَلَا تَسْتَحْيِي أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهُ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِي عَامِرٍ قَتَلَ اللهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هَذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهُ فَنَزَا مِنْهُ الْمَاءُ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي أَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي وَاسْتَخْلَفَنِي أَبُو عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ عَلَى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ وَعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهِ وَجَنْبَيْهِ فَأَخْبَرْتُهُ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ

اور دُرَید مارا گیا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی۔ حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) کہتے تھے: اور آپؐ نے مجھے بھی ابوعامرؓ کے ساتھ بھیجا۔ ابوعامرؓ کے گھٹنے میں تیر لگا، جس کو ایک جشمی شخص نے چلایا اور اس تیر کو اُن کے گھٹنے میں گاڑ دیا۔ میں اُن کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے کہا: چچا! آپؓ کو کس نے تیر مارا ہے؟ انہوں نے حضرت ابوموسیٰؓ کو اشارہ کرکے بتایا کہ وہ (جشمی) میرا قاتل ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ میں اس کی طرف گیا اور اسے جالیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس سے یہ کہتا جاتا تھا: شرم نہیں کرتے؟ ٹھہرتے کیوں نہیں جاتے؟ یہ سن کر وہ رُک گیا۔ ہم نے تلوار سے ایک دوسرے پر دو وار کئے اور میں نے اس کو مار ڈالا۔ پھر میں نے ابوعامرؓ سے کہا: اللہ نے آپؓ کے تیر مارنے والے کو قتل کروا ڈالا ہے۔ انہوں نے کہا: اب اس تیر کو کھینچ کر نکالو۔ چنانچہ میں نے وہ نکال دیا۔ اس سے پانی پھوٹ نکلا۔ ابوعامرؓ کہنے لگے: میرے بھتیجے نبی ﷺ کو سلام کہنا اور ان سے کہیو کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ ابوعامرؓ نے مجھے لوگوں پر اپنا قائم مقام بنایا۔ تھوڑی دیر زندہ رہے پھر وفات پائی۔ میں لَوٹ آیا اور نبی ﷺ کے پاس آپؐ کے گھر گیا۔ آپؐ ایک باند کی چارپائی پر بیٹھے تھے اور اس پر کپڑا تھا۔ چارپائی کی باندھوں نے آپؐ کی پیٹھ اور پہلو میں نشان ڈال دیئے

أَبِي عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِي فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِي عَامِرٍ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِي فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ وَأَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا. قَالَ أَبُو بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِي عَامِرٍ وَالْأُخْرَى لِأَبِي مُوْسَى.

ہوئے تھے۔ میں نے آپؐ سے اپنی اور ابو عامرؓ کی سرگزشت بیان کی اور (بتایا کہ) انہوں نے کہا تھا کہ آپؐ سے کہنا: میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ آپؐ نے پانی منگوایا اور وضو کیا۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا: اے اللہ! عبید ابی عامر کی پردہ پوشی فرما اور اس سے درگزر کر اور (آپؐ نے اپنے ہاتھ اتنے اُٹھائے کہ) آپؐ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دی۔ پھر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے فرمایا: اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق یعنی لوگوں پر فوقیت دے۔ میں نے کہا: اور میرے لئے بھی مغفرت کی دعا کریں۔ آپؐ نے کہا: اے اللہ! عبد اللہ بن قیس کے گناہوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے اس سے درگزر کر اور قیامت کے دن اس کو بھی جنت میں ایسے طور سے داخل کر جو عزت کا داخل ہونا ہو۔ ابوبردہ نے کہا: ایک دعا حضرت ابوعامرؓ کے لئے اور دوسری حضرت ابوموسیٰؓ کے لئے کی۔

اطرافهُ: ۲۸۸٤، ٦۳۸۳۔

تشریح: **غَزَاةُ أَوْطَاسٍ**: ہوازن و ثقیف وادیٔ حنین کی جنگ میں شکست کھانے کے بعد بعض تو جبل اوطاس کی طرف بھاگے اور بعض طائف کی طرف اور کچھ نخلہ کی طرف[1] اور بعض بجیلہ کی طرف۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے تعاقب کا حکم دیا۔ یہ باب غزوۂ اوطاس سے متعلق ہے۔ الگ باب قائم کرنے سے ظاہر ہے کہ وادیٔ حنین، جبل اوطاس سے علیحدہ ہے اور وادیوں کا سلسلہ ایک دوسرے سے متصل ہے۔ مجاہدین غزوۂ اوطاس کی قیادت حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے چچا حضرت ابوعامرؓ (عبید بن سلیم بن حضار) کے سپرد کی گئی۔ جن کا مقابلہ دُرَید بن صمہ جشمی سے ہوا۔ قبیلہ جشم ہوازن ہی کی ایک شاخ تھی۔ دُرَید زمانہ جاہلیت کے شعراء میں سے ایک مشہور شاعر جانباز سوار تھا اور فن حرب میں ماہر تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۳) بہت بوڑھا ہو چکا تھا۔ کتب مغازی میں اس کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ جب غزوۂ حنین کے موقع پر اسے سرداران ہوازن کے نام بتائے

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين، مقتل دريد بن الصمة، جزء دوم صفحہ ۴۵۲)

گئے تو وہ اُن سے مطمئن نہیں تھا اور اس نے مالک بن عوف نضری کو مشورہ دیا کہ عورتیں اور بچے کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیئے جائیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فوج سے لڑا جائے۔ اس کا یہ مشورہ قبول نہیں کیا گیا[1] اور جب اُن کے سردار یکے بعد دیگرے مارے گئے اور مشترکہ اتحادی عَلَم بردار قارب بن اَسوَد بن مسعود پرچم ایک جھاڑی میں پھینک کر اپنے ساتھیوں سے بھاگا اور شکست فاش ہوئی تو دُرَید بن صمہ اوطاس میں ایک پہاڑی پر اپنے چھ سو آدمیوں کے ساتھ مورچہ بند ہو گیا تو انہیں دیکھ کر حضرت زبیر بن عوامؓ نے ان کا قصد کیا۔ وہ سیاہ عمامہ پہنے تھے۔ دُرَید کو اُن کا حلیہ معلوم ہونے پر فکر ہوئی۔ کہنے لگا: یہ زبیرؓ ہے اور تم سے لڑے گا اور یہاں سے تمہیں میدانِ جنگ میں نکالے گا۔ چنانچہ لڑائی ہوئی اور تین صد دشمن کے لڑنے والے کام آئے اور حضرت زبیرؓ نے دُرَید کا سر قلم کیا۔ امام ابن حجرؒ نے یہ مستند روایت بحوالہ حضرت انسؓ بزار سے نقل کی اور لکھا ہے کہ ابن اسحٰق کی روایت میں بالجزم بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ربیعہ بن رفیع سلمیؓ نے دُرَید کو قتل کیا تھا جن کی کنیت ابْنُ الدَّغِنَّة ہے یا ابْنُ اللَّعِنَّه اور ابن اسحاق کی روایت میں ابْنُ الدُّغُنَّه یا ابْنُ لَذْعَه ہے۔[2] اور یہ وہ نہیں جن کا ذکر حضرت ابو بکرؓ کی ہجرت کے تعلق میں آتا ہے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک روایات کا یہ اختلاف قابل التفات نہیں کیونکہ سپاہی کا قتل امیر جیش کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ دُرَید کے قید ہونے پر حضرت زبیر بن عوامؓ کے حکم سے اس کا سر قلم کیا گیا ہو۔
(فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۵۳)

روایت نمبر ۴۳۲۳ میں حضرت ابو عامر اشعریؓ کی شہادت کا ذکر ہے۔ بقول ابن اسحاق انہیں تیر سے گھائل کرنے والا سلمہ بن دُرَید جشمی تھا۔ ان کے زخمی ہونے پر حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے علم لیا اور اللہ تعالیٰ نے غزوۂ اوطاس میں اُن کے ہاتھ پر فتح دی۔ ابن عائذ اور طبرانی نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کی ایک مستند روایت نقل کی ہے، جس سے ابن اسحاق کی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۵۳، ۵۴) امام بخاریؒ کی مندرجہ بالا روایت میں اختصار ہے۔

بَاب ٥٦: غَزْوَةُ الطَّائِفِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ

غزوۂ طائف جو شوال ۸ھ میں ہوا

قَالَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ. موسیٰ بن عقبہ نے اسے (اپنی مغازی میں) بیان کیا۔

٤٣٢٤: حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ ۴۳۲۴: (عبد اللہ بن زبیر) حُمیدی نے ہم سے

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين، اجتماع هوازن، جزء دوم صفحہ ۴۳۷، ۴۳۹)
(المغازی للواقدی، غزوة حنين، جزء ۳ صفحہ ۸۸۶-۸۸۹)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة حنين، مقتل دريد بن الصمة، جزء ۲ صفحہ ۴۵۳)

سُفْيَانَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ. قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ.

بیان کیا کہ انہوں نے سفیان (بن عُیَینہ) سے سنا۔ (کہتے تھے) کہ ہشام (بن عروہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابوسلمہؓ کی بیٹی حضرت زینبؓ سے، حضرت زینبؓ نے اپنی ماں حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اندر آئے اور اس وقت میرے پاس ایک ہیجڑا بیٹھا تھا۔ میں نے سنا کہ وہ عبداللہ بن ابی امیہؓ سے کہہ رہا تھا: عبداللہ دیکھو، اگر اللہ نے تمہیں کل طائف فتح کرا دیا تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ جب وہ سامنے سے آتی ہے تو پیٹ پر چار شکن پڑتے ہیں اور جب پیٹھ موڑ کر جاتی ہے تو آٹھ شکن پڑتے ہیں۔ (یہ بات سنی) تو نبی ﷺ نے فرمایا: آئندہ یہ لوگ تم عورتوں کے پاس ہرگز نہ آیا کریں۔ ابن عُیَینہ نے کہا: اور ابن جریج نے کہا: اس مخنث کا نام ہیت تھا۔

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ.

محمود (بن غیلان) نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ ہشام سے مروی ہے کہ انہوں نے یہی بات بتائی اور انہوں نے اتنا زیادہ بیان کیا کہ آپؐ ان دنوں طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔

اطرافهُ: ٥٢٣٥، ٥٨٨٧۔

٤٣٢٥: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمَى عَنْ عَبْدِ اللهِ

۴۳۲۵: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا۔ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو (بن دینار) سے، عمرو نے ابوالعباس شاعر سے

ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ إِنْ شَاءَ اللهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ. قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ.

اطرافهُ: ٦٠٨٦، ٧٤٨٠۔

جو اندھے تھے، روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور آپؐ نے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچایا۔ آپؐ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ (اب) لَوٹنے والے ہیں۔ یہ امر مسلمانوں پر شاقّ گزرا۔ کہنے لگے: ہم چلے جائیں اور اس کو فتح نہ کریں! اور ایک دفعہ راوی نے نَذْهَبُ کی بجائے نَقْفُلُ کا لفظ بیان کیا۔ یعنی ہم لَوٹ جائیں گے (اور طائف فتح نہیں کریں گے!) اس پر آپؐ نے فرمایا: جنگ صبح ہی شروع کر دو۔ چنانچہ وہ دوسرے دن صبح لڑنے گئے تو مسلمان زخمی ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: ہم انشاء اللہ کل لَوٹ جائیں گے۔ یہ سن کر لوگ خوش ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ اور سفیان نے ایک بار یوں کہا کہ آپؐ مسکرائے۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: حمیدی کہتے تھے: سفیان (بن عُیَینہ) نے ہم سے یہ سارا واقعہ بیان کیا۔

٤٣٢٦-٤٣٢٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ

۴۳۲۶-۴۳۲۷: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ غندر (محمد بن جعفر) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا کہ عاصم (بن سلیمان) سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوعثمان (نہدی) سے سنا۔ کہتے تھے: میں نے حضرت سعدؓ (بن ابی وقاص) سے سنا اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا۔ اور میں نے حضرت ابوبکرہؓ

فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَقَالَ هِشَامٌ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الطَّائِفِ.

سے بھی سنا کہ وہ کچھ لوگوں کو لے کر طائف کے قلعے کی دیوار پھلانگ کر آئے تھے۔ پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ یہ دونوں (یعنی حضرت سعدؓ اور حضرت ابوبکرہؓ) کہتے تھے: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے: جو جانتے بوجھتے اپنے باپ کے ماسوا کسی اور کی طرف منسوب ہوا، جنت اس پر حرام ہوگئی۔ اور ہشام (بن یوسف) نے کہا اور معمر (بن راشد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عاصم (بن سلیمان) سے، عاصم نے ابوالعالیہ یا ابوعثمان نہدی سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت سعدؓ اور حضرت ابوبکرہؓ سے سنا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے۔ عاصم کہتے تھے: میں نے (ابوالعالیہ یا ابوعثمان سے) کہا: آپ کے پاس دو ایسے شخصوں نے شہادت دی ہے کہ وہ دو ہی کافی ہیں۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ ان میں سے جو ایک ہیں وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا اور جو دوسرے ہیں وہ طائف کے ان تیئیس آدمیوں میں سے تیسرے ہیں جو قلعے سے اُتر کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔

طرف الحديث٤٣٢٦: ٦٧٦٦۔
طرف الحديث٤٣٢٧: ٦٧٦٧۔

٤٣٢٨ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۳۲۸: محمد بن علاء نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے بُرَید بن عبداللہ سے، بُرَید نے ابوبردہ سے، انہوں نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوْسَى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرَى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً.

اطرافهُ: ۱۸۸، ۱۹۶۔

کی۔ انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ آپؐ جعرانہ میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے، مقیم تھے اور آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ تھے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا: کیا آپؐ میرے لئے پورا نہیں کریں گے وہ وعدہ جو آپؐ نے مجھ سے کیا تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: تمہیں بشارت ہو۔ اس نے کہا: آپؐ نے مجھے بہت دفعہ کہا ہے، بشارت ہو۔ یہ سن کر آپؐ حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے جیسے کوئی ناراض ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس نے خوش خبری کو ردّ کر دیا ہے، تم دونوں اس کو قبول کرلو۔ ان دونوں نے کہا: ہم نے قبول کیا۔ پھر آپؐ نے ایک پیالہ منگوایا جس میں کچھ پانی تھا۔ آپؐ نے اس سے اپنے دونوں ہاتھوں اور منہ کو دھویا اور کلّی کی اور فرمایا: تم دونوں اس سے پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور تمہیں بشارت ہو۔ ان دونوں نے وہ پیالہ لیا اور ایسا ہی کیا۔ (اُمّ المؤمنین) حضرت امّ سلمہؓ نے پردہ کے پیچھے سے آواز دی: اپنی ماں کے لئے بھی کچھ بچا رکھنا۔ انہوں نے ان کو بھی اس میں سے بچا کر دیا۔

٤٣٢٩: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ

۴۳۲۹: یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل (بن ابراہیم بن عُلیّہ) نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا:

يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ يَعْلَى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِي أَرَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ مَعَهُ فِيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ كَيْفَ تَرَى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلَى يَعْلَى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلَى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذَلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ.

اطرافه: ١٥٣٦، ١٧٨٩، ١٨٤٧، ٤٩٨٥۔

عطاء (بن ابی رباح) نے مجھے بتایا کہ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے خبر دی کہ حضرت یعلیٰؓ کہا کرتے تھے: کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھوں کہ جب آپؐ پر وحی نازل ہو رہی ہو۔ صفوان نے کہا: ایک بار جبکہ نبی ﷺ جعرانہ میں تھے اور آپؐ کے اوپر ایک کپڑا تھا، جس سے آپؐ کو سایہ کیا ہوا تھا۔ آپؐ کے ساتھ سائبان کے نیچے صحابہؓ میں سے بعض لوگ تھے۔ اتنے میں آپؐ کے پاس ایک اعرابی آیا جس نے ایک چوغہ پہنا تھا جو خوشبو سے مہک رہا تھا۔ اس نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ کا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے ایسے چوغہ میں عمرہ کا احرام باندھا ہو جو خوشبو سے لتھڑا ہو؟ حضرت عمرؓ نے حضرت یعلیٰؓ کو ہاتھ کا اشارہ کیا کہ اِدھر آؤ۔ حضرت یعلیٰؓ آئے اور انہوں نے بھی اپنا سر جو اُس (سائبان) کے اندر کیا تو کیا دیکھا کہ نبی ﷺ کا چہرہ سرخ ہے، آپؐ کے سانس کی آواز آرہی تھی۔ ایک گھڑی یہی حال رہا۔ پھر اس کے بعد آپؐ سے وہ حالت جاتی رہی۔ آپؐ نے فرمایا: وہ شخص کہاں ہے جو مجھ سے عمرہ کے متعلق ابھی پوچھ رہا تھا؟ اس شخص کی تلاش کی گئی، اس کو لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ جو خوشبو تمہیں لگی ہوئی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور چوغہ اُتار دے۔ پھر اپنے عمرہ میں وہی کر جو اپنے حج میں تو کیا کرتا ہے۔

٤٣٣٠ : حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِي وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللهُ بِي وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِي كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا

۴۳۳۰: موسیٰ بن اسماعیل نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) وُہَیب (بن خالد) نے ہم سے بیان کیا کہ عمرو بن یحیٰی سے روایت ہے۔ انہوں عباد بن تمیم سے، عباد نے حضرت عبداللہ بن زیدؓ بن عاصم سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حنین کے واقعہ میں غنیمت کا مال عطا فرمایا تو آپؐ نے ان لوگوں میں وہ بانٹ دیا جن کی تالیفِ قلب مقصود تھی اور انصار کو کچھ نہیں دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انصار نے اس کو محسوس کیا کہ انہیں وہ کچھ نہیں ملا جو لوگوں کو ملا ہے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے ان کو خطاب فرمایا اور کہا: اے انصار کی جماعت! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی اور تم پراگندہ تھے تو اللہ نے میرے ذریعہ تمہارے درمیان اُلفت پیدا کر دی اور تم محتاج تھے تو اللہ نے میرے ذریعہ تم کو غنی کر دیا۔ جب کبھی آپؐ کچھ فرماتے تو انصار کہتے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے۔ آپؐ نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو جواب دینے سے تمہیں کیا بات روک رہی ہے؟ حضرت عبداللہ بن زیدؓ کہتے تھے: جب کبھی آپؐ کچھ فرماتے تو وہ کہتے: اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے بڑا ہی احسان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم چاہتے تو کہتے: آپؐ ہمارے پاس ایسی ایسی حالت میں آئے تھے۔ کیا تم پسند کرتے

لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ.

طرفه: ۷۲٤٥۔

ہو کہ لوگ اونٹ بکریاں لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں نبی ﷺ کو لے کر جاؤ؟ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہی ایک آدمی ہوتا اور اگر لوگ ایک وادی یا پہاڑی راستے میں چلیں تو میں انصار کی ہی وادی اور انہی کے پہاڑی راستے میں چلوں۔ انصار اَستر ہیں اور دوسرے لوگ اَبرہ۔ دیکھو عنقریب تم میرے بعد حق تلفی پاؤ گے۔ پس تم صبر سے رہنا۔ یہاں تک کہ تم مجھے حوضِ کوثر پر ملو۔

٤٣٣١: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِيْنَ أَفَاءَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ

۴۳۳۱: مجھ سے عبداللہ بن محمد (مسندی) نے بیان کیا، (کہا:) ہم سے ہشام (بن یوسف صنعانی) نے کہا کہ معمر (بن راشد) نے ہمیں بتایا کہ زُہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے خبر دی، کہتے تھے: جب اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے مالوں سے عطا کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض لوگوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو انصار میں سے بعض کہنے لگے: اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرمائے۔ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ ہماری تلواریں اُن کے خون سے ٹپک رہی ہیں۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی اس بات کا ذکر ہوا تو آپؐ نے انصار کو بلا بھیجا۔ ان کو چمڑے کے ایک بڑے خیمے میں اکٹھا کیا اور اُن کے ساتھ اور کسی کو نہ بلایا۔ جب وہ سب اکٹھے

وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ. فَلَمَّا اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَاءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللهُ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَجِدُوْنَ أُثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوا اللهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ. قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ يَصْبِرُوْا.

ہو گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ کیا بات ہے جو مجھے تمہارے متعلق پہنچی ہے؟ انصار میں سے جو سمجھ دار لوگ تھے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم میں سے بڑے لوگوں نے کچھ نہیں کہا اور جو ہم میں سے کم سن لوگ ہیں، انہوں نے یہ کہا ہے: اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاف کرے، قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں حالانکہ ہماری تلواریں اُن کے خون سے ٹپک رہی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جو حال میں مسلمان ہوئے ہیں۔ میں اُن کی تالیف قلب کرنا چاہتا ہوں۔ کیا تمہیں پسند نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ؟ کیونکہ اللہ کی قسم جس کو تم لے کر لَوٹ رہے ہو، وہ بہتر ہے اُن مالوں سے جن کو وہ لے کر لَوٹیں گے۔ انصار نے کہا: یا رسول اللہ! ہم خوش ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: عنقریب تم بہت خود غرضی پاؤ گے۔ تو تم اس وقت تک کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو، صبر کئے رہنا۔ میں حوض پر ہوں گا۔ حضرت انسؓ کہتے تھے: مگر انہوں نے صبر نہ کیا۔

اطرافهُ: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

٤٣٣٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا بَلَى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

۴۳۳۲: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوالتیاح (یزید بن حمید) سے، انہوں نے حضرت انسؓ سے روایت کی، کہا: جب مکہ فتح ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے درمیان غنیمتیں تقسیم کیں۔ انصار ناراض ہوگئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ دنیا لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی یا (فرمایا:) پہاڑی راستے میں چلیں تو میں انصار کی ہی وادی یا اُن کے راستے پر ہی چلوں گا۔

اطرافه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

٤٣٣٣: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَالطُّلَقَاءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

۴۳۳۳: علی بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) ازہر (بن سعد سمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن عون سے، عبداللہ نے ہشام بن زید بن انس سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب حنین کا واقعہ ہوا تو ہوازن سے ہماری مڈبھیڑ ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے اور وہ لوگ بھی تھے جن کو آپؐ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے پیٹھ پھیر دی۔ آپؐ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! انہوں نے جواب دیا: یارسول اللہ! حاضر

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

ہیں اور آپؐ کی خدمت کے لئے مستعد کھڑے ہیں۔ ہم آپؐ کے سامنے موجود ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری سے اُتر پڑے اور آپؐ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور مشرک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ آپؐ نے ان لوگوں کو جنہیں احسان کر کے چھوڑ دیا تھا اور مہاجرین کو تو مالِ غنیمت دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار باتیں کرنے لگے اور آپؐ نے ان کو بلایا، پھر انہیں ایک بڑے خیمے میں لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار دوسرے راستے پر چلیں تو میں ضرور انصار کے راستے کو ہی اختیار کروں گا۔

اطرافُه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٤، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

٤٣٣٤: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا

۴۳۳۴: محمد بن بشار نے مجھ سے بیان کیا کہ غندر (محمد بن جعفر) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے قتادہ سے سنا۔ وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا۔ آپؐ نے فرمایا: دیکھو قریش زمانہ جاہلیت سے قریب العہد ہیں اور ابھی ابھی مصیبت سے نکلے ہیں

تَرْضَوْنَ أَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلَى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

اور میں نے چاہا کہ ان کے نقصان کی تلافی کروں اور ان کی تالیف قلب کروں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ دُنیا لے کر لوٹیں اور تم اپنے گھروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر لوٹو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار پہاڑ کے راستہ پر چلیں تو میں ضرور انصار کی وادی یا (کہا:) انصار کے راستے پر ہی چلوں گا۔

اطرافُه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٧، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

٤٣٣٥: حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللهِ عَلَى مُوْسَى لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۴۳۳۵: قبیصہ نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابووائل سے، ابووائل نے حضرت عبداللہ (بن مسعودؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کے مال کی تقسیم کی تو انصار میں سے ایک شخص بولا: آپؐ نے اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی۔ یہ سن کر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو میں نے بتایا۔ آپؐ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ پھر فرمایا: موسیٰ پر اللہ کی رحمت ہو، انہیں اس سے زیادہ دُکھ دیئے گئے، پر انہوں نے صبر کیا۔

اطرافُه: ٣١٥٠، ٣٤٠٥، ٤٣٣٦، ٦٠٥٩، ٦١٠٠، ٦٢٩١، ٦٣٣٦۔

٤٣٣٦: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۴۳۳۶: قتیبہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا۔ جریر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے منصور سے، منصور نے ابووائل سے، انہوں نے حضرت عبداللہ (بن مسعود)

لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَا أُرِيْدَ بِهَذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ مُوْسَى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: جب حنین کا واقعہ ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو مقدم کیا۔ اقرع (بن حابس) کو ایک سو اونٹ دیئے اور عُیینہ (بن حصن) کو بھی اتنے ہی اونٹ اور چند اور لوگوں کو بھی دیا۔ یہ دیکھ کر ایک شخص بولا: اس تقسیم سے اللہ کی رضامندی نہیں چاہی گئی۔ (حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے تھے:) میں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتاؤں گا۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ موسیٰ پر رحم کرے، انہیں اس سے زیادہ دُکھ دیا گیا اور انہوں نے صبر کیا۔

اطرافهُ: ۳۱۵۰، ۳۴۰۵، ۴۳۳۵، ۶۰۵۹، ۶۱۰۰، ۶۲۹۱، ۶۳۳۶۔

۴۳۳۷: [۱] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَاءَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا

۴۳۳۷: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا، (کہا:) معاذ بن معاذ نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن عون نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہشام بن زید بن انس بن مالک سے، ہشام نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حنین کا واقعہ ہوا، ہوازن اور غطفان وغیرہ قبیلے اپنے مویشی اور اپنے بال بچے لے کر اُمڈ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ تھے۔ کچھ ان لوگوں میں سے وہ بھی تھے جن کو آپؐ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ وہ سب آپؐ کو چھوڑ کر پیٹھ موڑ کر بھاگ نکلے۔ یہاں تک کہ

[۱] یہ روایت فتح الباری مطبوعہ دارالسلام کے مطابق روایت نمبر ۴۳۳۴ کے بعد ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۶۷)

الْتَفَتَ عَنْ يَمِيْنِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَّسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهُ ذَلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحُوْزُوْنَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوْا بَلَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ. وَقَالَ

آپؐ اکیلے رہ گئے۔ یہ دیکھ کر آپؐ نے اس دن دو آوازیں دیں۔ انہیں آپس میں ملایا نہیں۔ پہلے آپؐ نے دائیں طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: اے انصار کے لوگو! انہوں نے کہا: یارسول اللہ! حاضر۔ آپؐ کو بشارت ہو ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ پھر آپؐ نے بائیں طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا: اے انصار کے لوگو! انہوں نے کہا: یارسول اللہ! حاضر اور آپؐ کو بشارت ہو۔ ہم آپؐ کے ساتھ ہیں۔ آپؐ اس وقت ایک سفید خچر پر سوار تھے۔ آپؐ اُتر پڑے اور فرمایا: میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ پھر مشرک شکست کھا کر بھاگ گئے۔ آپؐ نے اس دن بہت سی غنیمتیں حاصل کیں۔ آپؐ نے مہاجرین اور ان لوگوں میں جن کو احسان کر کے چھوڑ دیا تھا، بانٹ دیں۔ انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار کہنے لگے: جب کوئی سخت گھڑی ہو تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت اوروں کو دی جاتی ہے۔ یہ خبر آپؐ کو پہنچی۔ آپؐ نے ان کو ایک بڑے خیمہ میں اکٹھا کیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! یہ کیا بات مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ وہ خاموش رہے۔ آپؐ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! کیا تم پسند نہیں کرتے کہ لوگ دنیا لے کر جائیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھروں میں لے کر جاؤ؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

هِشَامٌ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَلِكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ.

نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک پہاڑی راستے پر چلیں تو میں خود انصار کا راستہ اختیار کروں گا۔ ہشام نے یہ سن کر کہا: ابوحمزہ! آپؓ بھی اس وقت موجود تھے؟ انہوں نے کہا: اور میں کہاں آپؐ سے غائب ہو گیا تھا۔

اطرافه: ٣١٤٦، ٣١٤٧، ٣٥٢٨، ٣٧٧٨، ٣٧٩٣، ٤٣٣١، ٤٣٣٢، ٤٣٣٣، ٤٣٣٤، ٥٨٦٠، ٦٧٦٢، ٧٤٤١۔

تشریح: غَزْوَةُ الطَّائِفِ: غزوہ طائف بھی غزوہ حنین کے تسلسل ہی میں ہوا۔ مالک بن عوف نصری سردار ہوازن حنین سے بھاگ کر علاقہ طائف میں آیا اور یہاں قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا۔ اس کا اپنا قلعہ مقام لیہ میں تھا جو طائف شہر سے جنوب مشرق میں چند میل کے فاصلہ پر تھا۔ اس نام کی بستی اور وادی اب بھی ہے۔ یہ علاقہ زرخیز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن عوف کے تعاقب میں رسالہ بھیجا تا ہوازن وہاں جاکر قلعہ بند نہ ہو سکیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۵)

عنوانِ باب میں حضرت موسیٰ بن عقبہؒ کے حوالے سے غزوہ طائف کی تاریخ شوال ۸ ہجری بیان کی گئی ہے جو جمہور اہل مغازی کے نزدیک مسلم ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف ذوالقعدہ کے شروع میں پہنچے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۵) عنوانِ باب سے یہ قول ردّ کرنا مقصود ہے۔ علاقہ طائف تین ہزار فٹ کی بلندی پر ایک سطح مرتفع ہے۔ مکہ مکرمہ سے وہاں جانے کے لئے تین راستے ہیں۔ قریب ترین راستہ عرفات سے جبل کرا کے دامن میں آتا ہے اور یہاں سے ایک پہاڑی کی چڑھائی ہے اور پھر طائف ہے۔ یہ راستہ تقریباً ساٹھ میل ہے۔ دوسرا راستہ جعرانہ سے گزرتا ہے۔ تیسرا راستہ وادیٔ نعمان اور سیلی سے جاتا ہے جو تقریباً پچھتر میل ہے۔ طائف کا علاقہ بہت زرخیز اور انگور وانار وغیرہ کے باغات کی وجہ سے مشہور تھا۔ وادی وجّ سے سیراب ہوتا تھا، جو برسات میں بہتی اور سارے علاقہ کو شاداب کرتی تھی۔ اس کے علاوہ پانی کے چشمے بھی جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔ ان سے بذریعہ کاریز (زمین دوز نہر) باغوں کو سیراب کیا جاتا ہے۔ طائف کا شہر عہد نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میں ایک فصیل کے ذریعہ محفوظ تھا۔ طائف کے معنی ہیں گھیرا۔ قلعہ بند شہر کو بھی طائف کہتے تھے اور باقی آبادی وجّ کہلاتی تھی۔ طائف میں لات وعزیٰ کے بت خانے تھے اور مکہ کے بعد یہ شہر دوسرے درجہ پر شرک وبت پرستی کا مرکز تھا اور مدینہ کی طرح قبیلہ وار محلّوں میں تقسیم تھا۔ بنو ثقیف جو قبائل ہوازن تھے، اس علاقے کے مالک وحکمران سمجھے جاتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ خیبر میں قلعہ شکن آلات سے واسطہ پڑا اور آپؐ نے ان کی صنعت کاری سیکھنے کے لئے بعض مجاہدین کو نامزد فرمایا۔ بنو قینقاع وغیرہ یہودی اس فن سے واقف تھے جو مدینہ وغیرہ میں آباد تھے۔ یہ

بتایا جاچکا ہے کہ بنو قینقاع میں سے صرف فتنہ انگیز اور لڑنے والے جلاوطن کئے گئے تھے بلکہ بعد میں جلاوطنوں میں سے بعض خاندانوں کو واپس آنے اور اپنی جگہوں میں بسنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔[۱] (تفصیل کے لیے دیکھئے تشریح باب غزوۃ خیبر) طائف کے محاصرے میں بھی منجنیق، دبابے، عرادے وغیرہ قلعہ شکن آلات استعمال کئے گئے تھے۔ طائف کے جنوب میں جُرش نامی ایک مقام تھا جہاں یہ جنگی آلات بنائے جاتے تھے۔ یہ مقام بھی طائف کی طرح فصیل دار مستحکم شہر تھا۔ وہ یہودیوں کی بستی تھی۔ وہاں سے قلعہ شکن آلات مہیا کئے جاتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے فصیل کے اردگرد کانٹے بھی بکھیر دیئے گئے تھے۔ ان کے باغات کے بعض حصے جلائے گئے جس سے وہ ڈرے اور نرمی کی طرف مائل ہوئے۔[۲] محاصرہ تقریباً تین ہفتے رہا لیکن اس سے شہر کے باشندوں کو نقصان کم پہنچا۔ کھانے پینے کے ذخائر اُن کے پاس کافی تھے اور وہ دبابے وغیرہ آلات کو بے کار کرنے اور انہیں فصیل تک پہنچنے سے روکنے میں کامیاب رہے اور بنو ثقیف نے پوری شدت سے لڑائی کی۔ کتبِ مغازی میں مذکور ہے کہ عروہ بن مسعود اور غیلان بن سلمہ حنین کی جنگ میں شریک نہیں تھے اور (قبولِ اسلام سے قبل) طائف کے محاصرے میں دونوں جُرش میں مذکورہ بالا آلاتِ جنگ کی صناعت سیکھنے کے لئے گئے ہوئے تھے۔[۳] اور سیرت ابن ہشام میں ان کی ایک تدبیر کا ذکر کیا گیا ہے کہ فولادی میخوں کو آگ میں گرم کرتے اور دہکتی ہوئی میخیں دبابوں پر پھینکی جاتیں جس سے ان پر منڈھے ہوئے چمڑے جل جاتے اور دبابے آگ لگنے سے بیکار ہو جاتے۔[۴]

محصور و محفوظ فوج کا نقصان کم ہوا اور اس طرح محاصرے نے طول کھینچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو محاصرہ ترک کر دینے کا اشارہ فرمایا۔ مگر انہوں نے چاہا کہ محاصرہ جاری رہے یہاں تک کہ شہر فتح ہو جائے۔ اس کا ذکر باب ہذا کی دوسری روایت (نمبر ۴۳۲۵) میں ہے۔ باقی تفصیل محاصرہ کتب مغازی میں ہے۔ امام بخاریؒ نے غزوۂ طائف کے تعلق میں صرف چار مستند روایتیں نقل کی ہیں۔ ان میں سے پہلی روایت (نمبر ۴۳۲۴) جو ہشام سے مروی ہے، انہی سے ایک اور سند سے بھی نقل کی گئی ہے، جس میں صراحت ہے کہ ہیت نامی مخنث نے دوران محاصرہ بنت غیلان کا ذکر کیا۔ پہلی سند کے الفاظ میں طائف کے محاصرہ کا ذکر نہیں۔ باب کی دوسری روایت (نمبر ۴۳۲۵) میں محاصرہ اُٹھا لینے اور صحابہؓ کے زخمی ہونے کا ذکر ہے۔ اس روایت کے آخر میں حمیدی کا قول اس غرض سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ روایت جو معنعن ہے، اسے سفیان بن عیینہ نے حَدَّثَنَا سے بھی روایت کیا ہے۔ ابو نعیمؒ

---

۱ (تاریخ الیہود فی بلاد العرب، الباب التاسع اجلاء الیہود عن البلاد الحجازیۃ، صفحہ ۱۷۶)

۲ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الطائف، جزء ۲ صفحہ ۱۲۰)
(المغازی للواقدی، شأن غزوۃ الطائف، جزء ۳ صفحہ ۹۲۷)

۳ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب، وفد ثقیف، جزء اوّل صفحہ ۲۳۷)
(المغازی للواقدی، شأن غزوۃ الطائف، جزء ۳ صفحہ ۹۲۴)

۴ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر غزوۃ الطائف، یوم الشدخۃ، جزء ۲ صفحہ ۴۸۳)

نے دلائل میں بسند بشر بن موسیٰ ان الفاظ میں اسے نقل کیا ہے: عَنِ الْحُمَيْدِيِّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو سَمِعْتُ أَبَا الْعَبَّاسِ الْأَعْمَى يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ۔ یعنی اس کا سماع ثابت ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۷)

چوتھی روایت (نمبر ۴۳۲۶، ۴۳۲۷) کا تعلق اس اعلان سے ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ طائف کے دوران فرمایا تھا کہ جو غلام اسلام قبول کرلے گا وہ آزاد قرار دیا جائے گا۔ اس اعلان نے منجنیق اور دبابہ سے بھی زیادہ اثر کیا۔ غلاموں کو اپنی آزادی زیادہ پیاری تھی۔ قلعہ سے اور اِدھر اُدھر سے آکر وہ اپنے اسلام کا اظہار کرنے لگے اور غلامی کی لعنت سے چھٹکارا پایا۔ ایک وقت میں تئیس غلاموں کے قلعے سے اُترنے کا ذکر ہے، جن میں سے حضرت ابوبکرہؓ بھی تھے۔ ان کا نام نفیع بن حارث ہے جو حارث بن کلدہ ثقفی کے غلام تھے۔ یہ ایک غراری کے ذریعہ قلعہ سے نیچے اُترے تھے اور کنیت ابو بکرہ (چرخی والے) سے مشہور ہوئے۔ بکرہ کے معنی غراری کے ہیں۔ وہ حدیث مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ (روایت نمبر ۴۳۲۷) کے راوی ہیں جو ابو عثمان نہدی نے ان سے اور حضرت سعدؓ دونوں سے سنی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۷، ۵۸)

اس روایت میں وَقَالَ هِشَامٌ... ہشام بن یوسف صنعانی کا قول مسند عبدالرزاق میں بسند معمر مروی ہے۔[1] اس سے ان لوگوں کا ردّ مقصود ہے جن کے نزدیک حضرت ابوبکرہؓ طائف کے قلعہ سے نازل ہونے والے اکیلے شخص تھے۔ موسیٰ بن عقبہ سے بھی مروی ہے کہ صرف وہی قلعہ کے اندر سے فصیل پر چڑھے اور پھر غراری کے ذریعہ سے باہر کی طرف لٹک کر اُترے تھے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۵۸) روایت مذکورہ کے آخر میں مذکورہ حوالوں سے اس کی صحت ثابت کرنا مقصود ہے کہ قلعہ بند لوگوں میں سے فصیل پھاند کر آنا اور اسلام میں داخل ہونا صحیح ہے۔ اس سے کتب مغازی کی روایات درست ثابت ہوتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محاصرہ طائف کے موقع پر اعلان فرمایا کہ غلام اسلام میں داخل ہونے سے آزاد قرار دیا جائے گا۔[2] اور یہ فقہ اسلامی کا مشہور مسئلہ ہے۔ طائف کا محاصرہ اس لئے نہیں اُٹھایا گیا تھا کہ وہ ان مجاہدین کے لئے ناقابل تسخیر تھا بلکہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن و بنو ثقیف کے ایمان لانے اور اصلاح پذیر ہونے کی نسبت یقین تھا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ مالک بن عوف نصری نے بھی مکہ میں آکر بیعت کی۔ آپؐ نے اسے اپنے قبیلہ کے علاوہ قبائل ثمالہ، سلمہ اور فہم کا بھی عامل (کارکن اعلیٰ) مقرر فرمایا۔[3]

بنو ثقیف اس وقت تک اسلام قبول کرنے میں متردّد تھے۔ جب بنو اسد مسلمان ہوئے تو انہوں نے بھی اپنا وفد بھیج کر امان طلب کی اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے کا وعدہ کیا کہ ان کا بت لات تین سال کے لئے نہ توڑا

---

[1] (مصنف عبد الرزاق، كتاب الولاء، باب من ادعى الى غير أبيه، جزء۹ صفحہ ۴۹)

[2] (المغازي للواقدي، شأن غزوة الطائف، جزء۳ صفحہ ۹۳۱)

[3] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة الطائف، اسلام مالك بن عوف النصري، جزء۲ صفحہ ۴۹۱)

جائے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمائی۔ عقیدہ اسلام وعقیدہ شرک ضدین ہیں اور آخر وہ یہ حقیقت سمجھ گئے اور خلوصِ نیت سے اسلام میں داخل ہوئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اُن کا یہ بت توڑنے کے لئے بھیجے گئے۔[1] غزواتِ اسلامیہ سے قتل و غارت مقصود نہ تھی بلکہ قوم کی اصلاح وہدایت اصل غرض تھی جو پوری ہوئی۔ ابن سعدؒ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: وَنَادَى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَيُّمَا عَبْدٌ نَزَلَ مِنَ الْحِصْنِ وَخَرَجَ اِلَيْنَا فَهُوَ حُرٌّ۔[2] یعنی جو شخص قلعے سے نیچے اُتر کر ہمارے پاس آجائے گا تو وہ آزاد ہوگا۔ سیرت ابن ہشام میں ہے کہ کچھ غلام قلعے سے نیچے اُترے اور اسلام میں داخل ہوئے۔[3]

روایت نمبر ۴۳۳۰، ۴۳۳۱ سے مجاہدین انصار ومہاجرین کے اخلاص کا نمونہ پیش کیا گیا ہے کہ وہ دنیاوی طمع و لالچ سے خالی الذہن ہو چکے تھے۔ البتہ بعض بدوی عرب تربیت کے محتاج تھے اور بعض نوجوان افراد کا تزکیہ نفس ناتمام تھا۔ ایسے لوگوں کی اصلاح کی گئی۔ اسی تسلسل میں روایات نمبر ۴۳۳۳، ۴۳۳۴ کا مضمون ہے کہ مجاہدین غزوات فتح مکہ، اوطاس وطائف اموالِ غنیمت سے محروم رکھے گئے، تا اُن کا جہاد خالص فی سبیل اللہ ہو اور اُن میں دنیاوی طمع ولالچ کا شائبہ تک باقی نہ رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس حُسنِ بلاغت سے انصار کی دلجوئی فرمائی، وہ روایت نمبر ۴۳۳۰ تا ۴۳۳۴ سے ظاہر وباہر ہے۔ آپؐ کے کلام بلیغ سے انصار سمجھ گئے کہ جنہیں غنیمت سے دیا گیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں اور تالیفِ قلب کے محتاج اور جنہیں نہیں دیا گیا، ان کی شان بہت بلند ہے۔

کتب مغازی میں ان لوگوں کا ذکر ہے جنہیں اموالِ غنیمت میں سے مجاہدین کے مقررہ حصص دیئے جانے کے بعد مال تقسیم کیا گیا تھا۔ دستور کی رو سے فی کس چار اونٹ اور چالیس بکریاں دی گئیں۔ اسپ (گھوڑا) سوار کا حصہ تین گنا تھا۔ اس لئے ہر سوار کو بارہ اونٹ اور ایک سو بیس بکریاں ملیں۔[4] دس ہزار کی فوج تھی، اس سے اموال غنیمت کا اندازہ ہوسکتا ہے جو غزوۂ ہوازن واوطاس میں حاصل ہوئے۔ سورۃ الفتح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بایں الفاظ وعدہ تھا: اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۙ (الفتح:۲) میں نے تمہیں ایک کھلی کھلی فتح بخشی ہے۔...... وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝ (الفتح:۴) اور اللہ تیری شاندار مدد کرے گا۔...... وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ (الفتح:۵) اور اللہ بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔...... وَ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ (الفتح:۱۹) اور ان کو ایک قریب میں آنے والی فتح بخشی۔...... وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ (الفتح:۲۰) اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔...... وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا (الفتح:۲۱) اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کروگے۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، أَمْرُ وَفْدِ ثَقِيفٍ وَإِسْلَامُهَا، جزء۲ صفحہ ۵۳۹، ۵۴۰)
[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوة رسول اللہ ﷺ الطائف، جزء۲ صفحہ ۱۲۰)
[3] (السيرة النبوية لابن هشام، ذكر غزوة الطائف، عتقاء ثقيف، جزء۲ صفحہ ۴۸۵)
[4] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول اللہ ﷺ الی حنین، جزء۲ صفحہ ۱۱۶)

میرے نزدیک یہ وعدہ ہائے فتح ونصرتِ عظیم اور مَغَانِمَ کَثِیْرَةً فتح مکہ کے ایام میں پورے ہوئے۔ ان موعودہ کامرانیوں اور غنیمتوں کا تعلق غزوۂ خیبر سے نہیں۔ جیسا کہ تفصیل سے بتایا جاچکا ہے۔ کتب مغازی میں مؤلفۃ القلوب کے نام اور جس قدر اموال انہیں دیئے گئے اس کا تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ اس تفصیل سے اموال غنیمت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام میں جو اعداد و شمار منقول ہیں، ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱. ابوسفیان بن حرب مع اولاد .... ۳۰۰ اونٹ..... ۱۲۰ اوقیہ چاندی
۲. حکیم بن حزام .... ۲۰۰ اونٹ
۳. نصر بن حارث بن کلدہ .... ۱۰۰ اونٹ
۴. مالک بن عوف .... ۱۰۰ اونٹ
۵. صفوان بن امیہ .... ۱۰۰ اونٹ
۶. قیس بن عدی .... ۱۰۰ اونٹ
۷. سہیل بن عمرو .... ۱۰۰ اونٹ
۸. حویطب بن عبدالعزیٰ .... ۱۰۰ اونٹ
۹. أقرع بن حابس .... ۱۰۰ اونٹ
۱۰. عیینہ بن حصن .... ۱۰۰ اونٹ

ان میں سے اکثر عمائدین مکہ ہیں اور اپنے اپنے خاندان کے سربراہ۔ ان کے علاوہ بہت سے لوگوں کو پچاس اونٹ دیئے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعرانہ میں ہوازن اور ثقیف کا انتظار فرمایا کہ وہ آئیں تا اُن کے مال اور قیدی انہیں واپس دیئے جائیں۔ مگر انہوں نے آنے میں تاخیر کر دی اور جب وہ آئے تو اموالِ غنیمت تقسیم ہوچکے تھے اور جیسا کہ معتبر روایات میں صراحت ہے کہ آپؐ نے اپنا حصہ اور اپنے خاندان بنی مطلب کے حصص انہیں واپس کر دیئے اور غلام لونڈیوں کے واپس کئے جانے کی بھی سفارش فرمائی۔[۱]

[۱] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر أموال هوازن وسباياها، عطاء المؤلفة قلوبهم، جزء ۲ صفحہ ۱۱۶)
(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ الى حنين، جزء ۲ صفحہ ۱۱۶)

بَاب ٥٧: السَّرِيَّةُ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ

اس لشکر کا بیان جو نجد کی طرف گیا

٤٣٣٨: حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا.

طرفه: ٣١٣٤۔

۴۳۳۸: ابونعمان نے ہمیں بتایا کہ حماد (بن زید) نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب (سختیانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے نجد کی طرف ایک دستہ فوج بھیجا اور میں بھی اس میں شامل تھا۔ ہمارے حصہ میں بارہ بارہ اونٹ آئے اور ہمیں ایک ایک اونٹ زائد دیا گیا اور ہم تیرہ تیرہ اونٹ لے کر آئے۔

تشریح: السَّرِيَّةُ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ: سریہ کی اصطلاح ایسے دستہ فوج پر اطلاق پاتی ہے جو رات کو سفر کرنے والا ہو اور اس کا مقصد پوشیدہ ہو۔ اس میں پانچ صد تک شامل افراد کی تعداد ہو سکتی ہے۔ اگر پانچ صد سے زائد ہو تو عربی میں اسے مَنْسَر کہتے ہیں اور اگر آٹھ صد سے اوپر شامل ہونے والوں کی تعداد ہو تو اسے جَيْش کہتے ہیں۔ ۵۰۰ اور ۸۰۰ کے درمیان شامل ہونے والے افراد ہوں تو اس فوج کا نام هَبْطَة بھی ہے۔ اگر فوج میں چار ہزار سے زائد افراد ہوں تو اس کو جَحْفَل کا نام دیا جاتا ہے اور اگر اس سے زیادہ سپاہی ہوں تو وہ فوج خَمِيْس کہلاتی ہے۔ سَرِيَّة کا ایک حصہ بَعْث کہلاتا ہے۔ اس میں دس کی نفری ہوتی ہے۔ دس سے زیادہ دستہ فوج کا نام حَفِيْرَة، چالیس کا عُصْبَة، تین سو تک کا مِقْنَب اور اس سے زیادہ جَمْرَة ہے اور اگر فوجیں الگ حصوں میں نہ ہوں بلکہ اکٹھی ہوں تو اس کو كَتِيْبَة کہتے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۷۰)

امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں سریہ کی اصطلاح اختیار کی ہے اور روایت زیر باب میں نہ تعداد کا ذکر ہے اور نہ امیر کا اور نہ غرض کا۔ نجد کی طرف جو دستہ فوج بھیجا گیا تھا، اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ شریک تھے۔ جیسا کہ ان کا اپنا بیان ہے۔ یہ روایت کتاب فرض الخمس میں بھی گزر چکی ہے۔ (روایت نمبر ۳۱۳۴) نجد کی سمت ایک مہم غزوہ قرقرۃ الکدر ہے۔ اس روایت کا تعلق غزوہ قرقرۃ الکدر سے سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ غزوۃ قرقرۃ الکدر میں آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے تھے اور علمبردار حضرت علیؓ تھے۔ یہ دوسری ہجری کے آخر میں ہوا تھا۔[1] اور

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ قرقرۃ الکدر، جزء ۲ صفحہ ۲۳)

نجد کی جس مہم کا یہاں ذکر ہے اس کا تعلق شعبان آٹھویں ہجری سے ہے اور یہ مہم حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاریؓ کی سرکردگی میں بھیجی گئی تھی۔ کتب مغازی میں اس کا وقوع فتح مکہ سے قبل بیان کیا گیا ہے۔ امام بخاریؒ کی ترتیب کی رو سے غزوۂ طائف کے بعد یہ مہم بھیجی گئی اور ان کے ساتھ بقول ابن سعد پندرہ کس مجاہد تھے[1] اور بعض نے پچیس کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ۷۰) غزوۂ قرقرۃ الکدر کا تعلق بنو محارب کے ان قبائل سلیم و غطفان سے تھا جو سد معونہ کے پرے معدن کے علاقہ میں آباد تھے۔ مدینہ سے آٹھ برید (۹۶ میل) کا فاصلہ ہے۔[2] اور نجد کی مذکورۃ الصدر مہم اس غطفان محارب سے مخصوص تھی جو خضرہ میں تھا اور اس میں لڑائی ہوئی اور دو سو اونٹ، دو ہزار بکریاں اور قیدی ہاتھ آئے اور حضرت ابو قتادہؓ کے حصے میں ایک خاندانی خوبصورت دوشیزہ بطور حصہ غنیمت آئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محمیہ بن جزء کو بطور ہبہ دے دی۔ کتب مغازی کے بیانات سے بھی ظاہر ہے کہ دونوں واقعات الگ الگ ہیں۔ غزوۂ قرقرہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ موجود نہیں تھے۔[3] اگر یہ روایات درست ہیں تو مذکورہ بالا مہم کی غرض واضح ہے کہ وہ ایک جوابی کارروائی تھی۔ نجد کے قبائل بنو محاربہ و بنو ثعلبہ کی عداوت اور قافلوں پر غارت گری شروع زمانہ ہجرت سے رہی ہے اور فتح مکہ کے بعد بھی جو اسلامی یورشیں ہوئی ہیں ان کا ایک ہی مقصد تھا- امن عامہ کی بحالی، استحکام ملک اور نظم و نسق کی توثیق۔

بَاب ۵۸

بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جذیمہ قبیلہ کی طرف بھیجنا

۴۳۳۹: حَدَّثَنِي مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح. وَ حَدَّثَنِي نُعَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ

۴۳۳۹: محمود (بن غیلان) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا کہ معمر نے ہمیں خبر دی۔ (دوسری سند) اور نعیم (بن حماد) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ (حضرت عبداللہ

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ أبی قتادۃ... الی خضرۃ، جزء۲ صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱)
[2] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ قرقرۃ الکدر، جزء۲ صفحہ ۲۳)
[3] (صحیح البخاری، کتاب الشھادات، باب بلوغ الصبیان وشھادتھم، روایت نمبر ۲۶۶۴)

فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَّقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيْرَهُ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ.

بن عمرؓ) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا اور انہوں نے اُن کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھی طرح نہ کہا کہ ہم نے اسلام قبول کیا اور کہنے لگے: ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ اس پر حضرت خالدؓ نے ان کے آدمی قتل کرنے اور قید کرنے شروع کر دیئے اور ہم میں سے ہر ایک شخص کو اُس کا اپنا ہی قیدی دے دیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت خالدؓ نے حکم دیا کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں سے کوئی شخص اپنے قیدی کو قتل کرے گا۔ یہاں تک کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ہم نے آپؐ سے سارا واقعہ ذکر کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اُٹھائے اور آپؐ نے دو بار یہ فرمایا: اے اللہ! میں تیرے حضور بری ہوں، اس فعل سے جو خالد نے کیا۔

طرفہ: ۷۱۸۹۔

تشریح: بَعْثُ النَّبِيِّ ﷺ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ: طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام دونوں میں معنونہ مہم کا ذکر ہے کہ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اطراف میں کچھ دستے بھیجے تا کہ متعدد قبائل کی طرف سے ان کی اسلام کے لئے رغبت معلوم کی جائے۔ چنانچہ آپؐ کا حضرت خالد بن ولیدؓ کو بنو جذیمہ کی طرف بھجوانا بھی اسی غرض سے تھا۔ طبقات ابن سعد میں اس امر کی ان الفاظ سے صراحت ہے کہ بَعَثَهُ إِلَى بَنِي جَذِيْمَةَ دَاعِيًا إِلَى الْإِسْلَامِ وَلَمْ يَبْعَثْهُ مُقَاتِلًا۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے تین سو مہاجرین و انصار کے ساتھ حضرت خالد بن ولیدؓ کو شوال ۸ھ میں بنو کنانہ کے قبیلہ بنو جذیمہ کے

پاس بھیجا جو مکہ کے قریب یلملم کے اطراف میں آباد تھے اور انہیں وہاں لڑنے کے لئے نہیں بلکہ دعوتِ اسلام کی غرض سے بھیجا تھا۔ یہ قبیلہ اسلام کی طرف راغب تھا۔ اس مہم کا نام یوم الغمیصاء بھی ہے۔[1]

حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو روایت نمبر ۴۳۳۹ کے راوی ہیں۔ اس مہم میں موجود تھے۔ ان کے بیان میں اختصار ہے۔ ابن اسحاق نے واقعہ کی جو تفصیل بیان کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنو جذیمہ کے ایک مخصوص حصے نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور اکثر مسلمان ہو چکے تھے۔[2] منکرین اسلام مسلح ہو کر لڑنے لگے۔ جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اُن کا مقابلہ کیا اور شکست ہونے پر وہ قید کئے گئے۔ ان میں سے بعض اپنے آپ کو نرغے میں دیکھ کر صَبَأْنَا صَبَأْنَا کے الفاظ سے اپنے اسلام کا اظہار کرنے لگے۔ صَبَأْنَا کے معنی ہیں: ہم صابی ہو گئے یعنی اپنا دین تبدیل کر لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں لفظ صابی سے طنزاً پکارے جاتے تھے اور لوگوں کو اس لفظ سے نفرت دلائی جاتی تھی۔ جیسے ہمیں قادیانی کہا جاتا ہے اور اگر کوئی پیغام احمدیت کو قبول کرلے تو اسے حقارت سے کہتے ہیں قادیانی ہوگیا ہے۔ یہی طنز و تحقیر کا مفہوم لفظ صَبَأْنَا میں پایا جاتا ہے۔ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا سے یہ مراد ہے کہ لڑنے والوں نے واضح طور پر اور انشراح سے اسلام قبول کرنے کا اظہار نہیں کیا تھا۔ بلکہ وہ صَبَأْنَا کا لفظ استعمال کرنے لگے۔ اس فقرے سے وہ اپنے آپ کو لڑائی میں قتل سے بچا نہ سکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے پیغام پر اپنے قیدی قتل نہیں کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ جس پر آپؐ نے ہاتھ اُٹھائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے بیزاری اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ ابن اسحاق اور ابن سعد کے بیان میں ہے کہ مجاہدین میں بنو سلیم اور مدلج قبیلے کے جنگجو بھی شامل تھے جو بنو جذیمہ کی طرح بنو کنانہ کی ایک شاخ تھے اور بنو جذیمہ کو اس سے پہلے کسی جنگ میں نقصان پہنچا چکے تھے۔ جب بنو جذیمہ نے بنو سلیم و مدلج کو مجاہدین اسلام کے لشکر کے ساتھ دیکھا تو وہ ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مسلح ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے اُن سے کہا کہ لوگ مسلمان ہو چکے ہیں، یہ لڑائی کس لئے؟ ہتھیار ڈال دو۔ جحدم نامی سردار نے انہیں مشورہ دیا کہ ہتھیار نہ ڈالنا، ورنہ قتل و قید ہے۔ قوم کے بعض لوگوں نے اُسے روکا اور کہا کہ خونریزی کیوں کراتے ہو۔ لوگ تو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ابن ہشام کی روایات سے پایا جاتا ہے کہ ان قبائل بنی کنانہ کے درمیان بعض خونریزیوں کے انتقام کا سوال بھی تھا جس کی وجہ سے بعض لڑے اور مارے اور قید کئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنو سلیم کے جنگجو لوگوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے فتویٰ پر اپنے بعض قیدی کسی دیرینہ انتقام میں قتل کر دیئے اور ان کے اظہارِ اسلام کو نفاق پر محمول کیا لیکن مہاجرین و انصار نے خالدؓ کا یہ فتویٰ قبول نہیں کیا اور اپنے قیدی مذکورہ بالا الفاظ سے اظہارِ اسلام پر آزاد کر دیئے۔ تفصیل کے لئے السيرة النبوية لابن هشام، مسير خالد بن الوليد بعد الفتح الى بنى جذيمة، جزء۲ صفحہ ۴۲۸ تا ۴۳۱۔

---

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول اللهﷺ، سرية خالد بن الوليد الى بنى جذيمة، جزء۲ صفحہ ۱۱۲)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، مسير خالد بن الوليد بعد الفتح الى بنى جذيمة، جزء۲ صفحہ ۴۲۸، ۴۲۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتویٰ واضح ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے بیان مندرجہ روایت نمبر ۴۳۳۹ سے بھی ظاہر ہے کہ اسیروں کے قتل کرنے کے متعلق حضرت خالد بن ولیدؓ کا حکم نہ تھا بلکہ ایک فتویٰ تھا جس سے صحابہ کرامؓ کی اکثریت نے اتفاق نہیں کیا۔ اگر حکم ہوتا تو سب اس کو مانتے اور کوئی اس سے اختلاف نہ کرتا۔ لیکن فتویٰ دینے میں حضرت خالدؓ سے بعض وجوہ سے غلطی ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خالدؓ کی اس مذکورہ غلطی سے شدید صدمہ ہوا اور آپؐ نے اس کی تلافی کے لئے حضرت علیؓ کو بھیجا جنہوں نے جا کر ایک ایک بچے کا خون بہا ادا کیا۔ یہاں تک کہ جن کے کتے بھی مارے گئے تھے ان کے کتوں کا بھی خون بہا دیا گیا اور علاوہ واجبی دیت کے ان کو مزید رقم بھی دی۔[1]

امام باقرؒ نے بھی حضرت علیؓ کے ذریعہ تلافی نقصان کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۲) فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ کہ حضرت خالدؓ لڑائی میں انہیں قتل اور قید کرنے لگے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ ہتھیار ڈالنے پر بھی انہیں قتل کرنے لگے۔ ابن سعد نے اس تعلق میں جو روایتیں نقل کی ہیں، ان میں سے ایک روایت بحوالہ ابن اسحاق حضرت ابن ابی حدرد اسلمیؓ کی ہے کہ وہ بھی اس رسالہ میں موجود تھے۔ ابن سعد کے بیان سے ظاہر ہے کہ بعض نے لڑائی کی اور یہ ذکر بھی ہے کہ بنو جذیمہ کو مسلح دیکھ کر حضرت خالدؓ نے اُن سے دریافت کیا: مَا بَالُ السِّلَاحِ عَلَيْكُمْ؟ کیا بات ہے تم ہتھیار اُٹھائے ہوئے ہو؟ فَقَالُوْا اِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ مِّنَ الْعَرَبِ عَدَاوَةً فَخِفْنَا أَنْ تَكُوْنُوْا هُمْ فَأَخَذْنَا السِّلَاحَ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے درمیان اور بعض عرب قبائل کے درمیان پرانی دشمنی ہے۔ سو ہم اس بات سے ڈرے کہ تم وہی لوگ ہو، اس لئے ہم ہتھیار بند ہو گئے۔ حضرت خالدؓ نے انہیں قید کرنے کے لئے حکم دیا۔ ان کے بازو جکڑے گئے اور انہیں اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔[2] امام ابن حجرؒ نے یہ حوالہ نقل کر کے لکھا ہے: فَيُجْمَعُ بِأَنَّهُمْ اَعْطَوْا بِاَيْدِيْهِمْ بَعْدَ الْمُحَارَبَةِ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۲) لڑنے والوں نے لڑائی کے بعد اپنے آپ کو سپرد کیا تھا۔ امام بخاریؒ کی روایت میں اختصار ہے اور کتب مغازی کی روایات میں جو واقعات بیان ہوئے ہیں، ان میں بھی واضح ارتباط نہیں۔ البتہ ان سے مجملاً معلوم ہوتا ہے کہ جو جھڑپ اس تبلیغی مہم کے دوران ہوئی ہے اس میں زمانہ جاہلیت کی کسی خونریزی کا دخل ضرور تھا۔ محض لفظ صَبَأْنَا سے متعلق اختلافِ رائے پر بعض قیدیوں کا قتل کئے جانا بعید از عقل ہے۔ خصوصاً جب مہاجرین و انصار برملا فتویٰ مذکورہ بالا کے خلاف تھے۔ خطابی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فقرہ سے کہ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ ظاہر ہے کہ آپؐ نے فیصلہ میں حضرت خالدؓ کی جلد بازی اور لفظ صَبَأْنَا سے متعلق عدم تحقیق کو بُرا منایا۔ حضرت خالدؓ کا فرض تھا کہ وہ پوری طرح معلوم کر لیتے کہ لفظ صَبَأْنَا کہنے والوں کی اس سے کیا مراد ہے۔

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، مسير خالد بن الوليد بعد الفتح الى بني جذيمة، جزء۲ صفحہ ۴۳۰)
[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازي رسول اللهﷺ، سرية خالد بن الوليد الى بني جذيمة، جزء۲ صفحہ ۱۱۲)

امام باقر کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اُن سے فرمایا: اُخْرُجْ اِلَی هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ وَاجْعَلْ اَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيْكَ۔ ان لوگوں کے پاس جائیں اور جاہلیت کی بات اپنے قدموں میں مسل دیں۔ چنانچہ وہ گئے اور انہوں نے ایک ایک کی دیت دی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۲) اس روایت سے ظاہر ہے کہ دیرینہ کینہ وبغض انتقام واقعہ قتال کے پیچھے کار فرما تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کوئی مہم روانہ فرمائی اسے یہی ہدایت فرمائی کہ لڑائی میں جلدی نہ کی جائے۔ آہستگی اور نرمی اختیار کی جائے اور مقابلہ کرنے سے قبل دعوتِ اسلام ہو۔ اس کے احکام واضح کئے جائیں تا حجت پوری ہو اور جہاں سے اذان سنائی دے، وہاں حملہ نہ ہو۔ مذکورہ بالا واقعہ میں خود قبیلہ بنو جذیمہ کی طرف سے اسلام قبول کرنے کا پیغام پہنچا تھا۔ جس پر مذکورہ بالا مہم اس صراحت کے ساتھ روانہ کی گئی کہ اس سے مقصود دعوتِ اسلام ہے، لڑائی نہیں۔ چنانچہ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ بنو جذیمہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے ان سے دریافت کیا: مَا اَنْتُمْ؟ قَالُوْا مُسْلِمُوْنَ قَدْ صَلَّيْنَا وَصَدَّقْنَا بِمُحَمَّدٍ وَبَنَيْنَا الْمَسَاجِدَ فِيْ سَاحَاتِنَا وَاَذَّنَّا فِيْهَا قَالَ فَمَا بَالُ السِّلَاحِ عَلَيْكُمْ۔ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا: مسلمان۔ ہم نماز پڑھتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا مانا ہے۔ اپنے آنگنوں میں مسجدیں بنائی ہیں اور ان میں اذانیں دی ہیں۔ حضرت خالدؓ نے پوچھا: پھر یہ ہتھیار کیسے؟ انہوں نے کہا: ہمارے اور عربوں کی اور ایک قوم کے درمیان عداوت ہے۔ ہمیں اندیشہ ہوا کہ تم لوگ وہی نہ ہو۔[1]

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد ان کے ساتھ جنگ کسی صورت میں جائز نہیں تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ یلملم کے اطراف میں قیام کے اثناء قدیمی عداوت کی چنگاری سلگی ہے۔ جس سے ایک فریق کے ساتھ لڑائی کی صورت پیدا ہوئی ہے اور اس کے بعد جنگجو افراد کی طرف سے صَبَأْنَا سے اظہارِ اسلام کرنے پر اُن کی جان بخشی نہیں ہوئی اور حضرت خالد بن ولیدؓ امیر جیش ہونے کی وجہ سے زیر عتاب آئے۔ ابن ہشام نے حضرت خالدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے اختلاف اور آپس کی ناراضگی کا بھی ذکر کیا ہے جو اس موقع پر دونوں کے درمیان ہوئی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اُن سے کہا: عَمِلْتَ بِاَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فِي الْاِسْلَامِ۔ آپؓ نے اسلام میں جاہلیت والی بات کی ہے تو حضرت خالدؓ نے انہیں جواب دیا: إِنَّمَا ثَأَرْتَ بِأَبِيكَ۔ تو نے اپنے باپ کا انتقام لیا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے جواب دیا: یہ درست نہیں کیونکہ میں اپنے باپ کے قاتل کو مار کر بدلہ لے چکا ہوں۔ وَلَكِنَّكَ ثَأَرْتَ بِعَمِّكَ الْفَاكِهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، حَتَّى كَانَ بَيْنَهُمَا شَرٌّ. فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَهْلًا يَا خَالِدُ دَعْ عَنْكَ أَصْحَابِي، فَوَاللّٰهِ لَوْ كَانَ لَكَ أُحُدٌ ذَهَبًا ثُمَّ أَنْفَقْتَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا أَدْرَكْتَ غَدْوَةَ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِي وَلَا رَوْحَتَهُ۔[2] لیکن آپؓ نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا بدلہ لیا ہے۔ اس جھگڑے سے دونوں

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ۱۱۲)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ ۴۳۱)

ایک دوسرے سے بگڑے حتّٰی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ناراضگی کا علم ہوا تو آپؐ نے خالدؓ سے فرمایا: میرے صحابہؓ سے متعلق ایسا خیال نہ کرو۔ بخدا اگر اُحد جتنا سونا بھی تمہیں مل جاتا اور وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو بھی میرے صحابہؓ میں کسی شخص کا مقام نہیں پاسکتے جو انہیں صبح و شام ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔

سیرت ابن ہشام میں ابن اسحاق کی یہ روایت بھی موجود ہے اور اس میں ذکر ہے کہ فاکہہ بن مغیرہ مخزومی، عوف بن عبد عوف زُہری اور عفان بن ابی العاص یمن کی طرف تجارت کی غرض سے گئے اور واپسی پر ایک جذیمی شخص کا مال جو یمن میں مر گیا تھا، لائے تا اس کے وارثوں کو دیا جائے۔ بنو جذیمہ کا ایک شخص خالد بن ہشام راستے میں ان سے ملا اور جب اسے جذیمی شخص کی موت کا علم ہوا تو اس نے کہا کہ وہ اس مال کا حق دار ہے۔ انہوں نے دینے سے انکار کیا۔ اس پر آپس میں لڑائی ہوگئی اور لڑائی میں عوف بن عبد عوف اور فاکہہ بن مغیرہ دونوں مارے گئے اور عفان بن ابی العاص اور ان کا بیٹا عثمانؓ بچ نکلے اور انہوں نے فاکہہ بن مغیرہ اور عوف بن عبد عوف کا مال لے لیا اور عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے موقع پا کر خالد بن ہشام کو قتل کر کے اپنے باپ عوف کا انتقام لے لیا۔ قریش بھی اس واقعہ سے سخت طیش میں تھے اور انہوں نے قبیلہ بنو جذیمہ پر حملہ کر کے اپنے مقتولین اور مالی نقصان کا بدلہ لینا چاہا تو بنو جذیمہ نے کہا کہ تمہارے آدمیوں کا قتل ایک انفرادی واقعہ ہے۔ اس میں ہمارے ارادے کا دخل نہیں اور ہمیں اس کا علم نہیں تھا۔ ہم مقتولین کا اور مالی نقصان کا معاوضہ دے دیں گے۔ قریش نے ان کی معذرت و تجویز قبول کر لی جو سیرت ابن ہشام میں مروی ہے[1] اور واقعہ کا یہ وہ پس منظر ہے جس کی وجہ سے حضرت خالد بن ولیدؓ محل اعتراض بنے۔ اور صحابہ اسی وجہ سے حضرت خالدؓ کے فیصلہ کے متعلق مطمئن نہ تھے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۲) بات یہ ہے کہ حضرت خالدؓ کی طرف سے کسی قسم کا عذر بنایا نہیں جاسکتا کیونکہ وہ صرف دعوتِ اسلام کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ جس میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں تھا اور صحابہ کرامؓ کی اکثریت نے انہیں نیک مشورہ دیا تھا جو قبول نہیں ہوا اور بنو سلیم کو راتوں رات اپنے قیدی قتل کرنے کا موقع مل گیا۔ ابن اسحاق کی ایک روایت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کا یہ عذر نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کرنے میں لوگوں کا انکار دیکھ کر حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ کے مشورہ پر اُن سے جنگ کی۔ اس بارے میں ابن اسحاق کے یہ الفاظ ہیں: وَقَدْ قَالَ بَعْضُ مَنْ يَعْذِرُ خَالِدًا إِنَّهُ قَالَ مَا قَاتَلْتُ حَتَّى أَمَرَنِي بِذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ، وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَكَ أَنْ تُقَاتِلَهُمْ لِامْتِنَاعِهِمْ مِنَ الْإِسْلَامِ۔[2] یہ عذر درست نہیں کیونکہ امیر خالدؓ تھے نہ کہ عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ۔ خواہ یہ غلطی عمداً ہوئی ہے یا تاویلاً بہر حال امیر جیش اس غلطی کا ذمہ دار تھا۔ خصوصاً جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کے بعد خالدؓ پر شدید ناراضگی اور اُن سے اپنی بیزاری کا اعلان فرمایا تو ہمیں آپؐ کا

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ ۴۳۱، ۴۳۲)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن هشام، مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ ۴۳۰)

فیصلہ تسلیم کرنا چاہیے۔ یہ واقعہ معمولی نہ تھا کہ فیصلہ نبویؐ کے بعد اس کے لئے عذر تلاش کیا جائے۔ اس سے تو آزادیٔ مذہب سے متعلق اصولی تعلیم اسلام پر زدّ آتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو لڑنے والوں سے جنگ کی اجازت دی ہے اور تبلیغ اسلامی میں نرمی برتنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد متعدد مہمیں دعوتِ اسلام کی غرض سے قبائل عرب کی طرف روانہ فرمائیں اور ان کے امیروں کو صریح ہدایت کی گئی کہ اُن میں لڑائی سے بچا جائے۔ کتب مغازی و تاریخ میں صراحت ہے کہ یہ وفود تو دعوتِ اسلام ہی کے لئے بھیجے گئے تھے۔ سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد کا بیان اس بارہ میں گزر چکا ہے۔ علامہ طبری نے بھی بایں الفاظ تصریح کی ہے: قَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَ فِيْمَا حَوْلَ مَكَّةَ السَّرَايَا تَدْعُوْا إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَأْمُرْهُمْ بِقِتَالٍ۔[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے اطراف میں سرایا روانہ فرمائے تا وہ لوگوں کو صنم پرستی سے ہٹائیں اور اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے انہیں بلائیں اور ان سرایا کو لڑائی کرنے کا قطعاً حکم نہیں دیا تھا۔ امام بخاریؒ کی مندرجہ بالا روایت سے بھی اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ دعوتِ اسلام ہی کے لئے بنو جذیمہ کی طرف بھیجے گئے تھے۔ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ اور انہوں نے تعمیل حکم میں انہیں اسلام کی دعوت دی۔ فَلَمْ يُحْسِنُوْا أَنْ يَّقُوْلُوْا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا۔ وہ اچھی طرح یوں نہ کہہ سکے ہم اسلام لائے۔ گھبراہٹ میں کہنے لگے: ہم نے اپنا دین بدل ڈالا۔ اس فقرے کا تعلق سارے قبیلے سے نہیں تھا۔ کیونکہ ان میں اکثر مسلمان ہو چکے تھے بلکہ صرف ایک خاص خاندان تھا جن کو اندیشہ تھا کہ ان سے انتقام لیا جائے گا، اس لئے وہ مسلح ہو کر لڑنے لگے۔ لڑائی میں اپنی شکست دیکھ کر صَبَأْنَا سے اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ امام بخاریؒ کی روایت میں غایت درجہ اختصار ہے اور انہوں نے وہی روایت قبول کی ہے جو اُن کے معیارِ صحت پر ہے۔ جحدم نے اپنے لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہتھیار نہ ڈالو بلکہ مقابلہ کرو۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے سابقہ خون ریزی کی وجہ سے اندیشہ تھا۔ ابن اسحاقؒ کی پہلی روایت میں اس کے یہ الفاظ نقل کئے گئے ہیں: وَيْلَكُمْ يَا بَنِي جَذِيمَةَ إِنَّهُ خَالِدٌ وَاللّٰهِ مَا بَعْدَ وَضْعِ السِّلَاحِ إِلَّا الْإِسَارُ وَمَا بَعْدَ الْإِسَارِ إِلَّا ضَرْبُ الْأَعْنَاقِ وَاللّٰهِ لَا أَضَعُ سِلَاحِي أَبَدًا۔ اے بنو جذیمہ! یاد رہے یہ خالدؓ ہے۔ ہتھیار ڈالنے کے بعد قید و بند ہو گا اور اس کے بعد گردن زنی۔ اس کی قوم کے بعض لوگوں نے اُسے پکڑا اور کہا کہ تم خونریزی چاہتے ہو۔ لوگ تو مسلمان ہو چکے اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ جنگ ختم ہے اور امن ہے۔ لوگ اسے سمجھاتے رہے اور اس سے ہتھیار لے لئے اور حضرت خالدؓ کے کہنے پر باقی لوگوں نے بھی ہتھیار اُتار دیئے۔[2] اس بیان سے ظاہر ہے کہ جحدم کے خدشات بلاوجہ نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ قبیلے کے نَو مسلمین کو دین اسلام کی تعلیم دینے کی غرض سے وہاں کچھ عرصہ ٹھہرے ہیں۔ جیسا کہ

---

[1] (تاریخ الطبری، سنة ثمان من الهجرة، مسير خالد بن الوليد الى بني جذيمة، جزء۳ صفحہ ۶۶)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، مسير خالد بن الوليد بعد الفتح الى بني جذيمة، جزء۲ صفحہ ۴۲۹)

روایت نمبر ۴۳۳۹ کے الفاظ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ سے پایا جاتا ہے اور دورانِ قیام ناگوار صورت پیدا ہوئی ہے۔ جس سے قبیلہ کے بعض لوگوں سے جنگ ہوئی اور شکست کھانے پر وہ قید ہوئے اور جب قیدی مجاہدین کے سپرد کئے گئے تو بعید نہیں کہ بعض افراد کو اپنا پرانا کینہ نکالنے کا موقع مل گیا ہو۔

ابن ہشام نے اس تعلق میں ابراہیم بن جعفر محمودی کی سند سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب اور حضرت ابوبکرؓ کی تعبیر کا بھی ذکر کیا ہے کہ آپؐ نے کھجور، ستو اور گھی کے مالیدہ سے چند لقمے لئے جو مزیدار تھے۔ لیکن آخر ایک لقمہ حلق میں اٹک گیا اور حضرت علیؓ نے ہاتھ ڈال کر نکال لیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ تعبیر کی کہ اس کا تعلق تبلیغی وفد سے ہے اور مشورہ دیا کہ حضرت علیؓ کو بھیجا جائے تا خالدؓ کی غلطی کا تدارک ہو۔[۱] اس خواب سے بھی ظاہر ظاہر ہے کہ واقعہ کا تعلق قبیلہ جذیمہ کے ایک محدود حصہ سے اور مخصوص قیدیوں سے تھا۔ یہ نہیں کہ سارے قیدی محض صَبَأْنَا کہنے سے قتل کئے گئے ہوں۔ دراصل یہ لوگ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور سابقہ انتقام کا خوف وہراس ان کے ذہنوں پر اتنا غالب تھا کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر لڑنے لگے۔ سُلَیم بن منصور اور مدلج بن مرہ کے بعض افراد کی طرف سے جو حضرت خالدؓ کے لشکر میں شامل تھے، انہیں انتقام لئے جانے کا اندیشہ تھا۔ چنانچہ سُلَیم قبیلہ کے افراد ہی تھے جنہوں نے اپنے قیدی رات کو قتل کر کے اپنا بدلہ لے لیا۔ مہاجرین وانصار میں سے کسی نے اپنے قیدی قتل نہیں کئے بلکہ انہیں آزاد کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کیا۔[۲]

بَاب ۵۹

سَرِيَّةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ

عبداللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی کی مہم

وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِيِّ.

اور کہا جاتا ہے کہ وہ انصار کا دستہ تھا۔

٤٣٤٠: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۳۴۰: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا کہ اعمش نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: سعد بن عبیدہ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابوعبدالرحمٰن (سلمی) سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ

[۱] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مسیر خالد بن الولید بعد الفتح الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ ۴۲۹)
[۲] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ، جزء۲ صفحہ ۱۱۲)

سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ فَقَالَ أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيْعُوْنِي قَالُوْا بَلَى قَالَ فَاجْمَعُوْا لِي حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ أَوْقِدُوْا نَارًا فَأَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتَّى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ.

فوج بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار مقرر کیا اور آپؐ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ اس کی فرمانبرداری کریں۔ ایک دفعہ وہ (انصاری امیر) ناراض ہوا اور کہنے لگا: کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا کہ تم نے میری فرمانبرداری کرنی ہے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، بے شک دیا ہے۔ تب اس نے کہا: میرے لئے جلانے کی لکڑیاں اکٹھی کرو۔ انہوں نے اکٹھی کیں۔ پھر اس نے کہا: آگ جلاؤ اور انہوں نے آگ جلائی۔ پھر کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے ارادہ کیا مگر وہ ایک دوسرے کو روکنے لگے اور کہنے لگے: ہم آگ سے بھاگ کر نبی ﷺ کے پاس آئے تھے (کہ قیامت کے دن آگ سے بچیں۔) خیر وہ یہی کہتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور انصاری امیر کا غصہ بھی فرو ہوگیا۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر اس میں داخل ہوتے تو قیامت تک نہ نکلتے؛ اور (فرمایا:) اطاعت تو معروف بات میں ہوتی ہے۔

اطرافه: ۷۱۴۵، ۷۲۵۷۔

تشریح: سَرِيَّةُ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ: کتب مغازی میں مندرجہ بالا مہم علقمہ بن مجزز مدلجی کے نام سے مذکور ہے۔ انہوں نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو لوٹنے کی اجازت دی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کو اس کا امیر مقرر کیا۔ ان میں مذاق کی عادت تھی۔ راستہ میں بطور دل لگی یا آزمائش اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں تمہارا امیر ہوں اور امیر کی اطاعت فرض ہے اور ان سے آگ میں کودنے کے لئے کہا۔ بعض تیار ہوگئے تو انہیں ساتھیوں نے روک دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر ہوا تو آپؐ نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور فرمایا: اطاعت امر معروف میں ہوتی ہے۔ معصیت میں اطاعت نہیں ہوتی۔[1]

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، سرية علقمة بن مجزز، دُعابة ابن حذافة مع جيشه، جزء ۲ صفحہ ۶۴۰)

باب ۵۸، ۵۹ کی روایتیں سبق آموز ہیں اور بلحاظ درس عبرت تقریباً ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ سابقہ باب میں جو واقعہ ہوا ہے، اس سے صحابہ کرامؓ پر امیر کی عدمِ اطاعت کا الزام عائد ہوتا ہے۔ اس باب سے اس کا ازالہ کیا گیا ہے۔

ابن سعد اور ابن اسحاق دونوں نے مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ طبقات ابن سعد میں صراحت ہے کہ یہ مہم حبشہ کے ایک علاقہ کی طرف ربیع الثانی ۹ھ میں بھیجی گئی تھی۔ اس مہم میں حضرت علقمہ بن مجززؓ کے ساتھ تین صد مجاہد بھیجے گئے تھے۔[1] ابن اسحاق نے حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ بھی اس مہم میں شریک تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جب مہم کی غرض ختم ہوئی اور جس قبیلہ کی طرف گئے تھے وہ بھاگ گیا تو مجاہدین میں سے بعض نے اپنے گھروں کو جلدی واپس جانا چاہا تو انہیں اجازت دی گئی اور حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ ان کے امیر مقرر کئے گئے۔ راستے میں مذکورہ بالا واقعہ آیا۔[2] ان مؤلفین مغازی کی روایتوں میں حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کی کسی ناراضگی کا ذکر نہیں۔ صرف ان کی مذاقیہ طبیعت اور دل لگی کا ذکر ہے۔ صحیح بخاری کی مذکورہ بالا روایت میں ان کی ناراضگی کا ذکر ہے اور صحیح مسلم کی روایت میں بھی یہ الفاظ ہیں: فَأَغْضَبُوهُ فِي شَيْءٍ۔[3] لوگوں نے کسی وجہ سے انہیں ناراض کر دیا اور مندرجہ بالا روایت میں مہم کی غرض وغایت و مقام کا بھی ذکر نہیں اور امیر کا نام بھی نہیں۔ روایت نمبر ۴۳۴۰ ضروری تفصیل سے خالی ہے۔ ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ واقعہ ذی قرد میں وقاص بن مجزز مدلجی قتل کر دیئے گئے تھے۔ ان کا انتقام لینے کی غرض سے علقمہ بن مجزز کی درخواست پر وہ قبیلۂ عیینہ بن حصن سے وقاص بن مجزز کا انتقام لینے کے لئے بھیجے گئے تھے۔[4] لیکن ابن سعد کی روایت میں یہ ذکر نہیں بلکہ حبشہ کی طرف سے شکایت ملی تو اُن کی امداد کے لئے یہ مہم بھیجی گئی تھی۔ دونوں کے بیان میں اختلاف ہے اور مقصد واضح نہیں۔ راویوں نے جس قدر کسی نے سنا اتنا ہی بیان کیا، یہ امر بھی مسلمان راویان ثقات کی دیانتداری کی دلیل ہے۔ ذی قرد کے جس واقعہ میں وقاص بن مجزز اور محرز بن نضلہ شہید ہوئے تھے وہ ربیع الاول ۶ھ میں واقعہ ہوا تھا اور غزوۂ غابہ کے نام سے بھی مشہور ہے[5] اور حبشہ والی مہم کا تعلق نویں ہجری سے ہے۔[6]

عنوانِ باب میں اس مہم کو پہلے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمیؓ کے نام سے موسوم کیا ہے جو بدری صحابی تھے اور مہاجر تھے نہ کہ انصاری۔ (عمدۃ القاری جزء ۱۷ صفحہ ۳۱۴) اس لئے عنوانِ باب میں الفاظ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِيِّ

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ علقمۃ بن مجزز المدلجی، جزء۲ صفحہ ۱۲۳)

[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، سریۃ علقمۃ بن مجزز، دُعابۃ ابن حذافۃ مع جیشہ، جزء۲ صفحہ ۶۴۰)

[3] (صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

[4] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، سریۃ علقمۃ بن مجزز، سبب ارسال علقمۃ، جزء۲ صفحہ ۶۳۹، ۶۴۰)

[5] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ ذی قرد، جزء۲ صفحہ ۲۸۳)
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، غزوۃ رسول اللہ ﷺ الغابۃ، جزء۲ صفحہ ۶۱، ۶۲)

[6] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ علقمۃ بن مجزز المدلجی، جزء۲ صفحہ ۱۲۳)

کے الفاظ سے توجہ دلائی گئی ہے کہ یہ مہم اور ہے۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک اس فقرے سے امام احمد بن حنبل اور ابن ماجہ کی روایت کی طرف اشارہ کیا ہے[1] جو ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکمؒ کے نزدیک صحیح روایات میں سے ہے اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو اس مہم میں شریک تھے اور یہ روایت ابن سعد کے بیان سے متفق ہے اور ابن اسحاق کی روایت کے خلاف۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک عنوانِ باب میں مہم کو دو شخصوں کی طرف منسوب کرنے اور جملہ وَيُقَالُ إِنَّهَا سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِيِّ سے امام بخاریؒ کا مقصد یہی معلوم ہوتا ہے کہ کتب مغازی میں جس مہم کو ایک بتایا گیا ہے وہ دراصل دو علیحدہ مہمیں ہیں اور الگ الگ وقت میں ہوئیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۳) صحیح بخاری کی روایت نمبر ۴۳۴۰ سے بھی غرض واضح نہیں اور نہ امیر کی وجہ ناراضگی۔ اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ محض دل لگی سے آگ میں کودنے کے لئے نہیں کہا گیا بلکہ بعض ساتھیوں کی کسی حکم عدولی کی وجہ سے ناراضگی کا اظہار تھا اور اس کی تنبیہ مقصود تھی۔ آگ میں کسی کے کودنے کی نوبت نہیں آئی۔ وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا سے ظاہر ہے کہ مجاہدین میں ایسے لوگ موجود تھے جو خلافِ شریعت امور میں اطاعت ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ آگ میں کود کر ہلاک ہونا خودکشی ہی تھی جو از روئے شریعت حرام ہے۔

بَاب ٦٠

بَعْثُ أَبِي مُوْسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع سے پہلے حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) اور حضرت معاذ (بن جبلؓ) کو یمن کی طرف بھیجنا

٤٣٤١-٤٣٤٢: حَدَّثَنَا مُوْسَى حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوْسَى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ

۴۳۴۱-۴۳۴۲: موسیٰ (بن اسماعیل) نے ہمیں بتایا کہ ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالملک (بن عمیر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبردہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ (اشعریؓ) اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بھیجا۔ ابوبردہ کہتے تھے: اور آپؐ نے اُن میں سے ہر ایک کو ایک ایک ضلع پر مقرر فرمایا اور یمن کے دو ضلع تھے۔ پھر آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا: (لوگوں پر) آسانی کرنا اور انہیں مشکل میں نہ ڈالنا اور ان کو خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا۔ چنانچہ ان میں سے ہر ایک اپنے

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند ابی سعید الخدری، جزء۳ صفحہ ۶۷)
(سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، باب لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ)

وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِلَى عَمَلِهِ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا إِذَا سَارَ فِي أَرْضِهِ كَانَ قَرِيْبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَحْدَثَ بِهِ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِي أَرْضِهِ قَرِيْبًا مِنْ صَاحِبِهِ أَبِي مُوْسَى فَجَاءَ يَسِيْرُ عَلَى بَغْلَتِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلَى عُنُقِهِ فَقَالَ لَهُ مُعَاذٌ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هَذَا قَالَ هَذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهِ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيْءَ بِهِ لِذَلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا أَنْزِلُ حَتَّى يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ أَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِي مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللهُ لِي فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي.

اپنے علاقہ میں چلا گیا اور ان میں سے ہر ایک جب اپنے علاقہ میں دورہ کرتا اور وہ اپنے ساتھی کے قریب آجاتا تو اس سے ملاقات کرتا، اس کے لئے سلامتی کی دعا کرتا۔ ایک بار حضرت معاذؓ اپنے علاقہ میں دورہ کرتے ہوئے اپنے ساتھی حضرت ابوموسیٰؓ کے قریب پہنچ گئے اور اپنی خچر پر سوار ہو کر حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس گئے۔ کیا دیکھا کہ وہ بیٹھے ہیں اور اُن کے پاس لوگ جمع ہیں اور ایک شخص اُن کے پاس ہے جس کے دونوں ہاتھ اُس کی گردن سے جکڑے ہوئے ہیں۔ حضرت معاذؓ نے اُن سے کہا: عبداللہ بن قیس! یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ وہ شخص ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو گیا۔ حضرت معاذؓ نے کہا: میں اتروں گا نہیں جب تک کہ وہ قتل نہ کر دیا جائے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: اسی لئے تو اسے لایا گیا ہے تم اُترو۔ انہوں نے کہا: میں ہرگز نہیں اُتروں گا جب تک کہ اس کو قتل نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابوموسیٰؓ نے اس کے متعلق حکم دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر حضرت معاذؓ اُترے اور کہنے لگے: عبداللہ! تم قرآن کس طرح پڑھا کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں۔ پھر حضرت ابوموسیٰ نے پوچھا: اور تم کس طرح پڑھتے ہو؟ معاذ! انہوں نے کہا: میں رات کے پہلے حصہ میں تو سو جاتا ہوں اور پھر اُٹھتا ہوں اور جو میرے نصیب میں سونا ہوتا ہے سو چکتا ہوں۔ پھر جو اللہ نے میرے لئے مقرر کیا ہوتا ہے پڑھتا ہوں۔ میں اپنے سونے میں بھی ثواب کی نیت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے اُٹھنے میں بھی ثواب کی نیت رکھتا ہوں۔

اطراف الحدیث **۴۳۴۱**: ۲۲۶۱، ۳۰۳۸، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۶۱۲۴، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۷۲۔
اطراف الحدیث **۴۳۴۲**: ۴۳۴۵۔

٤٣٤٣ : حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ مَا الْبِتْعُ قَالَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيْذُ الشَّعِيْرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ. رَوَاهُ جَرِيْرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

۴۳۴۳: اسحاق (بن منصور) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد (بن عبداللہ طحان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شیبانی سے، شیبانی نے سعید بن ابی بردہ سے، سعید نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے ان شرابوں سے متعلق پوچھا جو وہاں بنائی جاتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اور وہ کیا کیا شرابیں ہیں؟ انہوں نے کہا: بِتْع اور مِزْر۔ سعید نے کہا: میں نے ابوبردہ سے پوچھا: بِتْع کیا ہے؟ انہوں نے کہا: شہد کی شراب اور مِزْر جَو کی شراب۔ آپؐ نے فرمایا: ہر نشہ آور شے حرام ہے۔ یہ بات جریر اور عبدالواحد نے بھی (سلیمان) شیبانی سے، شیبانی نے ابوبردہ سے روایت کی۔

اطرافُه: ٢٢٦١، ٣٠٣٨، ٤٣٤١، ٤٣٤٤، ٦١٢٤، ٦٩٢٣، ٧١٤٩، ٧١٥٦، ٧١٥٧، ٧١٧٢۔

٤٣٤٤- ٤٣٤٥ : حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوْسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيْرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ

۴۳۴۴-۴۳۴۵: مسلم (بن ابراہیم) نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا کہ سعید بن ابی بردہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے ان کے دادا حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا اور فرمایا: تم (لوگوں کے لئے) آسانی کرنا اور (اُن کو) مشکل میں نہ ڈالنا اور خوش رکھنا اور نفرت نہ دلانا اور دونوں آپس میں اتفاق سے رہنا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: نبی اللہ! ہمارے ملک میں جَو کی شراب ہوتی ہے، جسے مِزْر کہتے ہیں اور شہد کی شراب بھی، جسے

حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوْسَى كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَعَلَى رَاحِلَتِي وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُوْمُ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوْسَى فَإِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو مُوْسَى يَهُودِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ.

بِتْع کہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ہر نشہ آور شے حرام ہے۔ ہم چل پڑے۔ حضرت معاذؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ سے پوچھا: آپؐ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: کھڑے ہوکر بھی اور بیٹھ کر بھی اور اپنے اونٹ پر سوار ہونے کی حالت میں بھی اور تھوڑا تھوڑا ہر وقت پڑھتا رہتا ہوں جب فرصت ہوتی ہے۔ حضرت معاذؓ نے کہا: میں تو (شروع رات میں) سو جاتا ہوں اور پھر اُٹھتا ہوں اور میں اپنے سونے میں بھی ثواب کی نیت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے اُٹھنے میں ثواب کی نیت رکھتا ہوں اور حضرت ابوموسیٰؓ نے ایک بڑا خیمہ نصب کیا اور ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے آنے جانے لگے۔ ایک دفعہ حضرت معاذؓ حضرت ابوموسیٰؓ سے ملنے کے لئے گئے، تب دیکھا کہ ایک شخص جکڑا ہوا ہے۔ انہوں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: یہودی ہے جو مسلمان ہوگیا تھا، پھر مرتد ہوگیا ہے۔ حضرت معاذؓ نے کہا: میں تو اس کی گردن اُڑا دوں گا۔

تَابَعَهُ الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ. وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. رَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

(مسلم بن ابراہیم) کی طرح (عبدالملک بن عمرو) عقدی اور وہب (بن جریر) نے شعبہ سے یہی روایت بیان کی۔ اور وکیع اور نضر (بن شمیل) اور ابوداؤد (طیالسی) نے شعبہ سے یہی بات بیان کی۔ شعبہ نے سعید سے، سعید نے اپنے باپ سے، انہوں نے سعید کے دادا سے، ان کے دادا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے روایت کیا۔ اور جریر بن عبدالحمید نے اس کو شیبانی سے، شیبانی نے ابوبردہ سے روایت کیا۔

اطراف الحدیث ۴۳۴۴: ۲۲۶۱، ۳۰۳۸، ۴۳۴۱، ۴۳۴۳، ۶۱۲۴، ۶۹۲۳، ۷۱۴۹، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۷۲۔
اطراف الحدیث ۴۳۴۵: ۴۳۴۲۔

٤٣٤٦ : حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ هُوَ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِي أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيْخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ نِّسَاءِ بَنِي قَيْسٍ وَمَكُثْنَا بِذَلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

أطرافهُ: ١٥٥٩، ١٥٦٥، ١٧٢٤، ١٧٩٥، ٤٣٩٧۔

۴۳۴۶: عباس بن ولید جو نرسی ہیں انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب بن عائذ سے روایت کی کہ قیس بن مسلم نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے طارق بن شہاب سے سنا۔ وہ کہتے تھے: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری قوم کے ملک کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا۔ میں وہاں سے لوٹ کر آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ابطح (مُحَصَّب) میں اُترے ہوئے تھے۔ آپؐ نے پوچھا: عبداللہ بن قیس! تم نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! آپؐ نے پوچھا: تم نے کس طرح نیت کی تھی؟ کہتے تھے: میں نے کہا: اس احرام کے ساتھ لبیک کہتا ہوں جس نیت سے آپؐ نے احرام باندھا۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم اپنے ساتھ کوئی قربانی لائے ہو؟ میں نے کہا: کوئی قربانی نہیں لایا۔ آپؐ نے فرمایا: پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو اور پھر اس کے بعد احرام کھول ڈالو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ اور بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت نے مجھے کنگھی کی اور ہم اس وقت تک اسی طریقہ پر رہے کہ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔

٤٣٤٧ : حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَّشْهَدُوْا أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ طَوَّعَتْ: طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ.

۴۳۴۷: حبان (بن موسیٰ) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ زکریا بن اسحاق سے روایت ہے۔ زکریا نے یحییٰ بن عبداللہ بن صیفی سے، یحییٰ نے حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام ابومعبد سے، ابومعبد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے جب آپؐ نے اُن کو یمن کی طرف بھیجا، فرمایا: تم عنقریب ایسے لوگوں کے پاس جاؤ گے جو اہل کتاب ہیں۔ جب تم اُن کے پاس پہنچو تو انہیں اس بات کی دعوت دو کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو پھر انہیں یہ بتاؤ کہ اللہ نے اُن پر دن رات میں پانچ نمازیں مقرر کی ہیں۔ اگر وہ تمہاری بات مان لیں پھر انہیں بتاؤ کہ اللہ نے اُن پر صدقہ مقرر کیا ہے، جو اُن کے دولت مندوں سے لیا جائے اور ان کے محتاجوں کو لوٹا دیا جائے۔ پھر اگر وہ تمہاری یہ بات بھی مان لیں تو خبردار اُن کے عمدہ عمدہ مال صدقہ میں نہ لینا (بلکہ درمیانہ درجہ کا لینا) اور مظلوم کی پکار سے بچنا۔ اس لئے کہ اُس کے اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں ہوتی۔ ابوعبداللہ (امام بخاریؒ) نے کہا: (سورۂ مائدہ میں جو فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ آیا ہے) اس میں طَوَّعَتْ کے معنی طَاعَتْ اور أَطَاعَتْ کے ہیں یعنی اُس نے فرمانبرداری اختیار کی۔ اور عربی زبان میں اس طرح بھی استعمال ہوتا ہے طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ (سب کے معنی ایک ہی ہیں۔)

أطرافهُ: ١٣٩٥، ١٤٥٨، ١٤٩٦، ٢٤٤٨، ٧٣٧١، ٧٣٧٢-

٤٣٤٨ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ أَنَّ مُعَاذًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلَّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ "وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۳۴۸: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، حبیب نے سعید بن جبیر سے، سعید نے عمرو بن میمون سے روایت کی کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جب یمن میں آئے تو انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور یہ آیت پڑھی: ابراہیم کو اللہ نے (اپنا) محبوب دوست بنایا۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص بول پڑا: تب تو ابراہیمؑ کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی ہوگی۔

زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَاءِ فَلَمَّا قَالَ: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا (النساء: ۱۲٦) **قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهُ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ.**

معاذ نے شعبہ سے، شعبہ نے حبیب سے، حبیب نے سعید سے، سعید نے عمرو (بن میمون) سے اتنا زائد بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف بھیجا اور حضرت معاذؓ نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی۔ جب انہوں نے یہ کہا: "وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا" تو ایک شخص پیچھے سے بولا: تب تو ابراہیم کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی ہوگی۔

تشریح: **بَعْثُ أَبِي مُوْسَى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ:** اس باب میں جس مہم کی روانگی کا ذکر ہے وہ ادارتی و انتظامی نوعیت کی تھی۔ فتح مکہ کے بعد تین قسم کی مہمیں اطرافِ مکہ میں قبائل عرب کی طرف بھیجی گئی تھیں۔ ایک قسم کا تعلق فتح مکہ کے ثمرات سے فائدہ اُٹھانے اور صنم پرستی کے اوہامِ باطلہ کی بیخ کنی سے تھا، جن سے اشرف المخلوقات انسان اپنے خالق سے کٹ کر پجاریوں کی ہوس کا بندہ بن چکا تھا۔ ان مہموں سے غرض تمکنت و استحکام اور پر امن فضا پیدا کرنا بھی تھی۔ دوسری قسم کی مہمیں دعوت و تعلیم اسلام سے متعلق تھیں۔ یہ تبلیغی مہمیں ۹ھ میں شروع ہوئیں۔ جس کی وجہ سے نویں ہجری عام الوفود کے نام سے مشہور ہے۔ تیسری قسم کی مہمیں انتظامی نوعیت کی تھیں۔ یہ مہمیں حالات کے اختلاف کے پیش نظر غزوات، سرایا اور بعوث کے

نام سے موسوم کی گئی ہیں۔ کتب مغازی میں ہر مہم کے حالات بقدر امکان مذکور ہیں۔ مکہ مکرمہ کے اردگرد مشہور شہروں اور مختلف قبائل میں کئی ایک صنم خانے تھے۔ مدتِ مدید کی صنم پرستی سے مشرکین کے ذہن وقلب بتوں کے تصرفاتِ موہومہ سے شدید طور پر متاثر تھے۔ جب طائف کے لوگ مسلمان ہوئے تو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اُن کا بت خانہ نہ گرایا جائے۔ کم ازکم ایک سال تک وہ رہنے دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی درخواست منظور نہیں فرمائی۔ جس پر انہوں نے اس خوف سے کہ کہیں آسمان اُن پر نہ ٹوٹ پڑے، معذرت کی کہ وہ خود بت خانہ (لات) نہیں مسمار کریں گے، کسی دوسرے سے یہ کام کرا لیا جائے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اس خدمت کے لئے مامور ہوئے۔[۱] اسی طرح بت خانہ عزیٰ، سواع، مناۃ، ذی الخلصہ، ذی الکفین اور فلس کے منہدم کرنے کی غرض سے حضرت خالد بن ولیدؓ،[۲] حضرت عمرو بن العاصؓ،[۳] حضرت سعد بن زید اشہلیؓ،[۴] حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ،[۵] حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ[۶] اور حضرت علی بن ابی طالب[۷] رضوان اللہ علیہم علی الترتیب مامور ہوئے اور مجاہدین ان کے ساتھ روانہ کئے گئے۔ یہ مہمیں مذکورہ بالا امراء کے نام کی سرایا تاریخ اسلام میں مشہور ہیں۔ ان میں سے بعض بت عام قبائل عرب کے مشترکہ تھے۔ جیسے بت عزیٰ جو مقامِ نخلہ پر تھا اور بعض قبائل کے مخصوص تھے جیسے سواع جو بنو ہذیل کا تھا۔

غرض مذکورہ بالا سرایا کے ذریعہ بتوں کا طلسم پاش پاش کر دیا گیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیٰ دیوی کے ٹکڑے کئے جانے کی اطلاع ملی تو آپؐ نے فرمایا: نَعَمْ تِلْكَ الْعُزّٰى وَقَدْ يَئِسَتْ أَنْ تُعْبَدَ بِبِلَادِكُمْ أَبَدًا[۸] یہی وہ عزیٰ ہے، وہ اب مایوس ہوگئی کہ تمہارے ملک میں کبھی اس کی پوجا نہیں ہوگی۔ مندر کے پروہتوں نے ایک سیاہ فام عورت عزیٰ کے نام سے بت خانہ میں رکھی ہوئی تھی جیسے ہندوؤں میں ایک کالی دیوی کا قصہ ہے جس کی پوجا پاٹ اس غرض سے کی جاتی ہے کہ وبائیں اور مصیبتیں دور ہوں۔ اسی طرح عرب منتریوں نے اس قسم کا فریب بنایا ہوا تھا۔ حضرت خالدؓ کو دیکھ کر وہ کالی عورت بھیانک آواز سے چلاتی ہوئی اُن کی طرف آئی اور انہوں نے تلوار سے اس کے ٹکڑے کر دیئے۔[۸] ہذیل قبیلہ کا سواع نامی بت خانہ حضرت عمرو بن العاصؓ کے ذریعہ مسمار کیا گیا۔ اس کے پروہت

---

۱ (السيرة النبوية لابن هشام، أَمْرُ وَفْدِ ثَقِيفٍ وَإِسْلَامُهَا، جزء ۲ صفحہ ۵۳۹، ۵۴۰)

۲ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول الله ﷺ، سرية خالد بن الوليد الى العزى، جزء ۲ صفحہ ۱۱۰)

۳ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول الله ﷺ، سرية عمرو بن العاص الى سواع، جزء ۲ صفحہ ۱۱۱)

۴ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول الله ﷺ، سرية سعد بن زيد الى مناة، جزء ۲ صفحہ ۱۱۱)

۵ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب على رسول الله ﷺ، وفد بجيلة، جزء اوّل صفحہ ۲۶۱)

۶ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سرية الطفيل بْن عَمْرو الدوسي إلى ذي الكفين، جزء ۲ صفحہ ۱۱۹)

۷ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سرية عَلِيّ بْن أَبِي طالب إلى الفلس، جزء ۲ صفحہ ۱۲۴)

۸ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، مغازی رسول الله ﷺ، سرية خالد بن الوليد الى العزى، جزء ۲ صفحہ ۱۱۱)

نے اُن سے کہا تھا کہ اس کا توڑنا ناممکن ہے۔ جب اُس نے دیکھا کہ وہ ٹوٹ گیا ہے تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے اُس سے پوچھا کہ کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ۔[۱] بتوں کی خدائی کا تماشا دیکھ لیا، اس لئے اسلام قبول ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا جو مشاہدہ عربوں کو کرایا گیا، اس سے صنم پرستی سے اُن کے دل بیزار ہو چکے تھے۔ صرف ایک خیالی ڈر اور وہم تھا جس کا بت شکنی سے قلع قمع کیا گیا۔ اسلام مذہب کی آزادی کا حامی ہے اور کسی کے دین میں دخل دینا یا زبردستی سے اپنا عقیدہ منوانے کے خلاف ہے اور حجت و براہین کا قائل ہے۔ پندرہ بیس سال کی متواتر جدوجہد سے ارض حجاز و عرب کی کایا پلٹ چکی تھی اور حجت، براہین اور الٰہی تجلیات کے مشاہدات سے ذہن و قلب اسلام کو خود قبول کرنے کے لئے مستعد تھے۔ اس لئے مجاہدین کے ہاتھوں سے جو بت توڑے گئے اور مندر مسمار کر دیئے گئے، اس کی نوعیت بالکل اور ہے۔ یہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ سے بالکل مغایر نہیں۔ عربوں کی شکستہ ذہنی اور مایوسی نے بت شکنی اور مذہب اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دے رکھی تھی۔ سورۃ الانبیاء میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بت شکنی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا (الأنبياء:۵۹) کہ حضرت ابراہیمؑ نے قوم کے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اس آیت سے اسی بت شکنی کی طرف اشارہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے تطہیر بیت اللہ کے تعلق میں ہوئی اور اس کے لئے دلوں کی زمین اور ذہنوں کو مستعد کر کے ساز گار فضا پیدا کی گئی۔ جس میں عربوں کے نفوس سے اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ کی صدا گونج اُٹھی۔ جبر و اکراہ کا اس صدائے بازگشت سے دور کا واسطہ نہ تھا۔ مذکورہ بالا آیت میں فرماتا ہے: فَرَجَعُوْٓا اِلٰٓى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْٓا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الانبیاء:۶۵) سو انہوں نے اپنے نفسوں پر غور کیا تو کہنے لگے: درحقیقت تم ہی ظالم ہو۔ کیونکہ خالق کا جو حق تھا وہ اس کی مخلوق کو دے دیا گیا۔ یہ وہ ذہنی قلب و ماہیت کا پس منظر تھا، جس میں انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئیوں کے مطابق ارضِ حجاز میں صنم پرستی کا خاتمہ ہوا۔ دوسری قسم سرایا (مہمات) کی وہ ہے جس کا ذکر باب ۵۷ کی تشریح میں ابھی کیا گیا ہے اور تیسری قسم کا ذکر باب ۵۸ میں ہے۔ یہ مہمیں اکثر ۹، ۱۰ ہجری میں مرتب ہوئیں اور ان کے علاوہ تعلیمی وفود کا سلسلہ بھی ان کے پہلو بہ پہلو جاری ہوا جو اسلام میں داخل ہونے والے قبائل کی دینی تعلیم و تربیت کی غرض سے تھا۔ ۸ھ سے ۱۰ھ کا مختصر زمانہ انتہائی مشغولیت اور اہمیت رکھنے والا زمانہ ہے۔ اس دوران بعض تادیبی کارروائیاں بھی ہوئیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

باب ۶۰ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف بطور عامل بھیجے جانے کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ حجۃ الوداع سے پہلے کا ہے۔ اس باب کی روایت نمبر ۴۳۴۶ میں ذکر ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ یمن سے آئے اور مکہ مکرمہ میں آپؐ سے ملے۔ کتب مغازی میں ہے کہ وہ ربیع الآخر ۹ھ میں روانہ کئے گئے تھے۔ یمن کے دو ضلعے تھے۔ ضلع عربی میں مخلاف یا رُستاق کہلاتا تھا۔ یمن کا وہ علاقہ جو عدن سے ملحق تھا نسبتاً بلندی پر تھا، جسے

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سریۃ عمرو بن العاص الی سواع، جزء ۲ صفحہ ۱۱۱)

علیا کہتے تھے۔ حضرت معاذؓ کو اس کا نگران مقرر فرمایا اور دوسرا حصہ پست تھا، اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ مقرر ہوئے۔(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۶) دونوں کو ہدایت ہوئی کہ علاقہ میں دورہ کرتے رہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے مطلع رہیں اور یہ بھی ہدایت تھی کہ لوگوں سے نرمی برتیں اور ان پر سختی نہ کریں۔ اس باب میں آٹھ روایتیں ہیں، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل ہدایات پر مشتمل ہیں:

- آسانی اور نرمی اختیار کرنا، سختی سے کام نہ لینا۔ تمہارے حسن سلوک و انتظام سے لوگوں کو مسرت و بشاشت ہو، نفرت نہ ہو۔(روایت نمبر ۴۳۴۴-۴۳۴۵)

مسند احمد بن حنبلؒ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو یمن کی طرف الوداع کرنے کے لئے نکلے تو وہ سوار تھے اور آپؐ پا پیادہ۔ فرمایا: قَدْ بَعَثْتُكَ إِلَى قَوْمٍ رَقِيقَةٍ قُلُوبُهُمْ يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ مَرَّتَيْنِ فَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مِنْهُمْ مَنْ عَصَاكَ۔[1] میں نے تمہیں ایسی قوم کی طرف بھیجا ہے جن کے دل نرم ہیں۔ فرمانبرداروں کے ذریعہ نافرمانوں کا مقابلہ کرنا یعنی براہ راست اُن سے مقابلہ کرنے سے بچنا۔

- ایک دوسرے کی اعانت کرنا۔(روایت نمبر ۴۳۴۴- ۴۳۴۵) تَطَاوَعَا سے مراد یہ ہے کہ تمہارے باہمی تعلقات خوشگوار رہیں۔
- وہاں اہل کتاب ہیں، دعوتِ اسلام میں حکمت و تدریج سے کام لینا۔ عقیدہ توحید کی تلقین مقدم ہو اور پھر عام مسلمہ عقائد سے مخصوص عقائد و اعمالِ اسلام کی ترغیب دینا تا بارِ خاطر نہ ہو۔(روایت نمبر ۴۳۴۷)
- دولت مندوں سے زکوٰۃ حاصل کر کے وہاں کے محتاجوں کو دینا۔ تحصیل زکوٰۃ کے متعلق فرمایا: فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ۔(روایت نمبر ۴۳۴۷) خبردار اُن کے چیدہ اموال سے بچنا۔ عملہ تحصیل اس جہت سے بہت حریص اور بدنام ہے۔
- وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللهِ حِجَابٌ ظلم سے بچنا اور یاد رہے کہ مظلوم کی دعا سے ظالم بچ نہیں سکتا۔ اللہ کے حضور مقبول ہوتی ہے۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔(روایت نمبر ۴۳۴۷)
- چھٹی ہدایت کا تعلق شراب نوشی کی حرمت سے ہے۔ شراب نوشی ام الخبائث ہے۔ اس ہدایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں جَو اور شہد کی شراب کا استعمال عام تھا۔ اصلاحِ اَخلاق کے لئے اس کی طرف کارکنوں کو خاص توجہ دلائی گئی ہے۔(روایت نمبر ۴۳۴۴-۴۳۴۵)

امام بخاریؒ نے مذکورہ بالا ہدایات کے تعلق میں لفظ طَوَّعَتْ کی لغوی تشریح بلاوجہ نہیں کی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصولی ہدایت يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا (روایت نمبر ۴۳۴۴-۴۳۴۵) کے پیش نظر اس امر کی طرف توجہ دلانا مقصد ہے کہ ہدایت کا نفاذ جبر و اکراہ سے نہیں کیا جاتا تھا بلکہ ان کی پابندی طوعاً مقصود

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حديث معاذ بن جبل، جزء۵ صفحہ ۲۳۵)

تھی۔ روایت نمبر ۴۳۴۱- ۴۳۴۲ میں ایک شخص کی گردن زدنی کا واقعہ مذکور ہے جو مسلمان ہو کر مرتد ہوگیا تھا۔ روایت نمبر ۴۳۴۴- ۴۳۴۵ میں ہے کہ وہ یہودی تھا۔ اس تعلق میں مفصل بحث کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالھم میں آئے گی، انشاء اللہ۔

یاد رہے کہ اسلام میں مکمل مذہبی آزادی کا اعلان ہے۔ اسلامی حکومت میں ہر شخص جو مذہب اختیار کرنا چاہے اختیار کرسکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص مذہب تبدیل کرنے کے ساتھ اسلامی حکومت کے خلاف باغی لوگوں کے ساتھ مل کر باغیانہ روش اختیار کرے تو اُس پر گرفت ہوگی۔ وگرنہ صرف تبدیلیٔ مذہب کوئی جرم نہیں۔

روایت نمبر ۴۳۴۴- ۴۳۴۵ کے آخر میں عقدیؒ اور وہب کی متابعت کا ذکر کیا گیا ہے جو مرسل ہے اور وکیع و نضر و ابوداؤد کی روایت کا بھی جو موصول ہے۔ روایت ابی عامر عبد الملک بن عمرو عقدی کے لئے دیکھئے کتاب الاحکام روایت نمبر ۷۱۷۲۔ روایت وہب بن جریر مسند اسحاق بن راہویہ میں موصولاً مروی ہے۔ روایت وکیع کے لیے کتاب الجہاد، باب ۱۶۴، روایت نمبر ۳۰۳۸ دیکھئے۔ نضر بن شمیل کی روایت کتاب الادب میں اور ابوداؤد طیالسی کی روایت مسند مروزیؒ و نسائی میں۔ یہ روایتیں شعبہؒ ہی سے موصولاً منقول ہیں۔ اس تواتر سے معنعن روایت کا سقم دور کیا گیا ہے۔ وکیع کی روایت کتاب الجہاد (روایت نمبر ۳۰۳۸) میں مختصر ہے لیکن یہ ابن ابی عاصم نے کتاب الاشربہ میں بسند ابو بکر بن ابی شیبہ مفصل روایت کی ہے۔ اسی طرح مسند ابی بکر بن ابی شیبہ میں بھی بیان کی گئی ہے۔
(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۹) (عمدۃ القاری جزء۱۸ صفحہ ۴)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ غزوہ تبوک میں شامل ہوئے تھے جو رجب ۹ھ میں ہوا۔ اس لئے یمن کی طرف ان کی روانگی تبوک سے مراجعت پر ہوئی تھی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۷۷) غزوہ تبوک ماہ رجب ۹ھ میں حجۃ الوداع سے قبل ہوا تھا۔ لیکن صحیح بخاری کے نسخوں میں یہ غزوہ حجۃ الوداع کے بعد رکھا گیا ہے جو نساخ (کاتبوں) کی غلطی ہے۔ مذکورہ بالا تاریخ سے متعلق سب کا اتفاق ہے اور روایت نمبر ۴۳۴۶ میں بھی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ یمن سے آئے اور حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور باب ۶۰ کے عنوان میں بھی صراحت ہے کہ یمن کی طرف ان کی روانگی حجۃ الوداع سے قبل ہوئی تھی۔ اگر غزوہ تبوک حجۃ الوداع کے بعد تسلیم کیا جائے تو تبوک میں ان کی شمولیت کیسے ہوسکتی ہے۔ اسی طرح حجۃ الوداع کے لئے یمن سے واپسی والی بات بھی غلط ہوگی۔ اس لئے امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ کتابت کی غلطی ہے، نہ امام بخاریؒ کی غلط فہمی۔
(فتح الباری، شرح کتاب المغازی، باب ۷۸: غزوۃ تبوک، جزء۸ صفحہ ۱۳۸)

بَاب ٦١: بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو حجۃ الوداع سے پہلے یمن کی طرف بھیجنا

٤٣٤٩: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِيَ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

۴۳۴۹: احمد بن عثمان (بن حکیم) نے مجھ سے بیان کیا کہ شُرَیح بن مسلمہ نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی، (کہا:) میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خالد بن ولیدؓ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا۔ کہتے تھے: پھر اس کے بعد اُن کی جگہ حضرت علیؓ کو بھیجا اور آپؐ نے فرمایا: خالدؓ کے ساتھیوں سے کہنا کہ اُن میں سے جو تمہارے ساتھ پیچھے رہنا چاہے وہ پیچھے رہے اور جو چاہے چلا آئے۔ حضرت براءؓ کہتے تھے: میں اُن لوگوں میں سے تھا جو حضرت علیؓ کے ساتھ پیچھے رہے، کہتے تھے: میں نے کئی اوقیہ چاندی غنیمت میں حاصل کی۔

٤٣٥٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوفٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ

۴۳۵۰: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ رَوح بن عبادہ نے ہم سے بیان کیا کہ علی بن سُوَید بن منجوف نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن بُرَیدہ سے، عبداللہ نے اپنے باپ (حضرت بُرَیدہؓ بن حصیب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم

لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ.

نے حضرت علیؓ کو حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا کہ وہ غنیمت کا پانچواں حصہ لائیں اور میں حضرت علیؓ سے ناراض تھا اور انہوں نے وہاں غسل کیا۔ میں نے حضرت خالدؓ سے کہا: کیا تم انہیں نہیں دیکھتے (کہ کیا کرتے ہیں؟) جب ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، میں نے آپؐ سے یہ ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: بُرَیدہ! کیا تم علیؓ سے ناراض ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: اس سے ناراض نہ ہو کیونکہ اُس کا اس خمس میں اس سے زیادہ حصہ ہے (جو اُس نے نہیں لیا۔)

٤٣٥١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ

۴۳۵۱: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ عبدالواحد (بن زیاد) نے عمارہ بن قعقاع بن شُبْرُمہ سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا کہ عبدالرحمٰن بن ابی نُعم نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے سنا۔ کہتے تھے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن کی طرف سے ایک سونے کا چھوٹا سا ٹکڑا رنگے ہوئے چمڑے میں لپیٹ کر بھیجا جو طبعی حالت میں تھا، کندن نہیں ہوا تھا۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے: آپؐ نے وہ ٹکڑا چار آدمیوں کے درمیان تقسیم کیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل (بن مہلہل) اور چوتھے علقمہ (بن علاثہ) یا عامر بن طفیل تھے۔ یہ دیکھ کر آپؐ کے صحابہ میں سے ایک شخص بولا: ان سے تو ہم اس

مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهَذَا مِنْ هَؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُوْنِي وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَأْتِيْنِي خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اتَّقِ اللهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّي فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِي قَلْبِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هَذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ

کے زیادہ حق دار تھے۔ حضرت ابوسعیدؓ کہتے تھے: جب یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپؐ نے فرمایا: کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے جبکہ میں اس (ذات) کا امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح اور شام مجھے آسمان کی خبریں آتی ہیں۔ حضرت ابوسعیدؓ نے کہا: اس پر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں، دونوں رُخسار اوپر کو اُٹھے ہوئے تھے، پیشانی اُبھری ہوئی، داڑھی گھنی، سر منڈا ہوا، تہ بند اُٹھائے ہوئے تھا۔ کہنے لگا: یارسول اللہؐ! اللہ سے ڈریں۔ آپؐ نے فرمایا: تم پر افسوس۔ کیا زمین کے تمام لوگوں میں سے مَیں ہی زیادہ اس لائق نہیں ہوں کہ اللہ سے ڈروں؟ کہتے تھے: پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا گیا۔ خالد بن ولیدؓ نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ شاید وہ نماز پڑھتا ہو۔ خالدؓ نے کہا: کتنے ہی نمازی ہیں اپنی زبان سے وہ کچھ کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں کو کریدوں اور لوگوں کے پیٹوں کو پھاڑوں۔ کہتے تھے: پھر آپؐ نے اسے دیکھا جبکہ وہ پیٹھ پھیر کے جارہا تھا تو فرمایا: اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی کتاب بڑے مزے سے پڑھیں گے، ان کے گلے کے نیچے سے آگے نہیں جائے گی۔ دین

قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ.

سے وہ ایسے نکلیں گے جیسے تیر شکار سے گزر جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آپؐ نے یہ بھی فرمایا: اگر مَیں نے اُن کو پالیا تو مَیں اُن کو اس طرح قتل کروں گا جیسے ثمود قتل کئے گئے۔

اطرافه: ٣٣٤٤، ٣٦١٠، ٤٦٦٧، ٥٠٥٨، ٦١٦٣، ٦٩٣١، ٦٩٣٣، ٧٤٣٢، ٧٥٦٢۔

٤٣٥٢: حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُّقِيْمَ عَلَى إِحْرَامِهِ. زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا.

۴۳۵۲: مکی بن ابراہیم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی کہ عطاء (بن ابی رباح) نے کہا کہ حضرت جابرؓ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے (جب وہ یمن سے لَوٹ کر آئے) فرمایا کہ وہ اپنے احرام پر ہی قائم رہیں۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے روایت کرتے ہوئے اتنا بڑھایا: عطاء نے کہا کہ حضرت جابرؓ کہتے تھے: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جس غرض کے لئے گئے تھے پوری کر کے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے پوچھا: علیؓ! تم نے کس کا احرام باندھا ہے؟ انہوں نے کہا: وہی جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: پھر قربانی بھیج دو اور جیسے تم ہو ویسے ہی اپنے احرام پر رہو۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے کہ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے لئے بھی اپنے ساتھ قربانی کے جانور لائے تھے۔

اطرافهُ: ١٥٥٧، ١٥٦٨، ١٥٧٠، ١٦٥١، ١٧٨٥، ٢٥٠٦، ٧٢٣٠، ٧٣٦٧۔

٤٣٥٣-٤٣٥٤: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ

۴۳۵۳-۴۳۵۴: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ بشر بن مفضل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حُمید طویل

الطَّوِيلِ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا.

سے روایت کی کہ بکر (بن عبداللہ) نے ہم سے بیان کیا کہ انہوں نے (حضرت عبداللہ) بن عمرؓ سے ذکر کیا کہ حضرت انسؓ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ اور حج دونوں کا احرام باندھا تھا تو انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ اسی کا احرام باندھا۔ جب ہم مکہ میں آئے، آپؐ نے فرمایا: جس کے ساتھ قربانی نہ ہو تو وہ حج کو عمرہ کر ڈالے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ اس اثناء میں حضرت علی بن ابی طالبؓ یمن سے حج کرنے کے لئے آئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے کس کا احرام باندھا ہے؟ کیونکہ ہمارے ساتھ تمہارے گھر والے بھی ہیں۔ انہوں نے کہا: میں نے اسی کا احرام باندھا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اسی پر ٹھہرے رہو۔ ہمارے ساتھ بھی قربانی کا جانور ہے۔

تشریح: بَعْثُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَام وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ: معنونہ مہم بھی ملے جلے مقاصد کی غرض سے تھی جو بقول ابن سعد رمضان ۱۰ھ میں بھیجی گئی تھی۔ تین صد سواروں پر مشتمل پہلا رسالہ تھا جو یمن کے اس علاقہ کی طرف روانہ کیا گیا جہاں قبیلہ مذحج کے خاندان آباد تھے۔ حضرت علیؓ اس مہم کے قائد تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: فَإِذَا نَزَلْتَ بِسَاحَتِهِمْ فَلَا تُقَاتِلْهُمْ حَتَّى يُقَاتِلُوكَ۔ جب ان کے علاقے میں پہنچو تو اُن سے نہ لڑو تاوقتیکہ وہ تم سے لڑائی کریں۔[1]

باب کی روایت نمبر ۴۳۴۹ سے ظاہر ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ پہلے بھیجے گئے تھے اور اس کے بعد ان کی جگہ حضرت علیؓ اور روایت نمبر ۴۳۵۰ میں حضرت بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کی شمولیت کا ذکر ہے۔ ابن سعد کی محولہ بالا

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ، سرية عَلِيّ بْنِ أَبِي طالب إلى اليمن، جزء ۲ صفحہ ۱۲۸)

روایت میں بھی ان سے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علیؓ نے انہیں اموالِ غنیمت کا نگران مقرر کیا تھا۔ ابن سعد نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم کا ذکر الگ عنوان میں کیا ہے جو ربیع الاول ۱۰ھ میں قبیلہ بنو عبد المدان کی طرف روانہ کی گئی۔ یہ قبیلہ نجران میں آباد تھا۔ طبقات ابن سعد میں اس مہم کی کوئی تفصیل نہیں۔[1]

معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا دونوں مہموں کا ذکر عنوان باب ۶۱ میں اکٹھا کیا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی حضرت علیؓ کے یمن سے مراجعت کے عنوان سے اس مہم کا ذکر کیا ہے اور اس میں علاقہ نجران کو اُن کے روانہ کئے جانے کی صراحت ہے۔[2] نجران یمن ہی کی ایک ریاست تھی۔ اس سے بھی امام بخاریؒ کے قائم کردہ عنوان کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے رسالہ سے لڑائی ہوئی۔ جس میں اموالِ غنیمت حاصل ہوئے۔ حضرت خالدؓ کے واپس بلانے اور حضرت علیؓ کے اُن کی جگہ مقرر کئے جانے سے ظاہر ہے کہ وہاں لڑائی ایسی صورت میں ہوئی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ناگوار تھی۔ حضرت علیؓ کے حکم سے اموالِ غنیمت ایک جگہ جمع کئے گئے اور قبیلہ مذحج کو بلایا گیا اور اسلام کی دعوت دی گئی مگر اُن کی طرف سے اس پیغام سلامتی و امن کا جواب تیر و پتھر سے دیا گیا۔ حضرت علیؓ نے صف بندی کا حکم دیا اور حضرت مسعود بن سنان سلمیؓ امیر اللواء مقرر ہوئے اور لڑائی ہوئی جس میں قبیلے کے بیس آدمی مارے گئے اور شکست کھا کر اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ ان کا تعاقب نہیں کیا گیا بلکہ دعوتِ اسلام قبول کرنے کا دوبارہ پیغام بھیجا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سرداران قبیلہ حضرت علیؓ سے بیعت کر کے دین اسلام میں داخل ہوئے اور کہا: باقی لوگوں کے ہم ذمہ دار ہیں وہ بھی مسلمان ہیں اور یہ ہماری زکوٰۃ کے مال ہیں۔ ان سے جو اللہ کا حق ہے لے لیں۔ حضرت علیؓ کامیاب و کامران یمن سے لَوٹے اور مکہ مکرمہ میں حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور آپؐ کو خوش خبری دی۔ یہ خلاصہ ہے ابن سعدؒ کے بیان کا۔ ابن اسحاقؒ کے بیان میں ہے کہ جب حضرت علیؓ یمن سے واپس آئے تو آپؐ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے میں جلدی کی اور اپنے لشکر میں سے اپنے ایک ساتھی کو قائم مقام افسر مقرر فرمایا۔ جب ملاقات کے بعد واپس لشکر میں گئے تو دیکھا کہ مجاہدین یمنی نئے جوڑے پہن کر خوشی خوشی حضرت علیؓ کے استقبال کے لئے کھڑے ہیں۔ آپؐ نے قائمقام امیر سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ اس پر مجاہدین کے امیر نے کہا کہ اموالِ غنیمت میں یہ نئی ریشمی چادریں تھیں جو میں نے انہیں دیں کہ زیب تن کر کے خوش ہوں۔ فرمایا: فوراً اتروائی جائیں جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش نہ کی جائیں۔ ان کی تقسیم و استعمال درست نہیں۔ وہ اُتروا کر ریشمی سامان غنیمت میں واپس کی گئیں۔ جس سے مجاہدین کو شکایت پیدا ہوئی۔ حضرت ابو سعید خدریؓ بھی اس مہم میں شامل تھے۔ ان کی بیوی زینب بنت کعبؓ سے مروی ہے کہ مجاہدین میں سے بعض نے حضرت علیؓ کے خلاف اس واقعہ کا شکوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیا تو آپؐ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! لَا تَشْكُوا عَلِيًّا، فَوَاللهِ إِنَّهُ لَأَخْشَنُ فِي ذَاتِ اللهِ أَوْ فِي

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سرية خالد بن الوليد إلى بني عبد المدان بنجران، جزء ۲ صفحہ ۱۲۸)

[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، موافاۃ علی فی قفولہ من الیمن رسول اللہ فی الحج، جزء ۲ صفحہ ۶۰۲)

سَبِيلِ اللهِ مِنْ أَنْ يُشْكَى۔ کہ علیؓ کا شکوہ نہ کرو۔ اللہ کی قسم! وہ اللہ کی خاطر یا یہ فرمایا کہ اللہ کی راہ میں خود بھی بہت ہی سخت انسان ہے۔ (اپنے نفس کو بھی جان جوکھوں میں ڈالنے والا ہے۔) اس کے متعلق شکوہ اور گلہ کیا؟! [1]

باب ۶۱ کی روایت نمبر ۴۳۵۰ میں بھی حضرت بریدہ بن حصیبؓ کی ناراضگی اور شکایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں سمجھانے کا ذکر ہے۔ یہ بریدہؓ وہی ہیں جنہیں حضرت علیؓ امیر جیش نے اموالِ غنیمت کا نگران مقرر کیا تھا اور غالباً یہی ان کی حجۃ الوداع کے لئے غیر حاضری میں ان کے نائب تھے۔ محمد بن بشار کی روایت نمبر ۴۳۵۰ میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت بریدہؓ دونوں کی حضرت علیؓ سے کشیدگی کا ذکر ہے۔ ثانی الذکر کی کشیدگی کا سبب یہی معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے اموالِ غنیمت قبضہ میں لئے جانے کے وقت ناگوار صورت پیدا ہوئی۔ جیسا کہ ۴۳۵۰ کے الفاظ سے پایا جاتا ہے۔ جو یہ ہیں کہ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرَى إِلَى هَذَا... کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو حضرت خالدؓ کے پاس بھیجا کہ وہ غنیمت کا پانچواں حصہ لائیں اور میں حضرت علیؓ سے ناراض تھا اور انہوں نے وہاں غسل کیا۔ میں نے حضرت خالدؓ سے کہا: کیا تم انہیں نہیں دیکھتے کہ کیا کرتے ہیں۔... روایت کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سمجھانے سے ان کے دِل کی خلش دور ہوگئی تھی۔

روایت نمبر ۴۳۵۱ میں حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت بھی مروی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شکایت کرنے والے ایسے ہی قماش کے لوگ تھے جن کے طعن و تشنیع سے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مطہرہ بھی محفوظ نہیں رہی۔ اس روایت سے بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مجاہدین عیینہ بن بدرؓ، اقرع بن حابسؓ، زید الخیل اور علقمہؓ یا عامر بن طفیلؓ میں وہ سونے کی ڈلی تقسیم فرمائی تو حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے کسی شخص نے کہا کہ ان لوگوں سے تو وہ اور اس کے ساتھی زیادہ حقدار تھے کہ یہ ڈلی انہیں دی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی اطلاع ملنے پر آپؐ نے فرمایا: کہ کیا مجھے امین نہیں سمجھا جاتا بحالیکہ آسمان والے نے مجھے امین سمجھا ہے۔

دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اموالِ غنیمت پانے سے متعلق سوءِ ظن حضرت علیؓ کے خلاف ناراضگی پیدا ہونے کا سبب تھا جس کا ازالہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کے بعد عمدگی سے فرمایا۔ مذکورہ بالا واقعہ کی وجہ سے شیعہ حضرات اور خارجی طبع لوگوں کو مبالغہ آمیز باتیں بنانے کا موقع ملا۔ ایک خارجی طبع شخص کے اعتراض کا ذکر مذکورہ بالا روایت میں ہے۔ اس کا نام حضرت ابوسعید خدریؓ کی ایک روایت میں ذوالخویصرہ التمیمی وارد ہوا ہے۔ (روایت نمبر ۳۶۱۰) اور ایک دوسری روایت میں حرقوص بن زہیر سعدی۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۸۶) اسی کی نسل سے خارجیوں کا گروہ پیدا ہوا جن کی علامتوں کا مفصل ذکر کتاب التوحید روایت نمبر ۷۵۶۲ میں دیکھا جائے۔ اس تعلق میں کتاب استتابۃ المرتدین روایت نمبر ۶۹۳۳ بھی دیکھئے۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حجۃ الوداع، شَكَا عَلِيًّا جَنْدُهُ إِلَى الرَّسُولِ، جزء ۲ صفحہ ۶۰۳)

مبالغہ آمیز روایتوں میں سے اسی واقعہ کی بابت ایک وہ روایت ہے جو مسند احمد بن حنبل میں ہے اور جس میں حضرت بریدہؓ کے یہ الفاظ مروی ہیں: اَبْغَضْتُ عَلِيًّا بُغْضًا لَمْ أَبْغِضْهُ اَحَدًا قَطُّ قَالَ وَأَحْبَبْتُ رَجُلًا مِنْ قُرَيْشٍ لَمْ أُحِبَّهُ إِلَّا عَلَى بُغْضِهِ عَلِيًّا۔[1] مجھے حضرت علیؓ سے شدید بغض تھا اتنا بغض کبھی کسی اور سے نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ایک قریشی شخص سے اس لئے شدید محبت تھی کہ وہ حضرت علیؓ سے بغض رکھتا تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۸۳) یہ مبالغہ آمیزی کی انتہا ہے۔ اسی قسم کی غلط روایتوں کا ازالہ مذکورہ بالا دو مستند روایتوں سے کیا گیا ہے کہ حضرت خالد وحضرت بریدہ رضی اللہ عنہما کو وقتی طور پر حضرت علیؓ سے ناراضگی ہوئی تھی جو دور ہوئی۔ مسند احمد بن حنبل کی مذکورہ بالا روایت جو عبد الجلیل سے مروی ہے اس میں حضرت بریدہؓ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شکایت پر فرمایا: اللہ کی قسم، جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے! آلِ علی کا خمس میں ایک لونڈی سے بڑھ کر حصہ ہے۔ یہ سن کر مجھے حضرت علیؓ سے شدید محبت پیدا ہوئی، اتنی کہ اُن سے بڑھ کر لوگوں میں مجھے کوئی اور محبوب نہیں تھا۔[1] یہ حصہ روایت بھی مبالغہ آمیز ہے۔ اور اجلح کندی کی ایک روایت میں آنحضرت ﷺ کے یہ الفاظ بھی منقول ہیں: لَا تَقَعْ فِي عَلِيٍّ فَإِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيُّكُمْ بَعْدِي۔[2] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۸۳، ۸۴) بریدہ! علی سے بغض نہ رکھو کیونکہ علیؓ مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور وہ میرے بعد تمہارا وارث و سربراہ ہوگا۔ اس روایت کے الفاظ کھلے طور پر مدعیان حبّ علیؓ کی غمازی کر رہے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ کی یہ روایت اس لحاظ سے بھی کمزور ہے کہ اس کا پہلا حصہ آخری کے خلاف ہے اور انہوں نے اس بارے میں مختصر روایت بھی نقل کی ہے۔

امام ابن حجر نے لونڈی سے مباشرت کے بارے میں کئی ایک اشکال کا ذکر کیا ہے۔ یہ حصہ مضمون کتاب النکاح سے متعلق ہے۔ تفصیل کے لیے وہاں دیکھئے۔ بحالت خفگی سر سے پانی ٹپکتے دیکھ کر مباشرت کے بارے میں قیاس کرنا خود خیالِ خام ہے۔ گویا حضرت علیؓ کو مسائل استبراء کا بھی علم نہ تھا اور یہ بھی علم نہ تھا کہ اپنے لئے تقسیم مخصوص کرنا بھی جائز نہیں اور غزوۂ خیبر کے واقعات بھی اُن سے نظر انداز ہوئے۔ اس بارے میں ابن اسحاق کی روایت کے الفاظِ نبوی حضرت علیؓ کے زہد وتقویٰ کی صحیح ترجمانی کرتے ہیں: أَيُّهَا النَّاسُ لَا تَشْكُوا عَلِيًّا، فَوَاللهِ إِنَّهُ لَأَخْشَنُ فِي ذَاتِ اللهِ أَوْ فِي سَبِيلِ اللهِ مِنْ أَنْ يُشْكَى۔[3] یعنی اے لوگو! علیؓ کا شکوہ نہ کرو۔ اللہ کی قسم! وہ اللہ کی خاطر یا اللہ کی راہ میں خود بھی بہت کرخت انسان ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں لانے سے قبل مجاہدین کے تن سے یمنی جبے (ریشمی کپڑے) اُتروالینے والا اور ایک ڈلی سونے تک آپؐ کی خدمت میں پیش کرکے آپؐ کے مبارک ہاتھوں سے اس کی تقسیم کا خواہاں ہونے والا انسان خود غرضی اور شہوت رانی سے مطعون ہو، کیسے درست ہوسکتا ہے۔ حضرت علیؓ کے تدبر اور ان کی تقویٰ شعاری کے تعلق ہی میں باب کی آخری دو روایتیں نقل کی گئی ہیں فَتَدَبَّرُوْا۔

---

[1] (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ، جزء۵ صفحہ ۳۵۰)

[2] (مسند احمد بن حنبل، مسند الأنصار، حدیث بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ، جزء۵ صفحہ ۳۵۶)

[3] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حجۃ الوداع، شَكَا عَلِيًّا جُنْدُهُ إِلَى الرَّسُولِ، جزء۲ صفحہ ۶۰۳)

پہلی روایت جو حضرت براء بن عازبؓ کی یہاں مختصر اور دوسری جگہ مفصل مذکور ہے، اس میں آیا ہے کہ حضرت علیؓ نے قبیلہ ہمدان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط سنایا تو سارا قبیلہ ہی مسلمان ہو گیا اور جب حضرت علیؓ کے پیغامبر نے یہ خوش خبری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی تو آپؐ بے ساختہ سجدے میں گر گئے۔ اس روایت کے یہ الفاظ ہیں: قَالَ الْبَرَاءُ فَكُنْتُ مِمَّنْ عَقَّبَ مَعَهُ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْقَوْمِ خَرَجُوا إِلَيْنَا فَصَلَّى بِنَا عَلِيٌّ وَصَفَّنَا صَفًّا وَّاحِدًا ثُمَّ تَقَدَّمَ بَيْنَ أَيْدِينَا فَقَرَأَ عَلَيْهِمْ كِتَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ هَمْدَانُ جَمِيعًا فَكَتَبَ عَلِيٌّ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ خَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ السَّلَامُ عَلَى هَمْدَانَ۔[1] (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۸۲، ۸۳) حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت علیؓ کے ساتھ پیچھے رہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم قبیلہ کے لوگوں کے پاس پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی اور ہم سب نے ایک ہی صف بنائی۔ پھر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھ کر سنایا تو ہمدان قبیلہ کے سب لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ چنانچہ حضرت علیؓ نے ہمدان کے اسلام لانے کی خبر بذریعہ خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ جب آپؐ نے خط پڑھا تو سجدہ شکر بجالاتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور گر گئے۔ پھر سر اُٹھایا اور کہا کہ ہمدان پر خدا کی سلامتی نازل ہو۔

امام بخاریؒ نے حضرت براء بن عازبؓ کی یہ روایت مقدم درج کی ہے اور اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت علیؓ نے دعوتِ اسلام سے متعلق ہدایت نبویؐ میں نرمی کا سلوک مدنظر رکھا اور یہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے لڑائی اور غنیمت کا واقعہ اُس وقت پیش آیا تھا جب انہیں یمن سے بلوایا گیا اور حضرت علیؓ کو وہاں بھیجا گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم طائف اور جعرانہ سے واپسی پر بھیجی گئی تھی۔

روایت نمبر ۴۳۴۹ میں جملہ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يُّعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ... قابل وضاحت ہے۔ يُعَقِّب جنگی اصطلاح تھی جس کے معنی میدانِ جنگ سے واپسی پر فوج یا اس کے افراد کا دوبارہ جانا۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خالدؓ کے ساتھ مجاہدین کی جو فوج واپس آئی ہے ان میں سے لَوٹنے والوں کے ساتھ حضرت براء بن عازبؓ تھے جو روایت نمبر ۴۳۴۹ کے راوی ہیں۔ ان کی اس روایت میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی مہم حضرت علیؓ سے پہلے بھیجی گئی تھی لیکن عنوانِ باب میں حضرت علیؓ کا ذکر مقدم ہے۔ یہ تصرف اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ مہم کی اصولی غرض حضرت علیؓ کے ذریعہ سے پایہ تکمیل کو پہنچی۔

[1] (السنن الکبرٰی للبیہقی، جُمَّاعُ أَبْوَابِ سُجُودِ السَّهْوِ وَسُجُودِ الشُّكْرِ، باب سجود الشکر، جزء ۲ صفحہ ۵۱۶)

بَاب ٦٢: غَزْوَةُ ذِي الْخَلَصَةِ

غزوۂ ذوالخلصہ

٤٣٥٥: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّأْمِيَّةُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

۴۳۵۵: مسدد نے ہمیں بتایا کہ خالد (بن عبداللہ طحان) نے ہم سے بیان کیا کہ بیان (بن بشر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریرؓ (بن عبداللہ بجلی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: زمانہ جاہلیت میں ایک بت خانہ تھا جسے ذوالخلصہ، کعبہ یمانی اور کعبہ شامی کہتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا ذوالخلصہ کو ختم کر کے تم مجھے اس کی طرف سے بے فکر نہیں کرو گے؟ یہ سن کر میں (اپنی قوم کے) ایک سو پچاس سوار لے کر چل پڑا۔ ہم نے وہ (بت خانہ) توڑ دیا اور جن کو اُس کے پاس پایا انہیں قتل کر دیا۔ پھر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ کو اس کی خبر دی تو آپؐ نے ہمارے لئے اور احمس قبیلہ کے لئے دعا کی۔

اطرافہٗ: ٣٠٢٠، ٣٠٣٦، ٣٠٧٦، ٣٨٢٣، ٤٣٥٦، ٤٣٥٧، ٦٠٨٩، ٦٣٣٣۔

٤٣٥٦: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِي جَرِيرٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ

۴۳۵۶: محمد بن مثنیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں خبر دی کہ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہمیں بتایا کہ قیس (بن ابی حازم) نے ہم سے بیان کیا۔ کہتے تھے: مجھ سے حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا تم مجھے ذوالخلصہ کی طرف سے بے فکر نہیں کرو گے؟ اور یہ خثعم قبیلہ

الْيَمانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ أَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

میں بت خانہ تھا جسے کعبہ یمانی کہتے تھے۔ میں احمس قبیلہ کے ایک سو پچاس سوار لے کر چل پڑا اور یہ سب شہسوار تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھا کرتا تھا۔ آپؐ نے میرے سینہ میں (اتنے زور سے) ہاتھ مارا کہ میں نے اپنے سینہ میں آپؐ کی انگلیوں کے نشان دیکھے۔ آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو (گھوڑے پر) مضبوطی سے بیٹھنے کی توفیق دے اور اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ چنانچہ حضرت جریرؓ ذوالخلصہ کی طرف چلے گئے اور اسے توڑ پھوڑ دیا اور جلا دیا۔ پھر انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایک آدمی بھیجا۔ حضرت جریرؓ کے ایلچی نے کہا: اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا ہے! میں آپؐ کے پاس نہیں آیا جب تک کہ میں نے اس کو ایسے حال میں نہیں چھوڑا کہ جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: یہ سن کر آپؐ نے احمس کے گھوڑوں اور اُس کے لوگوں کو پانچ بار برکت کی دعا دی۔

اطرافہ: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵۷، ۶۰۸۹، ۶۳۳۳۔

٤٣٥٧: حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ

۴۳۵۷: یوسف بن موسیٰ نے ہم سے بیان کیا کہ ابواُسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریرؓ (بن عبداللہ بجلی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کیا تم مجھے ذوالخلصہ کی طرف

فَقُلْتُ بَلَى فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ. قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيْرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَا هُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيْرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيْرٌ رَجُلًا مِنْ أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى

سے بے فکر نہیں کرو گے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں (یارسول اللہ!) یہ کہہ کر میں احمس قبیلہ کے ایک سو پچاس سوار لے کر چل پڑا۔ یہ سب شہسوار تھے اور میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا۔ آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ (اس زور سے) مارا کہ میں نے آپؐ کے ہاتھ کا نشان اپنے سینہ میں لگا دیکھا اور آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! اس کو (گھوڑے پر) مضبوطی سے بیٹھنے کی توفیق دے اور اس کو ہادی اور مہدی بنا۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ انہوں نے کہا: اور ذوالخلصہ یمن میں خثعم اور بجلیہ قبیلوں کا ایک معبد تھا جس میں بت رکھے ہوئے تھے، جنہیں پوجا جاتا تھا۔ لوگ اس کو کعبہ کہتے تھے۔ حضرت جریرؓ کہتے تھے: وہ وہاں آئے اور آگ سے اُسے جلا دیا اور توڑ پھوڑ دیا۔ قیس کہتے تھے: جب حضرت جریرؓ یمن میں پہنچے وہاں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال لیا کرتا تھا۔ اسے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیامبر یہاں ہے۔ اگر اُس نے تم پر قابو پالیا، تمہاری گردن اڑا دے گا۔ کہتے تھے: اسی اثناء میں کہ وہ تیروں سے فال نکال رہا تھا کہ حضرت جریرؓ اس کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہا: تمہیں ان کو توڑنا اور یہ اقرار کرنا ہوگا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، ورنہ میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ کہتے تھے: یہ

النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذَلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

سن کر اُس نے ان کو توڑ دیا اور (اللہ کی واحدانیت کا) اقرار کیا۔ پھر حضرت جریرؓ نے احمس قبیلہ کے ایک شخص کو جس کی کنیت ابوارطاہ تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ آپؐ کو ذوالخلصہ کے گرائے جانے کی بشارت دے۔ جب وہ شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، کہنے لگا: یارسول اللہ! اس ذات کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا، میں نہیں آیا جب تک کہ اُس کو اس طرح نہیں چھوڑا جس طرح کہ خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ کہتے تھے: یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور اس کے آدمیوں کے لئے پانچ بار دعا کی۔

اطرافهُ: ۳۰۲۰، ۳۰۳۶، ۳۰۷۶، ۳۸۲۳، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۶۰۸۹، ۶۳۳۳۔

تشریح: غَزْوَةُ ذِي الْخَلَصَةِ: اَلْخَلَصَة (لام کی زبر) یا اَلْخَلْصَةِ (لام کی جزم) نام کا ایک بت خانہ تھا جو بنوخثعم کے علاقہ میں بنایا گیا تھا اور اس میں ایک صنم تھا جو ذوالخلصہ کے نام سے مشہور تھا۔ روایت کے ابتدائی حصہ سے ظاہر ہے کہ اس بت خانہ کا نام کعبہ یمانی اور کعبہ شامی بھی تھا۔ جہت یمن کی طرف واقع ہونے کی وجہ سے بعض لوگ اسے قبلہ یمانی کہتے تھے۔ امام ابن حجرؒ نے یہ وجہ تسمیہ قبول نہیں کی۔ ان کے نزدیک یمن میں واقع ہونے کی وجہ سے اس بت خانہ کا نام یمانی تھا اور چونکہ شام کی جہت اس کا دروازہ رکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کا دوسرا نام کعبہ شامیہ تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۹۰) اسی نام سے ایک اور بت خانہ قبیلہ دوس میں تھا۔ جس کا ذکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت (کتاب الفتن، روایت نمبر ۷۱۱۶) میں ہے۔ یہ معبد بیت اللہ کی نقل میں تھا۔ ذوالخلصہ میں بتوں سے تیروں کے ذریعہ فال لی جاتی تھی اور صنم پرستی کا مرکز تھا۔ اس کے پروہت بنوامامہ باہلی تھے۔ ایک ہی نام سے دو بت خانوں کے درمیان فرق کرنے کی غرض سے عنوان باب کی تخصیص کی گئی ہے۔ بت خانہ مذکور مقامِ تبالہ میں تھا جو مکہ و یمن کے درمیان کے علاقہ میں تھا۔ مکہ مکرمہ سے سات راتوں کا سفر تھا۔ قبائل خثعم، بجیلہ، ازدسراۃ اور قبیلہ ہوازن کی وہ گوتیں جو تبالہ کے قرب وجوار میں آباد تھیں اس کی پوجا پاٹ کرتیں اور نذر نیاز چڑھاتیں۔ بیت اللہ ہی کی طرح اس کا طواف کیا جاتا اور اس کے لئے قربانیاں ذبح کی جاتی تھیں[1] اور اس کا احاطہ

[1] (معجم البلدان، باب الخاء واللام وما یلیھا، خلص، جزء دوم صفحہ ۳۸۳)

حرم کہلاتا تھا۔ اعشی باہلہ ایک مرثیہ کے مطلع میں اپنے سوتیلے بھائی منتشر کے قاتل کو مخاطب کرتا اور کہتا ہے:

أَصَبْتَ فِي حَرَمٍ مِنَّا أَخَا ثِقَةٍ هِنْدَ بنَ أَسْمَاءَ، لا يَهْنِئْ لَكَ الظَّفَرُ (۱)

اے ہند بن اسماء تو نے حرم میں ہمارے ایک قابل اعتماد بھائی کو قتل کیا ہے، تجھے یہ غلبہ مبارک نہ ہو

حرم سے مراد خلصہ کا حرم ہے۔ خثعم و بجیلہ وغیرہ قبائل طائف اور نجران کے درمیان تھے جہاں سے تجارتی قافلوں کا راستہ گزرتا تھا۔ علاقہ عیر بھی انہی قبائل کا تھا جو یمن کے شمال میں ہے۔ خلصہ کا بت خانہ بلاد عرب میں حج کا ایک دوسرا مرکز تھا۔ خداش بن زُہیر عامری شاعر اور عثعث بن وحشی کے درمیان معاہدہ تھا۔ ثانی الذکر نے اس سے غداری کی تو شاعر کہتا ہے کہ میں نے اس خیال سے کہ عثعث نصیحت حاصل کرے، اُسے اللہ کا واسطہ دیا اور اُس میعادی صلح کا جو ہمارے درمیان تھی۔ تبالہ مقام اور پھر بیضاء (ذوالخلصہ) کا بھی واسطہ دیا کہ وہ عہد نہ توڑے اور نعمان بن منذر کے عیسائی ہوتے وقت بیٹھنے کی جگہ کا بھی واسطہ دیا مگر اس نے پرواہ نہیں کی۔ مکمل شعر یوں ہے:

وَذَكَّرْتُهُ بِاللهِ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَمَا بَيْنَنَا مِنْ مُدَّةٍ لَوْ تَذَكَّرَا

وَبِالْمَرْوَةِ الْبَيْضَاءِ يَوْمَ تَبَالَةَ وَمَجْلَسَةِ النُّعْمَانِ حَيْثُ تَنَصَّرَا (۲)

اس شعر میں خلصہ صنم کا ذکر بِالْمَرْوَةِ الْبَيْضَاءِ سے کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بت سفید پتھر کا بنا ہوا تھا اور عقیق وغیرہ سرخ رنگ کے جواہرات سے مرصع اور مزین تھا۔ خلصہ ایک پھولدار پودے کا نام بھی ہے۔ جس کے بیج خوبصورت سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۸۹) ہمارے ہاں بھی ایک ایسا پودہ ہے۔ اس پودے کے نام پر ذوالخلصہ کہلاتا تھا۔

فتح مکہ کے بعد قبائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت سے نہایت متاثر تھے اور چاروں طرف سے اُن کے وفود اسلام میں داخل ہونے کے لئے آنے لگے۔ جس کی وجہ سے نویں اور دسویں ہجری عام الوفود کے نام سے مشہور ہیں۔ ۱۰ھ میں قبیلہ بجیلہ و خثعم کے وفد بھی مدینہ میں آئے۔ بجیلہ وفد کے سردار حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ اور خثعم کے سردار عثعث بن زحرؓ اور انس بن مدرکؓ تھے۔ یہ دونوں وفد الگ وقتوں میں آئے تھے۔ [۳]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ سے فرمایا: أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ۔ اب جبکہ لوگ صداقتِ اسلام مان چکے ہیں تو ذوالخلصہ صنم کی موجودگی سے میری تشویش اُس وقت تک دور نہیں ہوسکتی جب تک اس کا بت خانہ قائم ہے۔ چنانچہ باب ۶۲ کی روایتوں میں اسی بت خانے کے گرائے جانے کا ذکر ہے۔ ڈیڑھ صد کا یہ

۱ (أديان العرب في الجاهلية، أصنام العرب وبيوت عبادتها، ذو الخلصة، صفحہ ۱۳۸)

۲ (معجم البلدان، باب الخاء واللام وما يليهما، خلص، جزء دوم صفحہ ۳۸۳)

۳ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذكر وفادات العرب، وفد بجيلة، وفد خثعم، جزء اول صفحہ ۲۶۱)

وفد تھا جو بیعت اسلام کے فیصلے سے آیا تھا اور بیعت کر کے خوشی خوشی ایک مبارک مہم سر کرنے کی غرض سے یہ نَو مسلمین کا گروہ اپنے وطن کو لَوٹا اور قبیلہ بنو احمس کو بھی اپنے ساتھ اس میں شریک کیا۔ یہ لوگ بھی مدینہ میں زیر قیادت قیس بن عزرہ احمسی آکر مسلمان ہو چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر انہوں نے احمس اللہ کے نام سے اپنا تعارف کرایا تھا۔ یعنی مخلص پکے دیندار۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ۔ آج تم اللہ ہی کے ہو چکے ہو۔ یہ بقول ابن سعدؒ اڑھائی سو کا وفد تھا۔ دونوں قبیلوں نے مل کر بت خانہ خلصہ کو مسمار کیا۔[۱] قبیلہ خثعم و باہلہ کے پروہتوں اور ان کے حمایتیوں نے مزاحمت کی جس پر لڑائی ہوئی اور انہوں نے مقابلہ میں شکست کھائی۔ آخر یہ بت خانے اور ہر دوارے کیا تھے۔ جہالت و توہمات کی جگہیں، ریاکاری و مکاری کی تماشا گاہیں، جن کے مکین آلودہ، فسق و فجور و حظوظ نفسانیہ میں مبتلا خلق خدا سے بے گانہ۔ صنم پرستی و شہوت پرستی دو مترادف الفاظ ہیں، جن کی ترجمانی یہ معبد کرتے تھے۔ یہ پروہتوں کی ملکیت نہ تھے بلکہ قبائلی سرمایہ سے معمور عمارتیں تھیں اور ان کے پجاریوں کی اکثریت مسلمان ہو چکی تھی۔ چنانچہ مذکورہ بالا بت خانہ گرانے کے بعد وہاں ایک مسجد تعمیر ہوئی جو اَب تک وہاں بطور تاریخی یادگار قائم ہے۔[۲] باب کی پہلی دونوں روایتوں کا مضمون مفہوماً تقریباً وہی ہے جو طبقات الکبریٰ میں ہے۔

ایک نہایت تلخ و مشقت آمیز جہاد کے بعد بلادِ عربیہ میں توحید الٰہی سے مانوس، شرک اور صنم پرستی سے نفرت کی جو فضا پیدا ہوئی تھی اس میں کسی بت خانے کا باقی رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گوارا نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ اس میں احتمال تھا کہ قومِ عرب میں مشرکانہ عقائد و رسوم پھر عَود کر آئیں۔

توحید پرست مسلمانوں کا جو عبرت انگیز حال ہندوستان کی مشرک اقوام کے زیر اثر ہوا ہے وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہندوؤں کے توہمات اُن میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ ان کے رسم و رواج کی تقلید ہے۔ بت پرستی تو نہیں مگر قبر پرستی کی وہی لعنت ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دم واپسیں اپنی امت کو یہ کہہ کر ڈرایا تھا: قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَاءِهِمْ مَسَاجِدَ۔[۳] اللہ تعالیٰ یہود کو تباہ کرے جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ آنحضرت ﷺ کا حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ کو أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ کا فقرہ ارشاد فرمانا اسی قسم کے فکر و خدشات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب مواقیت الصلاۃ تشریح باب ۳۱ تا ۳۳۔

غرض فتح کے بعد دو سال کے مختصر عرصہ میں قبائل عرب کے مزعومہ مصنوعی خداؤں اور ان کے گھروں کو ختم کر دیا گیا۔ وہ اسی سازگار ذہنی تبدیلی کی موافقت و ہم آہنگی اور تعاون کے ساتھ عمل میں آیا تھا۔ یہ امر اُن وفود کی آمد

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب، وفد بجیلۃ، جزء اول صفحہ ۲۶۱)
[۲] (معجم البلدان، باب الخاء واللام وما یلیھا، خلص، جزء دوم صفحہ ۳۸۳، ۳۸۴)
[۳] (صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی البیعۃ، روایت نمبر ۴۳۷)

سے ظاہر ہے جو اس عرصہ میں قبائل عرب کی طرف سے مدینہ آئے اور اسلام میں داخل ہوئے۔ وفود کا ایک سلسلہ پیہم تھا جو آیت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ (النصر: ۲،۳)[1] کا مصداق تھا۔ اسلام میں داخل ہونے والے قبائل کے وفود کی تعداد کم و بیش ستر (۷۰) ہے، جن کے حالات جو طبقات الکبریٰ ابن سعد میں محفوظ ہیں، ان میں سے اکثر کا تعلق نویں ہجری سے ہے جو عام الوفود کے نام سے مشہور ہے اور ان کے اسلام قبول کرنے سے دسویں ہجری میں اصنام توڑنے کی مہمیں پہنچ گئیں۔

ان وفود کی مہمان نوازی کے اخراجات کا اندازہ کریں۔ آپ کو آیت وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ (الضحیٰ: ۹) کی صداقت کا علم ہوگا۔ ان میں سے بعض وفد دین سیکھنے کی غرض سے مدینہ میں کئی کئی دن ٹھہرے اور ان کی نہ صرف عرصہ قیام ہی میں خاطر خواہ مہمان نوازی کی گئی بلکہ بعض کو زادِ راہ اور خلعت تک دیئے گئے۔ سارا عرب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک پروردہ کنبے کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس ماحولِ توحید و وحدتِ ملّی میں جبر و اکراہ کا سوال ہی نہ تھا کہ یہ کہا جائے کہ عربوں کے معبد و بت خلافِ مرضی توڑے گئے۔ معترضین بوقت اعتراض واقعات کا تاریخی پس منظر فراموش کر دیتے ہیں یا اُس سے ناواقف ہوتے ہیں۔ امام بخاریؒ نے ابواب کی ترتیب میں صحت واقعات و تاریخ ہی مدنظر رکھی ہے۔ چنانچہ یہ باب اور اس سے ماقبل ابواب میں مندرجہ واقعات سب ایک ہی نوعیت کے ہیں۔

بَاب ٦٣: غَزْوَةُ ذَاتِ السَّلَاسِلِ وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامَ

غزوۂ ذات السلاسل اور اس کو غزوۂ لخم اور جذام بھی کہتے ہیں

قَالَهُ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ.

یہ اسماعیل بن ابی خالد نے کہا اور (محمد) بن اسحاق نے یزید (بن رومان) سے، یزید نے عروہ (بن زبیر) سے نقل کیا کہ ذات السلاسل بلی اور عذرہ اور بنو قین کی بستیاں تھیں۔

٤٣٥٨: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ

۴۳۵۸: اسحاق (بن شاہین) نے ہم سے بیان کیا کہ خالد بن عبد اللہ (طحان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے خالد حذاء سے، انہوں نے ابو عثمان (نہدی) سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ: ”جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔“

عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ.

حضرت عمرو بن عاصؓ کو ذات السلاسل کی فوج پر افسر مقرر کر کے بھیجا۔ حضرت عمروؓ کہتے تھے: جب میں آپؐ کے پاس (واپس) آیا تو میں نے آپؐ سے پوچھا: لوگوں میں سے آپؐ کو کون زیادہ پیارا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ۔ میں نے کہا: مردوں میں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کا باپ۔ میں نے کہا: پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا: عمرؓ۔ اس کے بعد کئی شخصوں کو آپؐ نے شمار کیا۔ پھر میں چپ ہو رہا اس خوف سے کہ کہیں آپؐ مجھے سب لوگوں کے آخر نہ کر دیں۔

طرفهُ: ٣٦٦٢۔

تشریح: غَزْوَةُ ذَاتِ السَّلَاسِلِ: ذات السلاسل چشمہ کا نام ہے۔ جس کے محل وقوع سے متعلق صراحت ہے کہ یہ قبائل بلیّ، عذرہ اور بنو قین کا علاقہ تھا جو اس چشمہ کے نام سے معروف تھا۔ یہ تینوں قبیلے قضاعہ کی شاخیں تھیں اور بڑے قبائل میں سے شمار کئے جاتے تھے۔ بلیّ میں یائے مشدد نسبتی ہے۔ یہ قبیلہ بہت بڑا تھا۔ اس کا نسب نامہ یوں ہے: بلیّ بن عمرو بن الحاف بن قضاعہ۔ دوسرا قبیلہ عُذرہ تھا، یہ قبیلہ بھی بہت بڑا تھا۔ اس کا نسب نامہ یوں ہے: عُذرہ بن سعد ہذیم بن زید بن لیث بن سُوَید بن اسلم ابن الحاف بن قضاعہ اور اس کا قبیلہ اسی کے نام سے مشہور ہوا۔ بنو قین قبیلہ قین بن جسر کی طرف منسوب تھا جو ایک غلام تھا اور جسر بن شیع اللہ بن اسد بن وبرہ بن ثعلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ کا لے پالک تھا اور اسی سے منسوب ہوا۔ اس کا نام نعمان بن جسر بن شیع اللہ تھا۔ یہ تینوں قبیلے ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی بود و باش علاقہ ذات السلاسل میں تھی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۹۳) جس کا محل وقوع بقول ابن سعد وادی القریٰ کے ورے ہے۔ مدینہ اور اس کے درمیان دس دن کا سفر ہے۔[1] وادی القریٰ خیبر سے شمال مغربی جانب ہے۔ یہ وادی شام تک پھیلی ہوئی ہے اور اس میں بہت سی بستیاں تھیں۔ جس کی وجہ سے اس کا نام وادی القریٰ مشہور ہوا- یعنی بستیوں کی وادی۔ یہ سرسبز شاداب علاقہ ہے اور اس میں یہودیوں کی بستیاں اور مستحکم قلعے تھے۔ مفسرین کے نزدیک آیت اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ۙ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۙ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝ (الشعراء: ۱۴۷ تا ۱۴۹) ترجمہ از تفسیر صغیر: ”کیا (تم خیال کرتے ہو کہ) جو کچھ اس (دنیا) میں ہے تمہیں اسی میں امن کے ساتھ (زندگی بسر کرتے ہوئے) چھوڑ دیا

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ عمرو بن العاص الی ذات السلاسل، جزء۲ صفحہ ۹۹)

جائے گا۔ یعنی باغات اور چشموں میں اور لہلہاتے کھیتوں میں اور کھجوروں میں جن کے پھل بوجھ کی وجہ سے ٹوٹے جارہے ہوں۔" (تفسیر صغیر) میں خطاب وادی القریٰ کے آباد علاقہ کے باشندوں سے ہے۔ کسی زمانہ میں عاد و ثمود یہاں بستے تھے۔ پھر اُن کے بعد یہود ان پر قابض ہوئے اور زراعت اور آب رسانی کو ترقی دی اور پہلو بہ پہلو قضاعہ، جہینہ، بلیّ، عذرا وغیرہ قبائل بھی یہیں آباد تھے۔[1]

جیسا کہ شرح باب ۳۹ میں غزوۂ خیبر کے تعلق میں بتایا جاچکا ہے کہ یہود اس علاقہ میں قدیم زمانہ سے آباد چلے آتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر اور فدک سے واپس آئے تو یہاں کے یہودی باشندوں نے بھی اہل خیبر کی شرطوں کے مطابق صلح کر لی تھی اور اس کا نیک اثر آس پاس کے قبائل عرب پر بھی ہوا جبکہ جُہینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیف تھا۔ باب ۴۴ کی شرح میں غزوۂ موتہ کی تفصیلات میں مذکورہ بالا قبائل کا ذکر گزر چکا ہے۔ شرحبیل اس علاقہ کا سردار تھا اور بنو لخم اور بنو جذام عیسائی رومانی رسم و رواج اور ان کے دینی عقائد سے متاثر تھے اور غزوۂ موتہ ان کے سردار شرحبیل ہی کی چیرہ دستی و ظلم کا نتیجہ تھا۔ زیر باب غزوہ انہی دو قبیلوں کی طرف منسوب ہے۔ سیرت ابن ہشام میں اس کا ذکر حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام سے کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ ذات السلاسل بنو عذرہ کے علاقہ کا نام تھا۔ سلسل کے معنی ہیں آب رواں سلاسل جمع ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ عاص بن وائل کی والدہ خاندان بلیّ میں سے تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شام کی فوج کشی کے لئے عربی قبائل کو اپنی طرف مائل کر کے اُن میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے تھے۔ مذکورہ بالا قبائل سے تعلقاتِ قرابت کی وجہ سے حضرت عمرو بن عاصؓ کو علاقہ ذات السلاسل کی طرف بھیجا گیا۔ جب قبیلہ جذام کے علاقے میں پہنچے تو انہیں اس کی طرف سے خدشہ پیدا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمک کے لئے کہلا بھیجا۔ آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو مع مہاجرین سابقین روانہ فرمایا، جس میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ بھی شامل تھے اور آپؐ نے حضرت ابوعبیدہؓ سے بوقت روانگی ارشاد فرمایا: لَا تَخْتَلِفَا تم دونوں نے آپس میں اختلاف نہیں کرنا۔ جب حضرت ابوعبیدہؓ وہاں پہنچے تو حضرت ابوعبیدہؓ بطور امام نماز پڑھانے لگے تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے امیر غزوہ بنایا ہے۔ آپؐ تو میری مدد کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اس بات کی تصدیق کی۔ چنانچہ بعد ازاں حضرت عمرو بن العاصؓ نے ہی نماز میں لوگوں کی امامت کی۔[2] (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۹۳) حضرت عمرو بن عاصؓ مذکورہ بالا مہم سے متعلق اپنی ذمہ داری محسوس کرتے تھے جس کی وجہ سے انہیں اپنی حیثیت واضح کر دینی پڑی۔

سیرت ابن ہشام میں غزوہ ذات السلاسل سے متعلق صرف دو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی۔ ایک سے معلوم ہوتا ہے کہ رافعؓ بن ابی رافع طائی جو رافعؓ بن عمیرہ ہیں، قبیلہ طے سے اور عیسائی سرداروں

[1] (معجم البلدان، حرف القاف، باب القاف والراء، القری، جزء ۴ صفحہ ۳۳۸)
[2] (السیرة النبویة لابن هشام، غزوة عمرو بن العاص ذات السلاسل، جزء ۲ صفحہ ۶۲۳، ۶۲۴)

میں سے تھے اور ان کا عیسائی نام سرجس تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے اَخلاقِ حمیدہ اور ان کی پاکیزہ زندگی سے فیضیاب ہوئے اور مسلمان ہوگئے۔ آپ نے انہیں احکامِ اسلام سے واقف کیا اور رعایا سے نیک سلوک کرنے کی تلقین فرمائی۔ کہا: آدمی مسلمان ہونے کے بعد لوگوں کے لئے بطور تعویذ ہو جاتا ہے۔ وہ اپنوں اور ہمسایوں کے لئے پناہ بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ذمہ دار ہوتا ہے۔ فَإِيَّاكَ لَا تُخْفِرِ اللّٰهَ فِي جِيْرَانِهِ فَيُتْبِعَكَ اللّٰهُ خَفْرَتَهُ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ يُخْفَرُ فِي جَارِهِ فَيَظَلَّ نَاتِئًا عَضَلُهُ غَضَبًا لِجَارِهِ أَنْ أُصِيبَتْ لَهُ شَاةٌ أَوْ بَعِيرٌ فَاللّٰهُ أَشَدُّ غَضَبًا لِجَارِهِ۔[1] دیکھنا خبردار ہمسایوں کے متعلق حفاظت کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد کی ہے اسے پورا کرنا۔ اس میں خیانت نہ ہو ورنہ اللہ کو تاہی و غداری کی وجہ سے تمہارا پیچھا کرے گا۔ سو اگر تم میں سے کسی نے اپنے ہمسائے سے اس کے حقوق کی نگہداشت نہ کی تو وہ اس کے آڑے آئے گا اور وہ اس کے ہمسایہ کی وجہ سے ناراض ہوکر اس کا رَگ وپے کاٹ ڈالے گا۔ کیا ہی قیمتی نصیحت ہے جو حضرت ابو بکرؓ نے سردارِ قبیلہ کو فرمائی۔ اس سے غزوہ لخم و جذام کی مہم کی غرض وغایت متعین ہوتی ہے۔ طبقات الکبریٰ ابن سعد کے بیان سے بھی اس امر کی تائید ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ بنو قضاعہ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں تو آپؐ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو تین سو مجاہدین انصار و مہاجرین کے ساتھ علاقہ ذات السلاسل کی طرف بھیجا۔ فَعَقَدَ لَهُ لِوَاءً أَبْيَضَ وَجَعَلَ مَعَهُ رَايَةً سَوْدَاءَ- یعنی سفید علم کی گرہ لگا کر ان کے سپرد کیا اور اس کے ساتھ سیاہ پرچم بھی دیا (تا عند الضرورت اس سے بھی کام لیا جائے) اور فرمایا کہ قبائل بلّی، عُذرہ اور بنو قین سے بھی مدد لی جائے۔ جب وہاں پہنچے تو معلوم ہوا کہ لخم و جذام قوم کے ارادے اچھے نہیں۔ وہ حملے کی تیاری کر رہے ہیں تو حضرت عمرو بن عاصؓ نے رافع بن مکیث جہنیؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور آپؐ نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کی قیادت میں مجاہدین وانصار کی جمعیت بھیجی۔ جن میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ جیسے بڑے پایہ کے صحابہ تھے اور ان کی مدد سے سارا علاقہ آخری حدود تک فتح کیا۔ جہاں معمولی سا مقابلہ ہوا اور آخر مقابلہ کرنے والے اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ امیر جیش نے حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا تا حالات سے آپؐ کو آگاہ کریں۔[2]

مغازی کے دونوں مؤلفین کا بیان تقریباً متفق ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا مہم نتیجہ کے لحاظ سے دراصل تبلیغی مہم تھی۔ غزوۂ موتہ کے بعد مذکورہ بالا اکثر قبائل کے نفوس میں اچھی تبدیلی پیدا ہوچکی تھی۔ اس کا پتہ اس خط وکتابت اور پروانہ ہائے امن و امان سے چلتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بنی لخم کے قبیلہ حدس، داری، زیاد بن جہور لخمی اور قبیلہ بلّی کے خاندان بنی جعیل کے نام پر صادر ہوئے۔ ان سے علاقہ کی بھی تعیین ہوتی ہے۔

---

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، غزوۃ عمرو بن العاص ذات السلاسل، جزء ۲ صفحہ ۶۲۴، ۶۲۵)

[2] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ عمرو بن العاص الی ذات السلاسل، جزء ۲ صفحہ ۹۹، ۱۰۰)

ان پروانوں میں حبرون، بیت عینون اور مرطوم اور قبیلہ تمیم کے دیہات کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ عاصم بن ابی صیفیؓ، عمرو بن ابی صیفیؓ اور اعجم بن سفیانؓ اور علی ابن سعدؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔[1]

مذکورہ بالا دیہات فلسطین میں ہیں۔ رفاعہ بن زید جذامی اور ہذیم قضاعی اور قبیلہ جذام اور زمل بن عمرو عذری کے نام پر بھی خطوط لکھے گئے۔ جن میں امان کا اعلان اور احکام اسلام کی پابندی کا ذکر ہے۔[2]

رفاعہ بن زید جذامی سے متعلق سیرت ابن ہشام میں صراحت ہے کہ وہ صلح حدیبیہ کے ایام میں مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی قوم کے نام انہیں خط دیا جس میں دعوتِ اسلام کا مضمون تھا اور ان کی قوم سب مسلمان ہوگئی۔[3] علاوہ ازیں قبیلہ طے کی حفاظت کے لئے بھی ایک خط بنو اسد کو لکھا گیا۔ اس میں انہیں تنبیہ کی گئی ہے کہ طے کے علاقہ اور ان کے پانیوں سے کسی قسم کا تعرض نہ ہو۔ ورنہ آپ لوگ محمد (ﷺ) کی ذمہ داری سے آزاد ہوں گے یعنی تم سے جنگ کرنی پڑے گی۔[4]

مذکورہ بالا خط و کتابت سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ اسلام ان قبائل میں آہستہ آہستہ سرایت کر رہا تھا اور حضرت عمرو بن عاصؓ کے ان قبائل سے تعلقاتِ قرابت تھے۔ تبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہدایت کی کہ ان قبائل سے مدد لی جائے اور تعلقات کی وجہ سے فائدہ اُٹھایا جائے۔ انہی امور کے مدنظر حضرت عمرو بن عاصؓ کا تقرر بطور امیر جیش کیا گیا۔

امام بخاریؒ کی روایت زیر باب میں غزوہ کی تفصیل نہیں۔ صرف یہ ذکر ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ علاقہ ذات السلاسل کی طرف بھیجے گئے۔ جب واپس آئے تو اُن کا بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے دریافت کیا کہ آپؐ کو لوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہؓ۔ پھر پوچھا کہ مردوں میں سے کون؟ فرمایا: عائشہؓ کے باپ۔ پھر پوچھا؟ تو فرمایا: عمرؓ۔ اسی طرح دریافت کرنے پر آپؐ نے بعض اشخاص کا نام لیا۔ حضرت عمروؓ کہتے ہیں کہ میں اس خوف سے چپ ہوگیا کہ کہیں اُن کا نام آخر میں ہو۔

مذکورہ بالا روایت سے پایا جاتا ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ اپنی مہم سے کامیاب لَوٹے ہیں اور وہ سمجھتے تھے کہ ان کی کامیابی اتنی بڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کا نام لیں گے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ماہر نفسیات، حکیم حاذق اور امراضِ نفس کے معالج بے مثل تھے، انہیں ان کی مرضی کے مطابق جواب نہیں دیا اور ٹالا ہے، مبادا نفس میں عجب پیدا ہو اور وہ اصلاح و تزکیہ نفس سے محروم ہو جائے۔ چنانچہ بیہقی کی روایت میں جو خالد حذاء سے مروی ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کے یہ الفاظ منقول ہیں:

---

[1] (مجموعة الوثائق السياسية، وثیقہ نمبر ۴۱ تا ۴۸، صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۵)

[2] (مجموعة الوثائق السياسية، وثیقہ نمبر ۱۷۳ تا ۱۷۹، صفحہ ۲۷۹ تا ۲۸۲)

[3] (السيرة النبوية لابن هشام، قدوم رفاعة بن زيد الجذامي، جزء ۲ صفحہ ۵۹۶)

[4] (مجموعة الوثائق السياسية، وثیقہ نمبر ۲۰۲: الى بني أسد، صفحہ ۳۰۳)

بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى جَيْشِ ذِي السَّلَاسِلِ وَفِي الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَحَدَّثَتْ نَفْسِي أَنَّهُ لَمْ يَبْعَثْنِي عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ إِلَّا لِمَنْزِلَةٍ لِي عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْكَ...[1] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ذو السلاسل کے دستہ پر امیر بنا کر بھیجا حالانکہ لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ میرے دِل میں یہ بات آئی کہ آپؐ نے مجھے ابوبکرؓ اور عمرؓ پر جو مقرر فرمایا ہے تو یہ اس لیے ہے کہ آپؐ کی نظر میں میرا بھی کچھ مقام ہے۔ چنانچہ میں (واپس) آکر آپؐ کے سامنے بیٹھا اور عرض کیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سے آپؐ کو کون زیادہ پیارا ہے۔......

مجھے اس روایت کا مذکورہ بالا شرح لکھنے کے بعد علم ہوا اور مجھے خوشی ہوئی کہ میرا قیاس درست نکلا کہ حضرت عمرو بن عاصؓ کو اُن کی خواہش کے مطابق جواب اس لئے نہیں دیا کہ مبادا اُن کے نفس میں عجب پیدا ہو اور وہ اصلاحِ تزکیہ سے محروم نہ ہو جائیں۔ امام ابن حجرؒ نے مذکورہ بالا روایت بروایت علی بن عاصم، خالد حذاء سے نقل کی ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۹۴)

مذکورہ بالا غزوہ کب ہوا؟ اس بارہ میں مؤلفین مغازی میں اختلاف ہے۔ ابن سعدؒ نے طبقات میں جمادی الآخر آٹھویں ہجری[2] اور اسماعیل بن ابی خالد نے اپنی کتاب صحیح التاریخ میں ساتویں ہجری کا ذکر کیا ہے۔ ابن عساکر نے غزوۂ موتہ کے بعد اس کا وقوع بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اس پر مؤرخین کا اتفاق ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۹۳) ثقہ اصحاب مغازی کے نزدیک غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔ (دیکھئے شرح باب ۴۴) اس لئے ۷ھ سے متعلق قول درست نہیں۔ امام بخاریؒ نے جس واقعاتی ترتیب سے غزوات کا ذکر کیا ہے اس کی رو سے ظاہر ہے کہ اس کے زمانہ وقوع کا تعلق نویں اور دسویں ہجری سے ہے۔

بَاب ٦٤: ذَهَابُ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ

حضرت جریرؓ کا یمن کی طرف جانا

٤٣٥٩: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَذَا عَمْرٍو

۴۳۵۹: عبداللہ بن ابی شیبہ عبسی نے مجھ سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن ادریس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس (بن ابی حازم) سے، قیس نے حضرت جریرؓ (بن عبداللہ بجلی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا:

[1] (دلائل النبوة للبيهقي، باب غزوة ذات السلاسل، جزء۴ صفحہ ۴۰۰، ۴۰۱)

[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سرية عمرو بن العاص الى ذات السلاسل، جزء۲ صفحہ ۹۹)

فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى أَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّأَقْبَلَا مَعِي حَتَّى إِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ وَالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي ذُو عَمْرٍو يَا جَرِيْرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً وَإِنِّي مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَّا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِي آخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا يَغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ.

میں یمن میں (سمندر کے قریب) تھا تو میں اہل یمن میں سے دو شخصوں یعنی ذوکلاع اور ذوعمرو سے ملا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں ان سے بیان کرنے لگا تو ذوعمرو سن کر اُن سے کہنے لگا: اگر یہ صحیح ہے جو تو اپنے ساتھی کی نسبت بیان کرتا ہے تو اُن کی وفات پر تین دن گزر چکے ہیں اور وہ دونوں میرے ساتھ آئے۔ جب ہم نے کچھ راستے کو طے کیا تو ایک قافلہ دور سے ہمیں دکھائی دیا جو مدینہ کی طرف سے آرہا تھا۔ ہم نے قافلہ والوں سے پوچھا۔ وہ کہنے لگے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں اور حضرت ابوبکرؓ خلیفہ مقرر ہوئے ہیں اور لوگ اچھے بھلے ہیں۔ یہ سن کر ذوالکلاع اور ذوعمرو دونوں نے کہا: تم اپنے ساتھی (حضرت ابوبکرؓ) کو خبر دو کہ ہم یہاں تک آگئے تھے۔ اگر اللہ نے چاہا تو شاید ہم پھر آئیں گے اور وہ یمن کو لوٹ گئے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو اُن کا واقعہ بتایا۔ انہوں نے کہا: تم اُن کو لے کیوں نہ آئے؟ اس کے بعد جب کچھ مدت گزری، ذوعمرو نے مجھے کہا: جریرؓ مجھ پر تمہارا ایک احسان ہے اور میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم یعنی عرب کے لوگ ہمیشہ اچھے رہو گے جب تک کہ تم اس پر عمل کرو گے۔ یعنی اگر کوئی امیر فوت ہو تو تم دوسرے کو امیر بناؤ گے اور جب تلوار سے امارت ہوگی تو ایسے بادشاہ ہوں گے جو بادشاہوں کی طرح غصہ کا اظہار کریں گے اور بادشاہوں کی طرح خوش ہوں گے۔

تشریح: ذَهَابُ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ کو واقعہ ذوالخلصہ کے بعد یمن کے دو بڑے سرداروں کی طرف دعوتِ اسلام کی غرض سے بھیجا۔ ایک کا نام ذوالکلاع اور دوسرے کا نام ذوعمرو تھا۔ قبیلہ حمیر میں ان کی حیثیت بادشاہوں ہی کی تھی۔ حضرت جریرؓ اپنی تبلیغی مہم میں کامیاب ہوئے اور دونوں نے اسلام قبول کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کے لئے اُن کے ساتھ مدینہ کی طرف چل پڑے لیکن راستے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا علم ہوا اور دونوں لَوٹ گئے اور حضرت جریرؓ سے کہا کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ وقت سے عرض کرنا کہ ہم پھر حاضر ہوں گے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دونوں ہجرت کرکے مدینہ میں آگئے۔ ان میں سے ذوالکلاع کا نام ایفع بن باکوراء ہے، باپ کا نام حوشب بن عمرو۔ ذوالکلاع نے حضرت جریرؓ سے کہا کہ اُن کی بیوی امّ شرحبیل سے بھی ملیں اور انہیں دعوتِ اسلام دیں۔
(فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۹۵، ۹۶)

سیرت ابن ہشام اور طبقات ابن سعد میں اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں۔ یہ تبلیغی قسم کی ایک انفرادی مہم تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جریر بن عبد اللہ بجلیؓ کے دونوں حمیری سرداروں کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ اسلام میں فائدہ اُٹھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوا تھا۔ حضرت جریرؓ کی مذکورہ مہم آخری ایام ہی سے متعلق ہے۔ واقعہ مذکورہ بالا سے بھی ظاہر ہے کہ امام بخاریؒ نے مغازی و سرایا کی ترتیب میں تاریخ وقوع ملحوظ رکھی ہے۔ تاریخ وصال سے متعلق دیکھئے شرح باب ۸۵۔

بَاب ٦٥ : غَزْوَةُ سِيفِ الْبَحْرِ

غزوۂ سیف البحر کا بیان

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيْرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ.

اور صحابہؓ قریش کا تجارتی قافلہ لینا چاہتے تھے اور ان کے امیر حضرت ابو عبیدہؓ تھے۔

٤٣٦٠ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ

۴۳۶۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: مالک نے مجھے بتایا۔ انہوں نے وہب بن کیسان سے، وہب نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے کنارے

عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلًا قَلِيلًا حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اُن پر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو امیر مقرر فرمایا اور وہ تین سو تھے۔ ہم نکلے اور ابھی کچھ راستہ طے کیا تھا کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے حکم دیا کہ سب توشے اکٹھے کئے جائیں۔ چنانچہ وہ اکٹھے کئے گئے تو وہ کُل دو تھیلے کھجوروں کے بنے۔ حضرت ابوعبیدہؓ ہمیں ہر روز تھوڑا تھوڑا کھانے کے لئے دیتے رہے یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہو گیا۔ ہمیں ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا: ایک کھجور تمہاری کیا بھوک دور کرتی ہو گی۔ انہوں نے کہا: جب وہ بھی نہ رہی تو ہم نے اس وقت ایک کھجور کی عدم موجودگی محسوس کی۔ ہم سمندر پر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی ہے۔ لوگ اُس سے اٹھارہ راتیں کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی پسلیوں کے متعلق حکم دیا تو اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں اور اونٹنی کے بارے میں کہا تو اُس پر کجاوہ رکھا گیا۔ وہ اُن دونوں پسلیوں کے نیچے سے گزر گئی اور ان کو چھوا تک نہیں۔

اطرافهُ: ٢٤٨٣، ٢٩٨٣، ٤٣٦١، ٤٣٦٢، ٥٤٩٣، ٥٤٩٤۔

٤٣٦١ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِي حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ

۴۳۶۱: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: عمرو بن دینار سے جو ہم نے یاد رکھا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت جابر بن

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتَّى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذَلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقَى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهِ حَتَّى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ فَعَمَدَ إِلَى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَعَهُ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنَصَبَهُ وَأَخَذَ رَجُلًا وَبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهُ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ لِأَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ

عبداللہؓ سے سنا۔ کہتے تھے: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا۔ ہم تین سو سوار تھے۔ ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ تھے۔ قریش کے تجارتی قافلہ کی نگرانی میں بیٹھ گئے۔ سمندر کے کنارے ہم آدھا مہینہ ٹھہرے رہے اور ہمیں سخت بھوک لگی۔ یہاں تک کہ ہم نے پتے بھی کھائے۔ اس لئے اس فوج کا نام جیش الخبط رکھا گیا۔ اس اثناء میں سمندر نے ہمارے لئے ایک جانور جس کو عنبر کہتے ہیں، پھینک دیا۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے اور اس کی چربی بدن پر ملا کرتے۔ یہاں تک کہ ہمارے جسم پھر ویسے کے ویسے تازہ ہوگئے (جیسے پہلے تھے۔) حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور سب سے لمبا شخص جو اُن کے ساتھ تھا اُس کو لیا۔ اور ایک بار سفیان (بن عیینہ) نے اپنی روایت میں یوں کہا کہ انہوں نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی، اس کو کھڑا کیا۔ پھر ایک آدمی بمع اونٹ کے لیا جو اُس کے نیچے سے گزر گیا۔ حضرت جابرؓ نے یہ بھی کہا کہ لشکر میں ایک شخص تھا جس نے (لوگوں کے کھانے کے لئے تین دن) تین تین اونٹ ذبح کئے۔ پھر حضرت ابوعبیدہؓ نے اس کو روک دیا؛ اور عمرو (بن دینار) کہتے تھے: ابوصالح (ذکوان) نے ہمیں بتایا کہ قیس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا: میں بھی اسی فوج میں تھا اور ان کو بھوک لگی تو حضرت ابوعبیدہؓ نے کہا: اونٹ

جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ.

ذبح کرلو۔ میں نے اونٹ ذبح کرلیا۔ کہتے تھے: پھر اُن کو بھوک لگی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا: اونٹ ذبح کرلو۔ میں نے اونٹ ذبح کرلیا۔ کہتے تھے: پھر اُن کو بھوک لگی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا: اونٹ ذبح کرلو۔ میں نے اونٹ ذبح کرلیا۔ قیس کہتے تھے: پھر اُن کو بھوک لگی۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا: اونٹ ذبح کرلو۔ کہتے تھے: پھر مجھے روک دیا گیا۔

اطرافهُ: ۲٤٨٣، ۲۹۸۳، ٤٣٦٠، ٤٣٦٢، ٥٤٩٣، ٥٤٩٤۔

٤٣٦٢: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللهُ، أَطْعِمُوْنَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ

۴۳۶۲: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن جریج سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عمرو (بن دینار) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ جیش الخبط کے ساتھ حملہ میں ہم نکلے اور حضرت ابو عبیدہؓ کو امیر بنایا گیا تھا۔ ہمیں سخت بھوک لگی اور سمندر نے ایک مردہ مچھلی پھینک دی۔ ہم نے ایسی مچھلی کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسے عنبر کہتے ہیں۔ ہم اس کا گوشت آدھا مہینہ کھاتے رہے۔ پھر حضرت ابو عبیدہؓ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی لی اور سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ (ابن جریج نے کہا:) ابو زبیر نے مجھے یہ بھی بتایا کہ انہوں نے حضرت جابرؓ سے سنا۔ کہتے تھے: حضرت ابو عبیدہؓ نے کہا: کھاؤ۔ جب ہم مدینہ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم نے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا: جو رزق اللہ نے نکالا ہو،

بَعْضُهُمْ بِعُضْوٍ فَأَكَلَهُ.

اسے تم کھاؤ۔ ہمیں بھی کھلاؤ اگر تمہارے ساتھ کچھ ہو۔ ان میں سے کسی نے آپؐ کو ایک حصہ دیا اور آپؐ نے اس کو کھایا۔

اطرافہ: ۲۴۸۳، ۲۹۸۳، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۵۴۹۳، ۵۴۹۴۔

تشریح: غَزْوَةُ سِيْفِ الْبَحْرِ: مذکورہ بالا غزوہ ان غزوات میں سے ہے جن میں کسی سے جنگ کرنا مقصود نہ تھا بلکہ اس غزوہ میں شامل لوگ قافلہ تجارت کی حفاظت کی غرض سے بھیجے گئے۔ یہ مہم بقول ابن سعد تین سو مہاجر و انصار پر مشتمل تھی۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح اس کے امیر تھے اور غزوہ سیف البحر کے نام سے مشہور ہے۔ کاروانی راستہ سے قریب بحیرہ قلزم کے کنارے حفاظتی چوکی قائم کی گئی تھی اس لئے غزوہ سیف البحر سے موسوم ہے۔ سِیف کے معنی ساحل کے ہیں۔ ابن سعد نے سَرِيَّةُ الْخَبَط کے عنوان سے اس کا مختصر ذکر کیا ہے۔ خَبط کے معنی ہیں درخت کے پتے۔ زادِراہ ختم ہونے کی وجہ سے مجاہدین کو پتے کھانے پڑے تھے۔ ابن سعدؒ نے تاریخ وقوع رجب ۸ھ بتائی ہے اور یہ زمانہ ہدنہ (یعنی صلح حدیبیہ) کا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے دور اندیشی سے کام لیا اور بطور احتیاط مذکورہ بالا حفاظتی دستہ علاقہ سیف البحر میں بھیج دیا تا شام سے آنے والے قریشی قافلہ سے تعرض نہ ہو اور قریش کو نقض معاہدہ کا بہانہ نہ ملے۔ مذکورہ بالا جگہ بقول ابن سعد مدینہ سے پانچ دن کی مسافت پر ہے۔[۱] ابن اسحاق نے سیف البحر کے عنوان سے اس کا مختصر سا ذکر کیا ہے۔[۲] قلتِ غذا سے متعلق دونوں مؤلفین مغازی متفق ہیں اور دونوں کے بیان میں کسی جنگ کا ذکر نہیں اور نہ باب ۶۵ کی تینوں روایتوں میں۔

ابتدائے باب میں الفاظ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ یا دوسری روایت (نمبر ۴۳۶۱) میں نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ سے مراد قافلے کا لوٹنا نہیں کیونکہ تَلَقِّي کے معنی ہیں استقبال کرنا اور رَصَدٌ کے معنی ہیں نگرانی کرنا۔ عنوانِ باب میں الفاظ وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ سے مہم کی غرض بتائی گئی ہے۔ صحیح مسلم میں بھی مذکورہ بالا مہم مختلف راویوں سے مروی ہے۔ ان کی ایک روایت جو بسند عبید اللہ بن مقسم حضرت جابرؓ ہی سے مروی ہے، اس کے یہ الفاظ ہیں: بَعَثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا إِلَى أَرْضِ جُهَيْنَةَ۔[۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کے علاقہ کی طرف ایک مہم بھیجی۔ ان الفاظ سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جہینہ سے لڑنے کے لئے بھیجی گئی تھی۔ قبیلہ جہینہ آپؐ کا حلیف تھا اور زمانہ ہدنہ (یعنی صلح) کا۔ اس لئے کسی جنگ کا سوال ہی نہ تھا اور کسی روایت میں لڑائی ہونے کا بھی ذکر نہیں۔ امام ابن حجر نے واضح کیا ہے کہ یہ روایتیں متضاد نہیں بلکہ متفق ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مقصود قافلے کی حفاظت بھی ہو اور جہینہ بھی ہوں جن سے اس قافلے کے لئے خطرے کا امکان تھا۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۹۸)

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ وسرایاہ، سریۃ الخبط، جزء ۲ صفحہ ۱۰۰)

[۲] (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، غزوۃ ابی عبیدۃ بن الجراح الی سیف البحر، جزء ۲ صفحہ ۶۳۲)

[۳] (صحیح لمسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ میتات البحر)

باب کی تینوں روایتیں حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہیں اور ایک دوسرے کا اتمام یا نقص بیان کرتی ہیں۔ مثلاً تَلَقّٰی کا مفہوم رَصد ہے یا دوسری روایت میں ہے کہ لوگوں میں سے ایک شخص نے اونٹ ذبح کئے۔ اسی روایت میں اس کا نام دوسری سند سے قیس بن سعد بن عبادہ بتایا گیا ہے جن کا ذکر طبقات بن سعد میں بھی مذکور ہے۔[1] اسی طرح پہلی روایت میں اٹھارہ دن مچھلی پر گزارہ کرنے اور دوسری اور تیسری روایت میں نصف مہینہ ساحل سمندر پر رہنے کا ذکر ہے۔ دونوں کی کمی بیشی اندازاً ہے۔ اسی طرح تیسری روایت میں ہے کہ غزوہ سیف البحر کا نام غزوہ خبط ہے۔

صحابہ کرامؓ کا شدتِ بھوک میں غایت درجہ صبر سے کام لینا اور کسی قافلہ یا بستی سے خوراک کے لئے تعرض نہ کرنا دلیل ہے کہ غزوہ مذکور کا تعلق کسی جنگ سے نہ تھا اور نہ اُن کے نفوس زکیہ - چیرہ دستی جائز سمجھتے تھے۔ دوسری روایت کے آخر میں ہے: قَالَ انْحَرْ، قَالَ نُهِيتُ۔ حضرت قیسؓ نے تین دن تک امیر جیش کے حکم کے مطابق اونٹ ذبح کر کے مجاہدین کی خوراک کا انتظام کیا۔ پھر حضرت قیسؓ کہتے ہیں کہ چوتھے دن امیر جیش نے مجھے مزید اونٹ ذبح کرنے سے روک دیا۔ مغازی واقدی میں ہے کہ حضرت قیس بن سعدؓ نے کسی شخص سے جو جہینہ قبیلے کا تھا پانچ اونٹ پانچ وسق کھجور کے حساب سے اس شرط پر خریدے تھے کہ مدینہ میں کھجوریں دی جائیں گی اور صحابہ کی شہادت وتصدیق سے یہ بیع ہوئی۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے یہ دیکھ کر کہ یہ بار نا قابل ادا ہوگا حضرت قیسؓ کو روک دیا۔[2]
(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۲)

آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سمندری مچھلی سے ان کی خوراک کا انتظام کیا، جو باب کی پہلی روایت کے مطابق اٹھارہ دن کے لئے اور دوسری اور تیسری روایت کے مطابق پندرہ دن کے لئے مکتفی ہوئی۔ فتح الباری میں ابوالزبیر کی روایت کا ذکر ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: فَأَقَمْنَا عَلَيْهَا شَهْرًا[3] کہ جیش میں شامل لوگوں نے مچھلی کی خوراک پر ایک ماہ گزارہ کیا۔ اس اندازہ سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا حفاظتی چوکی کم وبیش ایک ماہ تک اس علاقے میں بطور نگران رہی۔ ابوالزبیر کی روایت جس میں ایک ماہ قیام کا ذکر ہے۔ اسے امام نوویؒ نے اس بنا پر ترجیح دی ہے کہ اس میں زیادہ دن مچھلی کی خوراک پر گزارہ کرنے کا ذکر ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۰) تیسری روایت کے آخر میں الفاظ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ کی روایت کا حوالہ ہے جس کا ذکر فتح الباری میں ہے۔ روایت کرنے والے ابن جریج ہیں جو روایت نمبر ۴۳۶۲ کے راوی ہیں۔ ایک ہی سند سے ابن جریج نے ابوالزبیر کی یہ روایت بھی بتائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب مچھلی کا ذکر ہوا تو آپؐ نے اسے رزقِ حلال قرار دیا اور خود بھی اس سے کھایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ کچھ گوشت اسی غرض سے اپنے ساتھ مدینہ لے آئے تھے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۲) مچھلی خشک کی جاسکتی ہے۔ کشمیر میں خشک مچھلی بکثرت فروخت ہوتی ہے۔

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، مغازی رسول اللہ ﷺ وسرایاہ، سریۃ الخبط، جزء۲ صفحہ ۱۰۰)
[2] (المغازی للواقدی، سریۃ الخبط، جزء اول صفحہ ۷۷۵)
[3] (مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب اباحۃ میتات البحر)

یہ سوال کہ امام بخاریؒ نے ۸ھ کا مذکورہ بالا واقعہ ترتیب میں ان غزوات کے ضمن میں کیوں بیان نہیں کیا جن کا تعلق ۸ھ سے ہے؟ اوپر بتایا جاچکا ہے کہ مذکورہ بالا مہم کسی جنگ کی غرض سے نہ تھی۔ ایک الگ نوعیت کا واقعہ ہے جس طرح اگلے باب کا واقعہ حج جو ۹ھ میں ہوا۔

بَاب ٦٦: حَجُّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ

سنہ ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ کا لوگوں کو لے کر حج کے لئے جانا

٤٣٦٣ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِي رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۳۶۳: سلیمان بن داؤد ابوربیع نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے حُمَید بن عبدالرحمٰن سے، حُمَید نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک جماعت کے ساتھ اس حج میں قربانی کے دن بھیجا، جس میں نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کو امیر مقرر فرمایا تھا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہیں آئے گا اور نہ کوئی برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے گا۔

اطرافهُ: ٣٦٩، ١٦٢٢، ٣١٧٧، ٤٦٥٥، ٤٦٥٦، ٤٦٥٧۔

٤٣٦٤ : حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ آخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ كَامِلَةً بَرَاءَةٌ وَآخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ: يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ. (النساء: ١٧٧)

۴۳۶۴: عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: سب سے آخری سورۃ جو پوری نازل ہوئی، سورۃ برأت ہے؛ حالانکہ سب سے آخری سورت جو نازل ہوئی سورۃ النساء کا آخر ہے: تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہو! اللہ تمہیں کلالہ کی بابت فتویٰ دیتا ہے۔

اطرافهُ: ٤٦٠٥، ٤٦٥٤، ٦٧٤٤۔

تشریح: حَجُّ أَبِي بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِي سَنَةِ تِسْعٍ: عنوانِ باب میں الفاظ فِي سَنَةِ تِسْعٍ سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا حج کے وقوع کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ جس کی وجہ سے امام بخاریؒ کو تخصیص کرنی پڑی کہ یہ حج ۹ھ میں ہوا تھا۔ امام ابن حجر نے محب طبری کا قول نقل کیا ہے کہ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک روایت منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا حج سے متعلق حضرت ابو بکرؓ کو اس وقت اس حج کا ارشاد فرمایا تھا جب آپؐ حنین سے لوٹ کر جعرانہ میں مقیم تھے اور عمرہ کے لئے بیت اللہ گئے۔[1] محب طبری نے یہ یہ روایت نقل کر کے لکھا ہے کہ یہ حج ۹ھ میں ہوا تھا اور جعرانہ میں آپؐ فتح مکہ کے ایام میں ہی آئے ہیں۔ یہ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کے لئے روانہ ہوتے وقت اپنے ارادے کا اظہار فرمایا ہو کہ ابو بکرؓ امامِ حج ہوں گے اور حج اور اس کا متعلقہ اعلان وہ کریں گے۔ عمرہ جعرانہ بالاتفاق ذوالقعدہ میں ہوا تھا۔ امام ابن حجر کے نزدیک حضرت ابو بکرؓ والے حج سے متعلق تو کسی کو اختلاف نہیں کہ وہ ۹ھ میں ہوا تھا لیکن یہ اختلاف ہے کہ آیا ذوالقعدہ میں ہوا ہے یا ذوالحج میں۔ بعض نے مجاہدؒ کی روایت نقل کی ہے کہ یہ حج ذوالقعدہ میں ہوا تھا۔ جس سے عکرمہ بن خالد نے اتفاق کیا ہے جیسا کہ حاکم نے اکلیل میں نقل کیا ہے۔ لیکن مفسرین اور پایہ کے مؤلفین مغازی اور مؤرخین کا اس امر میں اتفاق ہے کہ مذکورہ بالا حج نویں ہجری ذوالحج کے مہینے ہی میں ہوا تھا۔[2]
(فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۰۳)

ابن اسحاق نے تصریح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے لَوٹنے پر مدینہ میں رمضان، شوال اور ذوالقعدہ ٹھہرے اور پھر ۹ھ میں حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج مقرر کر کے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ حج ادا کریں اور مشرکوں کا جو مقام ایام حج میں ہے اس سے انہیں آگاہ کریں۔[2] اس وقت سورۃ براءت نازل ہو چکی تھی۔ جس میں اس معاہدے کی میعاد ختم ہونے کا اعلان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان طے پایا تھا کہ کسی کو بیت اللہ کے حج سے نہیں روکا جائے گا۔ سب کو آزادی ہے جب چاہیں آئیں، حج کریں یا عمرہ۔ کسی کو اختیار نہیں کہ اس میں روک پیدا کرے۔

باب کی دوسری روایت اسی غرض سے نقل کی گئی ہے کہ سورۃ براءت (توبہ) حضرت ابو بکرؓ کے حج کی روانگی سے قبل نازل ہو چکی ہوئی تھی۔ سورۃ توبہ میں غزوۂ تبوک کا ذکر ہے اور اس کے لئے کوچ رجب ۹ھ میں کیا گیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس کے نزول کے تعین کا زمانہ بھی اسی عرصہ سے تعلق رکھتا ہے جس میں اس کوچ کی تیاری ہوئی اور بعض کمزور طبع عذر کر کے اس میں شریک نہیں ہوئے اور ان پر ناراضگی کا اظہار کیا گیا۔ ازرقی نے اپنی تصنیف اخبارِ مکہ میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے سال حضرت عتاب بن اَسیدؓ والیٔ مکہ تھے اور مسلمانوں اور مشرکین نے مل جل

[1] (صحیح ابن حبان، کتاب الحج، باب فرض الحج، جزء ۹ صفحہ ۲۱)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، حج أبي بكر بالناس سنة تسع، تأمير أبي بكر على الحج، جزء ۲ صفحہ ۵۴۳)
(الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، حجة أبي بكر الصديق بالناس، جزء ۲ صفحہ ۱۲۷)

کر حج کیا تھا لیکن مسلمان سب حضرت عتاب بن اَسیدؓ کے ساتھ تھے کیونکہ وہ اس وقت امیر مکہ تھے۔[1] علامہ ماوردیؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۳) اس بارہ میں تو کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف حضرت ابو بکرؓ کے حج سے متعلق ہے کہ کس ماہ میں ہوا۔ اس بارے میں باب کی دونوں روایتوں سے یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ ذوالحج ہی میں حج اور اعلان کی غرض سے بھیجے گئے تھے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ اور حضرت براء بن عازبؓ کی روایات (نمبر ۴۳۶۳، ۴۳۶۴) اس باب میں مختصراً نقل کی گئی ہیں۔ کتاب التفسیر میں زیر شرح سورۃ البراءۃ مفصل درج ہیں۔ وہاں حضرت علیؓ کے بھیجے جانے اور ان کے اعلان کرنے کا بھی ذکر ہے۔ اس اعلان کے الفاظ یوں تھے: لَا يَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہیں آئے گا۔ فتح مکہ ہونے پر بیت اللہ معبودانِ باطلہ سے پاک وصاف کر دیا گیا تھا اور الٰہی فیصلہ کے بعد مشرکین عرب کے بیت اللہ سے جو واسطے تھے وہ نابود ہو چکے تھے۔ اب ان کا بیت اللہ سے تعلق رکھنا، مشرکانہ رسوم ادا کرنا، ننگے ہو کر طواف کرنا اور اپنی مرضی کے مطابق کسی کو حج کی اجازت دینا یا نہ دینا- یہ سب باتیں وہ اپنے مالکانہ زعم میں کرتے تھے، یہ سب ختم ہو چکا تھا۔ اب بیت اللہ خالصاً اللہ ہی کی عبادت کے لئے تھا اور اسی ایک غرض کے لئے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام کے ہاتھوں اس کی بنیاد دوبارہ اُٹھائی گئی تھی۔ اس لئے آخری الٰہی فیصلہ کے بعد مشرکین کا حق نہیں تھا کہ وہ اصل غرضِ تعمیر میں اس بنا پر رخنہ انداز ہوں کہ ان کا قبضہ مخالفانہ رہ چکا ہے۔ توحید پرستوں کا چھینا ہوا حق انہیں بحال ہو چکا ہے اور اس کے متعلق معاہدہ صلح حدیبیہ کی مدت بھی بالطبع ختم تھی جس کا اعلان مذکورہ بالا حج کے موقع پر کیا گیا۔ اس اعلان سے یہ مراد نہیں کہ اس کے ساتھ باقی عام معاہدات جو دیگر قبائل سے تھے وہ بھی منسوخ ہیں۔ سورۃ البرأۃ میں صراحت ہے کہ ہر معاہدہ اپنی مقررہ مدت تک قابل عمل رہے گا۔ حضرت علیؓ بھی مطلوبہ اعلان کے تعلق میں بھیجے گئے تھے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے شرح سورۃ البرأۃ کتاب التفسیر۔

امام بخاریؒ نے حضرت براء بن عازبؓ کی روایت کا آخری حصہ متعلقہ شانِ نزول آیت يَسْتَفْتُونَكَ درج کر کے ضمناً ایک لطیف تصرف سے کام لیا ہے اور بتایا ہے کہ غزوات کا مضمون جو قبائل عرب سے متعلق ہے وہ یہاں ختم ہے اور اس کے بعد ایک نیا مضمون شروع ہوتا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے ایک اور امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے حج کا ذکر وفود کے ذکر سے پہلے کیا گیا ہے جبکہ امر واقعہ یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد جعرانہ سے واپسی پر آٹھویں ہجری کے آخر میں وفود کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا اور ابن اسحاق کے نزدیک غزوۂ تبوک بھی سلسلہ وفود سے پہلے تھا اور نویں ہجری وفود کے نام سے معروف تھی اور عرب قبائل اسلام قبول کرنے میں غزوہ مکہ کے نتیجہ کا انتظار کر رہے تھے۔ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو قبائل عرب جوق در جوق بذریعہ وفود اسلام میں داخل ہونے لگے۔[2] امام ابن حجرؒ کے نزدیک تقدیم و تاخیر سے متعلق یہ تصرف راویوں سے ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۴)

---

[1] (اخبار مکہ للأزرقی، حج اھل الجاھلیة وإنساء الشھور ومواسمھم، جزء اول صفحہ ۱۷۹)
[2] (السیرۃ النبویة لابن ھشام، ذکر سنة تسع وتسمیتھا سنة الوفود، جزء۲ صفحہ ۵۵۹، ۵۶۰)

بَاب ٦٧ : وَفْدُ بَنِي تَمِيْمٍ

بنو تمیم کے نمائندوں کا آنا

٤٣٦٥ : حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَتَى نَفَرٌ مِّنْ بَنِي تَمِيْمٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيْمٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُئِيَ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ.

۴۳۶۵: ابونعیم (فضل بن دکین) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوصخرہ (جامع بن شداد) سے، انہوں نے صفوان بن محرز مازنی سے، صفوان نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: بنو تمیم کے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: بنی تمیم بشارت قبول کرو۔ وہ کہنے لگے: یارسول اللہ! آپؐ نے ہمیں بشارت تو دی ہے۔ ہمیں کچھ دیں بھی۔ اس بات کا اثر آپؐ کے چہرے میں دیکھا گیا۔ پھر یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپؐ نے فرمایا: تم ہی بشارت قبول کرلو جبکہ بنو تمیم نے وہ قبول نہیں کی۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے آپؐ کی بشارت قبول کرلی۔

اطرافہ: ٣١٩٠، ٣١٩١، ٤٣٨٦، ٧٤١٨۔

تشریح: **وَفْدُ بَنِي تَمِيْمٍ**: امام بخاریؒ نے وفد بنی تمیم کی آمد کا ذکر الگ عنوان باب سے کیا ہے۔ یہ امر پہلے بیان ہو چکا ہے کہ نویں ہجری اسلامی تاریخ میں سال وفود کے نام سے مشہور ہے۔ ابن سعدؒ نے وفود سے متعلق طبقاتِ کبریٰ میں سن و تاریخ کی الگ تفصیل بیان کی ہے۔ ان کے نزدیک بنو تمیم کے وفد کی آمد محرم ۹ھ میں ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۵) قبائل بنو تمیم، قیس اور اسد فتح مکہ میں شریک تھے۔[۱] جس سے ظاہر ہے کہ فتح مکہ سے قبل یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ بقول ابن سعدؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نحام عدویؓ اور ایک روایت کے مطابق بشر بن سفیانؓ کو قبیلہ بنی کعب خزاعی کی زکوٰۃ وصول کرنے کو بھیجا۔ جب زکوٰۃ کا مال جمع ہو گیا اور مدینہ لانے لگے تو بنو عمرو بن جندب تمیمی نے روکا اور بنو تمیم نے خزاعہ پر حملہ کر دیا اور لڑائی تک

---

۱ (السيرة النبوية لابن هشام، عدة من شهد فتح مكة من المسلمين، جزء۲ صفحہ ۴۲۱)

نوبت پہنچی۔ ممکن ہے کہ دونوں قبیلوں کا آپس میں لین دین سے متعلق جھگڑا ہو لیکن تاہم کسی فریق کا خود بخود قوتِ بازو سے اپنے جھگڑے کا فیصلہ کرنے یا اموالِ زکوٰۃ روکنے کا حق نہ تھا۔ محصل زکوٰۃ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ جس پر مذکورہ بالا تمیمی قبیلہ کی گوشمالی کے لئے حضرت عیینہؓ بن حصن بن حذیفہ کو پچاس سواروں کے ساتھ ان کے علاقہ میں بھیجا گیا۔[۱] اس کا ذکر اگلے باب میں آتا ہے۔

باب ٦٨

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَغَارَ وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبَى مِنْهُمْ سَبَاءً.

(محمد) بن اسحاق نے کہا: حضرت عیینہؓ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کا بنو عنبر پر جو کہ بنو تمیم میں سے تھا، حملہ کرنا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیینہؓ کو ان کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت عیینہؓ نے حملہ کیا اور ان میں سے کچھ لوگوں کو زخمی و قتل کیا اور ان میں سے کچھ کو قید بھی کر لیا۔

٤٣٦٦: حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِي تَمِيْمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيْهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ

۴۳۶۶: زُہیر بن حرب نے مجھ سے بیان کیا کہ جریر (بن عبدالحمید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمارہ بن قعقاع سے، انہوں نے ابوزرعہ سے، ابوزرعہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: تین باتوں کے بعد میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا رہا۔ جنہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ ان کے متعلق فرماتے تھے: وہ دجال کے مقابلہ میں میری تمام امت سے زیادہ مضبوط ہوں گے اور ان میں سے ایک قیدی عورت حضرت عائشہؓ کے پاس تھی۔ آپؐ نے فرمایا: اس کو آزاد کر دو۔ کیونکہ

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب علی رسول اللہ ﷺ، وفد تمیم، جزء اول صفحہ ۲۲۴)

هَذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِي.

وہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ہے اور اُن کے صدقات آئے تو آپؐ نے فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

طرفهُ: ٢٥٤٣۔

٤٣٦٧: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قَدِمَ رَكْبٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا أَرَدْتَّ إِلَّا خِلَافِي قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتَّى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِي ذَلِكَ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (الحجرات: ٢) حَتَّى انْقَضَتْ.

۴۳۶۷: ابراہیم بن موسیٰ نے مجھے بتایا کہ ہشام بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ ابن جریج نے ان کو بتایا کہ ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کو خبر دی کہ بنی تمیم کا ایک قافلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: قعقاع بن معبد بن زرارہؓ کو ان کا امیر مقرر کردیں۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے: نہیں، بلکہ اقرع بن حابسؓ کو۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میری مخالفت ہی چاہتے ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا: آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں۔ دونوں میں تکرار ہوگئی، یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہوئیں۔ پھر اس واقعہ کے متعلق یہ وحی نازل ہوئی: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے بڑھ چڑھ کر باتیں نہ کیا کرو۔......

اطرافهُ: ٤٨٤٥، ٤٨٤٧، ٧٣٠٢۔

تشریح: بنی عنبر بنی تمیم کا ہی حصہ تھے۔ ابن سعد کی روایت میں ہے کہ جب بنو عمرو بن جندب بن العنبر نے صدقہ کا مال روکا اور خزاعہ کے لوگوں پر حملہ کردیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: مَنْ لِّهٰؤُلَاۤءِ الْقَوْمِ کہ ان حملہ آوروں کو کون روکے گا۔ اس پر حضرت عیینہ بن بدر الفزاریؓ نے خود اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش کیا اور پچاس عرب سوار اُن کے ساتھ ہوئے، جن میں کوئی مہاجر اور انصاری نہیں تھا۔ موقع پر پہنچ کر حضرت عیینہؓ نے زیادتی کرنے والوں کو روکا۔ ان کے حملے کے نتیجے میں گیارہ مرد اور گیارہ

عورتیں مع بچگان قید ہوئیں جو مدینہ میں بطور یرغمال لائی گئیں۔ انہیں آزاد کرانے کی غرض سے مذکورہ بالا قبیلے کا ایک وفد مدینہ میں آیا۔ جن میں بنو تمیم کے سردار قعقاع بن معبد، اقرع بن حابس، عطارد بن حاجب اور زبرقان بن بدر وغیرہ تھے۔ ابن سعدؒ کی ایک روایت کے مطابق اسی نوے افراد اس وفد میں تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قوم کی غلطی کا اقرار کیا۔ عطارد نے بھی اس تعلق میں کچھ عرض کیا اور زبرقان بن بدر شاعر نے اپنے اشعار پیش کئے اور آپؐ کو یقین دلایا کہ اس غلطی کا اعادہ نہیں ہوگا۔ ان کے بیانات سننے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قیدی واپس فرمائے بلکہ یہ سردار چونکہ بطور وفد آئے تھے، آپؐ نے اپنے دستور کے مطابق انہیں خلعت وانعام واکرام سے نوازا۔[1] یہاں تک کہ اُن میں سے جو افراد لڑائی میں قتل ہوئے تھے بقول ابن اسحاق ان کے خاندانوں کو دیت بھی دلوائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک سلوک سے وہ لوگ اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام کے قابل تعریف مجاہد قرار پائے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۴۳۶۶ میں بھی اس نیک تبدیلی کا ذکر ہے۔ روایت نمبر ۴۳۶۷ میں بنو عنبر کے دو شخصوں میں امیر بنائے جانے کی نسبت جس جھگڑے کا ذکر ہے اس کے متعلق طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام خاموش ہیں۔ تقدیم و تاخیر اور تاریخ واقعات سے متعلق جو اعتراض ہے وہ اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ امام بخاریؒ کی ترتیب پر نظر نہیں۔ واقعہ زیر باب کسی باقاعدہ غزوہ کی صورت نہیں رکھتا بلکہ اس سے گوشمالی مقصود تھی۔ اس لئے یہ واقعہ ابواب غزوات سے تعلق نہیں رکھتا اور نہ تبلیغی مہمات سے۔ یہ لوگ وفد کی صورت میں بھیجے گئے تھے۔ روایت ۴۳۶۶ کے آخر میں عنبری عورت کی آزادی کے لئے فرمائش کا جو ذکر ہے اس کے لئے دیکھئے کتاب العتق شرح روایت ۲۵۴۳۔ بنو تمیم کا ذکر کتاب بدء الخلق، روایت نمبر ۳۱۹۰، ۳۱۹۱ میں بھی گزر چکا ہے۔ اس روایت کی شرح وہاں ملاحظہ ہو۔

بَاب ٦٩ : وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ

عبد القیس کے نمائندوں کا آنا

٤٣٦٨ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِنَّ لِي جَرَّةً تَنْتَبِذُ لِي[2] نَبِيذًا فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِي جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ

۴۳۶۸: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ ابو عامر عقدی نے ہمیں خبر دی کہ قرۃ (بن خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابو جمرہ سے روایت کی کہ (وہ کہتے تھے:) میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میرے پاس ایک

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب علی رسول اللہ ﷺ، وفد تمیم، جزء اول صفحہ ۲۲۴)

[2] فتح الباری مطبوعہ بولاق میں یہاں لفظ "فِيهَا" ہے (فتح الباری جزء۸ حاشیہ صفحہ ۱۰۶) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِيْتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي أَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللهِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ مَا انْتُبِذَ فِي الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

مٹکا ہے، جس میں نبیذ تیار کی جاتی ہے۔ میٹھی ہوتی ہے، میں اسے پیتا ہوں۔ کبھی زیادہ پی لیتا ہوں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھتا ہوں اور دیر تک بیٹھتا ہوں۔ مجھے ڈر رہتا ہے کہ کسی وقت میری فضیحت نہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: عبدالقیس کے نمائندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: آنے والوں کی آمد خوشی خوشی ہو، نہ کبھی وہ رسوا ہوں اور نہ کبھی پشیمان۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے مشرک ہیں اور ہم آپؐ تک نہیں پہنچ سکتے مگر حرمت کے مہینوں میں ہی۔ اس لئے آپؐ ہمیں مختصر احکام بتائیں کہ اگر ہم ان پر عمل کریں جنت میں داخل ہو جائیں اور جو ہم سے پیچھے ہیں انہیں ان پر عمل کرنے کے لئے دعوت دیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم کو چار باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے تم کو روکتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانا، تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے۔ یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نماز سنوار کر ادا کرنا اور زکوٰۃ دینا اور ماہِ رمضان میں روزے رکھنا؛ اور یہ کہ تم غنیمت کے مالوں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور تم کو چار باتوں سے روکتا ہوں: اس شراب سے جو کدو کے تونبہ اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن اور سبز لاکھی مرتبان اور رال کے روغنی برتن میں تیار کی جاتی ہے۔

اطرافهُ: ۵۳، ۸۷، ۵۲۳، ۱۳۹۸، ۳۰۹۵، ۳۵۱۰، ۴۳۶۹، ۶۱۷۶، ۷۲۶۶، ۷۵۵۶۔

٤٣٦٩ : حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّا هَذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَشْيَاءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُو إِلَيْهَا مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ آمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلَّهِ خُمْسَ مَا غَنِمْتُمْ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۳۶۹: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا۔ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوجمرہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباسؓ سے سنا۔ کہتے تھے: عبدالقیس کے نمائندے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: یارسول اللہ! ہمارا یہ قبیلہ ربیعہ کی ایک شاخ ہے اور ہمارے اور آپؐ کے درمیان مضر کے کفار روک بن گئے ہیں۔ ہم آپؐ کے پاس (محفوظ رہتے ہوئے) نہیں پہنچ سکتے۔ مگر ماہِ حرام ہی میں؛ تو آپؐ ہمیں چند ایسی باتوں کا حکم دیں کہ جن پر ہم عمل کریں اور ان پر عمل کرنے کے لئے ان کو بھی دعوت دیں جو ہمارے پیچھے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تم کو چار باتیں کرنے کا حکم دیتا ہوں اور چار باتوں سے روکتا ہوں: اللہ پر ایمان لانا یعنی یہ اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (یہ کہہ کر) آپؐ نے ایک انگلی بند کی اور نماز سنوار کر ادا کرنا اور زکوۃ دینا اور یہ کہ تم اللہ کے لئے ان مالوں کا پانچواں حصہ ادا کرنا جو تم غنیمت میں حاصل کرو۔ اور تم کو کدو کے تونبے اور کریدی ہوئی لکڑی کے برتن اور سبز لاکھی مرتبان اور لک کے روغنی برتن سے منع کرتا ہوں۔

اطرافهُ: ٥٣، ٨٧، ٥٢٣، ١٣٩٨، ٣٠٩٥، ٣٥١٠، ٤٣٦٨، ٦١٧٦، ٧٢٦٦، ٧٥٥٦۔

٤٣٧٠ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو ،

۴۳۷۰: یحییٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا کہ (عبداللہ) بن وہب نے ہمیں بتایا کہ عمرو (بن حارث) نے مجھے خبر دی۔

وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا فَقَالُوْا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْنَهُمَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْهُمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِي فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّوْنِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِي إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِي نِسْوَةٌ مِنْ بَنِي حَرَامٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِي إِلَى جَنْبِهِ فَقُوْلِي تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

اور بکر بن مضر نے یوں کہا کہ عمرو بن حارث سے روایت ہے، عمرو بن حارث نے بکیر سے روایت کی کہ کریب نے جو کہ حضرت ابن عباسؓ کے آزاد کردہ غلام تھے ان سے بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن ازہر اور حضرت مِسوَر بن مخرمہؓ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ انہوں نے کہا: ہم سب کی طرف سے ان کو السلام علیکم کہو اور ان سے ان دو رکعتوں کی بابت پوچھو جو عصر کے بعد (نبی ﷺ نے پڑھی) ہیں۔ نیز (اُن سے پوچھنا کہ) ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپؐ یہ رکعتیں پڑھا کرتی ہیں حالانکہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منع فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے کہ میں تو حضرت عمرؓ کے ساتھ مل کر لوگوں کو مار کر ان دو رکعتوں سے روکا کرتا تھا۔ کریب کہتے تھے کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس اندر گیا اور جو پیغام دے کر انہوں نے مجھے بھیجا تھا وہ میں نے ان کو پہنچایا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا: امّ سلمہؓ سے پوچھو۔ میں نے ان لوگوں کو بتایا۔ تو انہوں نے مجھے حضرت امّ سلمہؓ کے پاس ویسا ہی پیغام دے کر بھیجا جو پیغام دے کر مجھے حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجا تھا۔ حضرت امّ سلمہؓ نے سن کر یہ کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ آپؐ ان دو رکعتوں سے منع فرماتے تھے اور بات یہ ہوئی

أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهَى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِي فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِي أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِي أُنَاسٌ مِنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُونِي عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ.

کہ آپؐ نے عصر کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد آپؐ میرے ہاں آئے اور اس وقت میرے پاس انصار سے بنو حرام کی کچھ عورتیں تھیں۔ تو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے آپؐ کے پاس خادمہ کو بھیجا کہ اٹھو آپؐ کے پاس جاکر ایک طرف کھڑی ہو جاؤ اور کہو: یارسول اللہ! امّ سلمہؓ کہتی ہیں: کیا میں نے آپؐ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے ہوئے نہیں سنا؟ مگر اب میں آپؐ کو یہ پڑھتے ہوئے دیکھ رہی ہوں۔ اگر آپؐ اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے کو ہٹ جانا۔ خادمہ نے ایسا ہی کیا۔ جب آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: ابوامیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔ بات یہ ہے کہ عبدالقیس کے کچھ لوگ اپنی قوم کے مسلمان ہونے کا پیغام لے کر میرے پاس آئے تھے تو انہوں نے مجھے باتوں میں مشغول رکھ کر وہ دو رکعتیں پڑھنے نہیں دیں جو نمازِ ظہر کے بعد کی پڑھی جاتی ہیں اور یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

طرفهُ: ١٢٣٣۔

٤٣٧١: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ

۴۳۷۱: عبداللہ بن محمد جُعفی نے مجھے بتایا کہ ابوعامر عبدالملک (بن عمرو عقدی) نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم نے جو کہ طہمان کے بیٹے ہیں، ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوجمرہ سے، ابوجمرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔

جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى يَعْنِي قَرْيَةً مِنَ الْبَحْرَيْنِ.

انہوں نے کہا: پہلا جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ہوا تھا۔ اس کے بعد جو جمعہ پڑھا گیا وہ عبد القیس کی مسجد میں تھا جو جواثیٰ میں تھی۔ (جواثیٰ) بحرین کی ایک بستی تھی۔

طرفہ: ۸۹۲۔

تشریح: وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ: ابن سعدؒ نے وفود کی آمد کا ذکر الگ عنوان کے تحت کیا ہے۔ ان کے شمار میں پچاس سے زائد وفود مختلف قبائل کی طرف سے مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے وفد عبد القیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں فتح مکہ کے سال آیا اور دعوتِ اسلام قبول کی۔ اس وفد کے سردار حضرت عبد اللہ بن عوف اشجؓ تھے۔ بیس افراد تھے۔ جن میں سے قابل ذکر حضرت جارودؓ بن عمرو بن حنش اور حضرت منقذؓ بن حیان ہیں۔ مؤخر الذکر حضرت عبد اللہ اشج رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ جارودؓ عیسائی تھے، جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا انشراحِ صدر سے جواب دیا اور اسلام قبول کرکے عمدہ نمونہ دکھایا۔ باقی افراد مشرک تھے۔ ان کے اسلام قبول کرنے پر قبیلہ عبد القیس مسلمان ہوا۔ یہ وفد مدینہ منورہ میں دس دن رہا اور احکامِ دین سے واقفیت حاصل کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مہمان نوازی کا اہتمام فرمایا۔ بوقت واپسی انہیں انعام واکرام سے نوازا اور آپؐ کی دعا کے ساتھ اس وفد نے خوشی خوشی اپنے وطن بحرین کی طرف مراجعت کی۔ اس وفد کا ذکر متعدد بار پہلے گزر چکا ہے (دیکھئے کتاب الایمان روایت نمبر ۵۳) مذکورہ بالا قبیلہ ربیعہ قوم کے بڑے قبائل میں سے تھا اور ابن سعدؒ نے وفود ربیعہ کے عنوان سے اس وفد کا ذکر کیا ہے۔ طبقات ہی میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صبح کو جب وفد عبد القیس آنے والا تھا، افق پر نظر ڈالی اور فرمایا: آج مشرکوں کا ایک وفد آئے گا۔ لَمْ يُكْرَهُوْا عَلَى الْإِسْلَامِ قَدْ أَنْضُوا الرِّكَابَ وَأَفْنُوا الزَّادَ۔ یعنی وفد عبد القیس کے افراد قبولیت اسلام کے لئے مجبور نہیں کئے گئے۔ وہ شوق سے آئیں گے۔ شب و روز کے سفر سے اپنی سواریاں لاغر اور زادِ راہ ختم کردیں گے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قبیلہ کی رغبت اسلام سے اطلاع ملی تو انہیں مدینہ میں آنے کی دعوت دی تھی۔ جس صبح کو آپؐ نے اس کی آمد کی بشارت دی اسی رات کو یہ وفد پہنچا۔ اور آپؐ کو اطلاع ملی تو فرمایا: مَرْحَبًا بِهِمْ نِعْمَ الْقَوْمُ عَبْدُ الْقَيْسِ۔ خوش آمدید! کیا اچھے لوگ ہیں عبد القیس۔[1] بخاری کتاب الایمان روایت نمبر ۵۳ میں بھی اسی مفہوم کے الفاظ ہیں۔ جب آپؐ نے صبح کو مسجد میں انہیں دیکھا تو فرمایا: تم میں سے عبد اللہ اشج کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں ہوں یا رسول اللہ۔ وہ شکل وصورت میں معمولی تھے۔ آپؐ نے دیکھ کر فرمایا: إِنَّهُ لَا يُسْتَسْقَى فِيْ مُسُوْكِ الرِّجَالِ إِنَّمَا يُحْتَاجُ مِنَ الرَّجُلِ إِلَى أَصْغَرَيْهِ لِسَانِهِ وَقَلْبِهِ یعنی دو چھوٹے عضو زبان

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب علی رسول اللہ ﷺ، وفود ربیعة، جزء اول صفحہ ۲۳۸)

اور دل کی وجہ سے آدمی کی احتیاج ہوتی ہے، اس کے چمڑے میں پانی نہیں پیا جاتا۔ فرمایا: تم اپنی دو خصلتوں کی وجہ سے اللہ کو پیارے ہو۔ حضرت عبداللہؓ کے دریافت کرنے پر کہ وہ دو خصلتیں کونسی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: بُردباری اور دھیما پن۔ انہوں نے پوچھا: أَشَيْءٌ حَدَثَ أَمْ جُبِلْتُ عَلَيْهِ کیا یہ دونوں چیزیں عارضی شے ہیں یا فطرتی؟ فرمایا: بَلْ جُبِلْتَ عَلَيْهِ۔ یہ دو خصلتیں تم میں عارضی نہیں بلکہ فطرتی ہیں۔[1]

سیرت ابن ہشام میں بھی وفد عبد القیس کا ذکر ہے اور حضرت جارودؓ سے متعلق بتایا گیا ہے کہ جب فتنہ ارتداد ہوا تو وہ دین اسلام پر مضبوطی سے قائم رہے۔ وہ عیسائی تھے۔ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میں اسلام کی خاطر اپنے دین کو ترک کرنے کو تیار ہوں بشرطیکہ آپؐ ضمانت دیں کہ اسلام سے میری نجات ہوگی۔ فرمایا: میں ضامن ہوں۔ قَدْ هَدَاكَ اللّٰهُ إِلَى مَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ۔ اللہ نے تمہیں بہتر دین کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ بوقت مراجعت انہیں سواری کی ضرورت ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت میسر نہ تھی تو آپؐ سے دریافت کیا کہ ہمارے علاقے میں لوگوں کے بھولے بھٹکے اونٹ ہوتے ہیں اگر وہ لے لئے جائیں تو جائز ہوگا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا، إِيَّاكَ وَإِيَّاهَا، فَإِنَّمَا تِلْكَ حَرَقُ النَّارِ[2] نہیں اپنے آپ کو اُن سے بچاؤ، وہ تمہارے لئے آگ کا ایندھن ہوں گے۔ سیرت ابن اسحاق کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء بن حضرمیؓ کو فتح مکہ سے قبل نجران کی طرف بغرض تبلیغ بھیجا تھا۔ منذر بن ساویٰ عبدی سردار قبیلہ نے اسلام قبول کیا اور بڑے اخلاص سے اس پر قائم رہے اور بحرین کے فتنہ سے قبل فوت ہوئے۔ حضرت علاء بن حضرمیؓ کی تبلیغ کا نیک اثر تھا کہ وہ علاقہ اسلام میں داخل ہوا اور وہ بحرین کے امیر مقرر کئے گئے۔[3]

امام بخاریؒ نے وفد مذکور کے تعلق میں چار روایتیں نقل کی ہیں۔ پہلی اور دوسری روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جو ابوجمرہ سے بواسطہ قرہ بن خالد اور حماد بن زید مروی ہے۔ ان روایتوں میں وفد کی آمد پر خوشی کے اظہار سے متعلق الفاظ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامَى مغازی کے بیان میں نہیں۔ اور نہ ان کی روایت میں شراب کی حرمت کا ذکر ہے جیسا کہ صحیح بخاری کی محولہ روایات میں مغازی کے مذکورہ بالا واقعہ کا ذکر ہے، جس کا تعلق حضرت اشجؓ کی آمد اور گفتگو سے ہے۔ امام ابن حجرؒ کی رائے میں قبیلہ عبد القیس کا وفد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو دفعہ آیا ہے۔ ایک دفعہ فتح مکہ سے قبل اور ایک دفعہ اس کے بعد۔ پہلے وفد میں تیرہ افراد تھے، اس وفد میں حضرت اشجؓ تھے۔ اسی موقع پر وفد نے ایمان اور شراب سے متعلق دریافت کیا تھا۔ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدریؓ سے[4] اور

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب علی رسول اللہ ﷺ، وفود ربیعۃ، جزء اول صفحہ ۲۳۸)
[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، قدوم الجارود فی وفد عبد القیس، ضمان الرسول، جزء ۲ صفحہ ۵۷۵)
[3] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، قدوم الجارود فی وفد عبد القیس، اسلام ابن ساوی، جزء ۲ صفحہ ۵۷۶)
[4] (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ وشرائع الدین والدعاء الیہ)

امام بیہقی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اشجؓ سے کہا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں۔[۱] امام بخاریؒ نے بھی الأدب المفرد میں یہ روایت نقل کی ہے۔[۲] اور دوسری دفعہ عبدالقیس کا جو وفد فتح مکہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا وہ نویں ہجری میں آیا اور یہی سال عام الوفود کے نام سے مشہور ہے۔ اس وفد میں چالیس افراد تھے۔ جن میں سے ایک حضرت جارودؓ بھی ہیں جو عیسائی تھے اور مسلمان ہوئے۔ اسی وفد کا ذکر سیرت ابن ہشام کی روایت میں ہے۔ ابن حبان کی روایت میں بھی جو ابوحیوۃ صناحی سے منقول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ مروی ہیں: مَا لِیْ اَرٰی وُجُوْهَكُمْ قَدْ تَغَيَّرَتْ۔[۳] کیا بات ہے میں تمہارے رنگ متغیر دیکھتا ہوں؟ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ اس سے قبل بھی آئے تھے۔ غالباً سن پانچ ہجری میں یا اس سے قبل۔ کیونکہ وفد عبدالقیس نے کفار مضر کی شکایت کی کہ وہ ان کے آنے میں روک ہیں۔ اس سے بھی زمانے کا اندازہ ہوسکتا ہے جبکہ مضر مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ہود بن عبداللہ بن سعد عصری نے اپنے دادا سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ سے باتیں کر رہے تھے۔ اسی دوران فرمایا: عنقریب ایک قافلہ ادھر سے آئے گا۔ هُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْمَشْرِقِ۔ وہ اہل مشرق میں سے اچھے لوگ ہیں۔ حضرت عمرؓ اُٹھ کر اُس طرف گئے۔ دیکھا تیرہ سوار آرہے ہیں۔ ان سے ملے اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ وہ سواریوں سے اُترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ چومے۔ ان میں سے اشج اپنی سواریوں اور سامان کے پاس بیٹھے رہے اور سامان ٹھکانے لگا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ فِيْكَ خَصْلَتَيْنِ... یہ روایت بیہقی کی ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۷) اس روایت کا تعلق وفد عبدالقیس کی پہلی آمد سے ہے۔

روایت نمبر ۴۳۶۸ میں مذکور ہے کہ ابوجمرہ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا: خَشِيْتُ اَنْ اَفْتَضِحَ کبھی زیادہ پینے سے خمار ہو جاتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ نہ سمجھیں کہ میں نشہ اور شراب پیتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ نے ان کی نبیذ کے متعلق فتویٰ دینے میں احتیاط کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فتوے کے ذکر پر اکتفا کیا۔ روایت نمبر ۴۳۷۰ میں عمرو راوی، عمرو بن حارث ہیں۔ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَر... یہ قول طحاوی نے اسی سند سے موصولاً نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۸)

---

۱ (السنن الکبریٰ للبیہقی، کتاب آداب القاضی، باب التثبت فی الحکم، جزء۱۰ صفحہ ۱۷۸)

۲ (الادب المفرد للبخاری، باب التؤدة فی الأمور، صفحہ ۳۰۳)

۳ (صحیح لابن حبان، کتاب اخبارهﷺ عن مناقب الصحابة، ذکر اشج، جزء۱۶ صفحہ ۱۷۹)

بَاب ۷۰: وَفْدُ بَنِي حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

بنو حنیفہ کے نمائندے اور ثمامہ بن اُثال کا واقعہ

٤٣٧٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي مَا قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ[1]

۴۳۷۲: ہم سے عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے بیان کیا کہ ہمیں لیث (بن سعد) نے بتایا۔ انہوں نے کہا: مجھ سے سعید بن ابی سعید (مقبری) نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، حضرت ابوہریرہؓ کہتے تھے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے اور وہ بنی حنیفہ کا ایک آدمی پکڑ کر لے آئے، جسے ثمامہ بن اُثال کہتے تھے۔ انہوں نے اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس باہر آئے۔ آپؐ نے پوچھا: ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ (یعنی یہ کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا۔) اس نے کہا: محمد! اس بارے میں میری رائے اچھی ہی ہے۔ اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو ایسے آدمی کو مارو گے جو خون کر چکا ہے۔ اگر تم احسان کرو تو شکرگزار پر احسان کرو گے۔ اور اگر تم مال چاہتے ہو تو اس سے جو چاہو مانگو۔ ثمامہ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا۔ جب دوسرا دن ہوا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میں تو عرض کر چکا۔ اگر آپؐ احسان کریں تو شکرگزار پر احسان کریں گے۔ آپؐ نے

[1] نسخة اليونينية میں اس جگہ لفظ "نَجْل" ہے (بخاری مطبوعہ دار طوق النجاۃ، جزء۵ صفحہ ۱۷۰) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

قَرِيْبٍ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوهِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ وَاللهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرَى فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَاللهِ وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللهِ لَا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتَّى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافهُ: ٤٦٢، ٤٦٩، ٢٤٢٢، ٢٤٢٣۔

اسے پھر ویسے ہی رہنے دیا۔ جب تیسرا دن ہوا۔ آپؐ نے کہا: ثمامہ تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: وہی جو میں کہہ چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: ثمامہ کو آزاد کر دو۔ اس پر وہ ایک پانی پر چلا گیا جو مسجد کے قریب تھا اور نہایا۔ پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ محمدؐ! اللہ کی قسم، زمین پر کوئی منہ بھی آپؐ کے منہ سے بڑھ کر میرے نزدیک زیادہ قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا چہرہ تمام چہروں سے مجھے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ کی قسم! آپؐ کے دین سے بڑھ کر کوئی دین قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا دین تمام دینوں سے بڑھ کر مجھے محبوب ہے۔ اللہ کی قسم! کوئی شہر بھی آپؐ کے شہر سے بڑھ کر میرے لئے قابل نفرت نہیں تھا مگر آج آپؐ کا شہر تمام شہروں سے بڑھ کر مجھے محبوب ہے اور آپؐ کے سواروں نے مجھے پکڑ لیا جبکہ میں عمرہ کا ارادہ کر رہا تھا۔ آپؐ کی کیا رائے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بشارت دی اور اس کو کہا کہ وہ عمرہ ادا کرے۔ جب وہ مکہ میں پہنچا، کسی کہنے والے نے اسے کہا: تم نے دین بدل ڈالا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! نہیں، بلکہ میں محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگیا ہوں اور اللہ کی قسم! تمہارے پاس یمامہ کی طرف سے گندم کا ایک دانہ بھی ہرگز نہیں آئے گا جب تک کہ نبی ﷺ اس کے متعلق اجازت نہ دیں گے۔

٤٣٧٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِي مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ وَقَدِمَهَا فِي بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَفِي يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مُسَيْلِمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ وَهَذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ.

اطرافهُ: ٣٦٢٠، ٤٣٧٨، ٧٠٣٣، ٧٤٦١-

۴۳۷۳: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ عبداللہ بن ابی حسین سے مروی ہے کہ نافع بن جبیر نے ہم سے بیان کیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: مسیلمہ کذاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آیا اور کہنے لگا: اگر محمدؐ اپنے بعد مجھے جانشین بنائیں تو میں اُن کا پیرو ہوں گا اور وہ مدینہ میں اپنی فوج کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپؐ آکر مسیلمہ کے سامنے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا تھا، کھڑے ہوگئے۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا بھی مانگے، میں تمہیں یہ بھی نہ دوں اور تو ہرگز اللہ کے فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکے گا، جو تیرے لئے مقدر ہے اور اگر تو پیٹھ پھیر کر چلا گیا تو اللہ تمہاری جڑ کاٹ دے گا اور میں تمہیں وہی شخص دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق مجھے خواب میں بہت کچھ دکھایا گیا ہے اور یہ ثابتؓ ہیں جو میری طرف سے تمہیں جواب دیں گے اور یہ کہہ کر آپؐ اس کو چھوڑ کر واپس چلے گئے۔

٤٣٧٤ : قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أَرَيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

۴۳۷۴: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے متعلق پوچھا کہ تم کو میں وہی شخص دیکھ رہا ہوں جس کے متعلق مجھے خواب میں وہ کچھ دکھایا گیا جو دکھایا گیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے مجھ سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ اس اثنا میں مَیں نے اپنے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن دیکھے۔ ان کی کیفیت نے مجھے فکر میں ڈال دیا۔ پھر مجھے خواب میں وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونکوں۔ چنانچہ میں نے ان پر پھونکا اور وہ اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر دو جھوٹے شخص سمجھے جو میرے بعد ظاہر ہوں گے۔ ان میں سے ایک عنسی ہے اور دوسرا مسیلمہ۔

اطرافہ: ۳۶۲۱، ۴۳۷۵، ۴۳۷۹، ۷۰۳۴، ۷۰۳۷۔

٤٣٧٥ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِي كَفِّي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا

۴۳۷۵: اسحاق بن نصر نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرزاق نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے معمر سے، معمر نے ہمام سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ اس اثناء میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے۔ مجھ پر یہ گراں گزرا۔ پھر مجھے وحی کی گئی کہ میں ان پر پھونکوں۔ میں نے ان پر پھونکا تو وہ غائب ہو گئے۔ میں نے ان کنگنوں کی تعبیر دو جھوٹے

بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَاءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

شخص سمجھے جن کے درمیان میں ہوں۔ یعنی صنعاء والا (اسود عنسی) اور یمامہ والا (مسیلمہ کذاب)۔

اطرافهُ: ٣٦٢١، ٤٣٧٤، ٤٣٧٩، ٧٠٣٤، ٧٠٣٧۔

٤٣٧٦: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيهِ حَدِيْدَةٌ وَلَا سَهْمًا فِيهِ حَدِيْدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ.

۴۳۷۶: صلت بن محمد نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مہدی بن میمون سے سنا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابورجاء عطاردی سے سنا۔ کہتے تھے: ہم پتھروں کی پوجا کیا کرتے تھے۔ جب ہم ایک پتھر پاتے جو پہلے سے بہتر ہوتا، اس کو پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور اگر کوئی پتھر نہ پاتے تو ہم مٹی کو اکٹھا کر کے ایک چھوٹی سی ڈھیری بناتے، پھر اس کے بعد بکری لاتے اور اس پر اُس کو دوہتے اور اس کا طواف کرتے۔ جب رجب کا مہینہ آتا، ہم کہتے: اَنّی اور تیروں کے اُتار کر رکھ دینے والا (مہینہ) آگیا ہے۔ تو کوئی برچھا نہ چھوڑتے جس میں لوہے کا پھل ہوتا اور نہ ہی کوئی ایسا تیر جس میں لوہے کا پھل ہوتا مگر اس کو کھینچ کر نکال لیتے اور اسے رجب کے مہینے میں ہی پھینک دیتے۔

٤٣٧٧: وَسَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ يَقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلَى أَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

۴۳۷۷: اور میں نے ابورجاء سے سنا وہ کہتے تھے: جس زمانہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، میں اس وقت لڑکا ہی تھا۔ اپنے گھر والوں کے اونٹ چرایا کرتا تھا۔ جب ہم نے آپؐ کے ظاہر ہونے کی خبر سنی، ہم بھاگ کر آگ کی طرف چلے گئے یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف۔

تشریح: وَفْدُ بَنِي حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ: قبیلہ بنو حنیفہ یمامہ میں آباد تھا جو مکہ اور یمن کے درمیان ایک وسیع علاقہ ہے۔ حنیفہ بن لجیم، بکر بن وائل کی نسل سے تھا۔ یہ ایک بڑا قبیلہ تھا۔ اس قبیلے کا وفد بھی اسی زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، جس زمانہ میں وفد بنی قیس آیا۔ ابن اسحاق وغیرہ مصنفین مغازی نے اس کی آمد بھی ۹ھ میں متعین کی ہے۔ یہ وفد سترہ کس پر مشتمل تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۰۹) ان میں سے قابل ذکر رحال بن عنفوۃ اور سلمٰی بن حنظلہ سحیمی اور مسیلمہ بن حبیب ہیں۔ یہ وفد سلمٰی بن حنظلہ کی سرکردگی میں آیا۔ بقول طبقات ابن سعد ان کی خاطر و تواضع کی گئی۔ مسیلمہ بن حبیب کو سامان کی حفاظت میں چھوڑ کر باقی افراد رسول اللہ ﷺ سے مسجد نبوی میں ملے اور کلمہ شہادتین کا اقرار کیا اور کئی دن مدینہ میں رہے اور آپؐ کی باتوں سے مستفیذ ہوتے رہے۔ رحال بن عنفوہ نے حضرت اُبَیؓ بن کعبؓ سے قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کی۔ بوقت مراجعت آنحضرت ﷺ نے انہیں زادِ راہ دیا اور انعام و اکرام سے نوازا۔ انہوں نے نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کی کہ ان کا ایک اور ساتھی بھی ہے جو اُن کے سامان کی حفاظت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ آپؐ نے اسے بھی زادِ راہ دیئے جانے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا: لَيْسَ بِشَرِّكُمْ مَكَانًا لِحِفْظِهِ رِكَابَكُمْ وَرِحَالَكُمْ۔ وہ بُرا نہیں ہے جس نے تمہاری سواریوں اور سامان کی حفاظت کی ہے۔ بتایا گیا کہ وہ مسیلمہ بن حبیب ہے اور آپؐ نے وفد کو ہدایت کی کہ جب تم اپنے وطن کو لوٹو تو اپنے گرجا گھر کو گرا کر وہاں مسجد بناؤ اور انہیں مشکیزہ دیا جس میں آپؐ کے وضو کا بچا ہوا پانی تھا۔ فرمایا: اسے مسجد کی جگہ پر چھڑک لینا۔[1]

ابن ہشام نے مسیلمہ کذاب کی کنیت ابو ثمامہ اور اس کے باپ کا نام بھی ثمامہ بتایا ہے اور اس کے ارتداد اور آنحضرت ﷺ سے اس کی خواہش کا ذکر کیا ہے کہ اسے حکومت میں شریک کیا جائے۔[2] ان امور کا ذکر فتنہ ارتداد کے تعلق میں اپنے موقع پر مفصل کیا جائے گا۔ شرکت سلطنت کا مطالبہ روایت نمبر ۴۳۷۳ میں بھی مذکور ہے۔

امام بخاریؒ نے عنوانِ باب میں حضرت ثمامہ بن اثالؓ کا بھی ذکر ضمناً کیا ہے جو مسیلمہ کے باپ تھے۔ وہ بہت پہلے اس زمانہ میں مسلمان ہوئے تھے جب نجدی قریش کی حمایت میں مہاجرین و انصار سے برسرپیکار تھے اور ایک مہم میں قید ہوئے اور مدینہ میں بطور جنگی اسیر لائے گئے جیسا کہ باب کی پہلی روایت (نمبر ۴۳۷۲) میں مفصل ذکر ہے۔ حضرت ثمامہ بن اثالؓ اخلاص سے مسلمان ہوئے اور عمرہ کرنے کے بعد اپنے وطن کو مراجعت کی اور قریش مکہ سے وہ غلہ جو حضرت ثمامہؓ کی طرف سے روک دیا گیا تھا، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر قریش مکہ کے پاس جانے لگا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۱)

باب کی تیسری روایت (نمبر ۴۳۷۴) سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مذکورہ بالا مکاشفہ آپؐ کے عہد میں ہی پورا ہوا یعنی مسیلمہ اور اسودعنسی نے اپنے اپنے علاقہ میں ادعائے نبوت کیا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۳)

---

1. (الطبقات الکبری لابن سعد، وفد حنیفۃ، جزء اوّل صفحہ ۲۴۰)
2. (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، قدوم وفد بنی حنیفۃ ومعھم مسیلمۃ الکذاب، جزء۲ صفحہ ۵۷۶، ۵۷۷)

پانچویں روایت (نمبر ۴۳۷۶) ابورجاء عطاردی کی صلت بن محمد بن عبد الرحمٰن خارکی سے مروی ہے۔ صلت کی کنیت ابوہمام ہے۔ یہ ثقہ راوی ہیں۔ عطارد قبیلے کا نام ہے جو بنو تمیم کی شاخ تھی۔ امام بخاریؒ نے ان سے بہت روایتیں نقل کی ہیں۔ جنگ جمل میں بھی شریک ہوئے تھے۔ ان کی روایت سے عربوں کی حجر پرستی سے شغف کا پتہ چلتا ہے۔ اگر پتھر نہ ملتا تو مٹی کی ڈھیری بنا کر اس پر بکری کا دودھ دوہتے کہ منجمد ہو کر پتھر کی طرح قابل عبادت ہو جائے۔ عربوں میں حجر پرستی قدیم سے چلی آرہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں قریش مکہ جب سفر پر جاتے تھے، حرمِ بیت اللہ سے ایسے پتھر ساتھ لے جاتے تھے۔ جہاں قیام کرتے اسے پوجتے اور اس کا طواف کرتے۔ بیت اللہ کی عظمت و محبت ان کے دلوں میں تھی۔[۱] اور اگر وہ پتھر کہیں کھو بیٹھتے تو مذکورہ بالا طریق اختیار کرتے۔ عہد قدیم کی کتاب پیدائش کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے سفر ہجرت کے دوران جہاں کچھ دیر قیام فرمایا، وہاں قربان گاہ بنائی اور دعا کی۔ یہ قربان گاہ کیا ہوتی تھی، پتھروں کی ڈھیری اور اس پر تیل چھڑکا جاتا۔ ہو سکتا ہے کہ حضرت اسماعیلؑ نے ابتداءً حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار قائم رکھی ہو جو رفتہ رفتہ مشرک اقوام کی تقلید میں حجر پرستی کی شکل اختیار کر گئی۔ چنانچہ بعض نے مٹی کی ڈھیری پر دودھ دوہنے کو صدقہ و نذر پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۳) لیکن قومی عادات و رسوم کی وجوہ ایک سے زیادہ ہو سکتی ہیں۔

ان کے نزدیک ماہِ رجب بھی حرمت والے مہینوں میں سے شمار ہوتا تھا جن میں لڑائی، قتل و تشدد وغیرہ ممنوع تھے۔ رجب کا نام مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ اس لئے تھا کہ اس میں نیزے اور تیر کا پھل اُتار دیتے تھے۔ نَصَلَ الرُّمْحَ کے معنی ہیں نیزے کو پھل لگایا اور اَنْصَلَ الرُّمْحَ کے معنی ہوتے ہیں اس کا پھل اُتار دیا۔ أَسِنَّةٌ جمع ہے سِنَان کی، یعنی بھالہ۔ (عمدۃ القاری جزء۱۸ صفحہ ۲۵)

فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهِ: خروج سے مراد ظہور یعنی فتح مکہ کا غلبہ ہے۔ جب ہم نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غالب آگئے ہیں تو ہم آگ کی طرف لپکے یعنی مسیلمہ کذاب کے پیرو ہو گئے۔ ابورجاء نے اپنی روایت میں زمانہ جاہلیت کی بت پرستی سے شغف اور اپنے قبیلہ کے ارتداد کا ذکر کیا ہے۔ خروج سے مراد دعویٰ نبوت یا ہجرتِ مدینہ نہیں بلکہ غلبہ مراد ہے کیونکہ فتنہ ارتداد کا واقعہ بعد کا ہے۔ دعویٰ نبوت یا ہجرت اور فتنہ مسیلمہ کے درمیان بڑا عرصہ ہے۔ روایت مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ ابورجاء بھی اپنی قوم کے ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے مسیلمہ کی بیعت کی تھی۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۴) ان کی روایت قبول کرنے سے ظاہر ہے کہ انہوں نے بعد میں توبہ کر لی تھی۔

---

[۱] (أديان العرب في الجاهلية، الوثنية في العرب، صفحہ ۱۲۹)

بَاب ٧١: قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ

اسود عنسی کا قصہ

٤٣٧٨: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَكَانَ فِي مَوْضِعٍ آخَرَ اسْمُهُ عَبْدُ اللهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ فِي دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِي يُقَالُ لَهُ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِي هَذَا الْقَضِيْبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيْتُ فِيْهِ

۴۳۷۸: سعید بن محمد جرمی نے ہمیں بتایا۔ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (ابراہیم بن سعد) نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن عبیدہ بن نشیط سے روایت کی اور ایک دوسری جگہ ان کا نام عبداللہ بیان ہوا ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہا: ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مسیلمہ کذاب مدینہ میں آیا ہے اور حارث (بن کریز) کی بیٹی (کیسہ) کے گھر میں اُترا ہے اور حارث بن کریز کی بیٹی اس کی بیوی تھی اور وہ عبداللہ بن عامر کی ماں تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی تھے اور یہ وہ شخص ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب کہلاتے تھے اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی ایک چھڑی تھی۔ آپؐ مسیلمہ کے سامنے ٹھہر گئے اور اس سے گفتگو کی۔ مسیلمہ نے آپؐ کی بات سن کر آپؐ سے کہا: آپ چاہیں حکومت سے متعلق ہمارے درمیان دخل نہ دیں اور آپؐ اپنے بعد یہ امر ہمارے لئے ہی کر دیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اگر تم مجھ سے یہ چھڑی بھی مانگو تو

مَا أُرِيتُ وَهَذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ سَيُجِيبُكَ عَنِّي فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

میں تمہیں یہ بھی ہرگز نہ دوں اور میں تمہیں وہی شخص سمجھتا ہوں جس کے بارے میں مجھے خواب میں بہت کچھ دکھایا گیا ہے اور یہ ثابتؓ بن قیس ہیں۔ میری طرف سے یہ تمہیں جواب دیں گے۔ یہ کہہ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے۔

اطرافہ: ٣٦٢٠، ٤٣٧٣، ٧٠٣٣، ٧٤٦١۔

٤٣٧٩: قَالَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِي قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ.

۴۳۷۹: عبید اللہ بن عبد اللہ کہتے تھے: میں نے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس رؤیا کی بابت پوچھا جس کا آپؐ نے ذکر کیا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: مجھ سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک بار میں سویا ہوا تھا کہ اسی اثناء میں مَیں دیکھتا ہوں کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ڈالے گئے ہیں۔ انہیں دیکھ کر میں گھبرا گیا اور میں نے انہیں ناپسند کیا۔ مجھے حکم ہوا (کہ ان پر پھونک مارو۔) میں نے ان پر پھونک ماری اور وہ اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تعبیر یہ سمجھی کہ دو جھوٹے شخص ظاہر ہوں گے۔ عبید اللہ نے کہا: (ان میں سے) ایک (وہ) عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں مار ڈالا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

اطرافہ: ٣٦٢١، ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٧٠٣٤، ٧٠٣٧۔

تشریح: قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ: اسود عنسی کا نام عبہلہ بن کعب ہے۔ عنسی اس کے قبیلہ کا نام ہے۔ ذُوالخِمار کے لقب سے مشہور تھا۔ خِمار کے معنی نقاب کے ہیں۔ وہ چہرہ نقاب سے ڈھانکتا تھا۔ یہ صنعاء کا باشندہ تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷) جس نے مسیلمہ کی طرح نبوت کا دعویٰ کیا اور فتنہ ارتداد کے وقت عَلَمِ بغاوت بلند کیا۔ اس کی تفصیل اپنے موقع پر آئے گی۔ الروض الانف شرح ابن ہشام میں ہے کہ عنسی کا

نام مسعود بن کعب تھا اور اس کا لقب عیھلۃ تھا اور وہ ذُوالخِمَار بھی کہلاتا تھا۔[۱] سابقہ باب کے تعلق ہی میں یہ باب ہے۔ اس کا عنوان الفاظ قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ سے قائم کیا ہے اور اس روایت میں وفد بنی حنیفہ کی فرودگاہ سے متعلق جو ابہام ہے اس کا ازالہ کیا گیا ہے۔ طبقاتِ کبریٰ ابن سعد میں اس وفد کی فرودگاہ حضرت رملہ بنت حارث انصاریؓ جو بنو نجار کے خاندان سے تھیں، کا گھر بتائی گئی ہے۔[۲] طبری[۳] اور الروض الانف[۴] میں بنت حارثؓ انصاری کا گھر بیان ہوئی ہے۔(یعنی یہاں نام مذکور نہیں ہے۔) حضرت رملۃ بنت حارثؓ کا گھر بطور مہمانوں کی فرودگاہ کے استعمال ہوتا تھا۔ ابن اسحاق نے بنو قریظہ کے تعلق میں بھی اس حویلی کا ذکر کیا ہے کہ اس قبیلہ کے افراد اس میں قید کئے گئے تھے۔[۵] عربوں میں بالعموم بجائے نام کے کنیت سے ایک دوسرے کو پکارنے یا ذکر کرنے کا طریق متعارف ہے اور اسی متعارف طریق سے الفاظ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ سے حویلی کی تخصیص و تعیین کی گئی ہے۔ کیونکہ اسی کنیت سے وہ حویلی مشہور تھی جس میں وفود کو ٹھہرایا جاتا تھا۔ امام بخاریؒ نے وضاحت کے لئے اس خاتون کا تعارف جس کے ہاں وفد ٹھہرا تھا، الفاظ وَهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ سے کرایا ہے کہ جس حویلی میں مسیلمہ ٹھہرا تھا، وہ امّ عبداللہ بن عامر بن کریز کی حویلی تھی۔ امّ عبداللہ بن عامر کا نام کیسہ تھا اور وفد بنی حنیفہ کی آمد کے وقت یہ مسیلمہ کی بیوی تھی اور اس رشتہ داری کی وجہ سے وفد بنی حنیفہ کو اس کی حویلی میں ٹھہرایا گیا۔ بعد ازاں جب مسیلمہ نے عَلَمِ بغاوت بلند کیا اور لڑائی میں مارا گیا تو اس کی بیوی (کیسہ) نے اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن عامر بن کریز سے شادی کر لی اور کیسہ کے بطن سے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ عبدالرحمٰن، عبدالملک اور عبداللہ۔ تیسرے بیٹے کا نام اس کے باپ کے نام پر تھا اور اس کی ماں کیسہ امّ عبداللہ بن عامر کی کنیت سے مشہور ہوئیں۔

(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۵، ۱۱۶)

دو کنگن والی خواب کی تعبیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کذاب اشخاص سے فرمائی ہے اور یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں پوری ہوئی۔ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر پھونکا جس سے وہ دونوں کنگن اُڑ گئے اور آپؐ کا پھونکنا آپؐ کے ایک خلیفہ کے ذریعے سے پورا ہوا۔ جب دونوں کذاب لڑائی میں مارے گئے اور فتنہ ارتداد فرو ہوا۔ عالم روحانی کے اس قسم کے مشاہدات بکثرت ہیں۔ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ... مسیلمہ کذاب کے مطالبہ شراکت کا واقعہ بعد کا ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں اس بارے میں صراحت ہے۔ ابن اسحاق نے مسیلمہ کذاب کے مسجع کلام سے بعض عبارتیں بھی نقل کی ہیں جو وہ بطور

---

۱ (الروض الأنف للسهيلي، مسعود العنسي، جزء۷ صفحہ ۴۴۵)

۲ (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذكر وفادات العرب، وفد حنيفة، جزء اول صفحہ ۲۴۰)

۳ (تاريخ الطبري، سنة عشر، قدوم وفد بني حنيفه ومعهم مسيلمة، جزء دوم، صفحہ ۱۹۹)

۴ (الروض الأنف للسهيلي، امرأة مسيلمة، جزء۷ صفحہ ۴۴۵)

۵ (السيرة النبوية لابن هشام، غزوة بني قريظة، مقتل بني قريظة، جزء۲ صفحہ ۲۴۰)

قرآن پیش کرتا تھا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل کلمات سیرت ابن ہشام میں بطور نمونہ لکھے گئے ہیں: لَقَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَى الْحُبْلَى، أَخْرَجَ مِنْهَا نَسَمَةً تَسْعَى، مِنْ بَيْنِ صِفَاقٍ وَحَشًى۔ یعنی اللہ نے حاملہ عورت پر یہ انعام کیا کہ اس میں سے انسان کو پیدا کیا۔ اس کے کوکھوں اور انتڑیوں کے درمیان سے جو دوڑتا پھرتا ہے۔[1]

چونکہ مذکورہ بالا واقعہ الگ زمانے سے تعلق رکھتا ہے اس لئے امام بخاریؒ نے اس کا ذکر الگ عنوان قِصَّةُ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ سے کیا ہے۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا واقعہ قصہ قرار دیا ہے جو عام طور پر مشہور اور زبان زد خلائق تھا۔ قصہ کے معنی ہیں مذاکرہ یا واقعہ۔ اسی لفظ سے مابعد کے دو باب قائم کئے گئے ہیں۔

بَاب ۷۲: قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ

اہل نجران کا واقعہ

۴۳۸۰: حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَنَا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

۴۳۸۰: عباس بن حسین نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ بن آدم نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسرائیل سے، اسرائیل نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے صلہ بن زُفر سے، صلہ نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: عاقب (عبدالمسیح) اور سید (ایہم) جو نجران کے عیسائیوں کے دو رئیس تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ وہ چاہتے تھے کہ آپؐ سے مباہلہ کریں۔ حضرت حذیفہؓ کہتے تھے: ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: مباہلہ نہ کریں۔ کیونکہ اللہ کی قسم! اگر وہ نبی ہوئے اور ہمارے لئے لعنت کی دعا کی تو ہم کبھی کامیاب نہ ہوں گے اور نہ ہماری اولاد ہمارے بعد۔ ان دونوں نے کہا: ہم آپؐ کو جو بھی آپؐ ہم سے مانگیں گے، دیں گے۔ آپؐ ہمارے ساتھ ایک امین شخص بھیجیں اور آپؐ ہمارے ساتھ سوائے امین کے کسی کو نہ بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہارے

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، قدوم وفد بنی حنیفۃ ومعھم مسیلمۃ الکذاب، ارتدادہ، جزء ۲ صفحہ ۵۷۷)

قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا أَمِيْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

اطرافہ: ۳۷۴۵، ۴۳۸۱، ۷۲۵۴۔

ساتھ ایک امین شخص ہی بھیجوں گا جو بڑا ہی امین ہوگا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کے صحابہؓ سر اُٹھا کر آپؐ کی طرف دیکھنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا: ابوعبیدہ بن جراحؓ! اُٹھو کھڑے ہو جاؤ۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس امت کا امین ہے۔

٤٣٨١: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِيْنًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

اطرافہ: ۳۷۴۵، ۴۳۸۰، ۷۲۵۴۔

۴۳۸۱: محمد بن بشار نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن جعفر نے ہمیں بتایا کہ شعبہ نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے ابواسحاق سے سنا۔ انہوں نے صلہ بن زفر سے، صلہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: نجران والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: ہمارے پاس ایک امین شخص بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا: میں تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا جو پکا دیانت دار ہوگا۔ اس پر لوگ سر اُٹھا کر آپؐ کی طرف دیکھنے لگے اور آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو بھیجا۔

٤٣٨٢: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنٌ وَأَمِيْنُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

اطرافہ: ۳۷۴۴، ۷۲۵۵۔

۴۳۸۲: ہم سے ابوالولید نے بیان کیا۔ شعبہ نے ہمیں خالد (حذاء) سے، خالد نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے حضرت انسؓ سے، حضرت انسؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ آپؐ نے فرمایا: ہر ایک امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراحؓ ہے۔

تشریح: قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ: وفد نجران کی آمد کا مفصل ذکر طبقات کبریٰ ابن سعد میں ہے۔ وفد کی تعداد چودہ کس بیان کی گئی ہے۔ ان میں عاقب اور سید ایہم نام کے عیسائی راہبوں کا بھی ذکر ہے جو نجرانی عیسائیوں کے سردار تھے۔ عاقب امیر وفد تھا اور مشیر کار جس کی رائے کے بغیر وہ فیصلہ نہیں کرتے تھے اور ابوحارث بن علقمہ ان کا راہب اور حبر (عالم دین و امام) اور سید منتظم امور۔ عاقب کا نام عبد المسیح تھا۔ اس وفد کے دورانِ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مذہبی تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ یہ عیسائی مسجد نبوی ہی میں بلاروک ٹوک مشرق کی طرف منہ کرکے اپنی نماز ادا کرتے رہے۔ آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائے مباہلہ تجویز فرمائی۔ اس دعا کا ذکر سورۂ آل عمران: ۶۱، ۶۲ میں ہے۔ جس کے لئے رؤسائے وفد نے مہلت طلب کی۔ آخر اہل الرائے نے مشورہ دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ نہ کیا جائے۔ اگر کیا گیا تو مباہلہ کا انجام بخیر نہیں۔ یہ وفد صلح نامہ طے کرکے واپس چلا گیا۔ جس کی رو سے دو ہزار یمنی جوڑے، ہر جوڑے کے ساتھ چاندی کا ایک اوقیہ اور یمن میں جنگ ہونے کی صورت میں تیس زرہیں، تیس نیزے، تیس اونٹ اور تیس گھوڑے عاریتاً ادائیگی کا فیصلہ ہوا۔ چاندی سمیت دو ہزار جوڑے دو قسطوں میں۔ ایک ہزار رجب میں اور ایک ہزار صفر میں اور اس کے بالمقابل نجران کے جان و مال و عزت اور مذہب و ملت اور عبادت خانوں کی حفاظت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ٹھہری اور اس معاہدہ صلح میں ان الفاظ میں صراحت کی گئی ہے: لَا يُغَيَّرُ أُسْقُفٌّ عَنْ سَقِيفَاهُ وَلَا رَاهِبٌ عَنْ رَهْبَانِيَّتِهِ وَلَا وَاقِفٌ عَنْ وَقْفَانِيَّتِهِ کوئی لاٹ پادری یا راہب یا واقف اپنے حلقے اور وقف سے تبدیل نہیں کیا جائے گا۔ اس معاہدے پر گواہوں کے دستخط ہوئے۔ جن میں حضرت ابوسفیانؓ بن حرب، حضرت اقرعؓ بن حابس اور حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کے دستخط ہوئے۔ وفد نجران معاہدہ صلح طے کرکے یمن واپس چلا گیا اور اس کے بعد جلد ہی سید اور عاقب مدینہ لوٹے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اسلام کی۔ اس موقع پر وہ حضرت ابوایوب انصاریؓ کے ہاں بطور مہمان ٹھہرائے گئے۔ اہل نجران کے ساتھ مذکورہ بالا معاہدہ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی عہدِ خلافت میں عمل درآمد ہوتا رہا اور ان میں سے مسلمان کا فرض قرار دیا گیا کہ وہ ہر مظلوم کی مدد کرے۔[1]

(فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

یہ خلاصہ ہے طبقات کبریٰ ابن سعد کے بیان کا۔ اس میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اساقفہ نجران کو خط لکھا اور انہیں اسلام کی دعوت دی تھی۔ اس خط کی اصل عبارت الوثائق السیاسیۃ، وثیقہ نمبر ۹۳ میں درج ہے جو مختصر ہے اور اس کا مضمون دیگر تبلیغی خطوط کے مضمون کی طرح ہے[2] اور آپؐ نے ایک خط ابوحارث بن علقمہ اسقف نجران کی طرف بھی بھیجا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب، وفد نجران، جزء اول صفحہ ۲۶۷، ۲۶۸)

[2] (الوثائق السیاسیۃ، نمبر ۹۳: دعوته ﷺ أساقفة نجران، صفحہ ۱۷۴)

اِلَى الْاُسْقُفِ أَبِي الْحَارِثِ وَاَسَاقِفَةُ نَجْرَانَ وَكَهْنَتِهِمْ وَمَنْ تَبِعَهُمْ وَرُهْبَانِهِمْ۔ اِنَّ لَهُمْ مَا تَحْتَ اَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ وَكَثِيْرٍ مِنْ بِيَعِهِمْ وَصَلَوَاتِهِمْ وَرَهْبَانِيَّتِهِمْ وَجَوَارُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ۔ لَا يُغَيَّرُ اُسْقُفٌّ مِنْ اُسْقُفِيَّتِهِ وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهِ وَلَا كَاهِنٌ مِنْ كَهَانَتِهِ وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوْقِهِمْ وَلَا سُلْطَانِهِمْ وَلَا شَيْئٌ مِمَّا كَانُوْا عَلَيْهِ۔ [عَلَى ذٰلِكَ جَوَارُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ اَبَدًا] مَا نَصَحُوْا وَاصْطَلَحُوْا فِيْمَا عَلَيْهِمْ غَيْرَ مُثْقَلِيْنَ بِظُلْمٍ وَلَا ظَالِمِيْنَ۔[1]

اس خط کا مضمون مفہوماً وہی ہے جس کا ذکر طبقات بن سعد میں ہے۔ اور اس دعوت پر وفد نجران مدینہ میں بغرض تحقیق و فیصلہ آیا۔ امام بخاریؒ نے قِصَّةُ أَهْلِ نَجْرَانَ قائم کرکے اس کے تحت تین روایتیں نقل کی ہیں جو مختصر ہیں اور ان میں تین باتیں مذکور ہیں:

۱. عاقب و سید سرداران نجران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتِ مباہلہ پر آئے۔
۲. آخر اُن کی رائے قرار پائی کہ دعائے مباہلہ کا نتیجہ ان کے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔
۳. اور انہوں نے ایک امین شخص کے روانہ کرنے کا مطالبہ کی اور آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو اُن کے ساتھ بھیجا۔

طبقات ابن سعد کے بیان میں حضرت ابوعبیدہؓ کا ذکر نہیں اور سیرت ابن ہشام بھی اس بارے میں خاموش ہے۔ البتہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ذکر ہے کہ وہ تحصیل زکوٰۃ کی غرض سے نجران بھیجے گئے تھے۔[2] حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ مشروط معاہدۂ صلح کی تنفیذ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ وہاں سے حسب معاہدہ اموال لائے۔
(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۱۹)

بَاب۷۳: قِصَّةُ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ

عمان اور بحرین کا واقعہ

۴۳۸۳: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ

۴۳۸۳: ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا کہ ہمیں سفیان (بن عیینہ) نے بتایا کہ (محمد) بن منکدر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سنا۔ وہ کہتے تھے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تمہیں اس اس طرح (تین دفعہ) دوں گا۔ پھر بحرین کا مال نہ

[1] (الوثائق السياسية، نمبر ۹۵: لأبي الحارث بن علقمة أسقف نجران، صفحہ ۱۷۹)
[2] (السيرة النبوية لابن هشام، خروج الأمراء والعمال على الصدقات، جزء ۲ صفحہ ۶۰۰)

لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا (ثَلَاثًا) فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى أَبِي بَكْرٍ أَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْيَأْتِنِي قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ أَبَا بَكْرٍ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ جَاءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا (ثَلَاثًا) قَالَ فَأَعْطَانِي قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ فَلَمْ يُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِي فَقُلْتُ لَهُ قَدْ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي ثُمَّ أَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِي فَإِمَّا أَنْ تُعْطِيَنِي وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّي قَالَ أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّي وَأَيُّ دَاءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أُعْطِيَكَ. وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ جِئْتُهُ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرٍ عُدَّهَا

آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے پاس وہ مال آیا تو انہوں نے ایک منادی کو حکم دیا۔ اس نے یہ پکار کر کہا: جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ کوئی قرضہ یا وعدہ ہو، وہ میرے پاس آجائے۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: میں یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا اور ان کو بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اگر بحرین کا مال آیا تو تم کو اس طرح اس طرح (تین دفعہ) دوں گا۔ کہتے تھے: حضرت ابوبکرؓ نے مجھے دیا۔ حضرت جابرؓ کہتے تھے: پھر میں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ سے ملا اور ان سے مانگا۔ مگر انہوں نے مجھے نہ دیا۔ پھر ان کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھے نہ دیا۔ پھر تیسری بار آیا۔ پھر نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: میں آپ کے پاس آیا اور آپ نے مجھے نہ دیا۔ پھر آپ کے پاس آیا۔ پھر نہ دیا۔ پھر آپ کے پاس آیا۔ تب بھی نہ دیا۔ یا تو آپ مجھے دیں یا یہ (مجھے کہہ دیں) کہ آپ مجھے دینے میں بخل کرتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیا تم نے یہ کہا ہے کہ میں تمہیں بخل کی وجہ سے نہیں دیتا؟ اور کونسی بیماری ہے جو بخل سے بڑھ کر ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے ان کو تین بار کہا۔ میں نے جب کبھی تمہیں دینے سے انکار کیا تو میں اس وقت یہ چاہتا تھا کہ تمہیں دوں؛ اور اسی سند سے عمرو (بن دینار) سے مروی ہے۔ انہوں نے محمد بن علی سے روایت بیان کی کہ (انہوں نے

فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ.

کہا:) میں نے حضرت جابر بن عبداللہؓ سے سنا، کہتے تھے: میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس آیا۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے مجھے کہا: انہیں گنو۔ میں نے انہیں گنا اور وہ پانچ سو درہم تھے۔ پھر فرمایا: اتنے ہی دو دفعہ اور لے لو۔

اطرافهُ: ۲۲۹٦، ۲۵۹۸، ۲٦۸۳، ۳۱۳۷، ۳۱٦٤۔

تشریح: قِصَّةُ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ: عمان اور بحرین کا واقعہ سیرت ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے کہ جن عربی ممالک میں امن عامہ قائم ہو گیا تھا اور وہاں کے لوگوں کو وحدتِ ملیہ کی قدروقیمت معلوم ہوئی اور انہوں نے اسلام سے رابطہ و اتحاد قائم کیا، اسلام قبول کر کے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہداتِ صلح و امن قائم کر کے تو آپؐ نے امراء و عمال کو تحصیل زکوٰۃ اور اموال جزیہ وغیرہ وصول کرنے کی غرض سے مختلف علاقوں میں بھیجا۔ بحرین کی طرف حضرت علاء بن حضرمیؓ بھیجے گئے تھے۔[1] عمان بھی بحرین کی بندرگاہ ہے۔ اس تلفظ کا ایک قصبہ عَ کی فتح سے ہے جو شام میں ہے۔ عنوانِ باب میں دونوں کا ذکر شبہ دور کرنے کی غرض سے اکٹھا کیا ہے۔ ابن سعد نے وَفْدُ أَزْدِ عُمَّانَ کے عنوان سے اپنی طبقات میں اہل عمان کے اسلام قبول کرنے اور ان کی دینی تعلیم کی غرض سے حضرت علاء بن حضرمیؓ کے عمان میں بھیجے جانے کا ذکر کیا ہے۔[2] اور بحرین کا ذکر شرح باب ۶۹ میں گزر چکا ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت حضرمیؓ کی تبلیغ سے علاقہ بحرین کے مقابل عبدالقیس وغیرہ اسلام سے متعارف و مانوس ہوئے اور وہ وہاں کے عامل (گورنر) مقرر ہوئے۔ عمان بحرین کی بندرگاہ ہے اور اسی علاقے کا ایک حصہ ہے۔ جن لوگوں نے اس کو اس کے اس نام کی وجہ سے شام کا علاقہ سمجھا ہے، انہیں غلطی لگی ہے۔ طبرانیؒ نے حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاصؓ- جلندیٰ سردارِ عمان کے بیٹوں جیفر اور عباد کی طرف بھیجے گئے تھے اور بعض صحابہ کو نمائندہ بنا کر شاہان عرب کو دعوت حق پہنچائی۔[3] اس روایت سے ظاہر ہے کہ مذکورہ بالا قصہ نجران والا ہی ہے اور یہ کہ دعوت حق کا پیغام پہنچانے والے وفودِ سرداران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ دیر قبل روانہ کئے گئے تھے۔ امام ابن حجرؒ کا خیال ہے کہ عنوان باب میں طبرانی کی روایت کی طرف اشارہ ہے جس سے وقت کی تعیین ہوتی ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲۰)

وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ: یعنی مذکورہ بالا سند ہی سے حضرت جابرؓ والی یہ روایت بھی مروی ہے۔

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، خروج الأمراء والعمال على الصدقات، جزء۲ صفحہ ۶۰۰)
[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذكر وفادات العرب، وفد أزد عمان، جزء اوّل صفحہ ۲۶۴)
[3] (المعجم الكبير للطبراني، من اسمه مسور، جزء ۲۰ صفحہ ۸)

بَاب ٧٤: قُدُوْمُ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

اشعری لوگوں اور یمن والوں کا آنا

وَقَالَ أَبُو مُوْسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ.

حضرت ابوموسیٰؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ (آپؐ نے فرمایا:) اشعری لوگ مجھ سے ہیں اور میں اُن سے ہوں۔

٤٣٨٤: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِي مِنَ الْيَمَنِ فَمَكُثْنَا حِيْنًا مَا نُرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأُمَّهُ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهُ.

طرفه: ٣٧٦٣۔

۴۳۸۴: عبد اللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر نے مجھے بتایا۔ ان دونوں نے کہا: یحيٰ بن آدم نے ہم سے بیان کیا کہ (یحيٰ بن زکریا) بن ابی زائدہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے ابواسحاق (عمرو بن عبد اللہ سبیعی) سے، انہوں نے اَسوَد بن یزید سے، اَسوَد نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: میں اور میرا بھائی یمن سے آئے اور ہم کچھ دیر ٹھہرے۔ ہم ابن مسعودؓ اور ان کی ماں کو بوجہ اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بہت آیا جایا کرتے تھے اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، ان کو اہل بیت میں سے ہی سمجھتے تھے۔

٤٣٨٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوْسَى أَكْرَمَ هَذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ وَإِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهُ وَهُوَ يَتَغَدَّى دَجَاجًا

۴۳۸۵: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ عبد السلام نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابوقلابہ سے، ابوقلابہ نے زہدم (بن مضرب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت ابوموسیٰؓ (کوفہ میں) آئے تو انہوں نے جرم کے قبیلہ کی بہت عزت کی اور ہم ان کے پاس

وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَاءِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ فَقَالَ لَهُ هَلُمَّ فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهُ فَقَالَ إِنِّي حَلَفْتُ لَا آكُلُهُ فَقَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَمِينِكَ إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبَى أَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَّا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ أَجَلْ وَلَكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهَا.

بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مرغی کا گوشت صبح ناشتہ میں کھا رہے تھے اور لوگوں میں ایک شخص بیٹھا تھا۔ آپؓ نے اس کو کھانے کے لئے بلایا۔ وہ کہنے لگا: میں نے اس کو کچھ گندگی کھاتے ہوئے دیکھا تھا تو مجھے اس سے کراہت ہوگئی۔ یہ سن کر حضرت ابوموسیٰؓ نے اس سے کہا: آؤ بھی، کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔ اس نے کہا: میں نے قسم کھائی تھی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا: ادھر آؤ، میں تمہاری قسم کی بابت بھی تمہیں بتاتا ہوں۔ ہم چند اشعری لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور ہم نے آپؐ سے سواری مانگی۔ آپؐ نے ہمیں سواری دینے سے انکار کیا۔ پھر ہم نے آپؐ سے سواری مانگی۔ آپؐ نے قسم کھائی کہ میں سواری نہیں دوں گا۔ پھر نبی ﷺ تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ اتنے میں آپؐ کے پاس غنیمت کے کچھ اونٹ لائے گئے۔ تو آپؐ نے ہمیں پانچ اونٹ دینے کا حکم دیا۔ جب ہم نے آپؐ سے وہ اونٹ لئے تو ہم نے خیال کیا، نبی ﷺ کو اپنی قسم کا دھیان نہیں رہا (ہم نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے) ہم تو اس کے بعد کبھی بھی کامیاب نہ ہوں گے۔ یہ خیال کر کے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہیں دیں گے اور اب آپؐ نے ہمیں سواری دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں مگر میں کوئی قسم نہیں کھاتا کہ پھر اس سے بہتر اور بات دیکھتا ہوں تو ضرور ہی کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہوتی ہے۔

اطرافہُ: ۳۱۳۳، ۴۴۱۵، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۶۶۲۳، ۶۶۴۹، ۶۶۷۸، ۶۶۸۰، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۱، ۷۵۵۵۔

٤٣٨٦ : حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَتْ بَنُو تَمِيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوْا يَا بَنِي تَمِيْمٍ قَالُوْا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ.

اطرافهُ: ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۴۳۶۵، ۷۴۱۸۔

۴۳۸۶: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا کہ ابوعاصم (نبیل) نے ہمیں بتایا کہ سفیان (ثوری) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوصخرہ جامع بن شداد نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) صفوان بن محرز مازنی نے ہم سے بیان کیا کہ حضرت عمران بن حصینؓ نے ہمیں بتایا۔ کہتے تھے: بنوتمیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ نے فرمایا: بنوتمیم تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے کہا: اب جبکہ آپؐ نے ہمیں بشارت دی ہے، کچھ ہمیں دیں بھی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ پھر اہل یمن میں سے کچھ لوگ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ہی بشارت قبول کرلو جبکہ بنوتمیم نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے قبول کی۔

٤٣٨٧ : حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْيَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ

۴۳۸۷: عبداللہ بن محمد جعفی نے مجھے بتایا کہ وہب بن جریر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے، اسماعیل نے قیس بن ابی حازم سے، قیس نے حضرت ابومسعودؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان اس طرف ہے اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف اشارہ کیا۔ اجڈپن اور دلوں کی سختی ان لوگوں کے دلوں میں ہے جو اونٹوں کی دموں کے نیچے وقت بسر کرتے

يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

اطرافهُ: ٣٣٠٢، ٣٤٩٨، ٥٣٠٣۔

ہیں۔ جہاں شیطان کے دو سینگ پیدا ہوں گے یعنی ربیعہ اور مضر میں۔

٤٣٨٨ : حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ. وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اطرافهُ: ٣٣٠١، ٣٤٩٩، ٤٣٨٩، ٤٣٩٠۔

۴۳۸۸: محمد بن بشار نے ہمیں بتایا کہ (محمد) ابن ابی عدی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے سلیمان (اعمش) سے، انہوں نے ذکوان سے، ذکوان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، (کہا:) اہل یمن تمہارے پاس آئے ہیں۔ وہ رقیق القلب اور نرم دل لوگ ہیں۔ ایمان بھی یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔ فخر اور اکڑ پن ان اونٹ والوں میں ہے اور اطمینان اور متانت بکری والوں میں ہے۔ اور غندر نے شعبہ سے، شعبہ نے سلیمان سے یوں روایت کی، کہا: میں نے ذکوان سے سنا۔ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے، حضرت ابوہریرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی۔

٤٣٨٩ : حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ هَا هُنَا، هَا هُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

اطرافهُ: ٣٣٠١، ٣٤٩٩، ٤٣٨٨، ٤٣٩٠۔

۴۳۸۹: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، کہا: میرے بھائی (عبدالحمید) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان (بن بلال) سے، سلیمان نے ثور بن زید سے، ثور نے ابوالغیث سے، ابوالغیث نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان یمانی ہے اور فتنہ اِدھر سے ہوگا، اِدھر جہاں سے شیطان کا سینگ نمودار ہوگا۔

٤٣٩٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوْبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

اطرافہ: ۳۳۰۱، ۳۴۹۹، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹۔

۴۳۹۰: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں خبر دی کہ ابوزناد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعرج سے، اعرج نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: اہل یمن تمہارے پاس آئے ہیں۔ دل کے نرم اور رقیق القلب ہیں۔ دین کی سمجھ یمانی ہے اور حکمت بھی یمانی ہے۔

٤٣٩١: حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَيَسْتَطِيْعُ هَؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَّقْرَءُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُو زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَّقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ آيَةً مِنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ

۴۳۹۱: عبدان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوحمزہ (محمد بن میمون) سے، ابوحمزہ نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے علقمہ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت (عبداللہ) بن مسعودؓ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت خبابؓ (بن ارتّ) آئے۔ انہوں نے کہا: اے ابوعبدالرحمٰنؓ! کیا یہ نوجوان قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسا آپؐ پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں، اگر آپؐ چاہیں، ان میں سے کسی کو کہتا ہوں کہ وہ آپؐ کو پڑھ کر سنائے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: علقمہؓ پڑھو۔ اس پر زید بن حُدَیر جو زیاد بن حُدَیر کے بھائی تھے، بولے: کیا آپؐ علقمہ سے کہتے ہیں کہ وہ قرآن پڑھے، حالانکہ وہ ہم سے بڑھ کر قاری نہیں ہیں۔ حضرت ابن مسعودؓ نے کہا: دیکھو اگر تم چاہو تو میں تمہیں

فَقَالَ عَبْدُ اللهِ كَيْفَ تَرَى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَى خَبَّابٍ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهَذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُلْقَى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ. رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

وہ بات بتاتا ہوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور علقمہ کی قوم سے متعلق فرمائی ہے۔ علقمہ کہتے تھے: میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھیں۔ حضرت عبداللہؓ نے (حضرت خبابؓ سے) پوچھا: آپؓ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: عمدہ پڑھا ہے۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا: جو بھی میں پڑھتا ہوں، علقمہ بھی اسے ضرور پڑھ لیتا ہے۔ پھر انہوں نے مڑ کر حضرت خبابؓ کو دیکھا اور انہوں نے سونے کی انگوٹھی پہنی تھی۔ انہوں نے کہا: کیا ابھی اس انگوٹھی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اُتار ڈالی جائے؟ انہوں نے کہا: اچھا، اب اس کے بعد آپؓ مجھے یہ پہنے ہرگز نہ دیکھیں گے؛ اور انہوں نے وہ اُتار ڈالی۔ اسی طرح اس حدیث کو غندر نے شعبہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح: قُدُوْمُ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ: عنوانِ باب از قبیل عطف عام علی الخاص ہے کیونکہ قبیلہ اشعری یمنی ہے۔ اہل یمن کا الگ ذکر کرنے سے امام بخاریؒ کی مراد دو الگ الگ واقعات کا ذکر ہے۔ ایک حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی آمد کا اور دوسرا حضرت نافع بن زید حمیریؓ کا۔ حمیر بھی یمن میں ہے۔ اوّل الذکر صحابی صرف اپنے مخصوص قبیلے کے نمائندہ تھے اور حضرت نافعؓ اہل یمن کے۔ دونوں وفد الگ الگ وقتوں میں آئے تھے۔ اشعری ۷ھ میں فتح خیبر کے موقع پر اور حمیر ۹ھ میں۔ یہ سال وفود کی آمد کا تھا۔ اس میں صراحت سے ذکر ہے کہ مالک بن مرارہ الرہاوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ملوکِ حمیر کی طرف سے رمضان ۹ھ میں اُن کا خط لے کر آیا۔ جس میں اُن کے اسلام قبول کرنے کی اطلاع تھی۔ طبقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب بھی نقل کیا گیا ہے۔[1]

وَقَالَ أَبُو مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ: عنوانِ باب سے متعلق یہ حوالہ کتاب الشرکۃ روایت نمبر ۲۴۸۶ میں گزر چکا ہے۔ باب ۷۴ کے تحت آٹھ روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ پہلی روایت (نمبر ۴۳۸۴) کے

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب، وفد حمیر، جزء اوّل صفحہ ۲۶۷)

تعلق میں دیکھئے کتاب المغازی روایت نمبر ۴۲۳۰ نیز کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ روایت نمبر ۳۷۶۳۔ ابوزید مروزی کے نسخہ کے مطابق باب کی پہلی روایت کی سند میں ایک سقم ہے، جس کا ذکر امام ابن حجرؒ نے کیا ہے کہ دو راویوں کا ذکر سہواً رہ گیا ہے۔ ابوزید مروزی کے نسخہ میں یہ روایت یوں شروع ہوئی ہے: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ۔۔۔ امام بخاریؒ اپنے وطن بخاریٰ میں نو سال کے تھے جب یحيٰ بن آدمؒ کوفہ میں ۲۰۳ھ ربیع الاوّل کو فوت ہوئے۔ تحصیل علم کے لئے وہ بخارا سے نہیں نکلے تھے۔ امام مروزیؒ کی روایت سے دو راوی عبد اللہ بن محمد اور اسحاق بن نصر چھوٹ گئے ہیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲)

باب کی دوسری روایت (نمبر ۴۳۸۵) کا تعلق اس وقت سے ہے جب حضرت ابوموسیٰؓ حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں امیر کوفہ مقرر ہوئے۔ یمن سے اس روایت کا تعلق نہیں کیونکہ زہدم بن مضرب راوی کوفی ہیں۔ جَرم مشہور قبیلہ ہے۔ جَرم بن ربان کی طرف منسوب ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲۳)

تیسری روایت (نمبر ۴۳۸۶) سے متعلق ایک اعتراض اُٹھایا گیا ہے کہ بنوتمیم کا وفد ۹ھ میں اور اشعری وفد اس سے بہت پہلے فتح خیبر کے بعد سات ہجری میں آیا تھا۔ دونوں ایک وقت میں اکٹھے کیسے ہوسکتے ہیں کہ ایک نے بشارت قبول نہ کی اور دوسرے نے قبول کرلی۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ دوسرے موقع پر بعض اشعری بھی موجود ہوں گے جنہیں مخاطب کیا گیا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲۳) اس روایت کیلئے دیکھئے کتاب بدء الخلق روایات نمبر ۳۱۹۰، ۳۱۹۱۔

چوتھی روایت (نمبر ۴۳۸۷) میں قَرْنَا الشَّيْطَانِ کی وضاحت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادی ہے۔ اس سے مراد قبائل ربیعہ و مضر ہیں جنہوں نے اوائل ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید مخالفت کی اور فتنہ وفساد سے علاقے کا امن برباد رکھا۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات سے ان قبیلوں کے سینگ ٹوٹے اور بنوتمیم میں بھی نیک تبدیلی ہوئی۔

امام محمد بن سعدؒ نے طبقات کبریٰ میں وَفَادَاتُ الْعَرَبِ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ کے عنوان کے تحت قبائل کے وفود کا ذکر کیا ہے جن میں وفد اشعریین اور وفد دَوس بھی ہیں۔ اشعریوں کے وفد میں پچاس افراد بتائے گئے ہیں۔ جن میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بھی تھے جن کے اسلام سے متعلق تحقیق کرکے اسے قبول کرنے کا ذکر کتاب المغازی روایت نمبر ۴۲۳۰ میں ملاحظہ ہو۔ طبقات میں بتایا گیا ہے کہ یہ لوگ براستہ سمندر کشتیوں میں جدہ آئے اور فتح خیبر کے ایام میں مدینہ پہنچے اور خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور بیعت اسلام کی۔ آپؐ نے فرمایا: لوگوں میں اشعری كَصُرَّةٍ فِيهَا مِسْكٌ اس تھیلی کی مانند ہے جس میں مشک ہو۔[1] ابن سعد کا بیان مختصر ہے اور مذکورہ بالا مثال سے صحیح بخاری کی روایات کی مفہوماً تائید ہوتی ہے۔

---

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، ذكر وفادات العرب، وفد الأشعريين، جزء اوّل صفحہ ۲۶۲)

بَاب ٧٥: قِصَّةُ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ

دوس اور حضرت طفیل بن عمرو دوسیؓ کا واقعہ

٤٣٩٢: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

اطرافهُ: ٢٩٣٧، ٦٣٩٧۔

۴۳۹۲: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے (عبداللہ) بن ذکوان سے، انہوں نے عبدالرحمٰن اعرج سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: حضرت طفیل بن عمروؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ دوس تو ہلاک ہوگئے ہیں۔ سرکشی کرتے ہیں اور نہیں مانتے، آپؐ ان پر بددعا کریں۔ آپؐ نے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدایت فرما اور انہیں لے آ۔

٤٣٩٣: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيْقِ

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيْقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

۴۳۹۳: محمد بن علاء نے مجھے بتایا کہ ابواُسامہ نے ہم سے بیان کیا کہ اسماعیل (بن ابی خالد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قیس سے، قیس نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو راستے میں یہ شعر پڑھا:

ہائے رات کیسی ہی لمبی ہے اور کتنی ہی کڑی ہے
خیر اس نے کفر کے گھر سے تو نجات دلا دی

اور راستے میں میرا ایک غلام بھاگ گیا۔ جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپؐ سے

وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ لِوَجْهِ اللهِ فَأَعْتَقْتُهُ.

بیعت کی تو اس اثناء میں کہ میں آپؐ کے پاس تھا، وہ غلام آنکلا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ابوہریرہؓ! یہ تمہارا غلام ہے۔ میں نے کہا: وہ اللہ کے لئے ہے اور یہ کہہ کہ میں نے اسے آزاد کر دیا۔

اطرافہُ: ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲۔

تشریح: **قِصَّةُ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ:** دَوس قبیلہ کے اسلام میں داخل ہونے سے کئی ایک مبالغہ آمیز روایتیں منقول ہیں۔ مثلاً حضرت طفیل بن عمروؓ ذوالنور کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس بارہ میں یہ حکایت ہے کہ وہ مکی دَور میں مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بغرض تبلیغ اپنے قبیلے دَوس کی طرف بھیجا اور دعا کی: اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ لَهُ. الٰہی! انہیں نور عطا کرنا تو اُن کی آنکھوں کے درمیان پیشانی سے نور نکلا اور وہ ڈرے مبادا لوگ انہیں تبدیل شدہ مخلوق سمجھیں۔ تو وہ نور پیشانی سے ہٹ کر اُن کی چھڑی کے سرے پر آگیا اور تاریک رات میں وہ چمکتا تھا۔ ہشام بن کلبیؒ نے جن کی روایتیں غیر مستند ہیں، یہ واقعہ ایک لمبی روایت میں نقل کیا ہے۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ ان کا باپ مسلمان ہو گیا تھا، ماں مسلمان نہیں ہوئی تھی اور صرف حضرت ابوہریرہؓ اکیلے مسلمان ہوئے۔ ابن کلبی نے یہ بیان بھی کیا ہے کہ حضرت حبیبؓ بن عمرو بن حثمہ دَوسی قبیلہ دَوس کے حاکم تھے۔ ان سے قبل ان کے والد بھی حاکم تھا۔ ان کی عمر تین سو سال ہوئی اور مسلمان ہونے سے پہلے کہا کرتے تھے کہ میں یہ تو جانتا ہوں کہ مخلوق کا ایک خالق ہے لیکن یہ علم نہیں وہ کون ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر ۷۵ آدمیوں سمیت نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر سب مسلمان ہو گئے۔[1]
(فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۲۷، ۱۲۸)

اسی قسم کی روایتوں کے پیش نظر عنوانِ باب الفاظ قِصَّةُ دَوْس سے قائم کیا گیا ہے۔ میری رائے میں جس وفد کا باب لفظ قِصَّة سے قائم ہوا ہے اس سے متعلق شائع شدہ روایات میں اسی قسم کی خامی کی طرف اشارہ ہے۔ مذکورہ باب کے تحت صرف دو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ اشعریوں کے قرآنِ کریم عمدگی سے پڑھنے کی تعریف کے تعلق میں کتاب المغازی روایت نمبر ۴۲۳۲۔

ابن سعد نے طبقات کبریٰ میں وفد دَوس کے ذکر میں حضرت طفیل بن عمرو دَوسیؓ کا اپنے ستر یا اَسّی افراد خاندان سمیت مدینہ میں آنے کا ذکر کیا ہے جو مبالغہ آمیز بیان سے خالی ہے اور اس وفد میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن ازیہر دَوسیؓ بھی تھے۔ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملے۔ انہیں بھی اموال غنیمت میں سے حصہ ملا اور ابن سعد نے علاوہ حضرت ابوہریرہؓ کا مندرجہ بالا شعر نقل کرنے کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک

[1] (الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، الطفیل بن عمرو بن طریف، جزء ۲ صفحہ ۷۵۷، ۷۵۸)

لطیف ارشاد بھی نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ازیہرؓ کے یہ عرض کرنے پر کہ اُن کو قوم دوس میں سطوت و مرتبہ حاصل ہے انہیں ان کا امیر مقرر کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا: يَا اَخَا دَوْس اِنَّ الْاِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيْبًا وَسَيَعُوْدُ غَرِيْبًا فَمَنْ صَدَّقَ اللّٰهَ نَجَا وَمَنْ آلَ اِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ هَلَكَ، اِنَّ اَعْظَمَ قَوْمِكَ ثَوَابًا اَعْظَمُهُمْ صِدْقًا وَيُوْشِكُ الْحَقُّ اَنْ يَّغْلِبَ الْبَاطِلَ۔[1] اے دوس کے فرد سنو! اسلام کی ابتداء بے وطنی میں ہوئی اور عنقریب بے وطن ہو جائے گا۔ جس نے اللہ کی باتوں کی تصدیق کی وہ نجات پا گیا اور جس نے تصدیق نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔ تمہاری قوم میں سے بلحاظِ ثواب وہی بڑا ہے جو سب سے زیادہ سچ بولنے والا ہے اور یاد رکھو کہ حق عنقریب باطل پر غالب ہو جائے گا۔

بَاب ٧٦: قِصَّةُ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيْثُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

بنی طے کے نمائندے اور حضرت عدی بن حاتمؓ کا ذکر

٤٣٩٤: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلًا رَجُلًا وَيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِي يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلَى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوْا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا أُبَالِي إِذًا.

۴۳۹۴: موسیٰ بن اسماعیل نے ہمیں بتایا، (کہا:) ابوعوانہ نے ہم سے بیان کیا کہ عبد الملک (بن عمیر) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عمرو بن حریث سے، عمرو نے حضرت عدی بن حاتمؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم حضرت عمرؓ (کے عہدِ خلافت میں اُن) کے پاس ایک وفد کے ساتھ آئے اور وہ ایک ایک آدمی کا نام لے کر اس کو بلاتے گئے۔ میں نے کہا: امیر المومنین! کیا آپؓ مجھے نہیں پہچانتے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ تم اس وقت مسلمان ہوئے جب ان لوگوں نے انکار کیا اور تم اس وقت (اسلام کی طرف) متوجہ ہوئے جب انہوں نے پیٹھ موڑی اور تم نے اس وقت وفا کی جب انہوں نے غداری کی اور تم نے (حق کو) اس وقت پہچان لیا جب انہوں نے نہ پہچانا۔ یہ سن کر حضرت عدیؓ نے کہا: تو اَب مجھے کچھ پروا نہیں (جب آپ میرا سب حال اچھی طرح جانتے ہیں۔)

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر وفادات العرب، وفد دوس، جزء اوّل صفحہ ۲۶۵)

تشریح: قِصَّةُ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيْثُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: قبیلہ طے مشہور قبائل میں سے ہے۔ حاتم طائی اور امرؤالقیس اسی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ عدی عیسائی مذہب رکھتے تھے اسلام کو سوچ سمجھ کر قبول کیا اور اپنے اخلاص میں قابل رشک نمونہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ روایت نمبر ۴۳۹۴ میں حضرت عمرؓ کی شہادت سے ظاہر ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ منقول ہیں: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَالَ لِي إِنَّ أَوَّلَ صَدَقَةٍ بَيَّضَتْ وَجْهَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوُجُوهَ أَصْحَابِهِ صَدَقَةُ طَيِّئٍ جِئْتَ بِهَا إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔[1] حضرت عدی بن حاتمؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: پہلا صدقہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور آپؐ کے صحابہ کے چہروں کو خوش کر دیا، وہ طے (قبیلہ) کا صدقہ تھا، جو آپؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے۔ مسند احمد بن حنبلؒ میں بھی یہی روایت ہے اور اس میں مزید یہ ہے: عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ أُنَاسٍ مِنْ قَوْمِيْ فَجَعَلَ يَفْرِضُ لِلرَّجُلِ مِنْ طَيِّئٍ فِي أَلْفَيْنِ وَيُعْرِضُ عَنِّيْ قَالَ فَاسْتَقْبَلْتُهُ فَأَعْرَضَ عَنِّي ...... فَقُلْتُ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتَعْرِفُنِيْ......[2] حضرت عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا تو آپؐ طے قبیلہ کے ایک آدمی کو دو دو ہزار دینے لگے اور مجھ سے اعراض کیا۔ کہتے ہیں: پھر میں آپ کے سامنے آیا تو پھر آپؐ نے مجھ سے اعراض کیا...... میں نے کہا: اے امیر المومنین! کیا آپؐ مجھے پہچانتے ہیں؟...... اس کے بعد مندرجہ بالا روایت صحیح بخاری کی ہے۔

وفد طے کے عنوان سے اس قبیلے کے تمرد اور حضرت علی اور حضرت خالد رضی اللہ عنہما کی سرکردگی میں مہم کی روانگی کا ذکر بھی ہے جو غزوہ بنی طے کے اسباب سے بیان کیا گیا ہے کہ زید الخیل بن مہلہل کی قیادت میں اس قبیلے کے پندرہ شخص آئے اور اسلام میں داخل ہوئے۔ ان کے لئے ایک معاہدہ تحریر ہوا۔ آپؐ نے زید الخیل کا نام زید الخیر رکھا اور انہیں جاگیر عطا کی اور ہر شخص کو پانچ اوقیہ چاندی اور سامانِ خوراک دیا۔ جب زید الخیل بخار سے راستے ہی میں فوت ہو گئے تو اُن کی بیوی نے جو آبائی مذہب پر تھی، غم و غصہ میں معاہدہ چاک کر دیا اور قبیلے کو بغاوت پر اکسایا۔ جس کی وجہ سے مہم بھیجی گئی اور طے قبیلے کا بت خانہ جو فلس میں تھا، مسمار کیا گیا۔ عدی بن حاتم شکست کھانے پر شام کی طرف بھاگ گئے۔ قیدیوں کے ساتھ حاتم کی بیٹی بھی مدینہ میں آئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حال دریافت کرنے پر اُس نے کہا: هَلَكَ الْوَالِدُ وَغَابَ الْوَافِدُ۔ والد ہلاک ہو گیا اور آنے والا غائب ہے۔ والد و وافد سے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے کہا: حاتم بن عدی۔ آپؐ نے اسے آزاد کیا اور انعام و اکرام کے ساتھ وہ اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئی اور ملک شام میں پہنچی۔ اس سے واقعہ سننے کے بعد اس کے مشورے پر حضرت عدیؓ مدینہ میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے گھر لے گئے۔ گاؤ تکیہ کی جگہ بٹھایا اور انہیں اسلام کی تعلیم سے

---

1. (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل غفار وأسلم وجهينة وأشجع ...)
2. (مسند احمد بن حنبل، مسند العشرة المبشرين بالجنة، مسند عمر بن الخطاب، جزء اول صفحہ ۴۵)

آگاہ فرمایا اور وہ مسلمان ہو گئے۔[1] بنو طے کی مہم کا واقعہ ربیع الاول ۹ھ میں ہوا۔ سیرت ابن ہشام میں یہی واقعہ قدرے تفصیل سے بیان ہوا ہے اور لکھا ہے کہ آپؐ نے عدی کی بہن سے فرمایا کہ سفر میں جلدی نہ کرو۔ تمہاری قوم سے کسی قابل اعتبار شخص کے ساتھ تمہیں جانا مناسب ہوگا۔ چنانچہ قبیلہ قضاع یا بلی کا ایک قافلہ آیا جس میں اس کے خاندان کے لوگ بھی تھے اور ان کے ساتھ وہ سیدھی شام گئی۔[2]

طبقات ابن سعد اور سیرت ابن ہشام کے مذکورہ بالا بیانات صحیح امام بخاری میں نظر انداز کئے گئے ہیں۔ باب کا عنوان قِصَّةُ وَفْدِ طَيِّئٍ باندھ کر ان روایات کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو وفد طے سے متعلق کتب مغازی میں مروی ہیں اور لفظ حَدِيْث سے عدی بن حاتم والی روایت کو بوجہ مستند ہونے کے الگ کر کے دکھایا ہے۔

بَاب ٧٧: حَجَّةُ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع

٤٣٩٥: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ

۴۳۹۵: اسماعیل بن عبداللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، فرماتی تھیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے۔ ہم نے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو وہ عمرہ کے ساتھ حج کی بھی نیت کر لے۔ پھر جب تک ان دونوں سے فارغ نہ ہو جائے احرام نہ کھولے۔ میں آپؐ کے ساتھ مکہ پہنچی۔ اس وقت میں حائضہ تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہیں کیا اور نہ صفا و مروہ کا۔ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے (اس کا)

---

[1] (الطبقات الكبرى، ذكر وفادات العرب، وفادات أهل اليمن وفد طيئ، جزء اوّل صفحہ ۲۴۳، ۲۴۴)

[2] (السيرة النبوية لابن هشام، أمر عدي بن حاتم، أسر الرسول ابنة حاتم، جزء ۲ صفحہ ۵۷۹)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هَذِهِ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا آخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَاحِدًا.

شکوہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم اپنے سر کو کھولو اور کنگھی کرلو اور حج کا احرام باندھو اور عمرہ کو رہنے دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ جب ہم حج ادا کر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیقؓ کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا۔ میں نے وہاں سے عمرہ ادا کیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ عمرہ تمہارے اس عمرہ کے بدلے میں ہے۔ کہتی تھیں: وہ لوگ جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ کے ارد گرد بھی چکر لگائے اور صفا و مروہ کے درمیان بھی۔ پھر انہوں نے احرام کھول ڈالا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے ایک اور طواف کیا جبکہ وہ منٰی سے لوٹے اور وہ لوگ جنہوں نے حج و عمرہ دونوں کی اکٹھی نیت کی تھی انہوں نے صرف ایک ہی طواف کیا۔

اطرافهُ: ٢٩٤، ٣٠٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٩، ٣٢٨، ١٥١٦، ١٥١٨، ١٥٥٦، ١٥٦٠، ١٥٦١، ١٥٦٢، ١٦٣٨، ١٦٥٠، ١٧٠٩، ١٧٢٠، ١٧٣٣، ١٧٥٧، ١٧٦٢، ١٧٧١، ١٧٧٢، ١٧٨٣، ١٧٨٦، ١٧٨٧، ١٧٨٨، ٢٩٥٢، ٢٩٨٤، ٤٤٠١، ٤٤٠٨، ٥٣٢٩، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ٦١٥٧، ٧٢٢٩۔

٤٣٩٦: حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ قَالَ هَذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ثُمَّ مَحِلُّهَآ إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (الحج: ٣٤) وَ مِنْ

۴۳۹۶: عمرو بن علی (فلاس) نے مجھ سے بیان کیا کہ یحيٰ بن سعید نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے بیان کیا، کہا: عطاء (بن ابی رباح) نے مجھے بتایا کہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب انہوں نے بیت اللہ کا طواف کر لیا تو وہ آزاد ہو گئے۔ (ابن جریج) کہتے ہیں: میں نے (عطاء سے) پوچھا: حضرت ابن عباسؓ نے یہ مسئلہ کہاں سے استنباط کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ

أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَحِلُّوْا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ.

کے اس قول سے: پھر ان کو حلال ہونے کی جگہ پر قدیم گھر کے پاس لے جانا ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے جو آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو حجۃ الوداع میں دیا کہ وہ احرام کھول ڈالیں۔ (ابن جریج کہتے ہیں:) میں نے کہا: یہ تو اس وقت تھا جب عرفات میں ٹھہر چکے تھے۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ اس کو پہلے بھی اور بعد بھی جائز سمجھتے تھے۔

٤٣٩٧: حَدَّثَنِي بَيَانٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِي.

أطرافهُ: ١٥٥٩، ١٥٦٥، ١٧٢٤، ١٧٩٥، ٤٣٤٦۔

۴۳۹۷: بیان (بن عمرو) نے مجھے بتایا کہ نضر (بن شمیل) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قیس (بن مسلم) سے، انہوں نے کہا: میں نے طارق سے سنا۔ وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: میں بطحاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپؐ نے پوچھا: کیا تم نے حج کی نیت کی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تم نے احرام باندھتے ہوئے کیا پکارا تھا؟ میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی پکار کی طرح ہی پکارتے ہوئے میں تیرے حضور حاضر ہو رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا: بیت اللہ کا اور صفا و مروہ کا طواف کرنا پھر اس کے بعد احرام کھول ڈالنا۔ چنانچہ میں نے بیت اللہ کے اردگرد اور صفا و مروہ میں چکر لگائے اور قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اور اس نے میرے بال صاف کیے۔

٤٣٩٨ : حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي.

أطرافه: ١٥٦٦، ١٦٩٧، ١٧٢٥، ٥٩١٦۔

۴۳۹۸: ابراہیم بن منذر نے مجھ سے بیان کیا کہ انس بن عیاض نے ہمیں خبر دی کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ نافع سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ان کو خبر دی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہؓ نے ان کو بتایا کہ جس سال حجۃ الوداع ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ وہ احرام کھول ڈالیں۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا: آپؐ کو احرام کھولنے سے کیا روک ہے؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے اپنے سر کے بالوں کو جما لیا تھا اور اپنی قربانی کو ہار ڈال دیا تھا۔ اس لئے جب تک میں اپنی قربانی ذبح نہ کرلوں احرام نہیں کھول سکتا۔

٤٣٩٩ : حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح.

۴۳۹۹: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: شعیب نے زہری سے روایت کرتے ہوئے ہمیں بتایا۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ

اور محمد بن یوسف (فریابی) نے کہا کہ اوزاعی نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: ابن شہاب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے سلیمان بن یسار سے، سلیمان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حجۃ الوداع میں خثعم قبیلہ کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ پوچھا اور فضل بن عباسؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ وہ کہنے لگی: یارسول اللہ! اللہ کا یہ فرض اپنے بندوں پر ایسے وقت میں ہوا کہ اس وقت میرا باپ

فَرِيْضَةَ اللهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

بہت ہی بوڑھا تھا کہ وہ اونٹنی پر سیدھا ہو کر بیٹھ بھی نہیں سکتا تھا۔ کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ تو کیا یہ اس فرض کو ادا کردے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

أطرافه: ١٥١٣، ١٨٥٣، ١٨٥٤، ١٨٥٥، ٦٢٢٨-

٤٤٠٠: حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَاءَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا مِّنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ صَلَّى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ

۴۴۰۰: محمد (بن رافع) نے مجھے بتایا کہ سریج بن نعمان نے ہم سے بیان کیا کہ فلیح (بن سلیمان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے، نافع نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جس سال مکہ فتح ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) آئے اور آپؐ نے اسامہؓ کو اپنے پیچھے قصواء اونٹنی پر بٹھایا ہوا تھا اور آپؐ کے ساتھ بلالؓ اور عثمانؓ بن طلحہ تھے۔ آپؐ آئے اور بیت اللہ کے پاس اونٹنی بٹھا دی۔ پھر عثمانؓ سے فرمایا: چابی ہمارے پاس لے آؤ اور وہ چابی لے آئے اور آپؐ کے لئے دروازہ کھول دیا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسامہؓ، بلالؓ اور عثمانؓ اندر گئے اور اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ آپؐ دیر تک دن کے وقت وہاں ٹھہرے رہے۔ پھر اس کے بعد نکلے اور لوگ اندر جانے کے لئے لپکے۔ میں ان سے پہلے پہنچا اور حضرت بلالؓ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا۔ میں نے ان سے پوچھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ انہوں نے کہا: ان دو اگلے ستونوں کے درمیان آپؐ نے نماز پڑھی اور بیت اللہ چھ ستونوں پر بنا ہوا تھا جو دو

أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلَّى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلَّى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءُ.

قطاروں میں تھے۔ آپؐ نے اگلی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور بیت اللہ کا دروازہ اپنی پیٹھ کے پیچھے رکھا اور اپنا منہ اس جہت کی طرف کیا جو جہت تمہارے سامنے ہے، جب تم بیت اللہ میں داخل ہوتے ہو۔ آپؐ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا) فاصلہ تھا۔ کہتے تھے: اور میں بلالؓ سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپؐ نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟ اور اس جگہ کے پاس کہ جس میں آپؐ نے نماز پڑھی سرخ سنگ مرمر تھا۔

أطرافهُ: ٣٩٧، ٤٦٨، ٥٠٤، ٥٠٥، ٥٠٦، ١١٦٧، ١٥٩٨، ١٥٩٩، ٢٩٨٨، ٤٢٨٩۔

٤٤٠١: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ.

۴۴۰۱: ابوالیمان (حکم بن نافع) نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے روایت کی کہ عروہ بن زبیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بتایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ نے ان دونوں کو بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت صفیہؓ بنت حییّ حجۃ الوداع میں حائضہ ہوئیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ ہمیں روک رکھیں گی؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! وہ عرفات سے ہو آئی ہیں اور بیت اللہ کا طواف بھی کر لیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تو وہ کوچ کریں۔

اطرافهُ: ٢٩٤، ٣٠٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٩، ٣٢٨، ١٥١٦، ١٥١٨، ١٥٥٦، ١٥٦٠، ١٥٦١، ١٥٦٢، ١٦٣٨، ١٦٥٠، ١٧٠٩، ١٧٢٠، ١٧٣٣، ١٧٥٧، ١٧٦٢، ١٧٧١، ١٧٧٢، ١٧٨٣، ١٧٨٦، ١٧٨٧، ١٧٨٨، ٢٩٥٢، ٢٩٨٤، ٤٣٩٥، ٤٤٠٨، ٥٣٢٩، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ٦١٥٧، ٧٢٢٩۔

٤٤٠٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ أَنْذَرَهُ نُوحٌ وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهِ وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

۴۴۰۲: یحیٰ بن سلیمان نے ہم سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: (عبد اللہ) بن وہب نے مجھے بتایا۔ انہوں نے کہا کہ عمر بن محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے باپ (محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر) نے اُن کو بتایا کہ حضرت (عبد اللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ہم حجۃ الوداع سے متعلق آپس میں باتیں کیا کرتے تھے اور اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پھر مسیح دجال کا ذکر کیا اور اس کا مفصل ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ نے کوئی بھی نبی ایسا نہیں بھیجا کہ جس نے اپنی امت کو (دجال کے خطرے سے) نہ ڈرایا ہو۔ نوحؑ نے بھی اس کے خطرے سے ڈرایا اور ان کے بعد دوسرے نبیوں نے بھی اور وہ تم میں ضرور آئے گا اور اگر تم سے اس کی حالت پوشیدہ رہے تو تم سے یہ (صفات) تو پوشیدہ نہیں ہیں یعنی تمہارا ربّ تو تم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تین بار یہ کہہ کر آپؐ نے فرمایا: تمہارا ربّ کانا نہیں ہے اور وہ دجال دائیں آنکھ سے کانا ہوگا۔ اس کی آنکھ ایسی ہوگی جیسے پھولا ہوا انگور۔

اطرافهُ: ۳۰۵۷، ۳۳۳۷، ۳۴۳۹، ۶۱۷۵، ۷۱۲۳، ۷۱۲۷، ۷۴۰۷۔

٤٤٠٣: أَلَا إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا

۴۴۰۳: دیکھو آگاہ رہو! اللہ نے تمہارے خون اور تمہارے مال ایسے ہی معزز قرار دیئے ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس

أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ (ثَلَاثًا) وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

مہینے میں معزز قرار دیا ہے۔ سنو! میں نے پہنچا دیا ہے؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے تین بار فرمایا: اے اللہ گواہ رہیو۔ (فرمایا:) اپنی بربادی کا خیال رکھنا یا فرمایا: سنبھلنا، دیکھنا میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن اڑانے لگ جائے۔

اطرافہٗ: ۱۷۴۲، ۶۰۴۳، ۶۱۶۶، ۶۷۸۵، ۶۸۶۸، ۷۰۷۷۔

٤٤٠٤: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ. قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرَى.

۴۴۰۴: عمرو بن خالد نے ہم سے بیان کیا۔ زُہیر (بن معاویہ) نے ہمیں خبر دی۔ ابواسحاق (سبیعی) نے ہم سے بیان کیا، کہا: زید بن ارقم نے مجھے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوات کئے اور یہ کہ آپؐ نے ہجرت کرنے کے بعد ایک ہی حج کیا۔ جس کے بعد آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا یعنی حجۃ الوداع۔ ابواسحاق نے کہا کہ آپؐ نے ایک اور بھی حج کیا جبکہ آپؐ مکہ میں تھے۔ (ہجرت نہیں کی تھی۔)

اطرافہٗ: ۳۹۴۹، ۴۴۷۱۔

٤٤٠٥: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۴۴۰۵: حفص بن عمر نے ہم سے بیان کیا، (کہا) کہ شعبہ (بن حجاج) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے علی بن مدرک سے، علی نے ابوزُرعہ بن عمرو بن جریر سے، انہوں نے حضرت جریرؓ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں حضرت جریرؓ سے فرمایا کہ لوگوں کو چپ کراؤ (کہ میری باتیں سنیں۔) آپؐ نے فرمایا: میرے بعد پھر کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو۔

اطرافہٗ: ۱۲۱، ۶۸۶۹، ۷۰۸۰۔

٤٤٠٦: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَةِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ، قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ

۴۴۰۶: محمد بن مثنیٰ نے مجھے بتایا کہ عبدالوہاب (ثقفی) نے ہم سے بیان کیا کہ ایوب (سختیانی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے محمد (بن سیرین) سے، انہوں نے (عبدالرحمٰن) بن ابی بکرہ سے، انہوں نے حضرت ابوبکرہؓ سے، حضرت ابوبکرہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: زمانہ پھر گھوم کر ہوبہو اس حالت پر آگیا ہے کہ جس پر وہ اس دن تھا کہ جس دن اللہ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا۔ سال بارہ مہینہ کا ہے۔ ان میں سے چار مہینے معزز ہیں، تین یکے بعد دیگرے ذوالقعدہ، ذوالحج اور محرم اور چوتھا مضر کا رجب جو کہ جمادی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (فرمایا:) یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے، ہم نے خیال کیا کہ آپؐ اس ماہ کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا یہ ذوالحج نہیں ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے، ہم نے خیال کیا کہ آپؐ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا وہی شہر نہیں؟ ہم نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کونسا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ خاموش رہے، یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپؐ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا یہ قربانی کرنے کا دن نہیں؟ ہم

وَأَعْرَاضَكُمْ، عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ (مَرَّتَيْنِ).

نے کہا: جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا: تو پھر تمہارے خون اور تمہارے مال... محمد (بن سیرین) نے کہا: اور میں سمجھتا ہوں آپؐ نے یہ بھی فرمایا: تمہاری آبروئیں، تمہارے لئے اسی طرح معزز ہیں جس طرح یہ تمہارا دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینہ میں معزز ہے۔ تم اپنے ربّ سے ضرور ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق بازپرس کرے گا۔ دیکھو کہیں میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ تم میں سے ایک دوسرے کی گردن زنی کرتا رہے۔ دیکھو سنو! جو حاضر ہے وہ غیر حاضر کو پہنچا دے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جن کو پہنچایا جائے، ان میں سے کوئی سننے والے سے اس بات کو زیادہ سمجھنے والا اور یاد رکھنے والا ہو۔ محمد (بن سیرین) جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو کہتے: حضرت محمد ﷺ نے سچ فرمایا۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے دو دفعہ فرمایا: دیکھو سنو! کیا میں نے (تمہیں) پہنچا دیا ہے؟

أطرافهُ: ٦٧، ١٠٥، ١٧٤١، ٣١٩٧، ٤٦٦٢، ٥٥٥٠، ٧٠٧٨، ٧٤٤٧۔

٤٤٠٧: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ آيَةٍ فَقَالُوْا: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ

۴۴۰۷: محمد بن یوسف (فریابی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان ثوری نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے قیس بن مسلم سے، قیس نے طارق بن شہاب سے روایت کی کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے کہا: اگر یہ آیت ہم میں نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا: کونسی آیت ہے؟ انہوں نے کہا: آج میں نے تمہارے

لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا (المائدة: ٤) فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ.

لیے تمہارا دین کامل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تم پر پورے طور پر کی ہے اور تمہارے لیے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے (یہ سن کر) کہا: میں خوب جانتا ہوں کہ کس جگہ یہ آیت نازل کی گئی۔ یہ آیت اس وقت نازل کی گئی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے۔

اطرافهُ: ٤٥، ٧٢٦٨۔

٤٤٠٨: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَعُمْرَةٍ وَأَهَلَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتَّى يَوْمِ النَّحْرِ.

۴۴۰۸: عبداللہ بن مسلمہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک سے روایت ہے۔ انہوں نے ابوالاسود محمد بن عبدالرحمٰن بن نوفل سے، انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ ہم میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے عمرہ کا نام لے کر لبیک پکارا۔ اور بعض وہ تھے جنہوں نے حج کا اور ہم میں سے وہ بھی تھے جنہوں نے حج و عمرہ دونوں کا نام لے کر لبیک پکارا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا۔ سو جنہوں نے حج یا حج و عمرہ دونوں کا تلبیہ کیا تھا تو انہوں نے اس وقت تک احرام نہیں کھولا جب تک کہ قربانی کا دن نہیں آ گیا۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حَدَّثَنَا

عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں یہ بات بتائی اور انہوں نے اس میں یوں کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِثْلَهُ.

ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے۔ اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں اسی طرح بتایا۔

اطرافهُ: ٢٩٤، ٣٠٥، ٣١٦، ٣١٧، ٣١٩، ٣٢٨، ١٥١٦، ١٥١٨، ١٥٥٦، ١٥٦٠، ١٥٦١، ١٥٦٢، ١٦٣٨، ١٦٥٠، ١٧٠٩، ١٧٢٠، ١٧٣٣، ١٧٥٧، ١٧٦٢، ١٧٧١، ١٧٧٢، ١٧٨٣، ١٧٨٦، ١٧٨٧، ١٧٨٨، ٢٩٥٢، ٢٩٨٤، ٤٣٩٥، ٤٤٠١، ٥٣٢٩، ٥٥٤٨، ٥٥٥٩، ٦١٥٧، ٧٢٢٩-

٤٤٠٩: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا. قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لَا. قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ آأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ

۴۴۰۹: احمد بن یونس نے ہمیں بتایا کہ ابراہیم نے جو کہ سعد کے بیٹے ہیں ہم سے بیان کیا کہ ابن شہاب نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عامر بن سعد سے، عامر نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری عیادت اس بیماری میں کرنے آئے کہ جس سے مَیں قریب المرگ ہوگیا تھا۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! بیماری نے میری وہ حالت کر دی ہے جو آپؐ دیکھ رہے ہیں اور میں مال دار ہوں اور میرا کوئی وارث نہیں، سوائے میری ایک بیٹی کے۔ کیا میں اپنے مال کا دو تہائی صدقہ میں دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: کیا میں اس کا آدھا صدقہ میں دے دوں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا: تہائی؟ آپؐ نے فرمایا: تہائی بھی بہت ہے۔ دیکھو یہ کہ تم اپنے وارثوں کو غنی چھوڑ جاؤ، یہ بات بہتر ہے اس سے کہ تم اُن کو محتاج چھوڑ جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔ اور تم جو بھی ایسا خرچ کرتے ہو کہ جس سے تم اللہ کی رضامندی چاہتے ہو تو ضرور اس کا تم کو بدلہ دیا جائے گا، یہاں تک کہ اس لقمہ

عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ اللَّهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ لَكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثَى لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

کا بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالتے ہو۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! کیا میں اپنے ساتھیوں کے چلے جانے کے بعد پیچھے رہنے دیا جاؤں گا؟ آپؐ نے فرمایا: تمہیں پیچھے ہرگز نہیں رہنے دیا جائے گا۔ اگر رہیں بھی تو جو کام بھی تم ایسا کرو گے کہ جس سے تم اللہ کی رضامندی چاہو گے تو ضرور اس کام سے درجہ اور بلندی میں بڑھو گے اور شاید کہ تم دنیا میں کچھ دیر اور رہو کہ تمہارے ذریعہ بعض لوگ نفع حاصل کریں اور بعض کو تمہارے ذریعہ نقصان پہنچایا جائے۔ اے اللہ! میرے ساتھیوں کے لئے ان کی ہجرت کو آخر تک پورا کر اور ان کو ان کی ایڑھیوں کے بل واپس نہ کر لیکن مسکین سعد بن خولہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لئے افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہو گئے۔

أطرافهُ: ٥٦، ١٢٩٥، ٢٧٤٢، ٢٧٤٤، ٣٩٣٦، ٥٣٥٤، ٥٦٥٩، ٥٦٦٨، ٦٣٧٣، ٦٧٣٣-

٤٤١٠: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُو ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

۴۴۱۰: ابراہیم بن منذر (حزامی) نے مجھے بتایا کہ ابوضمرہ (انس بن عیاض) نے ہم سے بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے نافع سے روایت کی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈوایا۔

اطرافهُ: ١٧٢٦، ٤٤١١-

٤٤١١: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ

۴۴۱۱: عبیداللہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بکر نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہم سے

أَخْبَرَنِي مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

اطرافہٗ: ۱۷۲٦، ٤٤١٠۔

بیان کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے مجھے بتایا کہ نافع سے روایت ہے۔ ان کو حضرت ابن عمرؓ نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر منڈوایا اور ایسا ہی آپؐ کے اصحاب میں سے بعض نے بھی۔ اور ان میں سے بعض نے بال کتروائے۔

٤٤١٢: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح. وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

اطرافہٗ: ٧٦، ٤٩٣، ٨٦١، ١٨٥٧۔

۴۴۱۲: یحيٰ بن قزعہ نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا کہ ابن شہاب سے روایت ہے۔ نیز لیث نے کہا: یونس نے مجھے بتایا۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ عبید اللہ بن عبد اللہ (بن عتبہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن کو بتایا کہ وہ ایک گدھے پر سوار چلے آرہے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں منیٰ مقام پر کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کا گدھا صف کے کچھ آگے سے گزرا۔ پھر وہ اس سے اُتر پڑے اور لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہو گئے۔

٤٤١٣: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

اطرافہٗ: ١٦٦٦، ٢٩٩٩۔

۴۴۱۳: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحيٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا کہ ہشام (بن عروہ) سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھ سے بیان کیا، کہا: حضرت اسامہؓ سے جبکہ میں موجود تھا پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج کو جاتے ہوئے سواری کیسے چلاتے تھے؟ انہوں نے کہا: رواں چال سے اور جب کشادہ جگہ پاتے تو دوڑاتے۔

٤٤١٤: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا.

طرفه: ١٦٧٤۔

۴۴۱۴: عبد اللہ بن مسلمہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے مالک سے، مالک نے یحيٰ بن سعید سے، یحيٰ نے عدی بن ثابت سے، عدی نے عبد اللہ بن یزید خطمی سے روایت کی کہ حضرت ابوایوبؓ (خالد بن زید انصاری) نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کیں۔

تشریح: حَجَّةُ الْوَدَاعِ: امام بخاریؒ نے حجۃ الوداع کے لئے سفر بھی مغازی ہی کا حصہ شمار کیا ہے کیونکہ بعثت نبویؐ کی غرض وغایت جہاد کے ذریعہ سے پایہ تکمیل کو پہنچی اور حجۃ الوداع میں اس کا اعلان ہوا۔ آپؐ کا یہ فریضہ حج حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ رسول اکرم ﷺ ہجرت کے بعد دس سال زندہ رہے اور آپؐ نے اس سے قبل ایامِ ہجرت میں حج نہیں کیا۔ مکی زندگی میں ہجرت سے قبل آپؐ کو حج کرنے کے بار بار موقعے ملے جیسا کہ امام ابن اثیرؒ نے النہایہ میں اور امام ابن جوزی[1] وغیرہ نے اس بارہ میں تصریح کی ہے اور حاکم نے بھی صحیح سند سے امام ثوری کی روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے ہجرت سے قبل بھی حج کئے۔[2] (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۳۰) مگر سوال یہ ہے کہ کیا وہ حج مشروع تھے؟ سورۃ الحج مدنی سورتوں میں سے ہے[3] جس میں احکامِ حج نازل ہوئے[4] اور آپؐ کا اور صحابہ کرامؓ کا حج ان احکام کے تحت تھا۔ اعلانِ حج پر صحابہ رضوان اللہ علیہم دور ونزدیک سے بکثرت اس میں شامل ہوئے کہ آپؐ کی اقتدا میں فریضہ حج ادا کیا جائے اور اس موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی مجاہدین نے يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللهِ اَفْوَاجًا کی پیشگوئی کا خوشکن نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپؐ اس حج کے لئے ۲۴ یا ۲۵ ذی القعدہ کو ہفتہ کے روز مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ۴ ذوالحج کی صبح یک شنبہ کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، جیسا کہ اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے اور حضرت عائشہؓ اور حضرت جابرؓ کی روایت سے بھی یہی تاریخ ثابت ہوتی ہے۔ آٹھ روز میں سفر طے کیا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۳۰) اس باب کے تحت شمار میں بیس روایتیں ہیں جو امام ابن حجرؒ نے بوجہ تکرار سترہ محسوب کی ہیں۔ ان میں سے اکثر کتاب الحج وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

---

[1] (کشف المشکل من حدیث الصحیحین، من مسند أبي أیوب الأنصاري، جزء۲ صفحہ ۸۶)
[2] (المستدرك علی الصحیحین للحاکم، کتاب المغازي والسرایا، جزء۳ صفحہ ۵۶)
[3] (فتح القدیر، تفسیر سورۃ الحج، جزء۳ صفحہ ۵۱۳)
[4] (فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج، جزء۳ صفحہ ۴۷۷)

بَاب ۷۸: غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

غزوۂ تبوک اور یہ غزوہ عسرہ بھی کہلاتا ہے

٤٤١٥ : حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللهِ إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُوْنِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَّكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلَى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمْ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي أَيْ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُوْلَ اللهِ

۴۴۱۵: محمد بن علاء نے مجھ سے بیان کیا کہ ابواسامہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے برید بن عبداللہ بن ابی بردہ سے، انہوں نے ابوبردہ سے، ابوبردہ نے حضرت ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: میرے ساتھیوں نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کہ میں آپؐ سے ان کے لئے سواریاں مانگوں کیونکہ وہ بھی آپؐ کے ساتھ جیش عسرہ میں ہیں اور یہی غزوۂ تبوک ہے۔ میں نے کہا: یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپؐ کے پاس بھیجا ہے کہ آپؐ انہیں سواریاں دیں۔ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی قسم! کوئی سواری نہیں کہ تمہیں دوں۔ اور میں نے اتفاقاً آپؐ سے ایسے وقت میں مطالبہ کیا کہ جب آپؐ غصہ میں تھے اور میں نہیں جانتا تھا۔ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس انکار سے نیز اس خوف سے کہ کہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دل میں مجھ پر ناراض نہ ہو گئے ہوں، غمگین ہو کر لوٹ آیا۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں نے اُن کو بتایا۔ بہت تھوڑی دیر گزری تھی کہ میں نے بلالؓ کو سنا کہ وہ پکار رہے ہیں: عبداللہ بن قیس! میں نے ان کو جواب دیا۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، تمہیں بلا رہے ہیں۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ خُذْ هَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ {وَهَذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ[۱]} لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلَى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلَى هَؤُلَاءِ وَلَكِنِّي وَاللهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتَّى يَنْطَلِقَ مَعِي بَعْضُكُمْ إِلَى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا أَنِّي حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِي إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسَى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتَّى أَتَوا الَّذِينَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهُ إِيَّاهُمْ ثُمَّ إِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهِ أَبُو مُوْسَى.

جب میں آپؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ دو اونٹوں کا جوڑا لے لو اور یہ (دو) جوڑے یعنی چھ اونٹ۔ آپؐ نے ان کو حضرت سعدؓ سے اسی وقت خریدا تھا۔ (فرمایا:) جاؤ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور انہیں کہو کہ اللہ یا فرمایا: رسول اللہ ﷺ تمہیں یہ سوار ہونے کے لئے دیتے ہیں۔ ان پر سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ میں وہ اونٹ لے کر ان کے پاس چلا گیا۔ میں نے کہا: نبی ﷺ یہ اونٹ تمہیں سواری کے لئے دیتے ہیں مگر میں اللہ کی قسم تمہیں سوار ہونے نہیں دوں گا تاوقتیکہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اس شخص کے پاس نہ جائے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ بات سنی تھی۔ یہ نہ سمجھو کہ میں نے خود تم سے کوئی بات بیان کی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی۔ وہ کہنے لگے: ہم تو آپؐ کو اپنے نزدیک سچا سمجھتے ہیں اور ہم ضرور وہی کریں گے جو آپؐ پسند کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰؓ ان میں سے چند آدمی لے کر چلے گئے یہاں تک کہ ان لوگوں کے پاس آئے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی یعنی رسول اللہ ﷺ کا اُن کو (دینے سے) انکار کرنا، پھر اس کے بعد ان کو دینا۔ تو انہوں نے ان سے وہی بیان کیا جو حضرت ابوموسیٰؓ نے اُن سے بیان کیا تھا۔

اطرافہ: ۳۱۳۳، ۴۳۸۵، ۵۵۱۷، ۵۵۱۸، ۶۶۲۳، ۶۶۴۹، ۶۶۷۸، ۶۶۸۰، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۱، ۷۵۵۵۔

[۱] یہ الفاظ فتح الباری مطبوعہ بولاق کے مطابق ہیں (فتح الباری جزء۸ حاشیہ صفحہ ۱۳۸) ترجمہ اس کے مطابق ہے۔

٤٤١٦: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي. وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

طرفہ: ۳۷۰۶۔

۴۴۱۶: مسدد نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے شعبہ سے، شعبہ نے حکم (بن عتیبہ) سے، حکم نے مصعب بن سعد سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جانے کے لئے نکلے اور حضرت علیؓ کو (مدینہ میں) اپنا قائمقام مقرر کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا: کیا آپؐ مجھے بچوں اور عورتوں میں پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا آپؓ خوش نہیں ہوتے کہ آپؓ کا مقام مجھ سے وہی ہے جو ہارونؑ کا موسیٰؑ سے تھا۔ مگر یہ بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور ابوداؤد (طیالسی) نے کہا: شعبہ نے حاکم (بن عتیبہ) سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نے مصعب سے سنا۔

٤٤١٧: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْلَى يَقُوْلُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِي عِنْدِي قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلَى فَكَانَ لِي أَجِيْرٌ

۴۴۱۷: عبید اللہ بن سعید نے ہم سے بیان کیا کہ محمد بن بکر نے ہمیں بتایا کہ ابن جریج نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے سنا۔ وہ بتایا کرتے تھے، کہتے تھے: صفوان بن یعلیٰ بن امیہ نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے مجھے بتایا، کہا کہ میں عسرہ کی جنگ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں نکلا۔ صفوان نے کہا: حضرت یعلیٰؓ کہتے تھے کہ وہ جنگ میرے نزدیک میرے تمام اعمال کی نسبت زیادہ قابل اعتماد ہے۔ عطاء نے کہا کہ

فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِي فِي فَحْلٍ يَقْضَمُهَا.

صفوان نے بتایا۔ حضرت یعلیٰؓ کہتے تھے: میرا ایک نوکر بھی تھا جو ایک شخص سے لڑ پڑا تو اُن میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ کو دانتوں سے کاٹا۔ عطاء نے کہا: صفوان نے یہ بھی مجھے بتایا تھا کہ ان دونوں میں سے کس نے دوسرے کو کاٹا، مگر میں یہ بھول گیا۔ کہتے تھے: جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنے ہاتھ کو کاٹنے والے کے منہ سے جھٹکا دے کر جو چھوڑایا تو اس نے اس کے اگلے دو دانتوں میں سے ایک دانت نکال دیا۔ اس پر وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ نے اس کے دانت کی کوئی دیت نہ دلوائی۔ عطاء نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ صفوان نے یہ بھی کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اپنے ہاتھ کو تمہارے منہ میں رہنے دیتا کہ تم اس کو چباتے؛ گویا وہ سانڈ کے منہ میں ہے جو چباڈالتا۔

اطرافه: ۱۸۴۷، ۲۲٦٥، ۲۹۷۳، ٦۸۹۳۔

تشریح: غَزْوَةُ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ: عنوان باب میں الفاظ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ سے سورۃ التوبہ کی آیت لَقَدْ تَّابَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (التوبة:۱۱۷) کی طرف اشارہ ہے جس میں غزوۂ تبوک کا ذکر تکلیف کی گھڑی کے نام سے کیا گیا ہے۔ سواری کی قلت، پاپیادہ اور دور کا سفر، گرمی کی شدت، بھوک اور پیاس، خوراک اور پانی کی قلت، فصل کی کٹائی کا وقت اور قوی اور کثیر التعداد دشمن کا مقابلہ، ان سب باتوں نے اس غزوہ کی تکلیف دہ شدت میں اضافہ کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے بعض کو ابتلاء آیا۔ آیت میں ان صحابہ کو سراہا گیا ہے جنہوں نے اس شدتِ تکلیف کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ تَابَ عَلَيْهِمْ کے معنی ان پر رجوع برحمت ہوا۔ ساری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مہاجرین وانصار کو یقیناً رحمت سے نوازا جنہوں نے تکلیف کی گھڑی میں جبکہ ان میں سے ایک فریق قریب تھا کہ دل برداشتہ ہو جائے، نبی کی اتباع کی۔ یقیناً وہ اُن پر بہت ہی مہربان اور بار بار رحم

کرنے والا ہے۔ اس آیت کے بعد ان تین صحابہ کا بھی ذکر ہے جو پیچھے رہ گئے تھے اور پھر مقاطعہ سے ان کی نہایت بڑی آزمائش ہوئی جس میں وہ کامیاب ہوگئے اور انہیں معاف کیا گیا۔ اگلے باب میں اس آزمائش کا بھی ذکر ہے۔

غزوہ تبوک حجۃ الوداع سے قبل ماہ رجب ۹ھ میں ہوا تھا۔ امام ابن حجرؒ کے نزدیک صحیح بخاری کے کاتبوں سے غلطی ہوئی ہے جو اس سے متعلق باب کو حجۃ الوداع کے بعد رکھا ہے۔ تاریخ وقوع سے متعلق سب کو اتفاق ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۳۸) ابن سعد کے نزدیک بھی یہی تاریخ ہے۔[۱] اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا کہ رومی مدینہ پر حملہ کی غرض سے بہت بڑا لشکر شام میں تیار کر رہے ہیں اور ہرقل نے ایک سال کی خوراک فوج کو مہیا کی اور قبائل لخم، جذام، عاملہ اور غسان کو ساز و سامان سے لیس کر کے انہیں بطور مقدمۃ الجیش بلقاء کی طرف روانہ کیا ہے۔ یہ اطلاع ملنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کوچ کا اعلان فرمایا اور مکہ اور قبائل عرب کو پیغام بھیجا کہ وہ تیار ہو کر آئیں اور اپنے علاقہ کے اموالِ زکوۃ لائیں۔ کمزور طبع لوگوں نے پیچھے رہنے کی اجازت طلب کی جو دی گئی۔ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى ... (التوبة: ۹۱) بعض بدوی لوگوں نے معذوری کا اظہار کیا جس کا ذکر آیت وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ ... (التوبة: ۹۰) یہ عبد اللہ بن اُبَیّ کے ساتھیوں میں سے تھے، جس نے ثنیۃ الوداع کے پاس اپنا لشکر گاہ قائم کیا۔ اس کے ساتھ علاوہ کمزور ایمان لوگوں کے یہودی حلیف بھی تھے۔ ایسے لوگوں کی تعداد بھی خاصی تھی لیکن مخلص صحابہ میں سے ایسے بھی تھے جو کسی نہ کسی معذوری کی وجہ سے بغیر سواری سفر نہ کر سکنے اور سواری مہیا نہ ہونے پر وہ زار و نزار تھے اور بَكَّاؤُوْنَ (رونے والے) کے نام سے تاریخ اسلامی میں مشہور ہیں۔ ان کا ذکر سورۃ التوبہ کی آیت وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّ اَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ○ (التوبة: ۹۲) اور نہ ان لوگوں پر (کوئی الزام ہے) جو تیرے پاس اس وقت آئے جب جنگ کا اعلان کیا گیا تھا۔ اس لیے کہ تو اُن کو کوئی سواری مہیا کر دے۔ تو تو نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے جس پر تمہیں سوار کراؤں اور (یہ جواب سن کر) وہ چلے گئے اور (اس) غم سے اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے کہ افسوس اُن کے پاس کچھ نہیں جسے (خدا کی راہ میں) خرچ کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غیر حاضری میں محمد بن مسلمہؓ کو مدینہ منورہ کا امیر مقرر فرمایا۔ بوقت کوچ عبد اللہ بن اُبَیّ اور اس کے ساتھی پیچھے رہ گئے اور آپؐ کے ساتھ نہیں گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لشکر کو قبیلہ وار تقسیم کر کے ہر دستہ فوج کو پرچم سے ممتاز کیا۔ اسلامی لشکر بقول ابن سعدؒ تیس ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار سپہ پر مشتمل تھا۔ تبوک، مدینہ و دمشق کے درمیان کاروانی راستے پر واقع ہے۔ چودہ منزل کا سفر تھا جو چودہ دن میں طے ہوئے۔ حضرت ابوذر غفاریؓ اور حضرت ابوخیثمہ سالمی جو مدینہ میں رہ گئے تھے وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آملے۔ آپؐ نے تبوک میں بقول ابن سعدؒ بیس دن قیام فرمایا۔[۱]

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ تبوك، جزء ۲ صفحہ ۱۲۵)

ہرقل خود حمص میں تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی قیادت میں چار سو بیس اسپ سوار کا دستہ فوج اکیدر بن عبدالملک سردار کندہ کی طرف بھیجا جو دومۃ الجندل میں تھا اور عیسائی مذہب تھا۔ چاندنی رات میں شکار کھیلنے کے لئے اپنے بھائی حسان کے ساتھ نکلا اور اس کی حضرت خالد بن ولیدؓ کے دستہ سے مڈھ بھیڑ ہوگئی۔ اس معرکے میں اکیدر قید اور حسان قتل ہوگیا اور اس کے باقی ساتھی بھاگ گئے۔ حضرت خالدؓ نے اکیدر کو پناہ دی۔ دومۃ الجندل فتح ہونے پر وہاں کے باشندوں کے ساتھ دوہزار مہار اونٹ، آٹھ سو اَفراد، چار سو زرہیں اور چار سو نیزوں کے معاوضہ میں جنگی اخراجات پر صلح ہوئی۔ اموالِ غنیمت حسب قواعد تقسیم کئے گئے اور حضرت خالدؓ اکیدر اور اس کے بھائی مصاد کے ساتھ مدینہ کو لَوٹے۔ آپؐ نے جزیہ کی ادائیگی پر اُس سے صلح کی اور اسے تحفے تحائف دے کر باعزت و اکرام اپنے علاقے میں واپس جانے کی اجازت دی اور صلح نامہ تحریر ہوا۔ مذکورہ بالا معرکے کے سوا تبوک میں اور معرکہ نہیں ہوا۔ یہ خلاصہ ہے طبقات ابن سعد کی روایت کا۔[1]

رمضان ۹ھ میں آپؐ مدینہ منورہ کو واپس ہوئے جو پیچھے رہ گئے تھے انہوں نے معافی طلب کی اور اپنے اپنے عذر حلفیہ بیان کئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرمایا اور ان کے لئے دعا کی اور استغفار سے نوازا، بجز تین شخصوں کے جنہیں مقاطعہ کی سزا دی اور آخر ایک تلخ امتحان کے بعد اُن کی معافی کا وحی نازل ہونے پر اعلان ہوا۔ جس کا ذکر سورۃ التوبۃ کی آیت وَ عَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَ ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَ ظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ۭ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (التوبة:۱۱۸) ترجمہ: اسی طرح ان تینوں پر بھی (اس نے فضل کیا) جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہوگئی اور ان کے اپنے نفس بھی ان پر بار بن گئے اور انہوں نے خیال کیا کہ اللہ کے غضب سے بچنے کے لیے سوائے اس کے اور کوئی پناہ نہیں تو اُن کی حالت دیکھ کر اللہ نے ان پر فضل کیا تا کہ وہ بھی توبہ کریں۔ اللہ یقیناً بار بار توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔ حضرت کعب بن مالکؓ اور ان کے دو ساتھیوں کے مقاطعہ کا مفصل ذکر اگلے باب میں ہے۔

اس باب میں تین روایتیں ہیں، پہلی روایت (نمبر ۴۴۱۵) میں سواری کا مطالبہ کرنے، دوسری روایت (نمبر ۴۴۱۶) میں حضرت علیؓ کی مدینہ میں نیابت، تیسری (روایت نمبر ۴۴۱۷) میں دو شخصوں کے لڑنے کا واقعہ مذکور ہے۔ غزوۂ تبوک کے حالات کی اس سے زیادہ تفصیل صحیح بخاری کے اس باب میں نہیں۔ قرآنِ مجید کی محولہ بالا آیت میں ذکر ہے۔ طبقات ابن سعد کے اور ابو داؤد طیالسی کے حوالہ سے ہی اس غزوہ کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اس تعلق میں بعض روایتیں واقدی وغیرہ کی بھی ہیں جو پایہ اعتبار سے ساقط ہیں اور اسی وجہ سے امام بخاریؒ نے نظر انداز کی ہیں۔

طبقات ابن سعد کے بیان کی رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں حضرت محمد بن مسلمہؓ امیر مدینہ

---

[1] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ تبوك، جزء ۲ صفحه ۱۲۵، ۱۲۶)

مقرر ہوئے تھے۔[۱] مگر صحیح بخاری کی روایت نمبر ۴۴۱۶ کے مطابق حضرت علیؓ کو آپؐ نے امیر مقرر کیا اور فرمایا: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي۔ اس ارشاد کا تعلق حضرت علیؓ کی ذات سے ہے کہ آپؓ میرے بعد اسی طرح نائب ہوں گے جس طرح حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایام غیر حاضری میں نائب تھے۔ اس فرق کے ساتھ کہ حضرت ہارونؑ نبی تھے اور میری عدم موجودگی میں نیابت کرنے والا نبی نہیں، ایک نگران ہے اور یہ نہایت قابل عزت ہے۔ جنگ میں شریک نہ ہونے کا افسوس نہیں ہونا چاہیے۔ آپؐ کا یہ ارشاد خاص وقت، مقام اور ایک فرد کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کا تعلق اس مسئلہ کے ساتھ نہیں کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہوسکتا ہے یا نہیں۔ بَعْدِی سے مراد یہاں مدینہ سے آپؐ کی غیر حاضری ہے نہ آپؐ کے فوت ہونے کے بعد ابد الاباد کا زمانہ۔ ہر لفظ کا مفہوم سیاق کلام سے متعین ہوتا ہے نہ خیالی پرواز سے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ حضرت علیؓ کو خدا بنانے والوں نے خدا بھی بنا دیا ہے۔ اسی قسم کی خیالی وسعت پرواز کا انسداد آپؐ کے اس مذکورہ بالا فقرے میں موجود ہے، جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرتے ہوئے حضرت ہارون علیہ السلام سے مشابہت دی۔ اس فقرہ سے خیال پیدا ہوسکتا تھا کہ وہ نبی تھے، حضرت علیؓ بھی ان کی طرح نبی ہوں گے۔ اِلَّا اَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِیْ صرف اس خیال کا تدارک فرمایا گیا ہے۔ یہ موضوعِ کلام مسئلہ نبوت نہ تھا۔ اس کے لئے دیکھئے کتاب المناقب شرح باب ۲۵: عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِي الْإِسْلَامِ۔

وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: یہ حوالہ اس غرض سے دیا گیا ہے کہ روایت مذکورہ معنعن نہیں بلکہ سماعی ہے۔ حکم راوی نے مصعب بن سعد سے مذکورہ بالا حدیث نبوی خود سن کر روایت کی۔[۲]

روایت نمبر ۴۴۱۷ سے ظاہر ہے کہ صحابہ غزوہ تبوک میں شمولیت بوجہ مشقت بہت بڑا کارِ ثواب سمجھتے تھے۔ تبوک میں جنگ نہیں ہوئی۔ دشمن کو غزوۂ موتہ میں کاری ضرب لگ چکی تھی اور اسے صحابہ کرامؓ کی نبرد آزمائی کا تلخ تجربہ ہو چکا تھا جبکہ ان کی تعداد کم تھی۔ آپؐ کے لشکر جرار کی اطلاع پا کر اسے میدان جنگ کی طرف بڑھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ غزوۂ تبوک ان سلسلہ غزوات کی ایک کڑی ہے جن سے نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ کی شرح ہوتی ہے۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب التیمم روایت نمبر ۳۳۵۔ عمل کی قدر و منزلت جد و جہد اور اس کی محنت کی نسبت سے ہے جو اس کے لئے برداشت کی جاتی ہے۔ لڑائی نہ ہونے کے باوجود حضرت یعلیٰ بن امیہؓ کا قول تِلْكَ الْغَزْوَةُ اَوْثَقُ اَعْمَالِي عِنْدِی بالکل درست ہے اور ان کے اس قول سے اس مشقت کا بھی ایک حد تک اندازہ کیا جا سکتا ہے، جس کی وجہ سے غزوۂ تبوک غزوۃ العسرۃ کے نام سے مشہور ہے۔ مجاہدین اسلام نے شدتِ گرمی اور بھوک پیاس اور بعید مسافت کی پرواہ نہیں کی اور دنیوی کاروبار بالائے طاق رکھتے ہوئے اس صبر آزما تلخ امتحان میں بھی پورے اُترے۔

---

[۱] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، غزوة رسول الله ﷺ تبوك، جزء ۲ صفحہ ۱۲۵)

[۲] (مسند أبي داود الطيالسي، احادیث سعد بن ابی وقاص، جزء اول صفحہ ۱۷۰)

فقرہ اَوْثَقُ اَعْمَالِي سے یہی مراد ہے اور اسی وجہ سے حضرت یعلیٰ بن امیہؓ کی روایت نقل کی گئی ہے اور اس سے یہ ذہن نشین کرانا بھی مقصود معلوم ہوتا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے گھر نہ پہنچتے اور اسے مدینہ میں آنے کا موقع دیتے تو یہ بات ایسے ہی تھی جیسے کوئی اپنا ہاتھ کسی کے منہ میں ڈالے اور اسے دانتوں تلے چبانے کی اجازت دے۔ یہ روایت دراصل جواب ہے ان لوگوں کے اعتراض کا جو یہ کہتے ہیں کہ آپؐ کی یہ مہم یونہی تھی۔ ضرور تیس چالیس ہزار لوگوں کو اتنے دور کے سفر اور ناگفتہ بہ مشقت کا تختہ مشق بنایا۔ یہ عمل دوراندیشی اور حسن لیاقت کے خلاف تھا۔ یہی وہ اعتراض ہے جو منافقین مدینہ نے کیا تھا اور اس جنگ سے عام ضرورت کا بہانہ کرکے مدینہ میں رہ گئے تھے۔ اسی اعتراض کا جواب حضرت یعلیٰؓ کی روایت سے دیا گیا ہے۔ سورۃ توبہ میں غزوہ تبوک کی تفصیلات سے متعلق ذکر ہے۔ دورانِ قیام تبوک میں علاقہ اذرح اور ایلہ کی طرف سے وفد آئے اور جزیہ کی ادائیگی پر ان کے ساتھ صلح قرار پائی۔ (فتح الباری شرح باب ۷۹، جزء ۸ صفحہ ۱۴۶) اس مہم سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ سرحدیں محفوظ ہو گئیں۔

بَاب ۷۹: حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

حضرت کعب بن مالکؓ کا واقعہ

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبة: ۱۱۸).

اور اللہ عزوجل کا فرمانا: ان تین شخصوں پر جو پیچھے رکھے گئے ہیں......

۴۴۱۸: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا

۴۴۱۸: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت کی کہ عبداللہ بن کعب بن مالک اور وہ ان کے بیٹوں میں سے حضرت کعبؓ کو جب وہ نابینا ہو گئے پکڑ کر لے جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالکؓ کو وہ واقعہ بیان کرتے سنا جبکہ وہ پیچھے رہ گئے تھے یعنی تبوک کا واقعہ۔ حضرت کعبؓ نے کہا: میں رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے کسی غزوہ میں بھی پیچھے نہیں رہا جو آپؐ نے کیا ہو، سوائے

إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِي أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِي قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيْدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ

غزوۂ تبوک کے۔ ہاں غزوۂ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا اور آپؐ نے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا جو اس جنگ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صرف قریش کے قافلہ کو روکنے کے ارادے سے نکلے تھے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے بغیر اس کے کہ جنگ کی ٹھانی ہو اُن کو دشمن سے ٹکرا دیا اور میں رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے ساتھ عقبہ کی رات میں بھی موجود تھا۔ جب ہم نے اسلام پر قائم رہنے کا پختہ عہد وپیمان کیا تھا اور میں نہیں چاہتا کہ اس رات کے عوض مجھے بدر میں شریک ہونے کی توفیق ملتی۔ اگرچہ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے اور میری حالت یہ تھی کہ میں کبھی بھی اتنا تنومند اور خوشحال نہیں تھا جتنا کہ اس وقت جبکہ میں آپؐ سے اس غزوہ میں پیچھے رہ گیا۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس اونٹ اکٹھے نہیں ہوئے اور اس غزوہ کے اثناء میں دو اونٹ اکٹھے کر لئے تھے اور رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جس غزوہ کا بھی ارادہ کرتے تھے تو آپؐ اس کو مخفی رکھ کر کسی اور طرف جانے کا اظہار کرتے تھے۔ جب وہ غزوہ ہوا تو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس غزوہ میں سخت گرمی کے وقت نکلے اور آپؐ کے سامنے دور دراز کا سفر اور غیر آباد بیابان اور دشمن تھا جو بہت بڑی تعداد میں تھا۔ آپؐ نے مسلمانوں کو اُن کی حالت کھول کر بیان کر دی تا کہ وہ اپنے اس حملہ کے لئے جو تیاری کرنے کا حق ہے تیاری کریں۔ آپؐ نے اُن کو اس جہت کا بھی بتا دیا جس طرف آپؐ جانا چاہتے تھے اور مسلمان

بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفَى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بکثرت تھے اور محفوظ رکھنے والی کوئی کتاب نہ تھی جو اُن کی تعداد کو ضبط میں رکھتی۔ حضرت کعبؓ کی مراد اس سے رجسٹر تھا۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے: اور کوئی شخص بھی ایسا نہ تھا جو غیر حاضر رہنا چاہتا ہو، مگر وہ خیال کرتا کہ اس کا غیر حاضر رہنا آپؐ سے پوشیدہ رہے گا، جب تک کہ اس سے متعلق اللہ کی وحی نازل نہ ہو، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ غزوہ اس وقت کیا کہ جب پھل پک چکے تھے اور سائے اچھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور آپؐ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی۔ اور میں صبح کو جاتا، تا میں بھی اُن کے ساتھ سامانِ سفر کی تیاری کروں۔ میں واپس لوٹتا اور کچھ بھی نہ کیا ہوتا۔ میں اپنے دل میں کہتا کہ میں تیاری کر سکتا ہوں۔ یہ خیال مجھے لیت ولعل میں رکھتا رہا یہاں تک کہ وہ وقت آگیا کہ لوگوں کو سفر کی جلدی پڑی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح روانہ ہو گئے اور مسلمان بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے اور میں نے اپنے سامانِ سفر کی تیاری میں سے کچھ بھی نہ نپٹایا تھا۔ میں نے سوچا کہ آپؐ کے جانے کے ایک دن یا دو دن بعد تیاری کر لوں گا اور پھر اُن سے جا ملوں گا۔ ان کے چلے جانے کے بعد دوسری صبح باہر گیا کہ سامان تیار کر لوں مگر پھر واپس آ گیا اور کچھ بھی نہ کیا۔ پھر میں اگلے دن گیا اور واپس لوٹ آیا اور کچھ بھی نہ نپٹایا اور یہی حال رہا یہاں تک کہ تیزی سے سفر کرتے ہوئے لشکر بہت آگے نکل گیا۔ میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ

أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِي ذَلِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ أَحْزَنَنِي أَنِّي لَا أَرَى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللهِ حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللهِ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِي هَمِّي وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَاسْتَعَنْتُ عَلَى ذَلِكَ بِكُلِّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا

کوچ کروں اور ان کو پالوں اور کاش کہ میں ایسا کرتا مگر مجھ سے یہ بھی مقدر نہ ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد جب بھی میں لوگوں میں نکلتا اور اُن میں چکر لگاتا تو مجھے یہ بات غمگین کر دیتی کہ میں ایسے ہی شخص دیکھتا جن پر نفاق کا عیب دھرا جاتا تھا، یا کمزوروں میں سے ایسا شخص جس کو اللہ نے معذور ٹھہرایا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مجھے اس وقت یاد کیا جب آپؐ تبوک میں پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا اور اس وقت آپؐ تبوک میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے، کعب کہاں ہے؟ بنوسلمہ میں سے ایک شخص نے کہا: یارسول اللہ! اس کو اس کی دو چادروں نے اور اُس کے اپنے دائیں بائیں مُڑ کر دیکھنے نے روک رکھا ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے یہ سن کر کہا: کیا ہی بُری بات ہے جو تم نے کہی ہے؟ اللہ کی قسم، یارسول اللہ! اس کے متعلق ہمیں اچھا ہی تجربہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ حضرت کعب بن مالکؓ کہتے تھے: جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ آپؐ واپس آرہے ہیں، مجھے فکر ہوئی اور میں جھوٹی باتیں سوچنے لگا کہ کس بات سے کل آپؐ کی ناراضگی سے بچ جاؤں اور اپنے گھر والوں میں ہر ایک اہل رائے سے میں نے اس بارے میں مشورہ لیا۔ جب یہ کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے میرے دل سے سارے جھوٹے خیالات کافور ہو گئے اور میں نے سمجھ لیا میں کبھی بھی آپؐ کے غصہ سے ایسی بات سے بچنے کا نہیں جس میں جھوٹ ہو۔ اس لئے میں

زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّي لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهُ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ فَجِئْتُهُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلَى إِنِّي وَاللهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ وَلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضَى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللهُ

نے آپؐ سے سچ سچ بیان کرنے کی ٹھان لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ جب آپؐ کسی سفر سے آتے پہلے مسجد میں جاتے، اس میں دو رکعتیں پڑھتے۔ پھر لوگوں سے ملنے کے لئے بیٹھ جاتے۔ جب آپؐ نے یہ کیا تو پیچھے رہے ہوئے لوگ آپؐ کے پاس آگئے اور لگے آپؐ سے معذرتیں کرنے اور قسمیں کھانے اور ایسے لوگ اسّی سے کچھ اوپر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُن سے ان کے ظاہری عذر مان لئے اور اُن سے بیعت لی اور اُن کے لئے مغفرت کی دعا کی اور اُن کا اندرونہ اللہ کے سپرد کیا۔ پھر میں آپؐ کے پاس آیا۔ جب میں نے آپؐ کو سلام کیا تو آپؐ ناراض شخص کی طرح مسکرائے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: آگے آؤ۔ میں چل کر آیا اور آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپؐ نے مجھے پوچھا: کس بات نے تمہیں پیچھے رکھا؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! میں ایسا ہوں کہ اگر آپؐ کے سوا دنیا کے لوگوں میں سے کسی اور کے پاس بیٹھا ہوتا تو میں سمجھتا ہوں کہ میں ضرور ہی اس کی ناراضگی سے عذر کرکے بچ جاتا۔ مجھے خوش بیانی دی گئی ہے۔ مگر اللہ کی قسم! میں خوب سمجھ چکا ہوں اگر میں نے آج آپؐ سے کوئی ایسی جھوٹی بات بیان کی جس سے آپؐ مجھ پر راضی ہو جائیں تو اللہ عنقریب مجھ پر آپؐ کو ناراض کر دے گا اور اگر یہ آپؐ سے سچی بات بیان کروں گا جس کی وجہ سے آپؐ مجھ پر ناراض ہوں تو میں اس میں اللہ کے عفو

أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيْهِ عَفْوَ اللهِ لَا وَاللهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ وَاللهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هَذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوْا لِي وَاللهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هَذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِي حَتَّى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هَذَا مَعِي أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ

کی امید رکھوں گا۔ نہیں، اللہ کی قسم! میرے لئے کوئی عذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ایسا تنومند اور آسودہ حال نہیں ہوا، جتنا کہ اس وقت تھا جب آپؐ سے پیچھے رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اس نے تو سچ بیان کر دیا ہے۔ اُٹھو جاؤ یہاں تک کہ اللہ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کرے۔ میں اُٹھ کر چلا گیا اور بنوسلمہ میں سے بعض لوگ بھی اُٹھ کر میرے پیچھے ہو لئے۔ انہوں نے مجھے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں علم نہیں کہ تم نے اس سے پہلے کوئی قصور کیا ہو اور تم یہ بھی نہ کر سکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی بہانہ ہی بناتے جبکہ ان پیچھے رہنے والوں نے آپؐ کے سامنے بنائے۔ رسول اللہ ﷺ کا تمہارے لئے مغفرت کی دعا کر دینا ہی تمہارے اس گناہ بخشانے کے لئے کافی تھا۔ اللہ کی قسم! یہ لوگ مجھے ملامت ہی کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے بھی ارادہ کر لیا کہ لوٹ جاؤں اور اپنے آپ کو جھٹلا دوں۔ پھر میں نے اُن سے پوچھا: کیا کوئی میرے ساتھ اور بھی ہے جس نے آپؐ سے اس قسم کا اقرار کیا ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ دو اور شخص ہیں، انہوں نے بھی وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور اُن کو بھی وہی جواب ملا ہے جو تمہیں دیا گیا ہے۔ میں نے کہا: وہ کون ہیں؟ کہنے لگے: مرارہ بن ربیع عمریؓ اور ہلال بن امیہ واقفیؓ۔ انہوں نے مجھ سے ایسے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا جو بدر میں شریک ہو چکے تھے۔ ان دونوں میں (میرے لیے) نمونہ تھا۔ جب لوگوں

فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي وَنَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتَّى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلَى ذَلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِي بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتِي رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُوْلُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيْبًا مِنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى صَلَاتِي أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذَلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتَّى

نے ان دونوں کا مجھ سے ذکر کیا تو میں چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا یعنی ان میں سے جو اُن لوگوں میں سے تھے جو آپؐ سے پیچھے رہ گئے تھے، لوگ کترانے لگے گویا کہ ہم سے بالکل ناآشنا ہیں۔ یہاں تک کہ یہ زمین بھی مجھے اوپری نظر آنے لگی، وہ نہ تھی جس کو میں جانتا تھا۔ ہم اس حالت پر پچاس راتیں رہے۔ میرے جو ساتھی تھے وہ تو رہ گئے اور اپنے گھروں میں بیٹھ کر رونے لگے اور میں اُن لوگوں میں سے زیادہ جوان تھا اور اُن لوگوں سے مصیبت کو زیادہ برداشت کرنے والا تھا۔ میں باہر نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ نمازوں میں شریک ہوتا اور بازاروں میں پھرتا، مگر مجھ سے کوئی بات نہ کرتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھی جاتا، آپؐ کو السلام علیکم کہتا جبکہ آپؐ نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھے ہوتے اور اپنے دل میں کہتا: کیا آپؐ نے مجھے سلام کا جواب دینے میں اپنے ہونٹ ہلائے یا نہیں؟ اور آپؐ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور نظر چُرا کر آپؐ کو دیکھتا اور جب میں نماز پڑھنے لگتا، آپؐ میری طرف دیکھتے، اور جب میں آپؐ کی طرف توجہ کرتا تو آپؐ مجھ سے منہ پھیر لیتے۔ یہاں تک کہ لوگوں کی یہ درشتی دیر تک رہنے سے مجھ پر دوبھر ہوگئی تو میں چلا گیا اور ابوقتادہؓ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ یہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے تھے۔ میں نے اُن کو السلام علیکم کہا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے سلام

تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُنِي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَقَالَ اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّأْمِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ حَتَّى إِذَا جَاءَنِي دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيْهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهَذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللهِ

کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا: ابو قتادہؓ! میں تم سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ پھر اُن سے پوچھا اور اُن کو قسم دی مگر وہ خاموش رہے۔ پھر اُن سے پوچھا اور اُن کو قسم دی تو انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ (یہ سن کر) میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ میں نے پیٹھ موڑ کر دیوار پھاندی (اور وہاں سے چلا آیا۔) حضرت کعبؓ کہتے تھے: اس اثناء میں کہ میں مدینہ کے بازار میں چلا جارہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ اہل شام کے نبطیوں سے ایک نبطی اُن لوگوں میں سے ہے جو مدینہ میں غلہ لے کر بیچنے کے لئے آئے تھے وہ کہہ رہا تھا: کعب بن مالکؓ کا کون بتائے گا؟ یہ سن کر لوگ اس کو اشارہ سے بتانے لگے۔ جب وہ میرے پاس آیا تو اُس نے غسان کے بادشاہ کی طرف سے ایک خط مجھے دیا۔ اس میں یہ مضمون تھا: اما بعد مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ سختی کا معاملہ کرکے تمہیں الگ تھلگ چھوڑ دیا ہے اور تمہیں تو اللہ نے کسی ایسے گھر میں پیدا نہیں کیا تھا جہاں ذلت ہو اور تمہیں ضائع کر دیا جائے۔ تم ہم سے آکر ملو، ہم تمہاری خاطر مدارت کریں گے۔ جب میں نے یہ خط پڑھا۔ میں نے کہا: یہ بھی مصیبتوں کی ایک مصیبت ہے۔ میں وہ خط لے کر تنور کی طرف گیا اور اس میں جھونک دیا۔ جب پچاس راتوں میں سے چالیس راتیں گزریں، کیا دیکھتا ہوں

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِي فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذَلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ. قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ إِنَّهُ وَاللهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَاللهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ وَاللهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِي مَا يَقُوْلُ

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لانے والا میرے پاس آرہا ہے۔ اس نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم سے فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی سے الگ ہو جاؤ۔ میں نے پوچھا: کیا میں اُسے طلاق دے دوں یا کیا کروں؟ اس نے کہا: اس سے الگ رہو اور اُس کے قریب نہ جاؤ۔ آپؐ نے میرے دونوں ساتھیوں کو بھی ایسا ہی کہلا بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ اور اُس وقت تک انہی کے پاس رہنا کہ اللہ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے: پھر ہلال بن امیہؓ کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! ہلال بن امیہؓ بہت بوڑھا ہے، اس کا کوئی نوکر نہیں۔ کیا آپؐ ناپسند فرمائیں گے، اگر میں اس کی خدمت کروں؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں۔ لیکن تمہارے قریب نہ ہو۔ کہنے لگی: اللہ کی قسم! اس کو تو کسی بات کی تحریک نہیں ہوتی۔ اللہ کی قسم! وہ اس دن سے آج تک رو رہا ہے جب سے اس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہے۔ میرے بعض رشتہ داروں نے مجھ سے کہا: اگر تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق ویسے ہی اجازت لے لو جیسا کہ آپؐ نے ہلال بن امیہؓ کی بیوی کو اُس کی خدمت کرنے کی اجازت دی ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبھی اس بارے میں اجازت نہ لوں اور مجھے کیا معلوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اس بارے میں کیا جواب دیں اور میں جوان آدمی ہوں۔

رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيْهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتَّى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَأَنَا عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفَى عَلَى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلَى صَوْتِهِ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعَى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفَى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَاءَنِي الَّذِي سَمِعْتُ

اس کے بعد میں دس راتیں اور ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ہمارے لئے پچاس راتیں اس وقت سے پوری ہوئیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے منع کیا تھا۔ جب پچاسویں رات کی صبح کو نمازِ فجر پڑھ چکا اور میں اس وقت اپنے گھروں میں سے ایک گھر کی چھت پر تھا اور میں اسی حالت میں بیٹھا ہوا تھا جس کا اللہ نے ذکر کیا ہے یعنی مجھ پر میری جان تنگ ہو چکی تھی اور مجھ پر زمین بھی باوجود کشادہ ہونے کے تنگ ہوگئی تھی۔ اس اثناء میں مَیں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو سلع پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے پکار رہا تھا: اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ میں یہ سن کر سجدہ میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ مصیبت دور ہوگئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب آپؐ فجر کی نماز پڑھ چکے اعلان فرمایا کہ اللہ نے مہربانی کر کے ہماری غلطی کو معاف کر دیا ہے۔ یہ سن کر لوگ ہمیں خوشخبری دینے لگے اور میرے دونوں ساتھیوں کی طرف بھی خوشخبری دینے والے گئے اور ایک شخص میرے پاس گھوڑا بھگائے ہوئے آیا اور اسلم قبیلہ کا ایک شخص دوڑا آیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا اور اس کی آواز گھوڑے سے زیادہ جلدی پہنچنے والی تھی۔ جب وہ شخص میرے پاس بشارت دینے آیا جس کی آواز میں نے سنی تھی، میں نے اُس کے لئے اپنے دونوں کپڑے اُتارے اور اس کو پہنائے۔ اس لئے کہ اُس نے مجھے بشارت دی تھی۔ اللہ کی قسم! اس وقت ان کے

صَوْتَهُ يُبَشِّرُنِي نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنُّوْنِي بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ. قَالَ كَعْبٌ حَتَّى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّانِي وَاللهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرَهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ. قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَمْ مِنْ عِنْدِ اللهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا

سوا میرے پاس اور کچھ نہ تھا اور میں نے دو اور کپڑے عاریتاً لئے اور انہیں پہنا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور لوگ مجھے فوج در فوج ملتے اور توبہ کی قبولیت کی وجہ سے مجھے مبارک دیتے تھے۔ کہتے تھے: تمہیں مبارک ہو جو اللہ نے تم پر رحم کرکے توبہ قبول کی ہے۔ حضرت کعبؓ کہتے تھے: آخر میں مسجد میں پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں، آپؐ کے اردگرد لوگ ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ مجھے دیکھ کر میرے پاس دوڑے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک دی۔ مہاجرین میں سے ان کے سوا بخدا کوئی شخص بھی میرے پاس اُٹھ کر نہیں آیا اور طلحہؓ کی یہ بات میں کبھی بھی نہیں بھولوں گا اور حضرت کعبؓ کہتے تھے: جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو السلام علیکم کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، تمہیں بشارت ہو نہایت ہی اچھے دن کی، ان دنوں میں سے جب سے تمہاری ماں نے تمہیں جنا، تم پر گزرے ہیں۔ کہتے تھے: میں نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش ہوتے تو آپؐ کا چہرہ ایسا روشن ہو جاتا کہ گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس سے آپؐ کی خوشی پہچان لیا کرتے تھے۔ جب میں آپؐ کے سامنے بیٹھ گیا۔ مَیں نے کہا: یارسول اللہ! مَیں

سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِي صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُوْلِ اللهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّي أُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ اللهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيْتُ فَوَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذَلِكَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هَذَا كَذِبًا وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ يَّحْفَظَنِي اللهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللهُ عَلَى رَسُوْلِهِ ﷺ: لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ إِلَى قَوْلِهِ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ (التوبة: ۱۱۷ – ۱۱۹)

اس توبہ کے قبول ہونے کے عوض اپنی جائیداد سے دستبردار ہوتا ہوں جو اللہ اور رسول اللہ کی خاطر صدقہ ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جائیداد میں سے کچھ اپنے لئے بھی رکھو کیونکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: اپنا وہ حصہ رکھ لیتا ہوں جو خیبر میں ہے۔ میں نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے مجھے صدق کی وجہ سے نجات دی اور میری توبہ میں سے یہ بھی ہے کہ میں ہمیشہ سچ ہی بولا کروں گا جب تک کہ میں زندہ رہوں گا۔ کیونکہ اللہ کی قسم! میں مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں جانتا کہ اللہ نے اس کو سچی بات کہنے کی وجہ سے اس خوبی کے ساتھ آزمایا ہو، جس خوبی سے میری آزمائش کی ہے، اس وقت سے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصل واقعہ بیان کیا۔ میں نے جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کی، میں نے آج تک عمداً جھوٹ نہیں بولا اور میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ آئندہ بھی جب تک زندہ ہوں مجھے محفوظ رکھے گا اور اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ وحی نازل کی: اور اللہ نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا جنہوں نے تنگی کے وقت اس کی پیروی کی تھی، بعد اس کے کہ قریب تھا کہ ان میں سے ایک فریق کے دل ٹیڑھے ہو جاتے پھر بھی اس نے ان کی توبہ قبول کی۔ یقیناً وہ ان کے لیے بہت ہی مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔............

فَوَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِي لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَى قَوْلِهِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (التوبة: ۹۵، ۹۶)

اللہ کی قسم! اس کے بعد کہ اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی، کبھی بھی اُس نے کوئی انعام میرے نزدیک اس سے بڑھ کر نہیں کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ سچ بیان کر دیا۔ شکر ہے کہ میں نے آپؐ سے جھوٹ نہیں بولا ورنہ میں ہلاک ہو جاتا جیسا کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنھوں نے جھوٹ بولا تھا۔ نہایت ہی نفرت آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں جو اُس نے کسی کے لئے استعمال کئے ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا: ”جب تم اُن کی طرف لوٹو گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے ...... اللہ اُن بدعہد لوگوں سے کبھی خوش نہیں ہو گا۔“

قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذَلِكَ قَالَ اللّٰهُ: وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا (التوبة: ۱۱۸)

اور حضرت کعبؓ کہتے تھے: اور ہم تینوں کا فیصلہ اُن لوگوں کے فیصلے سے مؤخر رکھا گیا، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عذر قبول کیا تھا جب انہوں نے آپؐ کے سامنے قسمیں کھائیں اور آپؐ نے اُن سے بیعت لی اور اُن کے لئے مغفرت کی دعا کی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے فیصلہ کو ملتوی کر دیا یہاں تک کہ اللہ نے اس کے متعلق فیصلہ فرمایا۔ سو وہ یہی بات ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے: اسی طرح اُن تینوں پر بھی (اُس نے فضل کیا) جو کہ پیچھے چھوڑے گئے تھے......

وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ

اور جو پیچھے رکھے جانے کا اللہ نے (اس میں) ذکر کیا ہے وہ غزوہ سے ہمارا پیچھے رہنا نہیں بلکہ اللہ کے

أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

فیصلے میں ہمیں ان لوگوں سے پیچھے رکھنا مراد ہے کہ جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائیں تھیں اور آپؐ کے پاس معذرتیں کی تھیں اور آپؐ نے ان کی معذرت قبول کر لی تھی۔

اطرافہ: ۲۷۵۷، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۳۰۸۸، ۳۵۵۶، ۳۸۸۹، ۳۹۵۱، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۷، ۴۶۷۸، ۶۲۵۵، ۶۶۹۰، ۷۲۲۵۔

تشریح: **حَدِيْثُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ:** اس باب میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ ان کے پوتے عبدالرحمٰن کی زبان سے مفصل درج ہے۔ جب انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن کعب سے سنا تھا۔ اس روایت کے ایک حصہ کی شرح قِصَّةُ غَزْوَةِ بَدْرٍ کی شرح میں گزر چکی ہے۔ دیکھئے کتاب المغازی روایت نمبر ۳۹۵۱۔ ان کا بیان إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ ان کے بیان وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا کی روشنی میں سمجھا جائے۔ یہ امر غزوہ بدر کی شرح میں واضح کیا جا چکا ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے سچائی سے اپنی غلطی کا صاف الفاظ میں اقرار کیا اور تا فیصلۂ الٰہی ان سے بول چال اور تعلق رکھنے کی ممانعت کی گئی اور جنہوں نے قسم کھا کر اپنے عذر بیان کئے تھے ان سے چشم پوشی کی گئی اور انہیں معاف کیا گیا۔ اس واقعہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق کریم کے دو پہلو واضح ہوتے ہیں۔ ضعیف الایمان طبقہ کی اصلاح نرمی اور درگزر سے اور قوی الایمان طبقہ کا تزکیہ نفس تعزیری کارروائی سے جو قومی اخلاق و کردار کی اعلیٰ تربیت کا باعث ہوئی۔ دنیا کا طریق عمل بالعموم اس سے برعکس ہے۔ ارباب جاہ و منصب اور ذی ثروت و دولت مؤاخذہ سے نظر انداز کئے جاتے ہیں اور کمزور لوگ پکڑے جاتے ہیں۔ قرآنِ مجید نے لونڈی اور غلام کی سزا آزاد سے نصف رکھی ہے (الأحزاب:۲۶) اور آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات سے فرمایا: اگر تم نے احکام شریعت کا پاس نہ رکھا تو تمہیں دوگنی سزا دی جائے گی۔ (الأحزاب:۳۱)

حَبَسَهُ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِي عِطْفِهِ: یہ کنایہ ہے عیش و عشرت اور نازِ حسن سے۔ اور یہ طنزیہ فقرہ تھا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اسی لیے بُرا مانا اور کہنے والے کو زجر کی۔ **أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ:** ان تین سے خاص طور پر بول چال کی ممانعت کی گئی۔ **أَنْبَاطُ أَهْلِ الشَّامِ:** نبطی شام کے سرحدی قبائل اور عیسائی تھے۔ وہ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ کسان کو بھی نبطی کہتے ہیں اور وہ اپنا غلہ مدینہ کی منڈیوں میں فروخت کرنے کے لئے لایا کرتے تھے۔ نبطی کے ذریعہ سے خط بھیجنے والا غسانی ملک جبلہ بن ایہم تھا۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۵۱) روایت مندرجہ صحابہ کرام کے بلند کردار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ تربیت کی آئینہ دار ہے۔

بَاب ٨٠: نُزُوْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حجر مقام میں نزول

٤٤١٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَّا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ.

۴۴۱۹: عبداللہ بن محمد جعفی نے ہمیں بتایا کہ عبدالرزاق نے ہم سے بیان کیا کہ معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زُہری نے سالم (بن عبداللہ) سے، سالم نے (حضرت عبداللہ) بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کے پاس سے گزرے تو آپؐ نے فرمایا: تم اُن لوگوں کی بستیوں میں مت داخل ہو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا مبادا تمہیں وہی عذاب پہنچے جو انہیں پہنچا تھا؛ سوائے اس کے کہ تم روتے ہوئے جاؤ۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنا سر ڈھانپ لیا اور رفتار تیز کردی یہاں تک کہ وادی سے پار ہو گئے۔

اطرافهُ: ٤٣٣، ٣٣٨٠، ٣٣٨١، ٤٤٢٠، ٤٧٠٢۔

٤٤٢٠: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلَى هٰـؤُلَاءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۴۲۰: یحيٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبداللہ بن دینار سے روایت کی، انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر والوں کی نسبت فرمایا: تم ان کے پاس نہ جاؤ جنہیں سزا دی گئی، سوائے اس کے کہ تم گریہ وزاری کرتے جاؤ، مبادا تمہیں وہی عذاب پہنچے جو انہیں پہنچا۔

اطرافهُ: ٤٣٣، ٣٣٨٠، ٣٣٨١، ٤٤١٩، ٤٧٠٢۔

باب ۸۱

٤٤٢١ : حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

۴۴۲۱: یحییٰ بن بکیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے لیث (بن سعد) سے، لیث نے عبدالعزیز بن ابی سلمہ سے، عبدالعزیز نے سعد بن ابراہیم سے، سعد نے نافع بن جبیر سے، نافع نے عروہ بن مغیرہ سے، عروہ نے اپنے باپ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت کی، کہا: نبی ﷺ اپنی حاجت کے لئے گئے۔ میں اُٹھا کہ آپؐ (کے ہاتھوں) پر پانی ڈالوں۔ میں یہی جانتا ہوں کہ حضرت مغیرہؓ نے کہا: یہ واقعہ غزوۂ تبوک میں ہوا۔ آپؐ نے اپنا منہ دھویا اور اپنے بازوؤں کو دھونے لگے تو جبے کی آستین اتنی تنگ تھی کہ (آپؐ اس کو چڑھا نہ سکے۔) آپؐ نے بازوؤں کو جبے کے نیچے سے نکال کر اُن کو دھویا پھر آپؐ نے پاؤں پر مسح کیا۔

اطرافهُ: ١٨٢، ٢٠٣، ٢٠٦، ٣٦٣، ٣٨٨، ٢٩١٨، ٥٧٩٨، ٥٧٩٩۔

٤٤٢٢ : حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ حَتَّى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هَذِهِ طَابَةُ وَهَذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

۴۴۲۲: خالد بن مخلد نے ہمیں بتایا کہ سلیمان (بن بلال) نے ہم سے بیان کیا، کہا: عمرو بن یحییٰ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عباس بن سہل بن سعد سے، عباس نے ابوحمید (ساعدی) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک سے لوٹ کر آئے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: یہ طابہ آن پہنچا اور یہ اُحد پہاڑ ہے۔ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

اطرافهُ: ١٤٨١، ١٨٧٢، ٣١٦١، ٣٧٩١۔

٤٤٢٣: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

اطرافهُ: ۲۸۳۸، ۲۸۳۹۔

۴۴۲۳: احمد بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ حمید طویل نے ہمیں بتایا۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے لوٹے اور جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے فرمایا: مدینہ میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ تم جو بھی سفر کرتے ہو اور جس وادی کو عبور کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! وہ مدینہ میں ہی رہتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: وہ مدینہ میں رہتے ہیں، عذر نے اُن کو روک رکھا ہے۔

تشریح: نُزُوْلُ النَّبِيِّ ﷺ الْحِجْرَ: علاقہ حجر کسی زمانہ میں قوم ثمود کی بستیوں سے آباد اور پُر رونق تھا اور سنت اللہ کے تحت یہ قوم برباد ہوئی۔ اس کی ہلاکت کا ذکر سورۃ الحجر (آیت ۸۴) ہے۔ باب کا عنوان ایک اختلاف کی وجہ سے قائم کیا گیا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں قیام فرمایا ہے اور معلوم ہونے پر کہ یہ ثمود کا علاقہ ہے یہاں سے کوچ فرمایا۔ باب کی دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ آپؐ یہاں نہیں اُترے بلکہ منع فرمایا (فتح الباری، جزء۸، صفحہ ۱۵۷) اور وجہ بتائی اور اس علاقہ سے گزر کر دوسری جگہ قیام کیا۔ باب کا عنوان اسی اختلاف کی وجہ سے مصدریہ رکھا گیا ہے۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب أحادیث الأنبیاء شرح باب ۱۷۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ: لام یہاں بمعنی عَنْ ہے۔ حجر والوں سے متعلق صحابہ سے فرمایا: ان کے پاس نہ جاؤ۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۵۷) غزوۂ تبوک کے اثناء میں مذکورہ بالا علاقہ سے آپؐ کو گزرنا پڑا اس لئے اس کا ذکر ضمناً کیا گیا ہے۔

باب ۸۱ کا تعلق بھی غزوہ تبوک کے سفر سے ہے۔ روایت نمبر ۴۴۲۱ کے لئے دیکھئے کتاب الوضوء روایت نمبر ۱۸۲۔ صحیح مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ غزوۂ تبوک سے متعلق ہے اور اس میں حضرت مغیرہؓ سے یہ بھی ذکر ہے کہ جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا تو دیکھا کہ لوگ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپؐ بھی آخری رکعت میں شامل ہوگئے۔ میں نے حضرت عبدالرحمٰنؓ

کو پیچھے ہٹانا چاہا۔ آپؐ نے مجھے روک دیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری رکعت پڑھنے لگے، لوگوں نے آپؐ کو دیکھا اور گھبرائے۔[1]

باب ۸۱ کا علیحدہ عنوان نہیں اور امام ابن حجرؒ کے نزدیک یہ باب بطور فصل ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۵۸) غزواتِ نبویہ کا سلسلۂ ابواب یہاں ختم ہوتا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے ہی فتوحاتِ اسلامیہ کا ایک نیا باب مجاہدین اسلام کے لئے آپؐ کی وفات سے قبل کھولا گیا۔ اس دورِ جدید کا آغاز اس مہم سے ہوا جو حضرت اسامہ بن زیدؓ کی زیر قیادت تیار کی گئی۔ اس کا ذکر باب ۸۷ میں ہے۔ اس آخری مہم کے تعلق میں آپؐ کی خط وکتابت کا ذکر بطور تمہیدِ عنوان باب ۸۲ میں کیا گیا ہے جو آپؐ نے قیصر وکسریٰ سے کی تھی۔ ابواب غزوات کی ترتیب بالعموم صحیح تسلسل میں ہے۔

بَاب ۸۲: كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خط کسریٰ وقیصر کی طرف

٤٤٢٤: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

اطرافه: ٦٤، ٢٩٣٩، ٧٢٦٤۔

۴۴۲۴: اسحاق (بن راہویہ) نے ہمیں بتایا کہ یعقوب بن ابراہیم نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ (ابراہیم بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صالح (بن کیسان) سے، صالح نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: مجھے عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ حضرت ابن عباسؓ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حذافہ سہمیؓ کے ہاتھ اپنا خط کسریٰ کو بھیجا۔ آپؐ نے (عبد اللہ بن حذافہؓ سے) فرمایا کہ وہ خط بحرین کے حاکم کو دیں۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ کو بھیج دیا۔ جب اُس نے وہ خط پڑھا، اسے پھاڑ ڈالا۔ (زہری کہتے تھے:) میں سمجھتا ہوں کہ (سعید) بن مسیب نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایران والوں کے لئے دعا کی کہ وہ ہر طرح ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔

---

[1] (صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب تقديم الجماعة من يصلي بهم اذا تأخر الامام)

٤٤٢٥: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً.

طرفهُ: ۷۰۹۹۔

۴۴۲۵: عثمان بن ہیثم نے ہم سے بیان کیا کہ عوف (اعرابی) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے حسن (بصری) سے، حسن نے حضرت ابوبکرہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: اللہ نے جنگ جمل کے ایام میں مجھے ایک بات سے فائدہ دیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی جبکہ قریب تھا کہ میں جمل والوں سے جاملوں اور اُن کے ساتھ ہو کر لڑوں۔ حضرت ابوبکرہؓ نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے اپنے لئے کسریٰ کی بیٹی ملکہ شاہ بنالی ہے تو آپؐ نے فرمایا: وہ قوم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتی جس نے اپنی حکومت ایک عورت کے سپرد کی۔

٤٤٢٦: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَذْكُرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً مَعَ الصِّبْيَانِ.

اطرافهُ: ۳۰۸۳، ٤٤٢٧۔

۴۴۲۶: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: میں نے زُہری سے سنا۔ وہ حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت کرتے تھے، کہتے تھے: مجھے یاد ہے کہ میں بھی لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے گیا تھا۔ اور سفیان نے ایک بار (لڑکوں کی بجائے) یوں کہا: بچوں کے ساتھ۔

٤٤٢٧: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ أَذْكُرُ أَنِّي خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ.

۴۴۲۷: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (بن عیینہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زُہری سے، زہری نے حضرت سائبؓ (بن یزید) سے روایت کی۔ (انہوں نے کہا:) مجھے یاد ہے کہ میں بھی لڑکوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے ثنیۃ الوداع تک گیا تھا جبکہ آپؐ غزوۂ تبوک سے واپس آئے تھے۔

اطرافهُ: ٣٠٨٣، ٤٤٢٦۔

تشریح: کِتَابُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى كِسْرَى وَقَيْصَرَ: عنوانِ باب کے تحت جو چار روایتیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے صرف ایک روایت میں کسریٰ کے خط کا ذکر ہے اور وہ بھی مجمل۔ قیصر روم کے خط کا ذکر نہیں۔ یہ نظر انداز کیوں؟ بحالیکہ قیصر روم والے خط کا ذکر شروع کتاب صحیح بخاری میں موجود ہے۔[1] علاوہ ازیں باب کی باقی دو روایتوں میں ذکر ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو بچوں نے ثنیۃ الوداع کے پاس استقبال کیا۔ جن میں خود راوی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اُس وقت بچپن یا لڑکپن کی عمر میں تھے۔ ان دونوں روایتوں کا تعلق عنوانِ باب سے کیا ہے اور جو خط نقل کیا گیا ہے اس کا تعلق خط کے نفس مضمون سے اتنا نہیں جتنا سلطنت کسریٰ کی تباہی و بربادی کے بارے میں پیشگوئی سے ہے۔ اگر خطوط کا مضمون بیان کرنا مدنظر ہوتا تو اُن کا اعادہ کیا جا سکتا تھا۔ علاوہ ازیں مضمون خط میں غایت درجہ اختصار ہے۔ دونوں شہنشاہوں سے خط و کتابت کا ایک ہی عنوان میں یکجا ذکر و بربادی سے متعلق حضرت ابوبکرہؓ کی روایت کا ضمناً اعادہ اور غزوۂ تبوک سے مراجعت پر ثنیۃ الوداع پر آپؐ کے استقبال کا تذکرہ یہ چاروں باتیں بتاتی ہیں کہ امام موصوفؒ نے دراصل غزواتِ نبوی سے متعلق ابواب ختم کر دیئے ہیں اور ایک ایسے دَورِ جدید سے متعلق ابواب قائم کرنے والے ہیں جو سلطنت کسریٰ و قیصر کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ ترتیب ابواب و تقدیم و تاخیر روایات میں یہ مخصوص اسلوب و تصرف صحیح بخاری میں جگہ جگہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی تازہ مثال ابھی باب ۷۸ کے نیچے روایت نمبر ۴۴۱۵ کے اعادہ میں گزر چکی ہے جس سے غزوۂ تبوک پر ایک اعتراض کا جواب دیا گیا ہے۔ امام ابن حجرؒ نے کتب مغازی و سیرت کی روایات کے حوالہ سے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو آپؐ نے قیصر وغیرہ کو دوسری بار خط لکھے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۶۰) ان کے خیال کی تصدیق ان خطوط سے ہوتی ہے جو مجموعہ وثائق سیاسیہ میں ہیں۔ دو خط قیصر روم کو بھیجے گئے تھے۔ پہلے خط میں یہ تھا کہ وہ اپنی رعایا

[1] (صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، روایت نمبر ۷)

کے اسلام قبول کرنے میں روک نہ بنے ورنہ اس کی رعایا کے گناہ کا وبال بھی اسی پر پڑے گا۔ یہ خط قیصر کو حضرت دحیہ کلبیؓ کے ہاتھ بھیجا گیا۔ اس کا تعلق ۷ھ سے ہے جب آپؐ کی قریش مکہ کے ساتھ میعادی صلح قرار پائی تھی۔ آخری خط میں جزیہ کا مطالبہ تھا۔[1] صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آپؐ نے اس وقت کسریٰ و قیصر اور دیگر جابر بادشاہوں کو خط لکھے۔[2] طبرانی نے حضرت مسوَر بن مخرمہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي لِلنَّاسِ كَافَّةً فَأَدُّوا عَنِّي وَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيَّ۔ اللہ عزوجل نے مجھے تمام لوگوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ اس لیے تم میری طرف سے پیغام پہنچاؤ، (اللہ تم پر رحم کرے) اور میرے متعلق اختلاف نہ کرو۔ اور آپؐ نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو کسریٰ، حضرت سلیط بن عمروؓ کو ہوذہ بن علی سردارِ یمامہ، حضرت علاء بن حضرمیؓ کو منذر بن ساویٰ سردار ھجر، حضرت عمرو بن عاصؓ کو جلندی سردار عمان کے بیٹوں جیفر اور عباد، حضرت دحیہؓ کو قیصر، حضرت شجاع بن وہبؓ کو ابن ابی شمر غسانی اور حضرت عمرو بن امیہؓ کو نجاشی کی طرف روانہ فرمایا۔ یہ سب نامہ بَر سوائے حضرت عمرو بن عاصؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے قبل مدینہ میں واپس آگئے تھے۔ نجاشی جسے خط بھیجا گیا تھا، دوسرا نجاشی تھا جو اسلام قبول کرنے والے نجاشی کا جانشین ہوا۔ سیرت نگاروں نے طبرانی کی اس روایت پر یہ اضافہ کیا ہے کہ آپؐ نے حضرت مہاجرؓ بن ابی امیہ بن حارث بن عبد کلال اور حضرت جریرؓ کو ذوالکلاع، حضرت سائبؓ کو مسیلمہ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کو مقوقس کی طرف روانہ کیا۔ (فتح الباری جزء۸، صفحہ ۱۶۰، ۱۶۱) امام ابن حجر کا خیال ہے کہ عنوانِ باب میں ان خطوط کی طرف اشارہ کیا گیا جو کسریٰ و قیصر کو دوبارہ لکھے گئے تھے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۶۲)

أَيَّامَ الْجَمَلِ سے مراد وہ خانہ جنگی ہے جو خلیفہ ثالث حضرت عثمانؓ کی شہادت کی وجہ سے مسلمانوں میں برپا ہوئی۔ جب باغیوں نے مدینہ پر حملہ کرکے آپؓ کو شہید کیا تو وہ حج کے ایام تھے۔ اکثر صحابہ حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر سنتے ہی اُن میں کہرام برپا ہو گیا۔ حضرت طلحہؓ و زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ کی زیر قیادت بصرہ کی طرف کوچ کیا جہاں باغی پناہ گزین تھے۔ حضرت علیؓ کی بیعت مدینہ میں ہو چکی تھی۔ خلیفہ وقت کی اجازت کے بغیر جنگ جائز نہ تھی۔ آپؓ نے روکا مگر صحابہ و تابعین مارے غم و غیظ کے بے قابو تھے۔ ان کی حضرت علیؓ کے ساتھ مڈھ بھیڑ ہوئی۔ حضرت عائشہؓ اپنے ہودج میں اونٹ پر سوار اپنے لشکر کی کمان فرما رہی تھیں۔ اس وجہ سے یہ واقعہ جنگ جمل کے نام سے مشہور ہوا۔ جمل کے معنی اونٹ کے ہیں۔ جملہ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَيَّامَ الْجَمَلِ - ترکیب یوں ہے: لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ أَيَّامَ الْجَمَلِ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ۔ یعنی اللہ نے جنگ جمل کے ایام میں مجھے ایک بات سے فائدہ دیا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔

---

[1] (مجموعہ الوثائق السیاسیۃ للعھد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، جزء اول صفحہ ۱۰۷ تا ۱۱۰)
[2] (مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب کتب النبی ﷺ الی ملوك الکفار یدعوھم الی اللہ عزوجل)

روایت نمبر ۴۴۲۵ میں کسریٰ کی جس بیٹی کے ملکہ بنائے جانے کا ذکر ہے اس کا نام بقول ابن قتیبہ اور طبری بُوران ہے اور اس کی بہن کا نام ارزمیدخت ہے۔ یہ دونوں اپنے بھائی شیرویہ کی موت کے بعد تخت ایران کی وارث ہوئیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۶۱) باب ۸۲ میں اس روایت کا ذکر ضمنی ہے۔ اس کا تعلق عنوانِ باب سے نہیں۔ تاریخ سے نہیں معلوم ہوتا کہ انہیں دعوت نامے بھیجے گئے ہوں۔ اسی طرح روایت نمبر ۴۴۲۷ بھی خط کے ذکر سے خالی ہے۔ ثنیۃ الوداع پر استقبال کا ذکر ہے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری اور بیماری کے اثنا میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی مہم کی تیاری و روانگی کا ذکر ہے، جس سے ظاہر ہے کہ باب ۸۲ مستقبل کی فتوحات کے لئے بطور ایک دیباچہ کے ہے۔ عنوانِ باب میں سابقہ خط و کتابت کے ذکر سے آپؐ کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس کا تعلق سلطنت عجم و روم کی تباہی سے ہے۔ آپؐ کو سرحدوں کی حفاظت کا فکر تھا۔ جس کے لئے غزوۂ تبوک میں بذات خود شریک ہوئے۔ اپنی پیرانہ سالی اور کوفت کی کچھ پرواہ نہیں کی اور دور دراز کے سفر کی مشقتوں کو برداشت کیا۔ مزید براں جبار حکومتوں کے ظلم و ستم کے چنگل میں پائمال رعایا کی نجات کا فکر بھی آپؐ کو تھا۔ قرآنِ مجید میں آپ کو رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سے ملقب کیا گیا ہے۔ آپؐ نے الوداع کا وقت نزدیک دیکھا تو ایامِ مرض میں اپنی غرض بعثت کی تکمیل کے لئے دنیا سے چلتے چلتے فتوحات کی ایک نئی طرح اپنے مبارک ہاتھوں سے ڈالی جو دُور رَس نتائج پر منتج ہوئی۔ باب ۸۲ کی روایتوں کا زیادہ تر تعلق مابعد کے غزوات سے ہے۔ جن کا آغاز آپؐ کے آخری ایام میں ہوا اور تکمیل عہد خلافت میں۔

بَاب ۸۳: مَرَضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتُهُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا اور آپؐ کا وفات پانا

وَقَوْلُ اللهِ تَعَالَى: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ○ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ○ (الزمر: ۳۱، ۳۲)

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا: تجھے بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تم قیامت کے دن اپنے ربّ کے سامنے آپس میں جھگڑو گے۔

۴۴۲۸:[1] وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ

۴۴۲۸: اور یونس نے زُہری سے نقل کیا کہ عروہ نے کہا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے، فرماتے تھے: عائشہ! میں اب

[1] بخاری کے بعض نسخوں میں یہ روایت نمبر ۴۴۳۰ کے بعد ہے۔ دیکھئے فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۶۴۔

فِيْـهِ يَـا عَائِشَـةُ مَـا أَزَالُ أَجِـدُ أَلَـمَ الطَّعَامِ الَّـذِي أَكَلْـتُ بِخَيْبَـرَ فَهَـذَا أَوَانُ وَجَـدْتُ انْقِطَـاعَ أَبْهَـرِي مِـنْ ذَلِكَ السُّمِّ.

تک اس کھانے کی تکلیف محسوس کر رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اب اس وقت میں نے محسوس کیا ہے جیسے اس زہر سے میری شاہ رگ کٹ گئی ہے۔

٤٤٢٩: حَـدَّثَنَا يَحْيَـى بْـنُ بُكَيْـرٍ حَـدَّثَنَا اللَّيْـثُ عَـنْ عُقَيْـلٍ عَـنِ ابْـنِ شِـهَابٍ عَـنْ عُبَيْـدِ اللهِ بْـنِ عَبْـدِ اللهِ عَـنْ عَبْـدِ اللهِ بْـنِ عَبَّـاسٍ رَضِـيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُـمَّ مَـا صَـلَّى لَنَـا بَعْـدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ.

طرفهُ: ٧٦٣۔

۴۴۲۹: یحیٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت امّ فضل بنت حارثؓ سے روایت کی۔ وہ کہتی تھیں: میں نے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مغرب (کی نماز) میں سورة وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا پڑھتے سنا۔ پھر اس کے بعد آپؐ نے ہمیں نماز نہیں پڑھائی اور اللہ نے آپؐ کو اُٹھالیا۔

٤٤٣٠: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَـرُ بْـنُ الْخَطَّـابِ رَضِـيَ اللهُ عَنْـهُ يُـدْنِي ابْـنَ عَبَّـاسٍ فَقَـالَ لَـهُ عَبْـدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّـهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَـمُ فَسَـأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَذِهِ الْآيَةِ: إِذَا

۴۴۳۰: محمد بن عرعرہ نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابوبشر سے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے، سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابن عباسؓ کو اپنے قریب بٹھاتے تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا: ہمارے بھی اس جیسے بیٹے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: وہ جس حیثیت کا ہے تم جانتے ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے حضرت

جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ (النصر: ۲) فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

اطرافهُ: ٣٦٢٧، ٤٢٩٤، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠۔

ابن عباسؓ سے اس آیت سے متعلق پوچھا: إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی وفات کی خبر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بتائی ہے تو حضرت عمرؓ نے یہ سن کر کہا: میں بھی یہی اس سے سمجھتا ہوں جو تم سمجھتے ہو۔

٤٤٣١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ نَزَاعٌ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِي فَالَّذِي أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنَنِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَنَسِيْتُهَا.

۴۴۳۱: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان بن عیینہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سلیمان احول سے، سلیمان نے سعید بن جبیر سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: جمعرات کا دن تھا اور جمعرات کا دن بھی کیا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ پر آپؐ کی بیماری نے سخت حملہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک تحریر لکھ دوں۔ جس کے بعد تم کبھی نہیں بھٹکو گے۔ وہ لوگ آپس میں جھگڑنے لگے حالانکہ نبی ﷺ کے پاس جھگڑنا نہیں چاہیے۔ کہنے لگے: کیا بات ہے؟ کیا آنحضرت ﷺ بیماری کی شدت سے کچھ فرما رہے ہیں؟ آپؐ سے پوچھو۔ چنانچہ آپؐ سے دوبارہ پوچھنے لگے: آپؐ نے فرمایا: مجھے رہنے دو، میں جس حالت میں ہوں وہ بہتر ہے، اس سے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔ آپؐ نے اُن کو تین باتوں کی وصیت کی۔ آپؐ نے فرمایا: جزیرۂ عرب سے مشرکوں کو نکال دینا اور نمائندوں کو اس طرح آنے دینا جس طرح کہ میں اُن کو آنے دیا کرتا تھا اور آپؐ خاموش ہوگئے۔ تیسری بات نہیں کی یا حضرت ابن عباسؓ نے کہا: میں اس کو بھول گیا۔

اطرافهُ: ١١٤، ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣٢، ٥٦٦٩، ٧٣٦٦۔

٤٤٣٢ : حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْآنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

اطرافهُ: ١١٤، ٣٠٥٣، ٣١٦٨، ٤٤٣١، ٥٦٦٩، ٧٣٦٦۔

۴۴۳۲: علی بن عبداللہ (مدینی) نے ہمیں بتایا کہ عبدالرزاق (بن ہمام) نے ہمیں بتایا۔ (انہوں نے کہا:) معمر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے زہری سے، زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، عبیداللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت آپہنچا اور گھر میں کئی مرد موجود تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں ایسی وصیت لکھ دوں کہ اس کے بعد تم نہیں بھٹکو گے۔ ان میں کسی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری نے بے بس کر دیا ہے اور تمہارے پاس قرآن ہے۔ اللہ کی کتاب ہمیں کافی ہے۔ اس پر گھر والوں میں اختلاف ہوا اور وہ جھگڑنے لگے۔ ان میں بعض وہ تھے جو کہتے تھے: (کاغذ، قلم دوات) قریب کرو کہ تمہیں تحریر لکھ دیں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو، اور ان میں سے بعض وہ تھے جو کچھ اور کہتے تھے۔ جب انہوں نے بحث اور جھگڑا بہت کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُٹھو چلے جاؤ۔ عبیداللہ نے کہا: حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: مصیبت ساری کی ساری مصیبت وہی ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے آپس میں جھگڑنے اور شور کرنے کی وجہ سے رُک گئے کہ آپؐ ان کے لئے وہ تحریر لکھتے۔

٤٤٣٣-٤٤٣٤: حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

۴۴۳۳-۴۴۳۴: یسرہ بن صفوان بن جمیل لخمی نے ہم سے بیان کیا کہ ابراہیم بن سعد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اپنے باپ (سعد بن ابراہیم) سے، انہوں نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اپنی اس بیماری میں بلایا جس میں آپؐ اُٹھائے گئے اور آپؐ نے اُن سے کوئی راز کی بات کی۔ وہ سن کر رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے اُن کو بلایا اور اُن سے رازداری میں کچھ کہا اور وہ سن کر ہنس پڑیں۔ ہم نے اس کی بابت پوچھا۔ وہ کہتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بطور رازدار بتایا کہ آپؐ اپنی اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے، اُٹھائے جائیں گے۔ یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپؐ نے راز کی بات کی اور مجھے بتایا کہ میں آپؐ کے اہل بیت میں سے پہلی ہوں جو آپؐ سے ملوں گی اور میں یہ سن کر خوشی سے ہنس پڑی۔

اطراف الحديث **٤٤٣٣**: ٣٦٢٣، ٣٦٢٥، ٣٧١٥، ٦٢٨٥۔
اطراف الحديث **٤٤٣٤**: ٣٦٢٤، ٣٦٢٦، ٣٧١٦، ٦٢٨٦۔

٤٤٣٥: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوتُ نَبِيٌّ حَتَّى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ

۴۴۳۵: محمد بن بشار نے مجھے بتایا کہ غندر نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد (بن ابراہیم) سے، سعد نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وہ فرماتی تھیں: میں سنا کرتی تھی کہ کوئی بھی نبی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا جب تک کہ اس

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ (النساء: ۷۰) الْآيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

کو دنیا اور آخرت سے متعلق اختیار نہ دے دیا جائے۔ تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کی اس بیماری میں جس میں آپؐ فوت ہوئے، فرماتے سنا اور آپؐ کی آواز بیٹھ گئی تھی۔ فرماتے تھے: ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا۔ میں سمجھی کہ آپؐ کو اختیار دیا گیا۔

اطرافہ: ۴۴۳۶، ۴۴۳۷، ۴۴۶۳، ۴۵۸۶، ۶۳۴۸، ۶۵۰۹۔

٤٤٣٦: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى.

۴۴۳۶: مسلم (بن ابراہیم) نے ہم سے بیان کیا کہ شعبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سعد (بن ابراہیم) سے، سعد نے عروہ سے، عروہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے یعنی وہ بیماری جس میں کہ آپؐ فوت ہوگئے، آپؐ فرمانے لگے: رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔

اطرافہ: ۴۴۳۵، ۴۴۳۷، ۴۴۶۳، ۴۵۸۶، ۶۳۴۸، ۶۵۰۹۔

٤٤٣٧: حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيَّا أَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكَى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ

۴۴۳۷: ابوالیمان نے ہم سے بیان کیا کہ شعیب نے ہمیں بتایا۔ انہوں زہری سے روایت کی کہ عروہ بن زبیر نے کہا: حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست تھے، فرمایا کرتے تھے: کبھی بھی کوئی نبی نہیں اُٹھایا گیا جب تک کہ اس نے جنت میں اپنا ٹھکانہ نہیں دیکھ لیا۔ پھر چاہے تو (دنیا میں) زندہ رکھا جائے یا اسے اختیار دیا جائے۔ جب آپؐ بیمار ہوئے اور جان کنی کا وقت آیا اور آپؐ کا

نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى فَقُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيْثُهُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ.

سر حضرت عائشہؓ کی ران پر تھا آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ جب آپؐ نے ہوش سنبھالا۔ آپؐ نے اپنی آنکھ کو گھر کی چھت کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: اے اللہ! رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔ میں نے کہا: اب تو آپؐ ہم میں رہنا پسند نہیں کریں گے۔ میں سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپؐ ہمیں بتایا کرتے تھے جبکہ آپؐ تندرست تھے۔

اطرافهُ: ٤٤٣٥، ٤٤٣٦، ٤٤٦٣، ٤٥٨٦، ٦٣٤٨، ٦٥٠٩۔

٤٤٣٨: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَأَبَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَضِمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ

۴۴۳۸: محمد (بن یحیٰ ذہلی) نے ہم سے بیان کیا کہ عفان (بن مسلم) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے صخر بن جویریہ سے، صخر نے عبدالرحمٰن بن قاسم سے، انہوں نے اپنے باپ (قاسم بن محمد) سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی: عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور میں نے آپؐ کو اپنے سینے سے سہارا دیا ہوا تھا اور عبدالرحمٰنؓ کے پاس ایک تازہ مسواک تھی جس سے وہ مسواک کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسواک کی طرف نگاہ کی، دیکھا۔ میں نے مسواک لی اور اسے توڑا اور اس کو نرم کر کے پانی سے پاک صاف کیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور آپؐ نے اس مسواک سے ایسی عمدگی سے مسواک کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی عمدگی سے مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔

يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضَى وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی فارغ ہی ہوئے تھے کہ آپؐ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا یا کہا: اپنی انگلی اُٹھائی اور پھر تین بار فرمایا: رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔ پھر آپؐ گزر گئے؛ اور حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں: آپؐ میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے۔

اطرافهُ: ٨٩٠، ١٣٨٩، ٣١٠٠، ٣٧٧٤، ٤٤٤٦، ٤٤٤٩، ٤٤٥٠، ٤٤٥١، ٥٢١٧، ٦٥١٠۔

٤٤٣٩:[1] حَدَّثَنِي حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكَى نَفَثَ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهِ فَلَمَّا اشْتَكَى وَجَعَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلَى نَفْسِهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِي كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ.

۴۴۳۹: حبان (بن موسیٰ مروزی) نے مجھ سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں خبر دی کہ یونس نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی، کہا: عروہ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہوتے تو اپنے بدن پر معوذات (سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کرتے اور اپنے ہاتھ کو بیماری دور کرنے کے لئے پھیرتے۔ جب آپؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے تو میں آپؐ پر ان معوذات کو پڑھ کر دم کرنے لگی، جن سے آپؐ دم کیا کرتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ لے کر آپؐ کے بدن پر بیماری دور کرنے کے لئے پھیرتی۔

اطرافهُ: ٥٠١٦، ٥٧٣٥، ٥٧٥١۔

٤٤٤٠: حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا

۴۴۴۰: معلی بن اسد نے ہمیں بتایا کہ عبدالعزیز بن مختار نے ہم سے بیان کیا کہ ہشام بن عروہ نے

[1] بخاری کے بعض نسخوں میں یہ روایت نمبر ۴۴۳۱ سے پہلے ہے۔ (دیکھئے فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۶۵)

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُوْلُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيْقِ.

طرفهُ: ٥٦٧٤۔

ہمیں بتایا۔ عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور انہوں نے یہ بات آپؐ سے فوت ہونے سے پہلے کان لگا کر سنی جبکہ آپؐ اپنی کمر مجھ سے لگا کر سہارا لئے ہوئے تھے۔ آپؐ فرماتے تھے: اے اللہ! پردہ پوشی فرماتے ہوئے مجھ سے درگزر کر اور مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق سے ملا دے۔

٤٤٤١: حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذَلِكَ لَأُبْرِزَ[1] قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

۴۴۴۱: صلت بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ ابوعوانہ (وضاح بن عبداللہ) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ہلال (بن ابی حمید) وزان سے، ہلال نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُس بیماری میں جس سے کہ آپؐ نہیں اُٹھے، فرمایا: اللہ! ان یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپؐ کی قبر پر سونے کا غلاف چڑھ جاتا۔ آپؐ ڈرے کہ کہیں آپؐ کی قبر مسجد نہ بنا لی جائے۔

اطرافهُ: ٤٣٥، ١٣٣٠، ١٣٩٠، ٣٤٥٣، ٤٤٤٣، ٥٨١٥۔

[1] الإِبْرِيزُ: الحَلْيُ الصَّافِي مِنَ الذَّهَبِ۔ (لسان العرب، برز، جزء۵ صفحہ ۳۱۱)

٤٤٤٢: [1] حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ

۴۴۴۲: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: لیث نے مجھ سے بیان کیا، کہا: عقیل نے مجھے بتایا۔ انہوں نے ابن شہاب سے روایت کی، کہا: عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنا پھرنا دشوار ہو گیا اور آپؐ کی بیماری کا آپؐ پر سخت حملہ ہوا تو آپؐ نے اپنی بیویوں سے اجازت لی کہ میرے گھر میں آپؐ کی تیمارداری کی جائے تو انہوں نے آپؐ کو اجازت دے دی۔ آپؐ نکلے اور آپؐ دو آدمیوں کے درمیان تھے۔ آپؐ کے پاؤں زمین پر لکیریں ڈالتے جاتے تھے۔ حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور ایک اور شخص کے درمیان تھے۔ عبید اللہ نے کہا: میں نے حضرت عبد اللہ (بن عباسؓ) کو جو حضرت عائشہؓ نے کہا تھا، بتایا تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے مجھ سے کہا: کیا تم جانتے ہو، وہ دوسرا شخص کون تھا؟ جس کا حضرت عائشہؓ نے نام نہیں لیا۔ کہتے تھے: میں نے کہا: نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا: وہ حضرت علیؓ (بن ابی طالب) ہیں اور حضرت عائشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

[1] صحیح بخاری کے بعض نسخوں کے مطابق یہ روایت نمبر ۴۴۴۶ کے بعد درج ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۷۶)

لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلَّى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

میرے گھر میں داخل ہوئے اور آپؐ کی بیماری نے آپؐ کو نڈھال کر دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ پر سات مشکیں انڈیلو کہ جن کے بندھن نہ کھولے گئے ہوں۔ شاید میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ ہم نے آپؐ کو آپؐ کی زوجہ حضرت حفصہؓ کے لگن میں بٹھایا۔ پھر آپؐ پر اُن مشکوں سے پانی ڈالتے گئے یہاں تک کہ آپؐ نے ہمیں اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا، بس کافی ڈال دیا ہے۔ بیان کرتی تھیں: پھر آپؐ لوگوں کے پاس باہر گئے اور نماز پڑھائی اور ان سے مخاطب ہوئے۔

اطرافهُ: ۱۹۸، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٧٩، ٦٨٢، ٦٨٣، ٦٨٧، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٦، ٢٥٨٨، ٣٠٩٩، ٣٣٨٤، ٤٤٤٥، ٥٧١٤، ٧٣٠٣۔

٤٤٤٣-٤٤٤٤: و أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَّهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ وَهُوَ كَذَلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا.

۴۴۴۳-۴۴۴۴: (زہری کہتے تھے:) عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے مجھے یہ بھی بتایا کہ حضرت عائشہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا زور ہوا تو آپؐ اپنی چادر اپنے منہ پر ڈالتے۔ جب گھبراہٹ محسوس کرتے تو اپنے منہ سے اس کو ہٹا دیتے اور اس حالت میں آپؐ فرماتے: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت اس لئے ہوئی کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ جو انہوں نے کیا ہے اس سے بچنے کے لئے آپؐ نے تنبیہ فرمائی۔

اطراف الحديث ٤٤٤٣: ٤٣٥، ١٣٣٠، ١٣٩٠، ٣٤٥٣، ٤٤٤١، ٥٨١٥۔
اطراف الحديث ٤٤٤٤: ٤٣٦، ٣٤٥٤، ٥٨١٦۔

٤٤٤٥: أَخْبَرَنِـي عُبَيْـدُ اللهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلَى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَلَا كُنْتُ أُرَى أَنَّـهُ لَـنْ يَقُـومَ أَحَـدٌ مَقَامَـهُ إِلَّا تَشَـاءَمَ النَّـاسُ بِهِ فَـأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذَلِكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي بَكْـرٍ. رَوَاهُ ابْـنُ عُمَـرَ وَأَبُـو مُوْسَى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۴۵: عبیداللہ نے مجھے یہ بتایا کہ حضرت عائشہؓ بیان کرتی تھیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکرؓ کی بابت جو بار بار کہا، آپؐ سے اس تکرار کرنے پر صرف اس بات نے مجھے آمادہ کیا کہ میرے دل میں یہ کبھی خیال نہیں آیا کہ آپؐ نے یہ اس لئے فرمایا کہ لوگ آپؐ کے بعد اس شخص کو پسند کریں جو آپؐ کی جگہ پر کھڑا ہو اور نہ میں یہ سمجھتی تھی کہ جو بھی آپؐ کی جگہ پر کھڑا ہوگا، لوگ اس سے بُری فال لیں گے۔ اس لئے میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ کے علاوہ یہ کام سپرد کریں۔ یہ بات حضرت (عبداللہ) بن عمر، حضرت ابوموسیٰ (اشعری) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

اطرافهُ: ١٩٨، ٦٦٤، ٦٦٥، ٦٧٩، ٦٨٢، ٦٨٣، ٦٨٧، ٧١٢، ٧١٣، ٧١٦، ٢٥٨٨، ٣٠٩٩، ٣٣٨٤، ٤٤٤٢، ٥٧١٤، ٧٣٠٣-

٤٤٤٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي فَلَا أَكْرَهُ شِـدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۴۴۶: عبداللہ بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ لیث نے ہمیں بتایا، کہا: ابن ہاد نے مجھ سے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن قاسم سے مروی ہے۔ انہوں نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں فوت ہوئے کہ آپؐ میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھے۔ سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی شدتِ موت مجھے دوبھر محسوس نہیں ہوئی۔

اطرافهُ: ٨٩٠، ١٣٨٩، ٣١٠٠، ٣٧٧٤، ٤٤٣٨، ٤٤٤٩، ٤٤٥٠، ٤٤٥١، ٥٢١٧، ٦٥١٠-

٤٤٤٧ : حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِي حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا الْحَسَنِ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا فَأَخَذَ بِيَدِهِ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ أَنْتَ وَاللهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا[1] وَإِنِّي وَاللهِ لَأَرَى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفَّى مِنْ وَّجَعِهِ هَذَا إِنِّي لَأَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اذْهَبْ بِنَا إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هَذَا الْأَمْرُ

۴۴۴۷: اسحاق (بن راہویہ) نے مجھ سے بیان کیا کہ بشر بن شعیب بن ابی حمزہ نے ہمیں خبر دی۔ انہوں نے کہا: میرے باپ نے مجھے بتایا کہ زہری سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: عبداللہ بن کعب بن مالک انصاری نے مجھے خبر دی- اور یہ حضرت کعب بن مالکؓ اُن تین آدمیوں میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول کی گئی- کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اُن کو بتایا کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آپؐ کی اس بیماری میں جس میں آپؐ فوت ہوئے، باہر نکلے۔ لوگوں نے پوچھا: ابوالحسن! آج صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا: الحمد للہ آج صبح اچھے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد ڈنڈے کے غلام ہوگے اور میں بخدا یہ سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیماری سے عنقریب فوت ہو جائیں گے۔ یہ اس لئے کہ میں عبدالمطلب کے بیٹوں کے موت کے وقت کے چہرے پہچانتا ہوں۔ آؤ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں اور آپؐ سے پوچھ لیں کہ یہ خلافت کس کے لئے ہوگی؟ اگر تو ہمارے لئے ہوئی تو ہمیں

[1] عَبْدُ الْعَصَا: هُوَ كِنَايَةٌ عَمَّنْ يَصِيرُ تَابِعًا لِغَيْرِهِ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ يَمُوتُ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۷۹)

إِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِي غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصَى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ وَإِنِّي وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

طرفہ: ۶۲۶۶۔

اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے سوا کسی اور کے لئے ہوئی، اس کا بھی علم ہو جائے گا اور وہ ہمارے لئے وصیت کر جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے یہ سن کر کہا: اللہ کی قسم! اگر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پوچھا اور آپؐ نے ہمیں (یہ خلافت) نہ دی تو آپؐ کے بعد لوگ ہمیں کبھی نہ دیں گے اور بخدا! میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق نہیں پوچھوں گا۔

٤٤٤٨: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوْفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَفْتَتِنُوْا فِي

۴۴۴۸: سعید بن عفیر نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہا: لیث (بن سعد) نے مجھ سے بیان کیا، کہا: عقیل نے مجھے بتایا کہ ابن شہاب سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا کہ مسلمان اس اثنا میں کہ سوموار کے دن فجر کی نماز میں تھے اور حضرت ابو بکرؓ اُن کو نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یکایک حضرت عائشہؓ کے حجرے کا پردہ اُٹھایا اور ان کو دیکھا اور وہ نماز کی صفوں میں تھے۔ پھر خوشی سے مسکرائے اور یہ دیکھ کر حضرت ابو بکرؓ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے کو ہٹے تا کہ صف میں جا ملیں اور خیال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے باہر آنا چاہتے ہیں۔ حضرت انسؓ نے کہا:

صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

اطرافهُ: ۶۸۰، ۶۸۱، ۷۵۴، ۱۲۰۵۔

مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اتنے خوش ہوئے کہ وہ نماز توڑنے کو تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اُن کو اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کریں۔ پھر آپؐ حجرے میں چلے گئے اور پردہ ڈال دیا۔

٤٤٤٩: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَأَنَّ اللهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهُ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ

۴۴۴۹: محمد بن عبید نے مجھ سے بیان کیا کہ عیسیٰ بن یونس نے ہمیں بتایا کہ عمر بن سعید سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: ابن ابی ملیکہ نے مجھے خبر دی کہ ابوعمرو ذکوان نے جو کہ حضرت عائشہؓ کے غلام تھے، ان سے بیان کیا کہ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: مجھ پر اللہ کے احسانوں میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں، میری باری کے دن اور میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے اور یہ کہ اللہ نے آپؐ کی وفات کے وقت میرے اور آپؐ کے لعاب کو ملا دیا۔ عبدالرحمٰن (بن ابی بکرؓ) میرے پاس اندر آئے۔ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سہارا دیئے ہوئے تھی۔ میں نے آپؐ کو دیکھا کہ مسواک کی طرف نظر ہے اور میں سمجھتی تھی کہ آپؐ مسواک لینا پسند کرتے ہیں۔ میں نے آپؐ سے پوچھا: کیا میں آپؐ کے لئے یہ مسواک لے لوں؟ آپؐ نے اپنے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔

أَنْ نَعَمْ فَلَيَّنْتُهُ فَأَمَرَّهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَاءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ يَقُوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ.

میں نے آپؐ کو لے کر دی مگر وہ سخت تھی۔ (آپؐ چبا نہ سکے۔) میں نے کہا: کیا آپؐ کے لئے یہ نرم کر دوں؟ آپؐ نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں۔ میں نے وہ نرم کر دی تو آپؐ نے مسواک کی۔ اور آپؐ کے سامنے پانی کی چھاگل تھی یا کہا: پیالہ تھا۔ عمر (بن سعید) اس کے متعلق شک کرتے ہیں۔ اس میں پانی تھا، آپؐ اپنے ہاتھ پانی میں ڈالتے اور اُن کو اپنے منہ پر پھیرتے۔ فرماتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ موت کی بھی سختیاں ہوتی ہیں۔ پھر آپؐ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور فرمانے لگے: اعلیٰ رفیق کے ساتھ۔ یہاں تک کہ آپؐ اُٹھالئے گئے اور آپؐ کا ہاتھ جھک گیا۔

اطرافهُ: ۸۹۰، ۱۳۸۹، ۳۱۰۰، ۳۷۷٤، ٤٤۳۸، ٤٤٤٦، ٤٤٥۰، ٤٤٥۱، ٥۲۱۷، ٦٥۱۰۔

٤٤٥۰: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَاءَ فَكَانَ فِي بَيْتِ عَائِشَةَ حَتَّى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي

۴۴۵۰: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا، (کہا:) سلیمان بن بلال نے مجھے بتایا کہ ہشام بن عروہ نے ہم سے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے، پوچھتے تھے، فرماتے: کل میں کہاں ہوں گا؟ کل میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ کی مراد یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ کی باری کب ہو گی۔ یہ معلوم کر کے آپؐ کی ازواج نے آپؐ کو اجازت دے دی کہ جہاں آپؐ چاہیں رہیں۔ تب آپؐ حضرت

كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِي بَيْتِي فَقَبَضَهُ اللهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِي وَسَحْرِي وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِي ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَمَعَهُ سِوَاكٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِي هَذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ فَأَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلَى صَدْرِي.

عائشہؓ کے گھر میں رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس آپؐ فوت ہوئے۔ حضرت عائشہؓ کہتی تھیں: آپؐ اس دن فوت ہوئے جس دن آپؐ میرے گھر میں میرے پاس باری پر آیا کرتے تھے۔ اللہ نے آپؐ کو اُٹھالیا اور اس وقت آپؐ کا سر میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھا اور آپؐ کا لعاب میرے لعاب سے ملا۔ پھر انہوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اندر آئے اور اُن کے پاس مسواک تھی، جس سے وہ مسواک کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسواک کی طرف دیکھا۔ میں نے ان سے کہا: عبدالرحمٰن! مسواک مجھے دے دو اور انہوں نے مجھے وہ دے دی۔ میں نے وہ توڑی اور توڑ کر چبائی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو وہ مسواک دے دی۔ آپؐ نے اس مسواک سے مسواک کی اور آپؐ میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

اطرافهُ: ۸۹۰، ۱۳۸۹، ۳۱۰۰، ۳۷۷٤، ٤٤٣٨، ٤٤٤٦، ٤٤٤٩، ٤٤٥١، ٥٢١٧، ٦٥١٠۔

٤٤٥١: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَاءٍ إِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ

۴۴۵۱: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد بن زید نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ایوب (سختیانی) سے، ایوب نے ابن ابی ملیکہ سے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، فرماتی تھیں: نبی ﷺ میرے گھر میں، میری باری کے دن، میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان فوت ہوئے اور جب آپؐ بیمار ہوتے، ہم میں سے کوئی دعا پڑھ کر آپؐ کے واسطے پناہ مانگتا۔

أُعَوِّذُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلَى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيْدَةٌ رَطْبَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً فَأَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيْهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ فَجَمَعَ اللهُ بَيْنَ رِيْقِي وَرِيْقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ.

چنانچہ میں بھی آپؐ کے لئے پناہ مانگنے لگی۔ آپؐ نے اپنا منہ آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمانے لگے: اعلیٰ رفیق کے ساتھ۔ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ ادھر آنکلے اور ان کے ہاتھ میں کھجور کی ایک سبز ٹہنی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا۔ میں سمجھ گئی آپؐ کو اس کی ضرورت ہے۔ میں نے وہ لی اور اس کا سرا چبایا اور اس کو پانی سے جھاڑ کر صاف ستھرا کرکے آپؐ کو وہ دے دی۔ اور آپؐ نے اس سے مسواک ایسی اچھی طرح کی کہ جو آپؐ کیا کرتے تھے۔ پھر آپؐ نے مجھے وہ مسواک دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ آپؐ کا ہاتھ گر گیا، یا کہا: آپؐ کے ہاتھ سے وہ گر گئی۔ اس طرح اللہ نے میرے اور آپؐ کے لعاب کو اُس وقت اکٹھا کر دیا کہ جو دنیا میں آخری دن اور آخرت میں پہلا دن تھا۔

اطرافہ: ۸۹۰، ۱۳۸۹، ۳۱۰۰، ۳۷۷۴، ٤٤٣٨، ٤٤٤٦، ٤٤٤٩، ٤٤٥٠، ٥٢١٧، ٦٥١٠۔

٤٤٥٢-٤٤٥٣: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْبَلَ عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

۴۴۵۲-۴۴۵۳: یحییٰ بن بکیر نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ابوسلمہ (بن عبدالرحمٰن بن عوف) نے مجھے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ نے اُن سے بیان کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے اس گھر سے جو سُنح میں تھا، گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے۔ لوگوں سے بات نہیں کی، سیدھے حضرت عائشہؓ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي وَاللهِ لَا يَجْمَعُ اللهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.

کے پاس چلے آئے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف گئے۔ آپؐ ایک یمنی کپڑے سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ انہوں نے آپؐ کے منہ سے وہ کپڑا اُٹھایا۔ پھر آپؐ پر جھکے اور آپؐ کو بوسہ دیا اور روئے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ اللہ کی قسم! اللہ آپؐ پر دو موتیں اکٹھی نہیں کرے گا۔ وہ موت جو آپؐ کے لئے مقدر تھی وہ تو آپؐ پر وارد ہو چکی۔

اطراف الحديث ٤٤٥٢: ١٢٤١، ٣٦٦٧، ٣٦٦٩، ٤٤٥٥، ٥٧١٠۔
اطراف الحديث ٤٤٥٣: ١٢٤٢، ٣٦٦٨، ٣٦٧٠، ٤٤٥٤، ٤٤٥٧، ٥٧١١۔

٤٤٥٤: قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي أَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَّجْلِسَ فَأَقْبَلَ النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللهَ فَإِنَّ اللهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ قَالَ اللهُ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ إِلَى قَوْلِهِ الشّٰكِرِيْنَ (ال عمران: ١٤٥) وَقَالَ وَاللهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ أَنْزَلَ

۴۴۵۴: زہری کہتے تھے: اور ابوسلمہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہوئے مجھے یہ بھی بتایا کہ حضرت ابوبکرؓ باہر آئے اور اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا: عمرؓ بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمرؓ نہ بیٹھے۔ لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: تم میں سے جو محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پرستش کرتا تھا تو پھر محمدؐ تو فوت ہو گئے ہیں اور تم میں سے جو اللہ کی پرستش کرتا تھا تو اللہ زندہ ہے، کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے: محمد ایک رسول ہی ہے۔ اس سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں...... اور حضرت ابن عباسؓ کہتے تھے: اللہ کی قسم! ایسا معلوم ہوا کہ گویا لوگ اس وقت تک

هَذِهِ الْآيَةَ حَتَّى تَلَاهَا أَبُو بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوهَا، فَأَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتَّى مَا تُقِلُّنِي رِجْلَايَ وَحَتَّى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ.

کہ حضرت ابو بکرؓ نے وہ آیت پڑھی، جانتے ہی نہ تھے کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل کی تھی۔ گویا تمام لوگوں نے ان سے یہ آیت سیکھی۔ پھر لوگوں میں جس آدمی کو بھی میں نے سنا، یہی آیت پڑھ رہا تھا۔ زہری کہتے تھے: سعید بن مسیب نے مجھے بتایا کہ حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ کی قسم! جونہی کہ میں نے حضرت ابو بکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا، میں اس قدر گھبرایا کہ دہشت کے مارے میرے پاؤں مجھے سنبھال نہ سکے اور میں زمین پر گر گیا۔ جب میں نے حضرت ابو بکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا۔ میں نے جان لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔

اطرافهُ: ١٢٤٢، ٣٦٦٨، ٣٦٧٠، ٤٤٥٣، ٤٤٥٧، ٥٧١١۔

٤٤٥٥، ٤٤٥٦، ٤٤٥٧: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ.

۴۴۵۵، ۴۴۵۶، ۴۴۵۷: عبداللہ بن ابی شیبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ یحییٰ بن سعید (قطان) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سفیان (ثوری) سے، سفیان نے موسیٰ بن ابی عائشہ سے، موسیٰ نے عبیداللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے، انہوں نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپؐ کے فوت ہونے کے بعد بوسہ دیا۔

اطراف الحديث **٤٤٥٥**: ١٢٤١، ٣٦٦٧، ٣٦٦٩، ٤٤٥٢، ٥٧١٠۔
اطراف الحديث **٤٤٥٦**: ١٢٤٢، ٣٦٦٨، ٣٦٧٠، ٤٤٥٤، ٤٤٥٣، ٥٧٠٩۔

٤٤٥٨: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ

۴۴۵۸: علی (بن عبداللہ مدینی) نے ہم سے بیان کیا کہ یحییٰ (بن سعید قطان) نے یہی بات ہمیں

فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّوْنِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِي قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ. رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

بتائی اور اتنا زیادہ کیا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں: آپؐ کی بیماری میں ہم نے آپؐ کے منہ میں دوا ڈالی۔ آپؐ ہمیں اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو۔ ہم سمجھے آپؐ دوائی سے نفرت کرتے ہیں جیسے کہ بیمار دوائی سے نفرت کرتا ہے۔ جب آپؐ کو افاقہ ہوا، آپؐ نے فرمایا: کیا میں نے تمہیں روکا نہیں تھا کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو؟ ہم نے کہا: آپؐ کا روکنا اس نفرت کی وجہ سے تھا جو ہر بیمار کو دوائی سے ہوا کرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: گھر میں کوئی بھی نہ رہے مگر اس کے منہ میں دوائی ڈالی جائے اور میں دیکھوں سوائے عباسؓ کے کیونکہ وہ تم میں موجود نہ تھے۔ یہ بات (عبدالرحمٰن) ابن ابی زناد نے ہشام (بن عروہ) سے روایت کی۔ ہشام نے اپنے باپ سے، ان کے باپ نے حضرت عائشہؓ سے، حضرت عائشہؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی۔

اطرافهُ: ۵۷۱۲، ۶۸۸۶، ۶۸۹۷-

٤٤٥٩: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنِي أَزْهَرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَتْ مَنْ قَالَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّي لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي

۴۴۵۹: عبداللہ بن محمد (مسندی) نے ہم سے بیان کیا کہ ازہر (بن سعد سمان) نے مجھے خبر دی کہ (عبداللہ) بن عون نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: حضرت عائشہؓ کے پاس ذکر کیا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے لئے وصیت کی تھی۔ وہ کہنے لگیں: یہ کس نے کہا ہے؟ میں نے نبی ﷺ

فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ.

طرفهُ: ۲۷٤۱۔

کو دیکھا اور میں آپؐ کو اپنے سینے کا سہارا دیئے ہوئے تھی۔ آپؐ نے طشت منگوایا۔ پھر ایک طرف جھکے اور فوت ہوگئے۔ میں نہیں سمجھتی کہ آپؐ نے کس طرح علیؓ کے لئے وصیت کی ہے۔

٤٤٦٠: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِهَا قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللهِ.

اطرافهُ: ۲۷٤۰، ۵۰۲۲۔

۴۴۶۰: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ مالک بن مغول نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے طلحہ (بن مصرف) سے روایت کی۔ انہوں کہا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے پوچھا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ میں نے پوچھا: پھر لوگوں پر وصیت کیسے فرض کی گئی؟ یا انہیں اس کا حکم دیا گیا؟ انہوں نے کہا: آپؐ نے کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی۔

٤٤٦١: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا عَبْدًا وَلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِي كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً.

اطرافهُ: ۲۷۳۹، ۲۸۷۳، ۲۹۱۲، ۳۰۹۸۔

۴۴۶۱: قتیبہ (بن سعید) نے ہم سے بیان کیا کہ ابوالاحوص (سلام بن سلیم) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ابواسحاق سے، ابواسحاق نے حضرت عمرو بن حارث سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ کوئی لونڈی سوائے اپنی سفید خچر کے جس پر آپؐ سوار ہوا کرتے تھے اور اپنے ہتھیاروں کے اور ایک زمین کے جو آپؐ نے مسافروں کے لئے وقف کر دی تھی۔

٤٤٦٢: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَا كَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهْ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهْ يَا أَبَتَاهْ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهْ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ نُفُوسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا عَلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

۴۴۶۲: سلیمان بن حرب نے ہم سے بیان کیا کہ حماد (بن زید) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے ثابت (بنانی) سے، ثابت نے حضرت انسؓ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری سخت ہوگئی تو آپؐ پر غشی طاری ہونے لگی۔ یہ حالت دیکھ کر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے کہا: ہائے میرے باپ کی گھبراہٹ۔ یہ سن کر آپؐ نے ان سے کہا: آج کے بعد تمہارے باپ پر کوئی گھبراہٹ نہ ہوگی۔ جب آپؐ فوت ہوگئے تو حضرت فاطمہؓ کہنے لگیں: اے میرے باپ، جو اپنے ربّ کے بلانے پر چلے گئے۔ اے میرے باپ، جن کا ٹھکانہ جنت الفردوس ہوا۔ اے میرے باپ، جبرائیل کو آپؐ کی وفات کی خبر سناتی ہوں۔ جب آپؐ دفن کئے گئے تو حضرت فاطمہ علیہا السلام کہنے لگیں: انسؓ! تمہیں کیسے گوارا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈالو۔

تشریح: مَرَضُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وَفَاتُهُ: اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض الموت، وصیت، ہدایت اور روانگی مہم سے متعلق ذکر ہے۔ کل پینتیس روایتیں ہیں، جن میں سے بعض پہلے گزر چکی ہیں۔ عنوانِ باب میں بیماری کے سبب کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ سورۃ وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا آخری سورۃ ہے جو بمطابق روایت نمبر ۴۴۲۹ آپؐ نے آخری نماز باجماعت میں تلاوت فرمائی اور یہ وہ سورۃ ہے جس میں دانیال کی پیشگوئی (نبیوں والی میعاد، باب ۱۱، ۱۲)، دجال اور آخری تباہی کا ذکر ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جو نصیحتیں آپؐ نے فرمائیں ان میں دجال سے متعلق انذار بھی ہے۔ دیکھئے روایت نمبر ۴۴۰۲۔

روایت نمبر ۴۴۳۹ میں ہے کہ آپؐ بیماری میں آخری تین سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے اور اپنے بدن پر اپنا ہاتھ پھیرتے تو بیماری کی تکلیف دور ہو جاتی تھی۔ دم کرنے اور اس کے علاوہ اور بھی طریق از قسم

جھاڑ پھونک، جادو منتر، تعویذ، ٹونے ٹوٹکے کا رواج ہے اور لوگوں کے مشاہدے میں ہے کہ ان طریقوں سے بعض وقت بیماری سے شفا ہو جاتی ہے۔ اس کا سبب دراصل عمل توجہ ہے جو نفس ناطقہ پر اثر انداز ہوتا اور اس کے اندر تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ آج کل عمل توجہ ایک باقاعدہ فن ہے اور علمی اصطلاح میں اس کے متعدد نام ہیں- مسمریزم، تنویم، ہپنوٹزم اور مقناطیسی وغیرہ۔ میں نے ایک امریکن ماہر فن کو دیکھا جو اپنی توجہ کے ذریعہ سے سُلا کر غیر طبعی حرکات کروانے میں مہارت رکھتا تھا۔ اور یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ باری کا بخار دَم کردہ پانی سے یا دھاگا باندھنے سے ٹوٹ گیا ہے۔ بلکہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک ایسے بیمار کی دوائی بند کرنے اور اس کے سامنے دوسری چارپائی پر چرخہ رکھنے اور اس پر کپڑا ڈالنے اور اسے یہ کہنے سے کہ بخار اَب تجھے نہیں بلکہ اس چرخہ کو چڑھے گا، بخار ٹوٹ گیا۔ بلکہ یہ بھی مشاہدہ کی بات ہے کہ ایک بزرگ کی قبر سے مٹی لے کر کلائی پر باندھنے سے مزمن بخار ٹوٹ گیا۔ ایسے سب واقعات میں توجہ کام کرتی ہے۔ ہمارے جسم کی ساخت نہایت لطیف ذرات سے ہے جو صرف قوی خورد بینوں سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ دقیق در دقیق جاندار خانے ہیں۔ جنہیں زبان عربی میں خلایا (جمع خلیہ) اور انگریزی میں (Cells) کہتے ہیں۔ ہر خلیہ یا خانہ اپنے اندر زندگی کا مرکز رکھتا ہے۔ جس میں نقص پیدا ہو جانے سے زندگی کی رَو عارضی طور پر مدھم یا معطل ہو جاتی ہے۔ ہر ذرۂ حیات اپنی ذات میں مکمل مشین ہے۔ جس کی ریخت و مرمت کا سازوسامان اس کے اندر ہی موجود ہے۔ اس ننھی سی مشین میں جو بھی خلل پیدا ہوتا ہے، کسی نہ کسی ظاہر علامت و صورت میں اس کا ظہور اور احساس ہوتا ہے۔ اس علامت و احساس کا نام بیماری ہے جو خارجی شے ہے اور انسان کی غفلت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس خلل کے ازالہ اور خلیہ کی مشینری کے باطنی کَل پرزے درست اور ٹھیک ٹھاک کرنے کا انتظام خالق فطرت نے خود اس کے اندر ہی رکھا ہے اور ان میں حرکت پیدا کرنے اور چلانے کے لئے کسی نہ کسی خارجی محرک کی ضرورت ہے۔ یہ حقیقت سورۃ الشعراء آیت ۸۱ میں بالفاظ حضرت ابراہیم علیہ السلام وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ میں بیان ہوئی ہے یعنی جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے۔ مرض کو اپنی طرف اور شفا کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا قرار دیا ہے۔ جس کا انتظام خود ذراتِ بدن کی ننھی مشینوں کے باطن میں موجود ہے اور انہی کو حرکت میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ خواہ دوا سے یا عمل توجہ سے یا دعا سے۔ یہ جو آپ نے سنا اور دیکھا ہوگا کہ بدن میں سوئیاں چبھو کر مراق سے بیمار مرد یا عورت کا جن نکالا گیا ہے۔ یہ بھی دراصل علاج ہی کی قسم ہے جسے انگریزی میں آکو پنکچر (Acupuncture) یعنی سوئیاں چبھونا کہتے ہیں۔ یہ طریق علاج چین میں پانچ ہزار سال سے رائج ہے اور یورپ میں بھی اس سے تپ کا بھی اور دردِ شقیقہ اور دردِ دل اور مراق کا علاج کیا جاتا ہے۔ اس مخصوص طریق علاج سے اعصاب و خلایا بدن میں تحریک ہی پیدا کی جاتی ہے جو عمل توجہ اور دعا سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ دعا کا تعلق مشیئت الٰہی سے ہے جو اسباب شفا پیدا کرنے کی کامل قدرت رکھتا ہے اور عمل توجہ کا تعلق انسان کے اپنے ارادہ سے ہے جو عقیدہ و یقین اور عزم کی پختگی سے قوت پاتا اور اپنے باطن میں اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ حقیقت

ہے مرض و صحت یابی کی۔ علم تابکاری نے اس دقیق امر کے سمجھنے میں اب اور آسانی پیدا کر دی ہے اور علم روحانیت سے متعلق مشاہدات و تجارب اس کثرت سے ہیں کہ ان کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں یہ حقیقت مسلمہ ادیان عالم ہے کہ جتنا جتنا تعلق و اتصال انسان کا ذاتِ باری تعالیٰ سے ہوتا ہے اسی قدر زیادہ اس کی روحانی طاقتیں اس منبع فیوض سے فیضیاب ہو کر اس کی قوت توجہ اپنے باطن اور ماحول میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ ادویہ جو بدن کے اندر جاتی ہیں وہ خود خلایا کے اندر نہیں جاتیں بلکہ اُن کا بڑا کام یہ ہوتا ہے کہ خلایا کے مراکز حیات کو جو حالت تعطل میں ہوں، حرکت میں لائیں۔ یہی حرکت عمل توجہ سے بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ انبیاء اور اولیاء اللہ کی روح غایت درجہ مطہر اور مصفا ہوتی ہے اور ان کے تزکیہ نفس کی نسبت سے ان کی قوت ارادہ و توجہ اور ان کی دیگر طاقتیں غیر معمولی طور پر ترقی یافتہ ہوتی ہیں۔ اس لئے ان کی نیک تاثیریں ان وجودوں میں سرایت کرتی ہیں جو اُن سے پیوند پکڑتے ہیں اور ان مقدس ہستیوں کے ماسوا بعض لوگ ذہنی و بدنی ریاضت کی مشق کرتے اور مقناطیسی طاقتِ جذب حاصل کر لیتے ہیں اور یہ ایک قسم کا کسب و فن ہے اور اس کی غرض و غایت تزکیہ نفس اور وصالِ الٰہی نہیں بلکہ کسب معاش ہے۔

روایت نمبر ۴۴۳۲ شیعہ و اہل سنت کے درمیان مدت سے موضوع بحث و نزاع رہی ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ یہ وصیت حضرت علیؓ کے حق خلافت سے متعلق مقصود بالذات تھی جو حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر کہ کیا کتاب اللہ ہمارے لئے کافی نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھنے نہیں دی۔ یہ امر واقعہ ہے جو اسی روایت میں مذکور ہے کہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی بات پر حاضرین میں جھگڑا تھا جس سے ایک شور اُٹھا۔ کیا یہ احتمال نہیں کہ حضرت عمرؓ نے اپنے محبوب آقا کی تکلیف کا احساس کر کے ایسا کیا۔ جب یہ بھی احتمال ہے جو اَغلب ہے تو محض ایک فرضی خیال سے کسی مثبت بات کے بارے میں قیاس یقین کا درجہ نہیں رکھتا اور اس قیاس پر اصرار دوسری غلطی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ واقعات کی بناء پر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ کو ایک موقع پر ان کے بعض خدشات کا جواب دے چکے ہیں جو انہیں اپنے کسی موروثی حق کے بارے میں پیدا ہوئے تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب فرض الخمس روایت نمبر ۳۰۹۴۔ وصیت کے خیال کا ردّ روایت نمبر ۴۴۵۹، ۴۴۶۰ سے ہوتا ہے۔ یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے کہ آخری سانس لیا۔ یہ روایت خلاف ہے اُس روایت کے جو حاکم اور ابن سعد نے نقل کی ہے کہ آپؐ حضرت علیؓ کی گود میں فوت ہوئے۔[1] ابن حجر کی تحقیق میں وہ روایت مختلف سندوں سے نقل کی گئی ہے اور ہر سند میں کوئی نہ کوئی شیعہ راوی ہے اور قابل التفات نہیں۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵)

روایت نمبر ۴۴۵۴ سے ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر نے آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۵) سے استدلال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فوت ہو گئے جس

[1] (الطبقات الکبریٰ، ذکر من قال توفی رسول اللہﷺ فی حجر علی بن أبی طالب، جزء۲ صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲)

طرح آپؐ سے پہلے تمام رسول۔ خَلَتْ کے معنی خالی گزرنا نہیں بلکہ موت کے ذریعہ سے گزرنا ہے جیسا کہ الفاظ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ میں تصریح ہے۔ مَاتَ سے مراد طبعی موت اور قتل سے غیر طبعی موت مراد ہے۔ دونوں طریق میں سے کسی ایک ذریعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوسکتے ہیں۔ یہ اچنبی بات نہیں۔ تمام رسول اسی طرح آپؐ سے پہلے گزر گئے۔ اگر کسی نبی کے دنیا سے موت کے بغیر چلے جانے کی صورت ہوتی اور وہ زندہ سمجھا جاتا تو حضرت ابو بکرؓ کا اس آیت سے استدلال درست نہیں ٹھہرتا اور نہ صحابہ کرامؓ کو اُن کے استدلال سے تسلی ہوسکتی تھی۔ وہ خاموش ہوگئے اور یہ خاموشی اُن کا اجماع ہے۔ اس اعلان سے قبل حضرت عمرؓ کا خیال تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے بلکہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام طور پر اپنے ربّ کے پاس گئے تھے اور واپس بھی آگئے تھے اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ربّ کے پاس کچھ دیر کے لئے گئے ہیں واپس آجائیں گے۔ اپنا یہ خیال بیان کیا اور کہا کہ جو یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے ہیں، اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ جس پر حضرت ابو بکرؓ نے انہیں خاموش کیا۔[1] بعض روایات میں ذکر ہے کہ جب حضرت عمرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراجعت سے متعلق حلفاً بیان کررہے تھے تو حضرت ابو بکرؓ مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور ان کے الفاظ سن کر فرمایا: اَیُّهَا الْحَالِفُ عَلَی رِسْلِكَ۔ (نمبر ۳۶۶۷) قسم کھانے والے ٹھہر و خاموشی سے سنو۔

روایت نمبر ۴۴۵۸ سے پایا جاتا ہے کہ آپؐ کی مرضی کے خلاف بلکہ منع کرنے کے باوجود دوائی بیہوشی کی حالت میں آپؐ کے منہ میں ڈالی گئی جس کی سزا آپؐ نے دوائی ڈالنے والوں کو یہ دی کہ انہیں وہی دوائی پلائی گئی۔ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو ادباً مستثنیٰ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ذَاتُ الْجَنْب کا شبہ جس کی وہ دوائی تھی آپؐ کے نزدیک درست نہ تھا (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۸۵) اور آپؐ نے اشارہ فرمایا، یہ نہ دی جائے یا آپؐ کو اپنی آخری گھڑی کا علم ہوچکا تھا۔ جس میں دوا دارو بے سود ہے۔ روایت نمبر ۴۴۴۰، ۴۴۴۱ سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کا خندہ پیشانی و اطمینانِ قلب سے استقبال کیا کہ وہ اپنے معبود سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ آپؐ کو کرب و اضطراب اپنی امت کے بارے میں اس فکر سے ہوا کہ کہیں وہ یہود و نصاریٰ کی روش اختیار نہ کرلیں۔

[1] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، مقالۃ عمر بعد وفاۃ الرسول، جزء۲ صفحہ ۶۵۵)

بَاب ٨٤: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آخری بات جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی

٤٤٦٣: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ يُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِي رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتَّى يَرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ عَلَى فَخِذِي غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى فَقُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اللَّهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلَى.

۴۴۶۳: بشر بن محمد نے ہم سے بیان کیا کہ عبداللہ (بن مبارک) نے ہمیں بتایا کہ یونس نے کہا: زہری کہتے تھے: سعید بن مسیب نے اہل علم میں سے کئی آدمیوں کے سامنے مجھے بتایا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تندرست تھے، فرمایا کرتے تھے: کوئی نبی نہیں اُٹھایا گیا جب تک اس نے جنت میں اپنے ٹھکانے کو نہیں دیکھ لیا اور اس کو اختیار نہ دے دیا گیا ہو۔ جب بیماری نے آپؐ پر سخت حملہ کیا اور آپؐ کا سر میری ران پر تھا۔ آپؐ پر غشی طاری ہوئی۔ پھر آپؐ کو افاقہ ہوا اور گھر کی چھت کی طرف آپؐ نے ٹکٹکی لگائی اور فرمایا: اے الٰہی رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔ میں نے کہا: اب تو آپؐ ہم میں رہنا پسند نہیں کریں گے۔ اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہی بات ہے جو آپؐ ہمیں جبکہ آپؐ تندرست تھے، بتایا کرتے تھے۔ فرماتی تھیں: آخری بات جو آپؐ نے کی، یہ تھی: الٰہی رفیق اعلیٰ کے ساتھ۔

اطرافہ: ٤٤٣٥، ٤٤٣٦، ٤٤٣٧، ٤٥٨٦، ٦٣٤٨، ٦٥٠٩۔

تشریح: آخِرُ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اس باب سے ان کمزور روایتوں کا ردّ مقصود ہے جو رافضیوں اور شیعوں نے حضرت علیؓ کی وصیت کے بارے میں گھڑی ہیں۔ مثلاً روایت لِكُلِّ نَبِيٍّ وَصِيٌّ وَإِنَّ عَلِيًّا وَصِيِّيْ وَوَارِثِيْ [1] اور روایت عقیلی وغیرہ نیز یہ روایت کہ حضرت

[1] (الموضوعات لابن الجوزی، کتاب الفضائل والمناقب، جزء اول صفحہ ۳۷۶)

سلمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: آپؐ کا وصی کون ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: وَصِيِّيْ وَمَوْضِعُ سِرِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَخَيْرُ مَنْ اُخْلِفُ بَعْدِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ۔[1] یعنی میرا وصی اور رازدار اور میرے اہل بیت میں میرا جانشین علیؓ ہے اور وہی سب سے بہتر ہے جسے میں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب الموضوعات میں انہی جعلی روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۸۸)

بَاب ۸۵: وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات (کب ہوئی؟)

٤٤٦٤-٤٤٦٥: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا.

طرفہ: ٤٩٧٨۔

۴۴۶۴-۴۴۶۵: ابونعیم نے ہم سے بیان کیا کہ شیبان (بن عبد الرحمٰن) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے یحيٰ (بن ابی کثیر) سے، یحيٰ نے ابوسلمہ (بن عبد الرحمٰن) سے، ابوسلمہ نے حضرت عائشہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دس سال رہے۔ قرآن آپؐ پر اُترتا رہا اور مدینہ میں بھی دس سال رہے۔

٤٤٦٦: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

طرفہ: ٣٥٣٦۔

۴۴۶۶: عبداللہ بن یوسف (تنیسی) نے ہم سے بیان کیا کہ لیث (بن سعد) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عقیل سے، عقیل نے ابن شہاب سے، ابن شہاب نے عروہ بن زبیر سے، عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپؐ تریسٹھ[(۶۳)] برس کے تھے۔ ابن شہاب نے کہا: اور سعید بن مسیب نے بھی مجھے ایسا ہی بتایا۔

[1] (الموضوعات لابن الجوزی، کتاب الفضائل والمناقب، جزء اول صفحہ ۳۷۴)

تشریح: وَفَاةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تعلق میں دو روایتیں اس باب میں منقول ہیں۔ پہلی روایت سے ظاہر ہے کہ مکہ اور مدینہ میں آپؐ کی بعثت و نبوت کا عرصہ دس دس سال تھا۔ اگر اس مدت میں دعویٰ عام سے قبل تین سال ملالئے جائیں تو یہ تیئیس سال کا زمانہ ہے اور جیسا کہ روایات میں آیا ہے کہ آپؐ چالیس سال کے تھے جب نبوت سے سرفراز ہوئے۔ اور وفات کے وقت آپؐ کی عمر تریسٹھ سال ہوگی جو روایت نمبر ۴۴۶۶ میں مذکور ہے اور جمہور کی بھی یہی رائے ہے اور اس بارہ میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک روایت بسند هشام بن حسان عن عكرمة منقول ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: لَبِثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَبُعِثَ لِأَرْبَعِيْنَ وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ۔ یعنی آپؐ مکہ میں تیرہ سال رہے اور چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اور بوقت وفات آپؐ کی عمر تریسٹھ سال تھی۔ وَبِهِ جَزَمَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالشَّعْبِيُّ وَمُجَاهِدٌ وَقَالَ أَحْمَدُ هُوَ الثَّبْتُ عِنْدَنَا۔ اس عمر کے بارے میں سعید بن مسیب، شعبی اور مجاہد کا یہی قول بالجزم ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی کہا ہے کہ ہمارے نزدیک تریسٹھ سال کی عمر ہی ثابت ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپؐ بوقت وفات پینسٹھ سال کے تھے۔ روایت نمبر ۴۴۶۶ کے آخر میں ابن شہاب زہریؒ کے ایک اور قول کا حوالہ دیا گیا ہے جو مذکورہ بالا سند ہی سے ہے اور اسماعیلی نے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۸۹)

دن اور تاریخ وفات سے متعلق علماء کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری دو شنبہ (سوموار) کے دن فوت ہوئے اور اس کے اگلے روز آپؐ کی تدفین ہوئی۔

باب ۸٦

٤٤٦٧: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُودِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ يَعْنِيْ صَاعًا مِنْ شَعِيْرٍ.

۴۴۶۷: قبیصہ (بن عقبہ) نے ہم سے بیان کیا کہ سفیان (ثوری) نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے اعمش سے، اعمش نے ابراہیم (نخعی) سے، ابراہیم نے اسود (بن یزید) سے، اسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی۔ فرماتی تھیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فوت ہوئے تو آپؐ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس صاع اناج کے عوض رہن تھی۔

اطرافه: ٢٠٦٨، ٢٠٩٦، ٢٢٠٠، ٢٢٥١، ٢٢٥٢، ٢٣٨٦، ٢٥٠٩، ٢٥١٣، ٢٩١٦، ٤٤٦٧۔

تشریح: یہ باب بلا عنوان ہے اور امام ابن حجرؒ کے نزدیک امام بخاریؒ نے اشارہ کیا ہے کہ آپؐ تہی دست دنیا سے گئے۔ اور یہ حضرت عمرو بن حارثؓ کی روایت کے مطابق ہے۔ (فتح الباری جزء ۸ صفحہ ۱۹۰) جس کے یہ الفاظ ہیں: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا۔ (روایت نمبر ۴۴۶۱)

بَاب ۸۷: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فِي مَرَضِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اپنی اس بیماری میں جس میں کہ آپؐ فوت ہوئے، روانہ کرنا

٤٤٦٨: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِي أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

اطرافه: ٣٧٣٠، ٤٢٥٠، ٤٤٦٩، ٦٦٢٧، ٧١٨٧۔

۴۴۶۸: ابو عاصم ضحاک بن مخلد نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے فضیل بن سلیمان سے روایت کی کہ موسیٰ بن عقبہ نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے سالم سے، سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ (بن زیدؓ) کو سپہ سالار مقرر کیا اور لوگ ان سے متعلق باتیں بنانے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم نے اسامہؓ کی بابت اعتراض کیا ہے بحالیکہ وہ مجھے لوگوں میں سے بہت پیارا ہے۔

٤٤٦٩: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ

۴۴۶۹: اسماعیل (بن ابی اویس) نے ہم سے بیان کیا کہ مالک نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، عبد اللہ بن دینار نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور آپؐ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کو اُن پر امیر مقرر کیا۔ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: اگر تم اس کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو تم اس سے پہلے اس کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کیا کرتے تھے۔ اور اللہ کی قسم! وہ امارت کے لائق ہی تھا اور وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو مجھے بہت پیارے ہیں اور یہ بھی اس کے بعد ان لوگوں میں سے ہے جو مجھے بہت پیارے ہیں۔

اطرافهُ: ۳۷۳۰، ۴۲۵۰، ۴۴۶۸، ۶۶۲۷، ۷۱۸۷۔

تشریح: بَعْثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: حضرت اسامہ بن زیدؓ کی مہم آخری مہم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے اور دعا کے ساتھ ان کے لئے عَلَم کی گرہ باندھی اور یہ پہلی مہم ہے جس سے خلافت نبویہ کا آغاز ہوا اور اس اعتبار سے تاریخ اسلام میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے کہ وہ مابعد فتوحات کا پیش خیمہ تھی اور ان فتوحات کا سلسلہ مشرق و مغرب میں ممتد ہوا۔ یہاں تک کہ دوسری صدی میں تمام متمدن عالم پر اسلامی پھریرا لہرایا۔ یہ وسعت فتوحات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات قدسیہ اور دعا ہی کا نتیجہ تھی اور زمانے کے ساتھ ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ النور آیت ۳۶ میں آنحضرت ﷺ کو اپنے انوار کا مظہر قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار صفاتِ الٰہیہ ہیں۔ اور صفاتِ الٰہیہ میں سے ایک صفت اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ہے۔ زندہ اور دوسروں کا محافظ و نگران اور سہارا۔ صفت اَلْقَيُّوْمُ قیام سے مشتق ہے اور اس کے معنی قائم بالذات اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔ اسی مصدر سے لفظ قَوَّام ہے جو انسان کا وصف ہے۔ فرماتا ہے: كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ (النساء:۱۳۶) انصاف کو صحیح طور پر قائم کرنے والے ہو جاؤ۔ اور فرماتا ہے: كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ (المائدۃ:۹) اللہ کے لئے قوام بنو۔ اپنے اور دوسروں کے اخلاق درست رکھو۔ اور فرماتا ہے: اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء:۳۵) مرد عورتوں کے قوام ہیں یعنی ان کی خوراک وغیرہ کا خیال رکھنے والے اور انہیں حدود اللہ کے اندر رکھنے والے ہیں۔ یہ وصف خاصہ صفت قیومیت ہے جو آنحضرت ﷺ میں بحیثیت مظہر صفاتِ الٰہیہ بصورت اَتم پایا جاتا تھا اور یہ شان آپؐ کی زندگی کی جزئیات و تفصیلات میں نمایاں تھی۔ غزوۂ تبوک اور بعث اُسامہ بن زیدؓ کے موقع پر آنحضرت ﷺ کی بیداری اور اسلامی سلطنت کی حفاظت سے متعلق آپؐ کی مستعدی کا ثبوت ملتا ہے۔ جونہی آپؐ کو رومی سلطنت کے بد ارادوں کا علم ہوا، آپؐ نے دفاع اور خود حفاظتی کی فوراً تدبیر فرمائی اور حجۃ الوداع میں فتنہ دجال سے اپنی امت کو خبردار کیا اور اس کی نشاندہی کی اور بستر علالت پر یہود و نصاریٰ کی روش اختیار کرنے سے تنبیہ فرمائی۔ آپؐ کی یہ شانِ مظہر صفت قیومیت کا ہی

ظہور تھی اور آپؐ کی اسی شان کا مشاہدہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپؐ کو مخاطب کرتے اور فرماتے ہیں:

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِكَ الْمُتَھَلِّلِ شَاْنًا یَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

بے شک میں تیرے درخشاں چہرے میں دیکھ رہا ہوں ایک ایسی شان جو انسانی خصائل پر فوقیت رکھتی ہے۔

آپؐ کا خاتمہ کس شان کا ہے کہ مفوضہ فرض بعثت کے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے بعد فرمایا: دنیا میں ٹھہرنے کی مجھے رغبت نہیں بلکہ رفیق اعلیٰ سے ملنے کا شوق ہے۔ بالکل اسی جذبہ شوق سے جس طرح ایک سپہ سالار میدانِ جنگ فتح کرنے کے بعد بادشاہ سے ملنے کی خواہش رکھتا ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب المغازی کے خاتمہ ابواب کی جو ترتیب قائم کی ہے اس سے نبی اکرم رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے کامیاب جہاد کی عظمت اور آپؐ کی شان علو مرتبت کا علم ہوتا ہے۔

بعث اُسامہ بن زیدؓ کا سبب بھی وہی تھا جو غزوۂ تبوک کا۔ رومی پھر مدینہ منورہ پر دھاوا بولنے کی تیاری میں مصروف تھے۔ یہ اطلاع ملتے ہی آپؐ نے حضرت اسامہؓ کی قیادت میں مہم فلسطین و بلقاء کی طرف روانہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور اس میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وغیرہ جلیل القدر صحابہ پابہ رکاب تھے۔ جس کی وجہ سے بعض کو اعتراض کا موقع مل گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دلیل سے ان کے اعتراض کا ازالہ فرمایا۔ سیرت ابن ہشام میں اس غزوہ سے متعلق مختصر ذکر ہے۔[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری سے متعلق متفکر صحابہؓ مقام جرف پر ٹھہر گئے کہ آپؐ کو صحت ہو اور وہ آگے بڑھیں۔ طبقات ابن سعد میں اس سے متعلق مفصل ذکر ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے: ۱۱ ہجری ماہِ صفر کے چار دن باقی تھے کہ دوشنبہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور دوسرے دن حضرت اسامہؓ کو بلایا۔ یہ واقعہ سہ شنبہ کا ہے اور چہار شنبہ یعنی بدھ کے روز آپؐ کو سر درد کی شکایت ہوئی اور بخار سے بیمار ہوئے اور جمعرات کی صبح کو حضرت اسامہؓ کے لئے پرچم کو گرہ لگائی اور دعا کے ساتھ الوداع فرمایا کہ اس جگہ جاؤ جہاں تمہارے باپ شہید ہوئے تھے۔ میں نے تمہیں فوج کا سپہ سالار مقرر کیا ہے۔ اہل اُبنیٰ پر صبح کو حملہ کرنا اور حملہ سختی سے ہو اور تمہارے کوچ کی خبر پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ جاؤ۔ اگر اللہ تمہیں کامیاب فرمائے تو وہاں زیادہ دیر ٹھہرنے کی ضرورت نہیں اور اپنے ساتھ راستے سے واقف لے جاؤ۔ جاسوس اور دستہ ہر اول آگے بھیجو تا حملہ علیٰ وجہ البصیرت ہو۔[2] اس واضح ہدایت کے ساتھ حضرت اسامہؓ کو روانہ فرمایا۔ ابنیٰ کا علاقہ موتہ کے قریب اردن کے مشرق میں ہے۔ یہ اس سلسلہ کوہ میں واقع ہے جو سراۃ کہلاتا ہے اور تہامہ اور نجد کے درمیان حد فاصل ہے۔ شمالاً جنوباً یمن تک ممتد ہے۔ علاقہ بلقاء بھی اس جہت میں ہے جو وادیٔ اردن کے مشرق میں واقع ہے۔ یہاں کے عربی قبائل رومی سلطنت کے زیر حمایت تھے۔ غزوۂ تبوک میں ان میں سے بعض قبائل کے سرداران نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی تھی۔ (دیکھیں شرح باب ۷۸) غزوۂ موتہ کا تعلق بھی اسی علاقہ سے تھا یہ سلطنت روم کی جنوبی سرحد تھی۔ اسی علاقہ

---

[1] (السيرة النبوية لابن هشام، امر الرسول ﷺ بانفاذ بعث أسامة، جزء ۲ صفحہ ۶۵۰)

[2] (الطبقات الكبرىٰ لابن سعد، سرية أسامة بن زيد بن حارثة، جزء ۲ صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶)

میں شرحبیل غسانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ بر حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کو قتل کر دیا تھا اور اس کی سرکوبی کے لئے غزوۂ مؤتہ ہوا۔ (دیکھئے باب ۴۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں رومیوں نے پھر ان علاقوں میں اپنا اقتدار بحال کرنا چاہا اور ان کی انگیخت سے اہل ابنیٰ نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مہم تیار کی۔ ابن سعد کے بیان میں بھی ذکر ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ کی امارت پر اعتراض کیا گیا کہ جلیل القدر اور تجربہ کار صحابہ کو چھوڑ کر اُن پر ایک ناتجربہ کار نوجوان امیر بنا دیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر بیماری کی حالت ہی میں سر باندھے مخملی چادر لپیٹے تشریف لائے اور صحابہ کو مخاطب فرمایا: أَمَّا بَعْدُ! اَيُّهَا النَّاسِ فَمَا مَقَالَةٌ بَلَغَتْنِيْ عَنْ بَعْضِكُمْ فِيْ تَأْمِيْرِيْ أُسَامَةَ وَلَئِنْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَتِيْ أُسَامَةَ لَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَتِيْ اَبَاهُ مِنْ قَبْلِهِ وَاَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لِلْإِمَارَةِ لَخَلِيْقًا وَإِنَّ ابْنَهُ مِنْ بَعْدِهِ لَخَلِيْقٌ لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّهُمَا لَمُخِيْلَانِ لِكُلِّ خَيْرٍ وَاسْتَوْصُوْا بِهِ خَيْرًا فَإِنَّهُ مِنْ خِيَارِكُمْ۔ یہ کہہ کر آپؐ منبر سے اترے اور گھر کو لَوٹے۔[1] تقریباً یہی مضمون روایات باب ۸۷ کا ہے۔ تاہم اس کے ان الفاظ میں لَمُخِيْلَانِ لِكُلِّ خَيْرٍ نہیں۔ یعنی ان سے متعلق ہر بھلائی کا خیال ہے، اس لئے حضرت اسامہؓ کے بارے میں میری تمہیں بھلائی ہی کی وصیت ہے کیونکہ وہ اچھے لوگوں میں سے ہے۔ محمد بن سعد کی روایت کے مطابق یہ واقعہ دس ربیع الاول ہفتہ کے روز کا ہے۔ صحابہ کرامؓ حضرت اسامہؓ کی مہم میں شریک ہونے کی غرض سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور آنے لگے اور آپؐ سے الوداع ہو کر اُن کے لشکر سے جو مقامِ جرف میں خیمہ زن تھا جا ملے۔ یہ مقام مدینہ سے دو تین میل کے فاصلہ پر تھا۔ آپؐ کی بیماری بڑھتی گئی اور آپؐ اس دوران یہی تاکید فرماتے رہے کہ اُسامہؓ کا لشکر روانہ ہو جانا چاہیے۔

صحابہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کا شدید فکر تھا۔ ایسی حالت میں انہیں روانگی پسند نہیں تھی۔ یک شنبہ کو جب بیماری نے شدت اختیار کی۔ حضرت اسامہؓ آپؐ کے پاس اجازت حاصل کرنے کے لئے آئے۔ سر جھکایا، انہیں آپؐ نے بوسہ دیا۔ بات نہیں کر سکتے تھے۔ ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور نیچے کر لئے۔ حضرت اسامہؓ سمجھے کہ ان کی کامرانی کے لئے دعا فرمائی ہے اور اپنے لشکر کی طرف لَوٹے اور یہ وہ دن تھا جب غشی کی حالت میں آپؐ کے منہ میں دوا ڈالی گئی۔ اور اس سے دوسرے دن صبح آپؐ کو افاقہ ہوا تو حضرت اسامہؓ پھر حاضر ہوئے۔ آپؐ نے فرمایا: اُغْدُ عَلَى بَرَكَةِ اللهِ۔ اللہ کی برکت کے آسرے روانہ ہو جاؤ اور یہ کہہ کر انہیں الوداع فرمایا۔ وہ اپنے لشکر گاہ کی طرف لَوٹے اور لوگوں میں کوچ کا اعلان کیا۔ روانگی کے لئے وہ سوار ہونا چاہتے تھے کہ ان کی والدہ حضرت امّ ایمنؓ کا پیغام آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت نزع میں ہیں۔ وہ آئے اور ان کے ساتھ حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ بھی آئے اور آپؐ اسی دن بارہ ربیع الاول دو شنبہ کے روز سورج ڈھلے اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔ (آپؐ پر

---

[1] (الطبقات الكبرى لابن سعد، سرية أسامة بن زيد بن حارثة، جزء ۲ صفحہ ۱۴۶)

ہزاروں ہزار رحمتیں) آپؐ کی رحلت کا سُن کر صحابہ کرامؓ بھی جو جرف میں خیمہ زن تھے مدینہ آ گئے اور حضرت بریدہ بن حصیبؓ عَلَم بردار لشکر نے آ کر حضرت اسامہؓ کا عَلَم اسی طرح بندھا بندھایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر گاڑ دیا۔ جب حضرت ابو بکرؓ کی بیعت ہوئی تو انہوں نے حضرت بریدہؓ سے فرمایا کہ یہ عَلَم اُسامہؓ کے پاس لے جاؤ۔ وہ اپنی مہم پر روانہ ہو جائیں۔ انہی دِنوں بعض عرب قبائل کے ارتداد کی بھی خبریں پہنچی تھیں تو حضرت ابو بکرؓ سے کہا گیا کہ اُسامہؓ کو روک لیا جائے۔ انہوں نے نہ مانا اور حضرت اُسامہؓ سے کہا کہ اگر وہ عمرؓ کو مدینہ میں ٹھہرنے کی اجازت دے دیں تو مناسب ہو گا۔ بوقت ضرورت ان سے مشورہ کرنے میں مدد ملے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ سے کہا گیا اور وہ مدینہ میں ٹھہر گئے اور حضرت اسامہؓ نے یکم ربیع الثانی کو علاقہ ابنیٰ کی طرف کوچ کیا اور بیس روز کا سفر کر کے اُن پر دھاوا بولا۔ اسلامی لشکر کا شعار (علامت شناخت) "یَامَنْصُورُ أَمِتْ" تھا۔ یہ حملہ شدید تھا۔ جو سامنے آیا، اسے قتل یا قید کیا گیا۔ حضرت اسامہؓ اپنے باپ حضرت زید بن حارثہؓ کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے۔ میدانِ جنگ میں چکر کاٹے اور اپنے باپ کے قاتل کو ٹھکانے لگایا جس نے جنگ موتہ میں انہیں شہید کیا تھا اور اسی طرح نہ صرف اپنے باپ کا بلکہ شہداءِ موتہ کا پورا انتقام لیا۔ وہاں سے فارغ ہو کر وادی القریٰ کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچے اور مدینہ اپنی فتح و ظفر کی خوش خبری بھیجی اور جب مدینہ پہنچے تو حضرت ابو بکرؓ نے مع مہاجرین و انصار شہر سے باہر جا کر اُن کا خوشی خوشی استقبال کیا۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کا جانی نقصان نہیں ہوا۔ حضرت اسامہؓ اپنے گھوڑے سبحہ پر سوار مدینہ میں داخل ہوئے اور مسجد نبویؐ میں جا کر شکرانے کے دو نفل پڑھے۔ ہرقل خود جنگ کے دوران حمص میں تھا اور جب اسے معلوم ہوا تو بلقاء سرحد پر چوکی بٹھا دی اور اس کے بعد وہ سلسلہ غزوات شروع ہوا۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں شام فتح ہوا[1] اور رومیوں کے زیر نگین علاقہ جات سے وفودِ عرب اپنی اطاعت کا اعلان کرنے کی غرض سے آنے لگے۔

امام بخاریؒ کی روایات مندرجہ بالا میں اختصار ہے۔ دونوں روایتوں میں بعض لوگوں کے اعتراض اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب ہی کا ذکر ہے۔ غالباً اس لئے کہ یہ مہم آپؐ کی زندگی میں بالفعل روانہ نہیں ہوئی۔ گو آپؐ کے بعد جو وسیع سلسلہ غزوات و فتوحات چلا ہے وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کا نتیجہ تھا جو آپؐ نے اپنی امت کے لئے آخری لحات میں کیں۔ آپؐ قرآنِ مجید کی آخری تین سورتوں کا اعادہ کثرت سے فرماتے اور بیماری کے ایام میں بھی آپؐ کا یہی طریق تھا۔ (روایت نمبر ۴۴۳۹) اور وہی دعائیں آپؐ کی امت کے لئے سلامتی و برکت کا موجب ہوئیں۔ اس تعلق میں دیکھئے کتاب فضائل القرآن باب ۱۴۔

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، سریۃ أسامۃ بن زید بن حارثۃ، جزء ۲ صفحہ ۱۴۶، ۱۴۷)

باب ۸۸

٤٤٧٠: حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَهُ مَتَى هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِيْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِي بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۴۴۷۰: اصبغ (بن الفرج) نے ہم سے بیان کیا، کہا: (عبداللہ) بن وہب نے مجھے خبر دی۔ انہوں نے کہا: عمرو (بن حارث) نے مجھے بتایا۔ انہوں نے (یزید) بن ابی حبیب سے، انہوں نے ابوالخیر (مرثد) سے، ابوالخیر نے (عبدالرحمٰن بن عُسَیلہ) صنابحی سے روایت کی کہ انہوں نے ان سے پوچھا: تم نے کب ہجرت کی؟ صنابحی نے جواب دیا کہ ہم یمن سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور جحفہ میں پہنچے۔ ایک سوار سامنے سے آنکلا۔ میں نے اس سے حال دریافت کیا۔ اس نے کہا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ دن سے دفنا چکے ہیں۔ میں نے صنابحی سے پوچھا: کیا تم نے لیلۃ القدر سے متعلق کچھ سنا ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن حضرت بلالؓ نے مجھے بتایا کہ وہ آخری دہاکے کی ساتویں رات ہے۔

تشریح: یہ باب بلا عنوان ہے۔ لیلۃ القدر کے مضمون کے تعلق میں تفصیل کے لیے دیکھئے کتاب فضل لیلۃ القدر شرح باب ۲، ۳۔ اس خاتمہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حوالہ سے خیر و برکت والی گھڑی کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے دعائیں فرمائیں اور ساری امت کو اُن دعاؤں کے التزام کے متعلق تاکید فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِہٖ وَمُحِبِّہٖ۔

بَاب ۸۹: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے

٤٤٧١: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

اطرافہ: ۳۹۴۹، ۴۴۰۴۔

۴۴۷۱: عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات کئے؟ انہوں نے کہا: سترہ۔ میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوات کئے؟ انہوں نے کہا: انیس۔

٤٤٧٢: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

۴۴۷۲: عبداللہ بن رجاء نے ہم سے بیان کیا کہ اسرائیل نے ہمیں بتایا کہ ابواسحاق سے روایت ہے۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا، کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ غزوات میں نکلا۔

٤٤٧٣: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۴۴۷۳: احمد بن حسن نے مجھے بتایا کہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال نے ہم سے بیان کیا کہ معتمر بن سلیمان نے ہمیں بتایا۔ انہوں نے کہمس سے، انہوں نے (عبداللہ) بن بریدہ سے، انہوں نے اپنے باپ حضرت بریدہؓ (بن حصیب) سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ غزوات میں شامل ہوئے۔

تشریح: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : معنونہ سوال کا جواب تین روایتوں سے دیا گیا ہے۔ دو روایتیں ابو اسحاق کی ہیں جنہوں نے دو مختلف صحابیوں حضرت زید بن ارقمؓ اور حضرت براء بن عازبؓ سے دریافت کیا کیونکہ انہیں غزوات سے متعلق تحقیق کا شوق تھا۔ امام بخاریؒ نے حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت (نمبر ۳۹۴۹) سے غزوات کے ابواب شروع کئے اور خاتمہ میں بھی انہی کی روایت (نمبر ۴۴۷۱) کا ذکر ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ کل غزوات انیس ہوئے۔ بعض صحابہ پندرہ جنگوں میں شریک ہوئے اور بعض سولہ میں۔ اس تعلق میں ایک روایت حفصہ بن سیرین کی کتاب الحیض روایت نمبر ۳۲۴ میں گزر چکی ہے، جس میں ایک خاتون کا بیان نقل کیا گیا ہے کہ وہ بنی خلف میں آئی اور اس نے بتایا کہ ان کے بہنوئی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں بارہ غزوات کئے اور اس کی بہن چھ غزوات میں شریک ہوئی۔ عورتیں بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کا علاج معالجہ کرتی تھیں۔

غرض روایتوں میں تعداد کا ذکر حسب مشاہدہ کم وبیش ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنے اصول صحت کے مطابق جو مستند روایتیں قبول کی ہیں ان کی رو سے زیادہ سے زیادہ غزوات کی تعداد انیس ہے۔ (روایت نمبر ۳۹۴۹) غزوہ اَبواء، غزوہ بواط، غزوہ طلب کرز بن جابر الفہری، غزوہ بدر اولیٰ، غزوہ عشیرہ، غزوہ بدر، غزوہ بنی قینقاع، غزوہ سویق، غزوہ قرقرۃ الکدر، غزوہ غطفان، غزوہ بنی سلیم، غزوہ احد، غزوہ حمراء الاسد، غزوہ بنی نضیر، غزوہ بدر الموعد، غزوہ ذات الرقاع، غزوہ دومۃ الجندل، غزوہ مریسیع، غزوہ خندق، غزوہ بنی قریظہ، غزوہ بنی لحیان، غزوہ قرطاء، غزوہ الغابہ، غزوہ حدیبیہ، غزوہ خیبر، غزوہ فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف، غزوہ موتہ، غزوہ تبوک۔ ان میں سے غزوہ ابواء، بواط، عشیرہ، کرز، سویق اور بدر الموعد میں کوئی لڑائی نہیں ہوئی۔ حضرت زید بن ارقمؓ کی مراد اُنیس وہ غزوات ہیں جن میں جنگیں یا جھڑپیں ہوئیں۔ طبقات ابن سعد میں غزوات و سرایا کا ذکر تفصیل سے ہے۔ ان میں مذکورہ بالا غزوات کی تعداد ستائیس ہے اور سرایا تقریباً سنتالیس ہیں۔[1] امام ابن حجرؒ نے مغلطائی کا حوالہ دیا ہے کہ انہوں نے غزوات و سرایا کی تعداد یکصد بتائی ہے اور یہی درست ہے۔ (فتح الباری جزء۸ صفحہ ۱۹۲) لیکن جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ ہر غزوہ یا سریہ میں لڑائی نہیں ہوئی اور نہ تمام لڑائی کی غرض سے تھے جس کی وجہ سے تعداد میں اختلاف ہے۔ سیرت ابن ہشام میں کل ستائیس غزوات کا ذکر ہے۔ ان میں سے نو غزوات میں مڈبھیڑ ہوئی۔ بدر، احد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح (مکہ)، حنین اور طائف اور اڑتیس مہمات بھیجی گئیں۔[2] غزوہ بنی قریظہ، غزوہ احزاب ہی کا حصہ ہے۔ اس لئے آٹھ ہی ایسے غزوات ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن سے سامنا ہوا۔ حضرت براء بن عازبؓ کی روایت (نمبر ۴۴۷۲) کہ میں آپؐ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شریک تھا اس میں وہ مہمیں بھی شامل ہیں جو جنگی نوعیت کی نہ تھیں بلکہ اور اغراض کے لئے تھیں۔

---

[1] (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ذکر عدد مغازی الرسول ﷺ، جزء۲ صفحہ ۳)

[2] (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام، ذکر جملۃ الغزوات وذکر جملۃ السرایا والبعوث، جزء۲ صفحہ ۶۰۸، ۶۰۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرتِ اشغال و شدت مصروفیت کا اندازہ مذکورہ بالا جنگوں اور مہموں سے کیا جاسکتا ہے جن سے آپؐ کو اپنے آخری حصہ عمر کے عرصہ پانچ چھ سال میں گزرنا پڑا ہے اور فتح مکہ کے بعد جو وفود قبائل عرب کی طرف سے اسلام قبول کرنے یا معاہدات صلح و امن طے کرنے کی غرض سے مدینہ آئے اور اس اثناء میں جو خطوط آپؐ نے بادشاہوں اور سرداران عرب و عجم کی طرف بھیجے اور اسی طرح جو عمال مفتوحہ علاقہ جات میں انتظام و استحکام کی غرض سے روانہ فرمائے، اگر ان سارے کاموں پر نظر ڈالی جائے اور اس پر مستزاد یہ کہ ایک بہت بڑی عیال داری اور اس کی جو ذمہ داری آپؐ پر تھی وہ ملحوظ رکھی جائے اور اس کے ساتھ آپؐ کی عبادت گزاری کی کیفیت دیکھی جائے اور جاہلیت سے نکلی ہوئی نئی قوم کی تربیت و تزکیہ کا عظیم الشان کام جو آپؐ کے مبارک ہاتھوں سے انجام پایا وہ مدنظر رکھا جائے تو آپؐ کے اس قول کا مفہوم اچھی طرح سمجھ میں آجائے گا۔ أُعْطِيْتُ قُوَّةَ أَرْبَعِيْنَ فِي الْبَطْشِ وَالنِّكَاحِ۔[1] کہ مجھے چالیس مردوں کی طاقت دی گئی۔ یہ بار گراں کسی ایک مرد کے اُٹھانے والا نہ تھا۔ نہ چالیس مردوں کا جو اس اکیلے مرد قوام نے اُٹھایا جو خارق عادت اور محیر العقول ہے۔ ہر کام میں کامیابی نے آپؐ کے قدم چومے۔ آپؐ کی یہی شان نرالی دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اِنِّیْ اَرٰی فِیْ وَجْھِكَ الْمُتَھَلِّلِ
شَأْنًا یَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

میں تیرے رُخ انور میں ایسی شان دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل سے بالاتر ہے۔ عَلَيْهِ صَلَوٰتُ اللّٰهِ كَمَا يُحِبُّ وَيَرْضَى۔

✡✡✡✡✡

---

[1] (المعجم الأوسط للطبرانی، من اسمه أحمد، جزء اوّل صفحہ ۱۷۸)

بسم الله الرحمن الرحيم

کتابیات

۞۞۞۞۞۞۞۞۞۞

قرآنِ کریم وتفاسیر

★ **تفسیر صغیر**: حضرت مرزا بشير الدين محمود احمد خليفة المسيح الثاني رضی اللہ عنہ

★ **قرآن کریم**: اُردو ترجمه حضرت مرزا طاهر احمد خليفة المسيح الرابع رحمۃ اللہ علیہ

★ **مفاتيح الغيب المسمى بالتفسير الكبير للرازى**:
أبو عبد الله محمد بن عمر الملقب بفخر الدين الرازي (المتوفى: ٦٠٦هـ)
دار إحياء التراث العربي — بيروت۔ الطبعة الثالثة - ١٤٢٠هـ۔

★ **فتح القدير**: محمد بن على بن محمد بن عبد الله الشوكاني اليمنى (المتوفى: ١٢٥٠هـ)
دار ابن كثير، دار الكلم الطيب دمشق، بيروت۔ الطبعة الأولى ١٤١٤هـ۔

★ **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**: ابو القاسم محمود بن عمرو الزمخشرى (المتوفى ٥٣٨ هـ)
دار الكتاب العربي، بيروت۔ الطبعة الثالثة۔ ١٤٠٧هـ۔

کتب لِمتونِ الحدیث

★ **صحيح البخارى**: ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (المتوفى ٢٥٦هـ)

(۱) فتح الباري: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢هـ)
مطبوعه دار السلام الرياض۔ الطبعة الاولى۔ ٢٠٠٠ء
المطبعة الأميرية ببولاق بمصر ١٣٠١هـ
المطبع الأنصاري دهلى۔ ١٣٠٥هـ

(۲) صحيح البخاري: مطبوعه قديمى كتب خانه آرام باغ كراچى۔ ١٣٥٧هـ

(۳) عمدة القاري: بدرالدين ابومحمد محمود بن احمد العينى (المتوفى ٨٥٥هـ)
داراحياء التراث العربي۔ بيروت لبنان

(۴) صحيح الإمام البخاري مطبوعة عن النسخة اليونينية
مطبوعه دار طوق النجاة۔ الطبعة الأولى ١٤٢٢هـ۔

(۵) صحيح البخاري مطبوعه مكتبة الرشد الرياض۔ الطبعة الثانية۔ ٢٠٠٦ء

★ **صحیح مسلم:** مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري (المتوفى۲٦۱ھ)
دارالسلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۸ء

★ **جامع ترمذی:** ابو عيسى محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (المتوفى۲۷۹ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء

★ **سنن ابی داود:** ابو داؤد سلیمان بن الأشعث السجستاني الأزدي (المتوفى۲۷۵ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء

★ **سنن نسائی:** ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعيب بن على النسائي (متوفى۳۰۳ھ)
دارالسلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء

★ **سنن ابن ماجه:** ابو عبد الله محمد بن يزيد القزوينى (المتوفى۲۷۵ھ)
دار السلام۔ الریاض۔ الطبعة الاولی۔ ۱۹۹۹ء

★ **صحیح لابن حبان:** محمد بن حبان بن أحمد التميمى (المتوفى: ۳۵۴ھ)
مؤسسة الرسالة – بيروت۔ الطبعة الثانية ۱۴۱۴ھ – ۱۹۹۳ء

★ **مصنف عبد الرزاق:** ابو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعاني (المتوفى۲۱۱ھ)
المكتب الاسلامى بيروت۔ الطبعة الثانية۔ ۱۴۰۳ھ

★ **مصنف ابن ابی شیبة:** ابو بكر عبد الله بن محمد بن ابي شيبة (المتوفى۲۳۵ھ)
مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى۔ ۱۴۰۹ھ

★ **الأدب المفرد:** ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري(المتوفى۲۵٦ھ)
مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض
الطبعة الأولى۔ ۱۴۱۹ ھ – ۱۹۹۸ء

★ **مسند احمد بن حنبل:** احمد بن محمد بن حنبل ابو عبد اللى الشيباني (المتوفى۲۴۱ھ)
دار الفكر العربي ، المكتب الاسلامى بيروت۔
مسند أحمد مذيلة بأحكام شعيب الأرنؤوط، مؤسسة قرطبة–القاهرة۔

★ **السنن الکبریٰ للبیہقی:** أبو بكر أحمد بن الحسين بن على بن موسى البيهقى (المتوفى: ۴۵۸ھ)
الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت لبنات
الطبعة الثالثة۔ ۱۴۲۴ ھ – ۲۰۰۳ء

★ **سنن سعید بن منصور:**
أبو عثمان سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني الجوزجاني (المتوفى: ۲۲۷ھ)
الناشر: الدار السلفية، الهند۔ الطبعة الأولى۔ ۱۴۰۳ھ –۱۹۸۲ء

★ المستدرك على الصحيحين: ابو عبد الله الحاكم النيسابوري (المتوفى٤٠٥ھ)
دار المعرفة بيروت۔ لبنان۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٨٦ء

★ المعجم الكبير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠ھ)
مكتبة العلوم والحكم الموصل الطبعة الثانية۔ ١٩٨٣ء
مكتبة ابن تيمية القاهرة الطعبة الثانية۔

★ مسند أبي داود الطيالسي:
أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصرى (المتوفى: ٢٠٤ھ)
الناشر: دار هجر ، مصر۔ الطبعة الأولى۔ ١٤١٩ ھ – ١٩٩٩ء

★ المعجم الأوسط للطبرانی: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبرانی (المتوفى٣٦٠ھ)
الناشر: دار الحرمين ۔ القاهرة

★ المعجم الصغير: أبو القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطبراني (المتوفى٣٦٠ھ)
دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔١٤٠٣ھ/ ١٩٨٣ء

★ الموضوعات لابن الجوزی: جمال الدين عبد الرحمن بن على ابن الجوزي (المتوفى: ٥٩٧ھ)
المكتبة السلفية بالمدينة المنورة۔ الطبعة الأولى۔ ١٣٨٦ ھ – ١٩٦٦ء

کتب لِشرح الحدیث وعلوم الحدیث

★ فتح الباری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢ھ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى۔ ٢٠٠٠ء

★ ھدی الساری مقدمة فتح الباری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢ھ)
مطبوعه دار السلام الرياض، الطبعة الاولى۔ ٢٠٠٠ء

★ عمدة القاری: بدر الدين ابو محمد محمود بن احمد العينى (المتوفى٨٥٥ھ)
دار احياء التراث العربي بيروت لبنان

★ تغلیق التعليق على صحيح البخاری: احمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى٨٥٢ھ)
المكتب الإسلامى بيروت لبنان، الطبعة الأولى۔ ١٤٠٥ھ

★ كشف المشكل من حديث الصحيحين:
جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمٰن بن على بن محمد الجوزي (المتوفى: ٥٩٧ھ)
الناشر: دار الوطن ۔ الرياض

کتب السیرۃ والتاریخ والفقہ واللغۃ

★ سیرۃ خاتم النبیینﷺ: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے
Islam International Publication Limited.
Islamabad, Sheephatch Lane, Tilford, Surrey, UK. 2003

★ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: أبو محمد عبد الملك بن هشام (متوفی۲۱۳ھ)
دار الكتاب العربي بيروت۔ الطبعة الثالثة۔ ۱٤۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء

★ الطبقات الکبیر/الطبقات الکبرٰی: محمد بن سعد بن منيع الزهري (متوفی ۲۳۰ھ)
مكتبة الخانجي بالقاهرة۔ الطبعة الأولى۔ ۱٤۲۱ھ/۲۰۰۱ء
دار صادر۔ بيروت لبنان ۱٤۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

★ تاریخ الرسل والملوک (مسمی بتاریخ الطبری):
أبوجعفر محمد بن جرير الطبري (متوفی ۳۱۰ھ)
دار التراث بيروت۔ الطبعة الثانية۔ ۱۳۸۷ھ

★ إمتاع الأسماع بما للنبیﷺ من الأحوال والأموال والحفدۃ والمتاع:
تقی الدین أحمد بن علی بن عبد القادر المقريزي (متوفی ۸٤۵ھ)
الناشر: دار الكتب العلمية ،بيروت ۔ الطبعة الأولى۔ ۱٤۲۰ ھ - ۱۹۹۹ء

★ تاریخ الیعقوبی: أحمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب المعروف بالیعقوبی (المتوفی: ۲۹۲ھ)
مطبعة الغري۔ النجف۔ ۱۳۵۸ھ

★ تاریخ الصغیر للبخاری (أو تاریخ الأوسط للبخاری):
محمد بن إسماعیل بن إبراھیم بن المغیرۃ البخاری (المتوفی: ۲۵٦ھ)
مكتبة دار التراث ۔ حلب ، القاهرة۔ الطبعة الأولى۔ ۱۳۹۷ھ – ۱۹۷۷ء

★ دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ:
أبوبكر أحمد بن الحسين البيهقي (متوفی۴۵۸ھ)
دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔ الطبعة الأولى۔ ۱٤۰۸ھ/۱۹۸۸ء

★ الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ھشام:
أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفی: ۵۸۱ھ)
دار الكتب الحديثة، دار الكتب الإسلامية۔ ۱۹٦۷ء
دار إحياء التراث العربي، بيروت۔ الطبعة الأولى۔ ۱٤۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء

★ البداية والنهاية: عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير (متوفى ٧٧٤ھ)
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية بدار هجر۔
الطبعة الأولى۔ ١٤١٧ھ/١٩٩٧ء

★ تاریخ ابن خلدون: (المسمى : ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر)
عبد الرحمان بن خلدون (متوفى ٨٠٨ھ)
دار الفكر۔ بيروت، لبنان۔ ١٤٢١ھ/ ٢٠٠٠ء

★ السيرة الحلبية (إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون):
أبو الفرج نور الدين، على بن إبراهيم بن أحمد الحلبي (المتوفى ١٠٤٤ھ)
دار الكتب العلمية، بيروت لبنان۔ الطبعة الثانية۔ ١٤٢٧ھ

★ شرح العلامة الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:
محمد الزرقاني بن عبد الباقي بن يوسف (المتوفى ١١٢٢ھ)
دار الكتب العلمية، بيروت لبنان۔ الطبعة الأولى۔ ١٤١٧ھ / ١٩٩٦ء

★ المغازي: محمد بن عمر الواقدي (المتوفى: ٢٠٧ھ)
دار الأعلمي بيروت۔ الطبعة الثالثة۔ ١٤٠٩ھ /١٩٨٩ء

★ سبل الهدى والرشاد: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (المتوفى: ٩٤٢ھ)
دار الكتب العلمية بيروت ۔ لبنان۔ الطبعة الأولى۔ ١٤١٤ ھ – ١٩٩٣ء

★ تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس: حسين بن محمد الديار بكري (متوفى ٩٦٦ھ)
دار صادر، بيروت۔

★ كتاب الأغاني: أبو الفرج الأصفهاني على بن الحسين (المتوفى: ٣٥٦ھ)
دار أحياء التراث العربي۔ بيروت لبنان۔ الطبعة الثانية۔ ١٤١٨ھ/ ١٩٩٧ء

★ المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار:
أحمد بن على بن عبد القادر، أبو العباس تقى الدين المقريزي (المتوفى: ٨٤٥ھ)
الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت۔ الطبعة الأولى۔ ١٤١٨ ھ

★ أديان العرب في الجاهلية: محمد نعمان الجارم القاضي
مطبعة السعادة بجوار محافظة مصر۔ الطبعة الأولى۔ ١٣٤١ھ/ ١٩٢٣ء

★ تاريخ العرب القديم وظهور الإسلام للصفّ الثاني من المدارس المتوسطة:
أنور الرفاعي، سعد الدين القواص، كرم توما
المطبعة الهاشمية بدمشق۔

★ تاريخ العرب والإسلام للصفّ الثاني الثانوي: بسام كرد علي، جورج حدّاد، شاكر مصطفى
ناشر وزارة المعارف السورية تدريسه رسميًا،
مطبعة ومكتبة العلوم والآداب هاشمي أخوان بدمشق، الطبعة الثالثة۔ ١٣٧١هـ/١٩٥٢ء
★ أخبار مكة: أبو الوليد محمد بن عبد الله المعروف بالأزرقي (المتوفى: ٢٥٠هـ)
دار الأندلس۔ بيروت۔ ١٣٨٩هـ
★ الرحيق المختوم: صفي الرحمٰن المباركفوري
وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية۔ قطر۔ ١٤٢٨هـ/ ٢٠٠٧ء
★ وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: علي بن عبد الله بن احمد السمهودي (المتوفى ٩١١هـ)
دار الكتب العلمية بيروت ۔الطبعة الأولى۔ ١٤١٩هـ ۔

☆☆☆

★ المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام: الدكتور جواد علي (متوفى ١٤٠٨هـ)
دار الساقي۔ الطبعة الرابعة۔ ١٤٢٢هـ / ٢٠٠١ء
★ تاريخ اليهود في بلاد العرب في الجاهلية وصدر الاسلام:
الدكتور اسرائيل ولفنسون ابو ذؤيب (استاذ اللغات السامية بدار العلوم)
مطبعة الا عتماد بشارع حسن الا كبر بمصر۔ ١٣٤٥هـ/١٩٢٧ء
★ التوفيقات الإلهامية في مقارنة التواريخ الهجرية-
محمد مختار باشا المصري (المتوفى ١٣١٥هـ)
المؤسسة العربية للدراسات والنشر۔ الطبعة الأولى۔ ١٤٠٠هـ/١٩٨٠ء
★ معجم البلدان: شهاب الدين أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله الرومي الحموي (متوفي ٦٢٦هـ)
دار صادر ، بيروت۔ الطبعة الثانية۔ ١٩٩٥ء
★ فتوح البلدان: أحمد بن يحيى بن جابر بن داود البَلَاذُري (المتوفى: ٢٧٩هـ)
الناشر: دار ومكتبة الهلال-بيروت ۔ ١٩٨٨ء
★ تاريخ الشعوب الاسلامية: كارل بروكلمان۔
نقله الى العربية امين فارس ومنير البعلبكي
دار العلم للملايين بيروت۔ الطبعة الخامسة۔ ١٩٦٨۔
★ معجم المعالم الجغرافية في السيرة النبوية:
عاتق بن غيث بن زوير بن زاير بن حمود البلادي الحربي (متوفى ١٤٣١هـ)
دار مكة، مكة المكرمة۔ الطبعة الأولى۔ ١٤٠٢هـ / ١٩٨٢ء

★ أطلس السيرة النبوية للدكتور شوقي ابو خليل
دار الفكر دمشق ، سوريا۔ الطبعة الأولى۔ ١٤٢٣ھ
★ اٹلس سیرت النبی ﷺ: ڈاکٹر شوقی ابو خلیل (اردو ترجمہ حافظ محمد امین)
مکتبة دار السلام۔ ١٤٢٤ھ

☆☆☆

★ الاستيعاب في معرفة الأصحاب:
أبو عمر يوسف بن عبد الله ابن عبد البر (المتوفى: ٤٦٣ھ)
الناشر: دار الجيل، بيروت۔ الطبعة الأولى۔ ١٤١٢ ھ – ١٩٩٢ء
★ أسد الغابة في معرفة الصحابة: عز الدين على بن أبي الكرم المعروف بابن الأثير (متوفى ٦٣٠ھ)
دار الكتب العلمية، الطبعة الأولى۔ ١٤١٥ھ/ ١٩٩٤ء
★ الاصابة في تمييز الصحابة: أحمد بن على بن حجر العسقلاني (المتوفى ٨٥٢ھ)
دار الجيل۔ بيروت۔ الطبعة الأولى۔ ١٩٩٢ء۔

☆☆☆

★ لسان العرب: محمد بن مكرم بن على بن احمد جمال الدين ابو الفضل الشهير بابن المنظور
دار احياء التراث العربي۔ الطبعة الاولى۔ ١٩٨٨ء
★ أقرب الموارد في فصح العربية والشوارد: سعيد الخوري الشرتوني اللبناني۔
منشورات مكتبة آية الله العظمى المرعشي النجفي۔ ايران۔ ١٤٠٣ھ
★ النهاية في غريب الحديث والأثر: مجد الدين بن محمد الشيباني، ابن الأثير (المتوفى ٦٠٦ھ)
دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان الطبعة الاولى۔ ١٤٢٢ھ
★ قاموس الوحید: علامہ وحید الزمان قاسمی کیرانوی (متوفی ١٩٩٥ء)۔
ادارۂ اسلامیات لاہور۔ اشاعت اوّل ٢٠٠١ء
★ اردو لغت: اردو لغت بورڈ۔ ترقی اردو بورڈ کراچی۔ ایڈیشن اوّل۔ ١٩٩٢ء۔

الكتب الأخرى

★ كتاب الخراج: أبو يوسف يعقوب بن إبراهيم بن حبيب (المتوفى : ١٨٢ھ)
الناشر : المكتبة الأزهرية للتراث
★ المحبر: محمد بن حبيب بن أمية، بالولاء، أبو جعفر البغدادي (المتوفى: ٢٤٥ھ)
الناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت

★ التنبيه والاشراف للمسعودی: أبو الحسن علی بن الحسين بن علی المسعودی (المتوفی: ٣٤٦ھ)
الناشر: دار الصاوي - القاهرة

★ مجموعة الوثائق السياسية للعهد النبوی والخلافة الراشدة:
محمد حميد الله الحيدر آبادي الهندي (متوفی ١٤٢٤ھ)
دار النفائس بيروت۔ الطبعة السادسة۔ ١٤٠٧ھ

★ بائیبل: کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ) نارتھ انڈیا بیبل سوسیٹی - ۱۸۷۰ء۔
شائع کردہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لندن ۱۸۸۹ء

★ بائیبل: کتاب مقدس (یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ) پاکستان بائبل سوسائٹی - انار کلی لاہور۔ ۱۹۶۵ء۔
Printed by: Lowe and Brydone Printers Ltd. London, N.W.10

★ **TIME, an American weekly news magazine**
Published in New York City.
Managing Editor: Roy Alexander